بسم اللہ الرحمن الرحیم

قال رسول اللّٰہ ﷺ:

مَنْ يُّرِدِ اللّٰهُ بِهٖ خَيْراً يُّفَقِّهْهُ فِيْ الدِّيْنِ.

(صحیح البخاري ١٦/١ رقم: ٧١، صحیح مسلم ٣٣٣/١ رقم: ١٠٣٧)

کتابُ النوازل

منتخب فتاویٰ: مولانا مفتی سید محمد سلمان صاحب منصورپوری

نائب مفتی واستاذ حدیث جامعہ قاسمیہ مدرسہ شاہی مرادآباد

(جلدِ خامس عشر)

کتاب الحظر والاباحۃ

ترتیب وتحقیق:

(مفتی) محمد ابراہیم قاسمی غازی آبادی

ناشر

المرکز العلمي للنشر والتحقیق

لال باغ مرادآباد

www.besturdubooks.wordpress.com

- نام کتاب : کتاب النوازل (جلدِ خامس عشر)
- منتخب فتاویٰ : مولانا مفتی سید محمد سلمان صاحب منصور پوری
- ترتیب وتحقیق : مفتی محمد ابراہیم قاسمی غازی آبادی
- کمپیوٹر کتابت : محمد اسجد قاسمی مظفر نگری
- ناشر : **المرکز العلمی للنشر والتحقیق، لال باغ مرادآباد**

09412635154 - 09058602750

- تقسیم کار : فرید بک ڈپو (پرائیویٹ) لمیٹڈ دریا گنج دہلی

011-23289786 - 23289159

- اشاعتِ اول : جمادی الاولیٰ ۱۴۳۷ھ مطابق فروری ۲۰۱۶ء
- صفحات : ۶۲۴
- قیمت : ۴۳۰/ روپئے

ملنے کے پتے:

- مرکز نشر وتحقیق لال باغ مرادآباد **09058602750**
- مکتبہ صدیق اینڈ کلاتھ ہاؤس لال باغ مرادآباد **09997747293**
- کتب خانہ یحیوی محلہ مفتی سہارن پور
- کتب خانہ نعیمیہ دیوبند

www.besturdubooks.wordpress.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

○

مسائل کی پوچھ تاچھ

قَالَ اللّٰہُ تَبَارَکَ وَتَعَالٰی:

فَسْئَلُوْآ أَھْلَ الذِّکْرِ إِنْ کُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ○

[الأنبیآء: ۷]

ترجمہ: پس پوچھ لو جانکار لوگوں سے اگر تم نہ جانتے ہو۔

○

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ:

إِنَّمَا شِفَاءُ الْعِيِّ السُّوَالُ.

(سنن أبي داؤد ۴۹/۱ رقم: ۳۳٦، سنن ابن ماجة ۴۳/۱ قم: ۵۷۲)

ترجمہ: عاجز (ناواقف) شخص کے لئے اطمینانِ قلب کا ذریعہ (معتبر اور جانکار لوگوں سے مسئلہ کے بارے میں) سوال کر لینا ہے۔

○

www.besturdubooks.wordpress.com

اِجمالی فہرست

کتاب الحظر والاباحۃ

- حقوق وآداب ---------- ۳۵-۴۶
- قرآنِ کریم اور کتبِ دینیہ وغیرہ کے آداب ---------- ۴۷-۹۵
- ترضی وترحم ---------- ۹۶-۱۰۰
- والدین کے حقوق وآداب ---------- ۱۰۱-۱۵۳
- زوجین کے حقوق ---------- ۱۵۴-۱۶۹
- اَساتذہ اور علماء کے حقوق وآداب ---------- ۱۷۰-۱۸۱
- پڑوسیوں اور رشتہ داروں کے حقوق ---------- ۱۸۲-۱۹۲
- عام مسلمانوں کے حقوق ---------- ۱۹۳-۲۲۱
- اِسلامی نام ---------- ۲۲۲-۲۳۲
- سلام ومصافحہ اور معانقہ ---------- ۲۳۳-۲۷۸
- سونے کی سنتیں اور آداب ---------- ۲۷۹-۲۹۵
- قضاء حاجت اور بول وبراز کے آداب ---------- ۲۹۶-۳۱۲
- مسواک کی سنتیں اور آداب ---------- ۳۱۳-۳۱۹
- لباس کی سنتیں اور آداب ---------- ۳۲۰-۳۶۶
- ٹوپی کی سنتیں اور آداب ---------- ۳۶۷-۳۷۸

www.besturdubooks.wordpress.com

❑ عمامہ کی سنتیں اور آداب ---------- ۳۷۹-۳۸۷

❑ پردے کے اَحکام ---------- ۳۸۸-۴۳۶

❑ زیورات کے استعمال کے شرعی اَحکام ---------- ۴۳۷-۴۵۵

❑ اَنگوٹھی پہننے کی سنتیں اور آداب ---------- ۴۵۶-۴۶۶

❑ زیب وزینت کی چیزیں اور اُن کا حکم ---------- ۴۶۷-۴۹۰

❑ عطر اور خوشبو کی سنتیں اور آداب ---------- ۴۹۱-۴۹۸

❑ بالوں کے اَحکام ---------- ۴۹۹-۵۲۹

❑ خضاب اور مہندی وغیرہ کے مسائل ---------- ۵۳۰-۵۵۰

❑ داڑھی، مونچھ اور ناخون کے اَحکام ---------- ۵۵۱-۵۷۹

❑ جوتا چپل پہننے کے آداب ---------- ۵۸۰-۵۸۴

❑ نسب اور برادری سے متعلق اَحکام ---------- ۵۸۵-۵۹۵

❑ خواب اور اُس کی تعبیر ---------- ۵۹۶-۶۱۲

❑ متفرق آداب ---------- ۶۱۳-۶۲۴

❑❖❑

www.besturdubooks.wordpress.com

تفصیلی فہرست

کتاب الحظر والاباحۃ

حقوق وآداب ۳۶

- اللہ تعالیٰ کے بندوں پر کیا حقوق ہیں؟ ---------- ۳۶
- اللہ تعالیٰ کے ساتھ لفظ ’’میاں‘‘ کا استعمال؟ ---------- ۳۹
- اللہ تعالیٰ کے لئے اَدباً جمع کا صیغہ استعمال کرنا؟ ---------- ۴۰
- دین کی بات کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ ’’فرماتے ہیں‘‘ کہنا؟ ---------- ۴۱
- کیا ’’اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں‘‘ کہنا نا مناسب اور وحدت کے خلاف ہے؟ ---------- ۴۲
- گل کے ڈبے پر ’’اللہ‘‘ لکھنا؟ ---------- ۴۳
- حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا اُمتیوں پر حق ---------- ۴۴
- حضور علیہ السلام کو ’’یا محمدؐ‘‘ کہہ کر پکارنا؟ ---------- ۴۶

قرآنِ کریم اور کتبِ دینیہ وغیرہ کے آداب ۴۷

- بغیر متن کے ترجمۂ قرآن کی اشاعت؟ ---------- ۴۷
- غیر عربی رسم الخط میں قرآنِ کریم کی کتابت ---------- ۴۸
- ’’بریل کوڈ‘‘ میں قرآن مجید کی کتابت ---------- ۴۹
- موبائل پر قرآنِ مجید پڑھنا؟ ---------- ۵۱

www.besturdubooks.wordpress.com

- قرآن کا رسم الخط کسی اور زبان میں شائع کرنا؟ ------------------------------ ۵۲
- قرآنِ کریم کا صرف ترجمہ بغیر متن کے چھاپنا؟ ------------------------------ ۵۴
- غیر عربی زبان میں قرآنِ کریم کی آیتیں لکھنا؟ ------------------------------ ۵۵
- بلا وضو قرآن پڑھنا کیوں جائز ہے؛ اور چھونا جائز کیوں نہیں؟ ------------------ ۵۵
- بلا وضو قرآنِ کریم کو ہاتھ لگانا؟ -- ۵۷
- بغیر وضو قرآن ہاتھ میں لے کر تلاوت کرنا؟ ---------------------------------- ۵۸
- بغیر وضو اور غسل کے قرآن کی کیسٹ چھونا؟ ---------------------------------- ۵۹
- چمڑے کی جلد اور زِپ والے قرآن کو بلا وضو چھونا؟ ----------------------------۶۰
- کیا حائضہ اور جنبی کی طرح بے وضو شخص کا بھی قرآن چھونا جائز نہیں؟-------------۶۰
- کمپیوٹر پر بلا وضو بسم اللہ اور آیت قرآنی لکھنا؟ ------------------------------ ۶۲
- بغیر ٹوپی کے تلاوت کرنا؟ -- ۶۲
- عورتوں کا آدھا سر کھول کر حدیث پڑھنا؟ -------------------------------------- ۶۳
- قرآن کی طرف پشت کرنا اور قرآن کی جگہ سے اُوپر چڑھنا؟ ----------------------- ۶۳
- قرآنِ کریم کا اَدب؟ --- ۶۴
- نیچے قرآن پڑھنے والے کے پاس چارپائی پر بیٹھنا؟ ------------------------------ ۶۶
- ٹرین میں نیچے کی سیٹ پر تلاوت کرنے والے شخص سے اوپر والی سیٹ پر بیٹھنا؟ ----- ۶۶
- خطبہ کے ممبر پر دینی کتاب رکھنا؟ -- ۶۷
- مسجد میں قرآن کی اَلماریوں کی طرف پاؤں کر کے لیٹنا؟------------------------- ۶۷
- قرآن کو کھلا چھوڑ کر دوسرے کاموں میں مشغول ہونا؟ ---------------------------- ۶۸
- قرآن پڑھنے کے بعد چومنا اور آنکھ سے لگانا؟ ---------------------------------۶۹
- اگر سہواً قرآن زمین پر گر جائے تو اُس کی تلافی کی کیا صورت ہے؟------------------۶۹

www.besturdubooks.wordpress.com

- جیب میں چھوٹے سائز کا قرآن رکھنا؟ ---------------------------------- ۷۰
- گردن کی ہڈی بڑھنے کی وجہ سے لیٹ کر قرآن پڑھنا؟ ------------------------ ۷۱
- قرآن کی آیت لکھے ہوئے کاغذ کو لے کر بیت الخلاء جانا؟ ----------------------- ۷۲
- جس موبائل کے ڈیجیٹل چپ میں قرآن ہواُسے لے کر بیت الخلاء میں جانا؟ ------ ۷۳
- قرآنِ پاک میں اگر نجاست لگ جائے تو کیا کریں؟ ------------------------- ۷۴
- ختم قرآن کی خوشی پر جشن منانا؟ -- ۷۴
- ختم قرآن کی تقریب کرنے پر زور دینا اور ہدایا طلب کرنا؟ ---------------------- ۷۶
- اَخبارات میں قرآنی آیات شائع کرنا؟ ----------------------------------- ۷۹
- غیر مسلم کا اَخبار میں آیت الکرسی لکھ کر اِشاعت کرنا؟ ------------------------- ۷۹
- قرآنی آیات کے ساتھ فحش تصویر کی اِشاعت؟ ------------------------------- ۸۰
- مکان ودوکان یا کسی کام کی ابتداء میں قرآن پڑھنا اور دعا کرنا؟ ------------------ ۸۱
- قرآنِ کریم کے بوسیدہ اَوراق کو کیا کریں؟ --------------------------------- ۸۲
- قرآن کے بوسیدہ اَوراق کو جلانا؟ -------------------------------------- ۸۳
- قرآن کے بوسیدہ اَوراق کو جلا کر دفن کرنا؟ -------------------------------- ۸۵
- مسجد کے تہہ خانہ میں بوسیدہ قرآن رکھنا؟ --------------------------------- ۸۷
- قرآنِ پاک اور دینی کتب واَحادیث کے اَوراق پیپر مل میں استعمال کرنا؟ ---------- ۸۸
- قرآن کی آیات کو اعداد میں تبدیل کرنا کیسا ہے؟ --------------------------- ۹۰
- خط کے شروع میں کیا لکھنا چاہئے؟ -------------------------------------- ۹۰
- خط کے شروع میں ۹۲ کا عدد لکھنا؟ ------------------------------------- ۹۱
- حروف کے اَعداد اور بسم اللہ کی جگہ ۷۸۶ لکھنا کیسا ہے؟ ---------------------- ۹۱

www.besturdubooks.wordpress.com

- بسم اللہ کی جگہ ۷۸۶ لکھنا؟ ---- ۹۳
- ۷۸۶ بسم اللہ کے عدد ہیں یا ہری کرشن کے؟ ---- ۹۴
- ۷۸۶ کا کسی چیز کا عدد ہونا بسم اللہ کے عدد ہونے کے منافی نہیں؟ ---- ۹۵

ترضی وترحم ۹۶

- عبارت خوانی کے دوران ترضی نہ کہنا؟ ---- ۹۶
- حضرت ''زلیخا'' کو ''رضی اللہ عنہا'' لکھنا؟ ---- ۹۶
- صحابۂ کرام کو ''علیہ السلام'' کہنا؟ ---- ۹۷
- نبی ﷺ کے علاوہ پر ''صلی اللہ علیہ وسلم'' پڑھنا؟ ---- ۹۸
- ائمۂ اربعہ کو ''رضی اللہ عنہ'' کہنا؟ ---- ۹۹

والدین کے حقوق وآداب ۱۰۱

- والدین کے حقوق ---- ۱۰۱
- حسنِ سلوک کا زیادہ حق دار کون ہے؟ ---- ۱۰۲
- والدین کے ساتھ حسنِ سلوک کی فضیلت ---- ۱۰۳
- والدہ کی ناراضگی کے باوجود اُن کے ساتھ حسنِ سلوک کا حکم ---- ۱۰۴
- غیر مسلم ماں باپ کے ساتھ حسنِ سلوک ---- ۱۰۶
- خلافِ شرع امر پر والدین کو نصیحت؟ ---- ۱۰۸
- ماں کے قدموں کے نیچے جنت ہونے کا کیا مطلب ہے؟ ---- ۱۰۹
- ماں باپ کی اِطاعت کس حد تک؟ ---- ۱۱۰
- والدین کی وفات کے بعد اُن کے حقوق ---- ۱۱۱
- باپ کو ستانے کا وبال ---- ۱۱۲

www.besturdubooks.wordpress.com

- ماں باپ کو گالی دینا؟ ---------- ۱۱۴
- ماں باپ کی وصیت کو پورا کرنا ---------- ۱۱۵
- ماں باپ کا قرض ادا کرنا؟ ---------- ۱۱۶
- والدین کا بیٹے کی چیز بلا اجازت استعمال کرنا؟ ---------- ۱۱۷
- باپ کے متعلقین سے حسنِ سلوک کرنا؟ ---------- ۱۱۸
- اللہ کے راستہ میں جانے کے لئے والدین سے اِجازت لینا؟ ---------- ۱۲۰
- علم حاصل کرنے کے لئے بیٹے کے باہر جانے پر والدہ کو طبعی صدمہ ہو تو جانا کیسا ہے؟-- ۱۲۳
- ماں باپ کے ذمہ اَولاد کے حقوق ---------- ۱۲۵
- باپ کی نافرمانی باعث بدنصیبی ہے؟ ---------- ۱۲۸
- نافرمان بیٹے کو گھر سے باہر نکالنا؟ ---------- ۱۳۰
- بیٹے کا بدچلن ماں کو باپ کے گھر رکھنا اور باپ کو دھمکی دینا؟ ---------- ۱۳۱
- بیٹے کو لالچ دے کر والدین کا نافرمان بنانا؟ ---------- ۱۳۲
- لڑکے کی نافرمانی کی وجہ سے باپ کا ناراض ہونا؟ ---------- ۱۳۲
- والدین اور بھائیوں کی بے التفاتی پر اولاد کیا کرے؟ ---------- ۱۳۴
- باپ کا اَپنی بیٹی سے جسمانی خدمت لینا؟ ---------- ۱۳۶
- بیٹے کی بیوی سے جسمانی خدمت لینا؟ ---------- ۱۳۷
- بیٹی کا ماں باپ کے ساتھ ناروا سلوک کرنا اور اپنی میراث کا مطالبہ کرنا؟ ---------- ۱۳۸
- کیا ماں اپنے بالغ بچہ کے رخسار کو چوم سکتی ہے؟ ---------- ۱۳۹
- بچوں کا ممی پاپا کہنا؟ ---------- ۱۴۰
- یتیم کسے کہتے ہیں؟ ---------- ۱۴۱
- ماں اور بیوی میں سے حسنِ سلوک کا زیادہ حق دار کون ہے؟ ---------- ۱۴۱

www.besturdubooks.wordpress.com

بیوی کے کہنے پر ماں کوستانا؟ ---------- ۱۴۲
ساس کی خدمت بیوی کی اَخلاقی ذمہ داری ہے؟ ---------- ۱۴۳
بیوی کے دباؤ میں آکر ماں کو گالی دینا اور بدسلوکی کرنا؟ ---------- ۱۴۴
بہو کا ساس کوستانا؟ ---------- ۱۴۵
ساس کا دولہن سے کمر مسلوانا؟ ---------- ۱۴۶
والدین کی حکم عدولی کرکے اُستاذ کی اِطاعت کرنا؟ ---------- ۱۴۷
سوتیلی ماں کے ساتھ اَولاد کا ناروا سلوک کرنا؟ ---------- ۱۴۸
مورتی کو پوجنے والے ماں باپ سے الگ رہ کر زندگی گذارنا؟ ---------- ۱۴۹
ضرورت کی وجہ سے اَولاد کی مرضی کے بغیر مکان فروخت کرنا ---------- ۱۵۰
یتیم پوتوں اور پوتیوں کی کفالت کس کے ذمہ ہے؟ ---------- ۱۵۲

زوجین کے حقوق ۱۵۴

شوہر کی نافرمانی ---------- ۱۵۴
غلط کار شوہر کے ساتھ عورت کیسا برتاؤ کرے؟ ---------- ۱۵۴
بیوی کے والدین کا شوہر سے بات چیت کرنے سے منع کرنا؟ ---------- ۱۵۶
کیا عورت شوہر کی اجازت کے بغیر بے وقت میکے جاسکتی ہے؟ ---------- ۱۵۷
شوہر کا بیوی سے کھانا اور چائے وغیرہ بنانے کے لئے کہنا؟ ---------- ۱۵۷
ضرورت اور مصلحت کے وقت بیوی کو میکے آنے جانے کی اِجازت دینا؟ ---------- ۱۵۸
شوہر سے لڑنے والی عورت کا کیا حکم ہے؟ ---------- ۱۵۹
بیوی کا شوہر کو ناحق بات سے روکنا؟ ---------- ۱۶۱
بیوی سے جسمانی خدمت لینا ---------- ۱۶۱

www.besturdubooks.wordpress.com

- عذر کی بنا پر بیوی کو والدین سے الگ رکھنا؟ ---------------------------------- ۱۶۲
- شوہر کے فسق و فجور میں مبتلا ہونے کی وجہ سے عورت کا شوہر سے الگ لیٹنا؟ --------- ۱۶۳
- میاں بیوی کا معمولی مذاق میں بات چیت بند کرنا اور آپس میں ناراض رہنا؟ -------- ۱۶۴
- شوہر کی اِجازت کے بغیر بیوی کا اپنے بہنوئی کے گھر قیام کرنا؟ ------------------- ۱۶۵
- حرام آمدنی سے بیوی بچوں کو کھلانے کی وجہ سے بیوی کا شوہر کے گھر کو چھوڑنا؟ ------ ۱۶۶
- بیوی کو سرکاری نوکری کرنے پر مجبور کرنا اور حلیہ بگاڑنے کی دھمکی دینا؟ ------------- ۱۶۷
- اپنی نجی کمائی سے تیار کرکے بیوی کو دیا ہوا زیور کس کی ملک ہے؟ ------------------ ۱۶۸

اَساتذہ اور علماء کے حقوق وآداب ۱۷۰

- ''مولانا'' کسے کہتے ہیں -- ۱۷۰
- بزرگوں کیلئے ''حضرت'' یا ''مولانا'' کے اَلفاظ استعمال کرنا؟ -------------------- ۱۷۰
- اُستاذ کے سامنے سر جھکانا کیسا ہے؟ --- ۱۷۲
- کسی کی آمد پر تعظیماً کھڑے ہونے کا مسئلہ؟ ------------------------------------ ۱۷۳
- درس گاہ میں کسی شخص کے آنے پر طلبہ کو کھڑا کرنا؟ ---------------------------- ۱۷۵
- بوڑھی عورتوں کا عالم کے سر پر ہاتھ رکھنا؟ ------------------------------------- ۱۷۶
- اُستاذ کا طالبِ علم سے جسمانی خدمت لینا؟ ------------------------------------- ۱۷۷
- اَکابر کا جسمانی خدمت لینا؟ -- ۱۷۹
- بالغ شاگرد سے اُستانی کا خدمت لینا؟ -------------------------------------- ۱۸۰
- اَساتذہ کے ساتھ ہنسی مذاق کرنا؟ -- ۱۸۰

پڑوسیوں اور رشتہ داروں کے حقوق ۱۸۲

- پڑوسیوں کو ستانے والے کا اَنجام -- ۱۸۲

www.besturdubooks.wordpress.com

- پڑوسی کے کیا کیا حقوق ہیں؟ ---------- ۱۸۳
- غیر مسلم پڑوسیوں کے ساتھ کیا سلوک کرنا چاہیئے؟ ---------- ۱۸۶
- رشتہ داروں کے کیا کیا حقوق ہیں؟ ---------- ۱۸۷
- رشتہ ناطہ کو توڑنے کا گناہ ---------- ۱۸۸
- اگر رشتہ دار سلام کا جواب نہ دے تو کیا کرے؟ ---------- ۱۹۰
- ایک سال تک بھائی سے نہ بولنا؟ ---------- ۱۹۱

عام مسلمانوں کے حقوق ۱۹۳

- کسی کی عیب جوئی کرنا؟ ---------- ۱۹۳
- ایک مسلمان کے دوسرے مسلمان پر کیا کیا حقوق ہیں؟ ---------- ۱۹۴
- اِحسان کا بدلہ اِحسان؟ ---------- ۲۰۳
- اِمام صاحب پر اِحسان کرکے بےعزتی کرنا اور اِحسان جتلانا؟ ---------- ۲۰۳
- اِحسان جتلانا اور مسلمان کو ذلیل کرنا؟ ---------- ۲۰۵
- کیا جھگڑالو پڑوسی بھی حسنِ سلوک کا مستحق ہے؟ ---------- ۲۰۶
- ناحق کسی مسلمان کو رسوا کرنا؟ ---------- ۲۰۸
- کسی پر مار پیٹ کرکے ظلم کرنا؟ ---------- ۲۰۹
- جس سے بات نہ بنتی ہو اُس کے لئے بددُعا کرنا؟ ---------- ۲۱۰
- دوسرے کی اَولاد کو بہکانا اور گمراہ کرنا؟ ---------- ۲۱۱
- پسِ پشت دشمنانہ رویہ اختیار کرنے والے کا حکم؟ ---------- ۲۱۱
- لوگ آپس میں جلن حسد اور بغض کیوں رکھتے ہیں؟ ---------- ۲۱۲
- کیا معافی مانگنے کے لئے تفصیل بتانا بھی ضروری ہے؟ ---------- ۲۱۳

www.besturdubooks.wordpress.com

- معذرت کے وقت پیر پکڑنا؟ ---------- ۲۱۴
- داڑھی والے کو ''ملا جی'' کہنا؟ ---------- ۲۱۵
- نیک بوڑھی عورت کو اِحترام میں ''اَمّاں'' اور ''آپا'' کہنا؟ ---------- ۲۱۵
- راستہ میں کولہو لگانا؟ ---------- ۲۱۶
- ظالم کے مقابلہ میں مظلوم کی مدد کرنا؟ ---------- ۲۱۷
- لوجہ اللہ کسی سے محبت کرنا؟ ---------- ۲۱۸
- دوستی کس سے کی جائے؟ ---------- ۲۱۹
- دوستی کے آداب ---------- ۲۲۰

اِسلامی نام ۲۲۲

- ''آلِ خدا'' اور ''آلِ اللہ'' نام رکھنا؟ ---------- ۲۲۲
- ''عاقب'' نام رکھنا؟ ---------- ۲۲۲
- ''پرویز'' نام رکھنا؟ ---------- ۲۲۳
- ''اَرسلان'' کے معنی؟ ---------- ۲۲۳
- ''غلام غوث'' اور ''غلام محمد'' وغیرہ نام رکھنا کیسا ہے؟ ---------- ۲۲۴
- لڑکے کا ''ہمام'' نام رکھنے کے لئے محمد لگائیں یا اَحمد؟ ---------- ۲۲۵
- ''خالد'' اور ''اَمان'' کے کیا معنی ہیں؟ ---------- ۲۲۶
- ''عبدالنور'' نام رکھنا؟ ---------- ۲۲۶
- ''عبدالسبحان'' نام رکھنا؟ ---------- ۲۲۷
- ''محمد قرآن'' نام رکھنا؟ ---------- ۲۲۹
- لڑکی کا ''حسنات'' نام رکھنا؟ ---------- ۲۲۹

www.besturdubooks.wordpress.com

- ’’اِرم‘‘ نام رکھنا ---- ۲۳۰
- بچوں کے دو نام رکھنا؟ ---- ۲۳۱
- اُم المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہؓ کی کنیت ’’اُم عبداللہ‘‘ کیسے پڑی؟ ---- ۲۳۱

سلام ومصافحہ اور معانقہ ۲۳۳

- سلام کا مسنون طریقہ ---- ۲۳۳
- سلام کرنے پر نیکی؟ ---- ۲۳۴
- سلام میں پہل کرنا؟ ---- ۲۳۴
- کسی کے یہاں اِجازت طلبی کے لئے کتنی مرتبہ سلام کریں؟ ---- ۲۳۵
- اپنے گھر میں اِطلاع دے کر جانا؟ ---- ۲۳۶
- محرم زنان خانہ میں جاتے وقت اِجازت لینا؟ ---- ۲۳۷
- خالی گھر میں داخل ہوتے وقت سلام کرنا؟ ---- ۲۳۸
- ہاتھ کے اِشارہ سے سلام کرنا؟ ---- ۲۳۸
- دور والے شخص کو ہاتھ کے اِشارہ سے سلام کرنا؟ ---- ۲۳۹
- وضو، اَذان اور کھانا کھاتے وقت سلام کرنا یا جواب دینا؟ ---- ۲۴۰
- وضو کرتے ہوئے کو سلام کرنا اور سلام کا جواب دینا؟ ---- ۲۴۱
- عورت کو سلام کرنا یا اُس کے سلام کا جواب دینا؟ ---- ۲۴۲
- غیر محرم عورت کو سلام کرنا اور اُس کے سلام کا جواب دینا ---- ۲۴۲
- سر کھلے ہونے کی حالت میں محرم عورت کو سلام کرنا؟ ---- ۲۴۴
- فون یا خط کے اختتام پر ’’خدا حافظ‘‘ یا ’’اللہ حافظ‘‘ کہنا؟ ---- ۲۴۴
- محفل میں آنے پر سلام واجب ہے یا جانے پر؟ ---- ۲۴۵
- مجلس والوں کو سلام کرنے پر جواب کس پر واجب ہے؟ ---- ۲۴۶

www.besturdubooks.wordpress.com

○ رخصتی کے وقت سلام ومصافحہ کرنا؟ -- ۲۴۷
○ سلام نہ کرنے پر لعن طعن کرنا؟ -- ۲۴۸
○ کیا سلام کا جواب دینا واجب ہے؟ -- ۲۴۹
○ کیا سلام کا جواب بلند آواز سے ہی دینا ضروری ہے؟ ------------------------- ۲۵۰
○ کیا سلام کرنے والے کوسلام کا جواب سنانا ضروری ہے؟ ------------------------- ۲۵۰
○ خط میں ''السلام علیکم'' لکھنے والے کے جواب میں ''وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ'' لکھنا؟ -- ۲۵۲
○ غائبانہ سلام -- ۲۵۲
○ غیر مسلم اور اہلِ کتاب کوسلام کرنا؟ -- ۲۵۴
○ جس مجلس میں مسلم وغیر مسلم دونوں ہوں وہاں سلام کرنا؟ ------------------------- ۲۶۰
○ غیر مسلم سے ملاقات ہونے پر کیا کہیں؟ -- ۲۶۱
○ ''نمستے'' کہنا؟ -- ۲۶۱
○ سیاستدانوں کا غیر مسلم بھائیوں کی ملاقات پر ''نمستے، نمسکار'' کہنا؟ ---------------- ۲۶۲
○ غیر مسلم کے سلام کا جواب دینا؟ -- ۲۶۵
○ غیر مسلم کے نمستے اور نمسکار کے جواب میں کیا کہنا چاہئے؟ ------------------------- ۲۶۶
○ ''سلام'' کی جگہ ''بندگی'' کہنا؟ -- ۲۶۷
○ مصافحہ کی فضیلت -- ۲۶۷
○ کیا مصافحہ ومعانقہ حضور ﷺ سے ثابت ہے؟ -- ۲۶۸
○ مصافحہ ایک ہاتھ سے یا دونوں ہاتھ سے؟ -- ۲۶۹
○ مصافحہ دونوں ہاتھوں سے یا ایک ہاتھ سے؟ -- ۲۷۰
○ دو ہاتھ سے مصافحہ کرنا مسنون ہے -- ۲۷۱
○ کراس کر کے مصافحہ کرنا؟ -- ۲۷۲

www.besturdubooks.wordpress.com

○ عورتوں سے مصافحہ کرنا کیسا ہے؟ ---- ۲۷۲
○ محرم عورتوں سے مصافحہ کرنا؟ ---- ۲۷۳
○ غیر محرم مرد عورتوں کا آپس میں مصافحہ کرنا؟ ---- ۲۷۴
○ معانقہ کا مسنون طریقہ ---- ۲۷۴
○ کتنی مرتبہ معانقہ کرنا سنت ہے؟ ---- ۲۷۵
○ تین مرتبہ معانقہ کرنا ثابت نہیں ---- ۲۷۶
○ حج کو جاتے اور آتے وقت معانقہ ---- ۲۷۷
○ دروازہ کے سامنے کھڑا ہونا اور تانک جھانک کرنا؟ ---- ۲۷۷

سونے کی سنتیں اور آداب ۲۷۹

○ لیٹنے کا سنت طریقہ کیا ہے؟ ---- ۲۷۹
○ سونے کی مسنون ہیئت ---- ۲۸۰
○ سونے سے پہلے کیا کام کرنے چاہئیں؟ ---- ۲۸۱
○ باوضو سونے کا حکم ---- ۲۸۳
○ کیا سوتے وقت عطر لگانا مسنون ہے؟ ---- ۲۸۴
○ سونے سے پہلے اور بعد میں مسواک کرنا؟ ---- ۲۸۵
○ جنابت کی حالت میں سونا؟ ---- ۲۸۷
○ مکان میں تنہا سونا؟ ---- ۲۸۸
○ سونے کے ممنوع اَوقات کیا ہیں؟ ---- ۲۸۸
○ نماز فجر کے بعد سونے کا معمول بنانا؟ ---- ۲۹۰
○ تکیہ لگانا؟ ---- ۲۹۰
○ حضور ﷺ کا تکیہ کیسا تھا؟ ---- ۲۹۱

www.besturdubooks.wordpress.com

○ تکیہ، عطر اور دودھ کا ہدیہ ---------- ۲۹۲
○ بالغ اور قریب البلوغ لڑکے لڑکیوں کا ایک بستر پر سونا ---------- ۲۹۲
○ امام اور مؤذن کا ایک ساتھ ایک بستر پر سونا ---------- ۲۹۳
○ قیلولہ کا حکم ---------- ۲۹۴

قضاء حاجت اور بول و براز کے آداب ۲۹۶

○ قضاء حاجت کے آداب ---------- ۲۹۶
○ قضاء حاجت کے لئے بیٹھنے کا سنت طریقہ ---------- ۲۹۹
○ قضاء حاجت کے لئے بائیں پیر پر وزن ڈال کر بیٹھنا؟ ---------- ۳۰۰
○ کھڑے ہو کر پیشاب کرنا؟ ---------- ۳۰۱
○ پچھّم پورب رخ بنے ہوئے بیت الخلاء ---------- ۳۰۳
○ قضاء حاجت کے وقت قبلہ کا اِستقبال واستدبار کرنا؟ ---------- ۳۰۳
○ کس سمت میں بیٹھ کر پیشاب یا پاخانہ کرنا منع ہے؟ ---------- ۳۰۴
○ قضاء حاجت کے ممنوع مقامات ---------- ۳۰۶
○ کن چیزوں سے استنجاء کرنا چاہئے اور کن سے نہیں؟ ---------- ۳۰۸
○ غسل خانہ میں برہنہ غسل کرنا؟ ---------- ۳۱۰
○ چڈی پہن کر غسل کرنا؟ ---------- ۳۱۱
○ برہنہ غسل کرنا اور بیت الخلاء میں بات چیت کرنا؟ ---------- ۳۱۲

مسواک کی سنتیں اور آداب ۳۱۳

○ مسواک کرنے کا سنت طریقہ ---------- ۳۱۳
○ دوست کی مسواک استعمال کرنا ---------- ۳۱۴

www.besturdubooks.wordpress.com

○ کن اَوقات میں مسواک کرنا مستحب ہے؟ ---------- ۳۱۴
○ مسواک کس لکڑی کی ہو؟ ---------- ۳۱۷
○ دانتوں کی صفائی کے لئے ٹوتھ پیسٹ کا استعمال کرنا؟ ---------- ۳۱۸
○ جس ’’کول گیٹ‘‘ اور ’’ٹوتھ پیسٹ‘‘ میں سور کی چربی مخلوط ہو اُس کا حکم ---------- ۳۱۸

لباس کی سنتیں اور آداب ۳۲۰

○ آپ ﷺ کا پسندیدہ لباس ---------- ۳۲۰
○ کرتا پہننے کا سنت طریقہ ---------- ۳۲۱
○ سرخ لباس پہننا؟ ---------- ۳۲۲
○ کیا اچھا کپڑا پہننا تکبر کی علامت ہے؟ ---------- ۳۲۳
○ عیدین اور جمعہ کے دن نئے کپڑے پہننا؟ ---------- ۳۲۴
○ ریشم کی کتنی مقدار جائز ہے؟ ---------- ۳۲۵
○ تصویر والا کپڑا پہننا؟ ---------- ۳۲۷
○ کالے رنگ کا کپڑا پہننا؟ ---------- ۳۲۸
○ کالا جوتا اور کالی پینٹ پہننا؟ ---------- ۳۲۹
○ مردوں کے لئے سرخ اور زرد لباس پہننا؟ ---------- ۳۲۹
○ مردوں کے لئے سرخ لباس کی ممانعت کیوں ہے؟ ---------- ۳۳۰
○ کپڑے کی تصویر پر کڑھائی کر کے اُسے چھپا دینا؟ ---------- ۳۳۱
○ پینٹ، شرٹ پہننا کیسا ہے؟ ---------- ۳۳۲
○ کوٹ، پتلون اور پینٹ پہننا فسق ہے یا خلافِ سنت؟ ---------- ۳۳۴
○ علماء اور طلباء کے لئے پینٹ پہننا کیسا ہے؟ ---------- ۳۳۴

www.besturdubooks.wordpress.com

○ ایئرفورس میں پینٹ شرٹ پہننا؟ ---------- ۳۳۵
○ موزوں سے ٹخنہ ڈھک جانا مکروہ نہیں ---------- ۳۳۶
○ نرسری اسکولوں میں انگریزی لباس کے ساتھ بچوں کو بھیجنا؟ ---------- ۳۳۷
○ کلی دار اور گول کرتے میں سے کونسا کرتا سنت ہے؟ ---------- ۳۳۷
○ تہبند باندھنا؟ ---------- ۳۳۸
○ حضور اکرم ﷺ کا تہبند کیسا تھا؟ ---------- ۳۳۹
○ پائجامہ کو تہبند پر ترجیح دینا؟ ---------- ۳۴۱
○ غیر عالم کا نصف ساق تک کرتا اور ایک مشت داڑھی رکھنا؟ ---------- ۳۴۱
○ کپڑوں میں نیل کی جگہ روشنائی لگانا؟ ---------- ۳۴۲
○ غیر شرعی لباس سینا اور ٹخنے سے نیچے کپڑا پہننا؟ ---------- ۳۴۳
○ ٹخنوں سے نیچے پائجامہ پتلون لٹکانے کا حکم؟ ---------- ۳۴۴
○ ٹائی باندھنے کا حکم؟ ---------- ۳۴۵
○ ٹائی لگانے کا شرعی حکم؟ ---------- ۳۴۶
○ چھوٹے بچوں کو نئے فیشن کے کپڑے پہنانا؟ ---------- ۳۴۷
○ کرتا کلی دار پہنے یا بغیر کلی کے؟ ---------- ۳۴۸
○ عربوں کی طرح لمبا جبہ پہننا؟ ---------- ۳۴۹
○ عورتوں کے لئے ''کالا لباس'' اور برقع پہننا؟ ---------- ۳۵۰
○ عورت کا شرعی لباس؟ ---------- ۳۵۲
○ عورت کی قمیص کی کتنی لمبائی ہونی چاہئے؟ ---------- ۳۵۳
○ عورتوں کو غرارہ، شرارہ پہننا کیسا ہے؟ ---------- ۳۵۴
○ عورت کے لئے بغیر آستین ''فراک'' پہننا؟ ---------- ۳۵۵

www.besturdubooks.wordpress.com

○ عورت کیلئے چست باریک چوڑی دار پائجامہ پہننا؟ ---------- ۳۵۶
○ عورتوں کا پنجابی ڈریس پہننا؟ ---------- ۳۵۸
○ چوڑی دار آستین کا برقع ---------- ۳۵۹
○ عورت کا پینٹ، ٹائی وغیرہ پہننا؟ ---------- ۳۵۹
○ کیا مسلم عورتیں ساڑی پہن سکتی ہیں؟ ---------- ۳۶۱
○ عورتوں کے ساڑھی بہتر ہے یا شلوار قمیص؟ ---------- ۳۶۲
○ مغربی یوپی میں عورتوں کے لئے ساڑی کا کیا حکم ہے؟ ---------- ۳۶۴
○ عورتوں کو ساڑی اور جمپر پہننا؟ ---------- ۳۶۴
○ عورت کا مرد سے کپڑے سلوانا؟ ---------- ۳۶۵

ٹوپی کی سنتیں اور آداب ۳۶۷

○ ٹوپی پہننے کی شرعی حیثیت کیا ہے؟ ---------- ۳۶۷
○ گول ٹوپی اور دوپلی ٹوپی میں اَقرب اِلی السنہ کون سی ہے؟ ---------- ۳۶۸
○ کس طرح کی ٹوپی اور عمامہ استعمال کرنا سنت ہے؟ ---------- ۳۷۰
○ ٹوپی اوڑھنے کا سنت طریقہ کیا ہے؟ ---------- ۳۷۲
○ ٹوپی پر ''یااللہ یامحمد'' نقش کرنا؟ ---------- ۳۷۳
○ ٹوپی لگانا لباس کی سنت ہے یا نماز کی؟ ---------- ۳۷۳
○ نماز میں ٹوپی اوڑھنا؟ ---------- ۳۷۴
○ کون سی ٹوپی اوڑھنا اَفضل ہے؟ ---------- ۳۷۴
○ پلاسٹک اور چٹائی والی ٹوپی پہن کر نماز پڑھنا؟ ---------- ۳۷۶
○ پلاسٹک کی ٹوپی اور ٹی شرٹ پہن کر نماز پڑھنا؟ ---------- ۳۷۷
○ پھول دار چکن کی ٹوپی اوڑھنا؟ ---------- ۳۷۸

www.besturdubooks.wordpress.com

عمامہ کی سنتیں اور آداب ۳۷۹

○ عمامہ کے فوائد؟ ---------- ۳۷۹
○ عمامہ کا شملہ؟ ---------- ۳۷۹
○ عمامہ کے نیچے ٹوپی پہننا؟ ---------- ۳۸۰
○ عمامہ کی لمبائی؟ ---------- ۳۸۱
○ عمامہ کا رنگ؟ ---------- ۳۸۲
○ رومال باندھنا؟ ---------- ۳۸۳
○ کن مواقع پر عمامہ باندھنا سنت ہے؟ ---------- ۳۸۴
○ عمامہ سنن ہدیٰ میں سے ہے یا سنن زوائد میں سے؟ ---------- ۳۸۵

پردے کے اَحکام ۳۸۸

○ عورتوں کا ستر کتنا ہے؟ ---------- ۳۸۸
○ عورت کیلئے کن کن مردوں سے پردہ کرنا فرض نہیں؟ ---------- ۳۸۹
○ عورت کے لئے چہرہ کا پردہ ہے یا نہیں؟ ---------- ۳۹۰
○ چہرہ کھول کر دفتروں میں کام کرنا ---------- ۳۹۱
○ نامحرم کو دیکھنا اور بغیر پردے کے بات کرنا؟ ---------- ۳۹۲
○ بیوی کو بے پردہ کرنے والے کا شرعی حکم ---------- ۳۹۳
○ جو ماں اپنی بیٹی اور بہو کو بے پردہ کرے اُس کا حکم ---------- ۳۹۴
○ بے پردگی کی جگہ بھیجنے میں والدین کی اِطاعت کا حکم ---------- ۳۹۵
○ شوہر کا بیوی کو دوستوں سے بے پردگی کے ساتھ بات چیت کرنے پر مجبور کرنا؟ ---------- ۳۹۶

www.besturdubooks.wordpress.com

○ گھر کے جوان ملازم سے پردہ ضروری ہے؟ ---------- ۳۹۷

○ لے پالک لڑکے سے پردہ ضروری ہے؟ ---------- ۳۹۸

○ مسلمان بیوی کا غیر مسلم خسر سے پردہ کرنا؟ ---------- ۳۹۹

○ خسر سے بہو کا منہ چھپانا؟ ---------- ۴۰۰

○ عدت کی حالت میں بہنوئی سے پردہ کرنا؟ ---------- ۴۰۰

○ معتدہ کا مہترانی سے پردہ کرنا؟ ---------- ۴۰۱

○ خالہ زاد بھائی سے پردہ؟ ---------- ۴۰۲

○ بالغ لڑکے کا سگی خالہ سے پردہ؟ ---------- ۴۰۳

○ پھوپھی زاد اور ماموں زاد بہن سے فون پر بات کرنا؟ ---------- ۴۰۴

○ دیور، نندوئی، بہنوئی سے پردہ کا حکم ---------- ۴۰۵

○ حقیقی ممانی اور چچی سے پردہ؟ ---------- ۴۰۶

○ پھوپھا، خالو، ممانی اور چچی وغیرہ سے پردہ؟ ---------- ۴۰۷

○ خالو اور پھوپھا سے پردہ؟ ---------- ۴۰۹

○ شوہر کے بھتیجے، بھانجے نامحرم ہیں ---------- ۴۱۰

○ سوتیلی لڑکی کے شوہر سے پردہ؟ ---------- ۴۱۱

○ چچی اور ممانی کا بھتیجے اور بھانجے سے پردہ؟ ---------- ۴۱۲

○ بہنوئی کا سالیوں سے کتنا پردہ ہے؟ ---------- ۴۱۳

○ دین دار عورتوں کا قدم چھپانے کے لئے موزے پہننا؟ ---------- ۴۱۵

○ ننگے بدن غسل کرنے والی عورت کے پاس دوسری عورت کا جانا؟ ---------- ۴۱۶

www.besturdubooks.wordpress.com

- عورت بغیر محرم کے کتنی دور کا سفر کرسکتی ہے؟ ---------- ۴۱۷
- عورت کا ہوائی جہاز میں نامحرم کے ساتھ سفر کرنا؟ ---------- ۴۱۸
- معلّمہ عورتوں کا بغیر محرم کے سفر کرنا؟ ---------- ۴۱۹
- غیر محرم ڈرائیور کے ساتھ دن کا سفر کرنا؟ ---------- ۴۲۰
- عورت کا موٹر سائیکل پر محرم کے پیچھے بیٹھنا؟ ---------- ۴۲۱
- عورتوں کا مردوں کی تقریریں سننا؟ ---------- ۴۲۲
- مردانہ کپڑوں کی عورتوں کے ذریعہ دھلائی؟ ---------- ۴۲۳
- کسی لڑکی سے پیار کرنا کیسا ہے؟ ---------- ۴۲۴
- عورتوں کا جلسہ میں شرکت کرنا؟ ---------- ۴۲۵
- نوجوان مزدور کے اختلاط سے بچنے کیلئے لڑکے کا والدہ کے علی الرغم گھر کی مشین اُٹھوانا؟ - ۴۲۶
- اِنجینئر شوہر کے کہنے پر عالمہ بیوی کا بے پردہ گھومنا؟ ---------- ۴۲۸
- اِمام کے کمرے میں تانک جھانک کرنا؟ ---------- ۴۲۹
- عورتوں کا دوپٹہ یا بڑی چادر اوڑھ کر گھر سے باہر سرکاری نل سے پانی بھرنا؟ ---------- ۴۳۱
- عورت کا اسکوٹر وغیرہ چلانا؟ ---------- ۴۳۲
- عورت کا سرکاری ملازمت کیلئے ''اِسکوٹی'' پر آنا جانا؟ ---------- ۴۳۳
- محرم مرد وعورت کا ایک دوسرے کو بوسہ دینا؟ ---------- ۴۳۴
- شوہر کا بیوی کو برقع اُتارنے پر مجبور کرنا؟ ---------- ۴۳۵

زیورات کے استعمال کے شرعی اَحکام ۴۳۷

- مرد کے لئے سونا پہننا کیوں ناجائز ہے؟ ---------- ۴۳۷

www.besturdubooks.wordpress.com

○ مرد کے لئے سونا چاندی کا ہار گلے میں لٹکانا؟ ------------------------------- ۴۳۷
○ مرد کے لئے گولڈ میڈل گلے میں پہننا؟ ---------------------------------- ۴۳۸
○ مکمل سونے کی گھڑی یا جس کا کوئی جزو سونے کا ہو، استعمال کرنا؟ --------------- ۴۳۹
○ سونے کا پانی چڑھی ہوئی گھڑی پہننا؟ ----------------------------------- ۴۴۰
○ تانبے پیتل وغیرہ کی بنی ہوئی گھڑی کی چین اور چشمے کا فریم پہننا؟ --------------- ۴۴۱
○ مرد کیلئے اسٹیل وغیرہ کے زیورات اور گھڑی کی چین پہننا؟ --------------------- ۴۴۲
○ مسلم عورتوں کو ''بچھوا'' پہننا؟ -- ۴۴۳
○ عورتوں کا چاندی کے بچھوے پہننا؟ ------------------------------------- ۴۴۴
○ عورتوں کا پاؤں کی انگلی میں چاندی کے چھلے پہننا؟ ----------------------------- ۴۴۵
○ کیا سونے کا زیور پیر میں پہننا منع ہے؟ ----------------------------------- ۴۴۶
○ عورتوں کا سونے و چاندی کے علاوہ دھات کی چیزیں پہننا؟ ----------------------- ۴۴۶
○ عورت کے لئے لوہا، پیتل، اَلمونیم وغیرہ دھاتوں کے زیورات پہننے کا حکم؟ --------- ۴۴۸
○ عورت کا اَجنبی رشتہ داری میں زیورات پہن کر جانا؟ ---------------------------- ۴۴۹
○ ''آرٹی فیشل زیور'' پہن کر نماز پڑھنا؟ ------------------------------------ ۴۵۰
○ رولڈ گولڈ وغیرہ کا زیور پہن کر عورت کا نماز پڑھنا؟ ----------------------------- ۴۵۱
○ عورت کا بجنے والی کانچ کی چوڑی پہننا؟ ----------------------------------- ۴۵۱
○ چاندی کے جوتے چپل پہننا؟ -- ۴۵۲
○ عورتوں کا لیزر یا جنس کپڑے کی جیکٹ اور رویلی جوتے پہننا؟ ------------------- ۴۵۴

اَنگوٹھی پہننے کی سنتیں اور آداب ۴۵۶

○ اَنگوٹھی پہننا سنت ہے یا مستحب؟ --------------------------------------- ۴۵۶

www.besturdubooks.wordpress.com

- آپ ﷺ کی انگوٹھی کیسی تھی؟ ---------- ۴۵۷
- انگوٹھی کس ہاتھ میں پہنیں؟ ---------- ۴۵۷
- انگوٹھی کس اُنگلی میں پہنیں؟ ---------- ۴۵۸
- مرد انگوٹھی کا نگینہ کس طرف رکھے؟ ---------- ۴۵۹
- مرد کیلئے انگوٹھی میں کتنی مقدار چاندی اِستعمال کرنا جائز ہے؟ ---------- ۴۵۹
- سونے چاندی کے علاوہ دیگر دھات کی انگوٹھی پہننے کا حکم؟ ---------- ۴۶۰
- مردوں کو چاندی کے علاوہ کی انگوٹھی پہننا؟ ---------- ۴۶۱
- بیماری کی وجہ سے لوہے کی انگوٹھی پہننا؟ ---------- ۴۶۲
- شفا کی نیت سے خاص پتھر کی انگوٹھی پہننا؟ ---------- ۴۶۳
- حروفِ مقطعات کی انگوٹھی پہن کر بیت الخلاء جانا؟ ---------- ۴۶۴
- قرآنی آیت والی انگوٹھی کو پہن کر استنجاء خانہ میں جانا؟ ---------- ۴۶۵

زیب وزینت کی چیزیں اور اُن کا حکم ۴۶۷

- عورتیں میک اَپ میں کیا کیا چیزیں استعمال کرسکتی ہیں؟ ---------- ۴۶۷
- عورتوں کا بیوٹی پارلر میں جاکر میک اَپ کرانا؟ ---------- ۴۶۷
- نیل پالش لگاکر وضو اور نماز ادا کرنا؟ ---------- ۴۶۹
- عورتوں کا ناخون پالش اِستعمال کرنا؟ ---------- ۴۷۰
- ناخون پالش کو وضو سے پہلے صاف کرنا ضروری ہے ---------- ۴۷۱
- کیا لپ اِسٹک میں خنزیر کی چربی ملی ہوتی ہے؟ ---------- ۴۷۲
- کیا عورت شوہر کو خوش کرنے کے لئے سرخی لگاسکتی ہے؟ ---------- ۴۷۳

www.besturdubooks.wordpress.com

- عورتوں کا پلکوں اور رخساروں پر کلر لگانا؟ ---------- ۴۷۳
- عورتوں کا مصنوعی پلکیں اور ناخون لگانا؟ ---------- ۴۷۴
- شوہر کا بیوی کو بھویں بنانے پر ضد کرنا؟ ---------- ۴۷۵
- عورتوں کا آنکھوں کے اندر فیشن لیبل لینس لگانا؟ ---------- ۴۷۶
- دولہن کا سر میں زیب وزینت کرنا؟ ---------- ۴۷۷
- عورتوں کا اَعضاءِ مستورہ پر مہندی لگانا؟ ---------- ۴۷۷
- مرد کے لئے مہندی لگانا؟ ---------- ۴۷۸
- مسلمان لڑکیوں کا ''بندیا'' لگانا؟ ---------- ۴۷۹
- سندور لگانا؟ ---------- ۴۸۰
- مسلم عورتوں کا سندور اور ٹکلی لگانا؟ ---------- ۴۸۰
- عورتوں کا ناک کان بنوانا کب سے شروع ہوا؟ ---------- ۴۸۲
- کان میں زیور پہننے کے لئے ایک سے زائد سوراخ کرانا؟ ---------- ۴۸۲
- سرمہ لگانے کا طریقہ؟ ---------- ۴۸۴
- حضور ﷺ کا پسندیدہ سرمہ؟ ---------- ۴۸۵
- مردوں کے لئے سرمہ لگانا کیسا ہے؟ ---------- ۴۸۶
- ہاتھ میں دھاگہ باندھنا اور چھلہ پہننا؟ ---------- ۴۸۷
- نوٹوں کا ہار پہننا؟ ---------- ۴۸۷
- شادی اور الیکشن کی کامیابی کے وقت پھولوں کا ہار پہننا؟ ---------- ۴۸۸
- دستارِ فضیلت حاصل کرنے والے طلبہ کو پھولوں کا ہار پہنانا؟ ---------- ۴۸۹
- حاجی یا دولہا کے گلے میں نوٹوں کا ہار ڈالنا؟ ---------- ۴۹۰

www.besturdubooks.wordpress.com

عطر اور خوشبو کی سنتیں اور آداب ۴۹۱

- آپ کی پسندیدہ خوشبو؟ ---------- ۴۹۱
- خوشبو لگانے کے مواقع؟ ---------- ۴۹۱
- خوشبو لگانے کا طریقہ؟ ---------- ۴۹۳
- سر اور داڑھی میں خوشبو لگانا؟ ---------- ۴۹۴
- خوشبو کی دھونی؟ ---------- ۴۹۴
- عورت کا خوشبو لگانا؟ ---------- ۴۹۵
- سینٹ لگانا کیسا ہے؟ ---------- ۴۹۶
- کیا عورتیں سینٹ لگا سکتی ہیں؟ ---------- ۴۹۷

بالوں کے اَحکام ۴۹۹

- آپ ﷺ کے بالوں کی کیفیت؟ ---------- ۴۹۹
- بال رکھنا پسندیدہ ہے یا مونڈنا؟ ---------- ۵۰۰
- حلق کرنا سنت ہے یا زلفیں رکھنا؟ ---------- ۵۰۲
- کیا سر کے بال منڈانا خارجیوں کی علامت ہے؟ ---------- ۵۰۴
- بال مونڈانے کا سنت طریقہ؟ ---------- ۵۰۵
- حلق کرا کر سر کے اَگلے حصہ پر بال چھوڑنا؟ ---------- ۵۰۶
- کیا گدی کی جگہ اُسترا چلانا منع ہے؟ ---------- ۵۰۷
- ہپی کٹ [Hippekat] بالوں کا حکم؟ ---------- ۵۰۸
- زلفوں کے اَقسام وحدود کیا ہیں؟ ---------- ۵۰۹

www.besturdubooks.wordpress.com

- مرد کا عورتوں کی طرح لمبے بال رکھنا؟ ---------- ۵۱۰
- بالوں میں کتنے دن میں کنگھی کرے؟ ---------- ۵۱۱
- بالوں کا اِکرام اور مانگ نکالنے کا سنت طریقہ؟ ---------- ۵۱۲
- ٹیڑھی مانگ نکالنا؟ ---------- ۵۱۵
- مرد کے لئے سینے کے بال صاف کرانا؟ ---------- ۵۱۶
- سفید بال اُکھاڑنا؟ ---------- ۵۱۷
- عورت سر کی مانگ کس طرح نکالے؟ ---------- ۵۱۸
- عورتوں کا بالوں میں دو چوٹیاں بنانا؟ ---------- ۵۱۹
- کنگھی کرتے وقت عورتوں کا ٹوٹے ہوئے بالوں کو فروخت کرنا؟ ---------- ۵۲۰
- کیا بیوی زینت کے لئے بال بنواسکتی ہے؟ ---------- ۵۲۰
- اگر عورت کے سر کے بال پھٹ جائیں تو اُس کو کاٹنا کیسا ہے؟ ---------- ۵۲۱
- عورت کا گھنے اور دومنہ والے بالوں کا کاٹنا؟ ---------- ۵۲۲
- عورت کا سر کے بالوں کو بالکل کنارے سے کاٹنا؟ ---------- ۵۲۲
- عورت کا اپنے سر کے بال کٹوانا؟ ---------- ۵۲۳
- عورت کا قینچی سے سر کے بال کاٹنا؟ ---------- ۵۲۴
- عورت کا سر مونڈوانا؟ ---------- ۵۲۴
- عورتوں کی ٹھوڑی کے بالوں کا حکم؟ ---------- ۵۲۵
- عورتوں کا لب یا ٹھوڑی کے بال اُکھاڑنا؟ ---------- ۵۲۶
- عورتوں کا کلائی اور پنڈلی کے بال صاف کرنا؟ ---------- ۵۲۶

www.besturdubooks.wordpress.com

○ عورتوں کو ہاتھ، پیر اور ٹانگوں کا رواں صاف کرانا؟ ---------------------------- ۵۲۷
○ چھوٹی بچیوں کے بال کٹوانا یا برابر کرانا اور اُن میں رنگ لگانا؟ ------------------ ۵۲۸
○ چھوٹے بچے اور بچیوں کا مہندی لگانا؟ -- ۵۲۹

خضاب اور مہندی وغیرہ کے مسائل ۵۳۰

○ کالا خضاب لگانے کی شرعی حیثیت؟ -------------------------------------- ۵۳۰
○ کالا خضاب مکروہِ تحریمی ہے یا تنزیہی؟ ------------------------------------ ۵۳۳
○ نوجوان کا سیاہ خضاب لگانا؟ -- ۵۳۵
○ بیوی کی خوشنودی کیلئے مرد کا بالوں پر سیاہ خضاب لگانا؟ ------------------------ ۵۳۵
○ مہندی کے ذریعہ بالوں کو سرخ کرنا کیسا ہے؟ ------------------------------ ۵۳۶
○ مرد و عورت کے لئے کالی اور لال مہندی لگانا کیسا ہے؟ ------------------------ ۵۳۸
○ عورتوں کا بالوں میں کالی مہندی لگانا؟ ------------------------------------ ۵۳۹
○ کیا سفید بالوں پر کالی مہندی لگانے سے نماز نہیں ہوتی؟ ------------------------ ۵۴۰
○ کالی مہندی بنا کر فروخت کرنا؟ -- ۵۴۱
○ عورتوں کا بالوں میں کالی پالش لگانا؟ ------------------------------------ ۵۴۲
○ کالا کیش تیل لگانا؟ -- ۵۴۳
○ بالوں کو کالا کرنے کے لئے سرخ مہندی یا مقوی تیل لگانا؟ ---------------------- ۵۴۳
○ عورتوں کا مہندی کی جگہ مختلف رنگوں کے کیمیکل استعمال کرنا؟ ------------------ ۵۴۴
○ شیمپو کا اِستعمال کرنا؟ -- ۵۴۵
○ زیرناف اور بغل کے بالوں کا حکم؟ -------------------------------------- ۵۴۶
○ موئے زیرناف کی حدود اور صاف کرنے کا طریقہ؟ -------------------------- ۵۴۶

www.besturdubooks.wordpress.com

- موئے زیرناف کی حدودِ اَربعہ؟ ---------- ۵۴۸
- معذور کا پاؤڈر سے موئے زیرناف صاف کرنا؟ ---------- ۵۴۹
- ''دبر'' کے بال صاف کرنا؟ ---------- ۵۵۰

داڑھی، مونچھ اور ناخون کے اَحکام ۵۵۱

- شریعت میں داڑھی کی کیا حیثیت ہے؟ ---------- ۵۵۱
- داڑھی کا شرعی حکم اور دلائل؟ ---------- ۵۵۲
- داڑھی کی مقدار ---------- ۵۵۳
- داڑھی کی حدودِ اَربعہ؟ ---------- ۵۵۴
- داڑھی کا ہر جانب سے مقدارِ قبضہ ہونا ضروری ہے ---------- ۵۵۵
- داڑھی میں گرہیں لگانا یا چڑھانا؟ ---------- ۵۵۶
- ایک مشت داڑھی رکھنا واجب ہے ---------- ۵۵۷
- ایک مشت سے کم داڑھی رکھنا؟ ---------- ۵۵۸
- مکمل داڑھی کے بجائے خط رکھنا؟ ---------- ۵۵۹
- اِسلام میں تراشیدہ داڑھی رکھنا جائز ہے یا نہیں؟ ---------- ۵۶۰
- داڑھی منڈانا اور کتروانا دونوں موجبِ گناہ ہیں ---------- ۵۶۰
- شریکِ حیات کی خواہش میں داڑھی کٹانا یا کتروانا؟ ---------- ۵۶۱
- سرپرست کے کہنے پر داڑھی مونڈنا جائز نہیں ---------- ۵۶۲
- کیا داڑھی نہ رکھنے کا گناہ زنا سے بڑھ کر ہے؟ ---------- ۵۶۳
- داڑھی کٹانے اور منڈوانے سے متعلق چند سوالات؟ ---------- ۵۶۴
- زیرلب بالوں کا حکم؟ ---------- ۵۷۱

www.besturdubooks.wordpress.com

○ ’’داڑھی بچہ‘‘ کا منڈانا کیسا ہے؟ ---------- ۵۷۱
○ مونچھ منڈانا چاہئے یا کتروانا؟ ---------- ۵۷۲
○ مونچھیں رکھنے اور کٹانے کا طریقہ؟ ---------- ۵۷۳
○ ناخون کاٹنے کا سنت طریقہ؟ ---------- ۵۷۵
○ بال اور ناخون کس دن کاٹیں؟ ---------- ۵۷۶
○ کیا منگل اور بدھ کے دن بال اور ناخون کٹوانا منع ہے؟ ---------- ۵۷۷
○ ناخون کہاں پھینکیں؟ ---------- ۵۷۸
○ ناخون، بال، خون اور کرسف کو دفن کرنے کی وجہ؟ ---------- ۵۷۹

جوتا چپل پہننے کے آداب ۵۸۰

○ جوتے چپل کا حکم ---------- ۵۸۰
○ حضور ﷺ کی چپل کیسی تھی؟ ---------- ۵۸۱
○ ایک چپل ٹوٹ جائے تو کیا کرے؟ ---------- ۵۸۲
○ چپل پہننے اور اُتارنے کا سنت طریقہ ---------- ۵۸۳

نسب اور برادری سے متعلق اَحکام ۵۸۵

○ حضرت آدم علیہ السلام کس قوم سے تعلق رکھتے تھے؟ ---------- ۵۸۵
○ اَپنے خاندان کو چھوڑ کر دوسرے سے اَپنے کو منسوب کرنا ---------- ۵۸۵
○ ہندوستان میں کن برادریوں کا نسبی ثبوت ملتا ہے ---------- ۵۸۶
○ سادات کا درجہ ---------- ۵۸۷
○ کیا دنیا میں سادات کا نسب نامہ موجود ہے؟ ---------- ۵۸۹
○ سادات کا احترام کیوں ضروری ہے؟ ---------- ۵۹۰

www.besturdubooks.wordpress.com

- شریعت میں ذات اور برادری کی کیا حیثیت ہے؟ ---------- ۵۹۱
- جولاہا، شیخ، درزی، لوہار وغیرہ برادری ناموں کی ابتدا کب سے ہوئی؟ ---------- ۵۹۳
- قومیت کی بنا پر ایک دوسرے پر فضیلت جتانا؟ ---------- ۵۹۴

خواب اور اُس کی تعبیر ۵۹٦

- حضور ﷺ کو خواب میں دیکھنا؟ ---------- ۵۹٦
- خواب میں آنحضرت ﷺ کا کسی کام کے کرنے یا نہ کرنے کا حکم دینا؟ ---------- ۵۹۷
- اَچھا خواب دیکھنے کی تمنا؟ ---------- ٦۰۰
- اَچھا یا برا خواب دیکھے تو کیا پڑھے؟ ---------- ٦۰۰
- خواب کس سے بیان کرے؟ ---------- ٦۰۱
- مؤمن کا خواب ---------- ٦۰۳
- صبح کا خواب ---------- ٦۰۵
- خواب میں دودھ دیکھنا؟ ---------- ٦۰٦
- مردے کو سفید پوشاک میں دیکھنا؟ ---------- ٦۰٦
- خواب میں وضو کرتے دیکھنا؟ ---------- ٦۰۷
- خواب میں قمیص پہنے دیکھنا؟ ---------- ٦۰۸
- خواب میں ﴿وَلَا اَنَا عَابِدٌ مَا عَبَدْتُّمْ﴾ پڑھنا؟ ---------- ٦۰۹
- کوے کو چڑیا اُڑاتے اور بلی کو زبان چاٹتے خواب میں دیکھنا؟ ---------- ٦۰۹
- خوابوں پر یقین کرنا کیسا ہے؟ ---------- ٦۱۰
- خواب دیکھ کر بھول جانا؟ ---------- ٦۱۲

www.besturdubooks.wordpress.com

متفرق آداب ۶۱۳

- مجلس میں بیٹھنے کے آداب ---------- ۶۱۳
- راستہ میں چلنے کے آداب ---------- ۶۱۸
- جب جمائی آئے تو کیا کرے؟ ---------- ۶۲۰
- غصہ کا علاج ---------- ۶۲۰
- استعمالی برتنوں پر آیۃ الکرسی اور سورۂ فاتحہ لکھنا؟ ---------- ۶۲۲
- آیت الکرسی کا کٹورا؟ ---------- ۶۲۳
- بلیوں کو قبرستان میں چھوڑنا کیسا ہے؟ ---------- ۶۲۴

www.besturdubooks.wordpress.com

کتاب الحظر والاباحة

www.besturdubooks.wordpress.com

حقوق وآداب

اللہ تعالیٰ کے بندوں پر کیا حقوق ہیں؟

سوال (۱):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: بندوں کو اللہ تعالیٰ کی ذاتِ عالی کے ساتھ کیسا برتاؤ کرنا چاہئے؟ اور بندوں کے ذمہ اللہ تعالیٰ کے کیا حقوق ہیں؟ جن کو بجالائے بغیر ایمان مکمل نہیں ہوتا؟ قرآن وحدیث کی روشنی میں وضاحت فرمائیں۔

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اللہ تعالیٰ کے بندوں پر بے شمار احسانات اور اِنعامات ہیں، جن کا شکر بجالانا بندوں کے بس میں نہیں، بندوں پر اللہ تعالیٰ کا سب سے پہلا حق یہ ہے کہ اُس کی ذات وصفات پر ایمان لائیں، اور اُس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرائیں، اور صرف اُسی کی عبادت کریں۔ اُس کی ذاتِ عالی سے حسنِ ظن کا معاملہ رکھیں، صرف اُسی سے مدد طلب کریں، اُسی کے سامنے اپنی ذلت ومسکنت، بے بسی اور بے کسی کو ظاہر کریں، اُس کی اِطاعت کریں، اُس کا خوف دل میں بٹھائیں، اس سے سب سے زیادہ محبت کریں، اُس کا ذکر وشکر کثرت سے کرتے رہیں اور موت کے بعد اُس کی ملاقات کی تمنا کریں۔

قال اللّٰہ تعالیٰ: ﴿لِتُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَتُعَزِّرُوْهُ وَتُوَقِّرُوْهُ وَتُسَبِّحُوْهُ بُكْرَةً وَّاَصِيْلًا﴾ [الفتح: ۹]

قال اللّٰہ تعالیٰ: ﴿اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ وَيَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَآءُ وَمَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدِ افْتَرٰٓى اِثْمًا عَظِيْمًا﴾ [النساء: ٤٨]

www.besturdubooks.wordpress.com

قال اللّٰه تعالیٰ: ﴿وَمَا اُمِرُوْا اِلَّا لِيَعْبُدُوْا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ حُنَفَآءَ﴾

[البينة، جزء آيت: ٥]

قال اللّٰه تعالیٰ: ﴿اِيَّاکَ نَعْبُدُ وَاِيَّاکَ نَسْتَعِيْنُ﴾[الفاتحة: ٥]

قال اللّٰه تبارک وتعالیٰ: ﴿يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اَطِيْعُوْا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوْا الرَّسُوْلَ﴾

[النساء، جزء آيت: ٥٩]

قال اللّٰه تعالیٰ: ﴿وَمَنْ يُطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهُ يُدْخِلْهُ جَنَّاتٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهَارُ خَالِدِيْنَ فِيْهَا وَذٰلِکَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ. وَمَنْ يَعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهُ وَيَتَعَدَّ حُدُوْدَهُ يُدْخِلْهُ نَارًا خَالِدًا فِيْهَا وَلَهُ عَذَابٌ مُهِيْنٌ﴾[النساء: ١٣-١٤]

قال اللّٰه تبارک وتعالیٰ: ﴿لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَاَزِيْدَنَّكُمْ وَلَئِنْ كَفَرْتُمْ اِنَّ عَذَابِیْ لَشَدِيْدٌ﴾ [ابراهيم: ٧]

قال اللّٰه تعالیٰ: ﴿فَاذْكُرُوْنِیْ اَذْكُرْكُمْ وَاشْكُرُوْا لِیْ وَلَا تَكْفُرُوْنِ﴾[البقرة: ١٥٢]

قال اللّٰه تعالیٰ: ﴿يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اذْكُرُوْا اللّٰهَ ذِكْرًا كَثِيْرًا. وَسَبِّحُوْهُ بُكْرَةً وَاَصِيْلًا. [الأحزاب: ٤١-٤٢]

قال اللّٰه تعالیٰ: ﴿يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اَنْتُمُ الْفُقَرَآءُ اِلَی اللّٰهِ وَاللّٰهُ هُوَ الْغَنِیُّ الْحَمِيْدُ﴾[الفاطر: ١٥]

قال اللّٰه تعالیٰ: ﴿وَعَلَی اللّٰهِ فَتَوَكَّلُوْا اِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِيْنَ﴾[المائدة، جزء آيت: ٢٣]

عن معاذ بن جبل رضي اللّٰه عنه قال: كنت ردف النبي صلى اللّٰه عليه وسلم ليس بيني وبينه إلا مؤخرة الرحل، فقال: يا معاذبن جبل! قلت: لبيک يا رسول اللّٰه وسعديک! ثم سار ساعةً، ثم قال: يا معاذ بن جبل! قلت: لبيک يا رسول اللّٰه وسعديک، ثم سار ساعةً، ثم قال: يا معاذ بن جبل! قلت: لبيک يا رسول اللّٰه وسعديک، قال: هل تدري ما حق اللّٰه على العباد؟ قال قلت: اللّٰه

www.besturdubooks.wordpress.com

ورسولـه أعـلـم، قال: فإن حق اللّٰه على العباد أن يعبدوه ولا يشركوا به شيئًا، ثم سـار سـاعةً، قـال: يا معاذ بن جبل! قلت: لبيک يا رسول اللّٰه وسعديک! قال: هل تـدري مـا حق العباد على اللّٰه، إذا فعلوا ذٰلک، قال قلت: اللّٰه ورسوله أعلم، قال: أن لا يعذبهم. (صحيح البخاري رقم: ٥٩٦٧، صحيح مسلم، كتاب الإيمان / باب الدليل على أن من مات على التوحيد ٤٤/١ رقم: ٣٠ بيت الأفكار الدولية)

عـن أنـس بـن مـالک رضـي الـلّٰـه عـنه قال: ثلاث من كن فيه وجد حلاوة الإيمان، أن يكون اللّٰه ورسوله أحب إليه مما سواهما. (صحيح البخاري، كتاب الإيمان / باب حلاوة الإيمان ٧/١ رقم: ١٦)

عـن أبـي هريرة رضي اللّٰه عنه قال: قال النبي صلى اللّٰه عليه وسلم: يقول الـلّٰه تعالىٰ: أنا عند ظن عبدي بي الخ. (صـحيح البخاري / باب قول اللّٰه تعالىٰ ويحذركم اللّٰه نفسه ١١٠١/٢ رقم: ٢٦٩٤ دار الفكر بيروت)

عـن عـائشة رضـي اللّٰه عنها قالت: قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: مـن أحـب لـقـاء الـلّٰـه أحـب اللّٰه لقاءه، ومن كرِه لقاء اللّٰه كره اللّٰه لقاءه، قالت عائشة – أو بعض أزواجه: إنا لنكره الموت – قال: ليس ذاک، ولكن المؤمن إذا حـضـره الـمـوت بشِّـر بـرضـوان اللّٰه وكرامته، فليس شيء أحب إليه مما أمامه، فـأحـب لـقـاء الـلّٰـه وأحـب الـلّٰـه لـقـاءه، وإن الكافر إذا حُضِر بُشّر بعذاب اللّٰه وعـقوبته، فليس شيء أكره إليه مما أمامه، كره لقاء اللّٰه وكره اللّٰه لقاءه. (صحيح البـخـاري، كـتـاب الـرقاق / بابٌ من أحب لقاء اللّٰه أحب اللّٰه لقائه رقم: ٦٥٠٧ دار الفكر بيروت، صحيح مسـلـم رقم: ٢٦٨٤، سنن الترمذي: رقـم: ١٠٦٧، الترغيب والترهيب مكمل، كتاب الجنائز وما يتقدمها / الترهيب من كراهية الإنسان الموت الخ ٧٢١ رقم: ٥٢٤٣ بيت الأفكار الدولية)

عـن ابـن عبـاس رضـي الـلّٰه عنهما قال: كنت خلف رسول اللّٰه صلى اللّٰه

www.besturdubooks.wordpress.com

علیہ وسلم یومًا فقال یا غلام! احفظ اللّٰہ یحفظک، احفظ اللّٰہ تجدہ تجاھک. وإذا سألت فاسأل اللّٰہ، وإذا استعنت فاستعن باللّٰہ الخ. (المسند للإمام أحمد بن حنبل ۲۹۳/۱ دار الفکر بیروت، سنن الترمذي رقم: ۲۵۱٦، شعب الإیمان للبیھقي ۲۱۷/۱ رقم: ۱۹۵، مشکاۃ المصابیح، کتاب الرقاق / الفصل الثاني رقم: ۵۳۰۲، لمعات التنقیح ۵۱/۸ دار النوادر) **فقط واللہ تعالیٰ اعلم**

املاہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۳۷/۳/۱ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

اللہ تعالیٰ کے ساتھ لفظ ''میاں'' کا استعمال؟

سوال (۲): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: بعض لوگ اللہ تعالیٰ کا نام لیتے وقت ''میاں'' کہتے ہیں، تو کیا اللہ تعالیٰ کے ساتھ ''میاں'' کا لفظ لگانا درست ہے؟ جب کہ یہ لفظ عرف میں شوہر کے لئے بھی استعمال ہوتا ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: لفظ ''میاں'' ایک مشترک لفظ ہے اور لغت میں اِس کے کئی معنی ہیں، مثلاً: آقا، سردار، مالک، حضور، سرکار، خاوند، شہزادہ، اُستاذ، جناب، دوست وغیرہ۔ (فیروز اللغات خورد ۱۲۶۷)

لہٰذا اِن مشترکہ معنوں میں سے جہاں جو قرینہ ہوگا وہی معنی مراد لیں گے، اور جب یہ لفظ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کہا جائے تو سردار، آقا اور مالک کے معنی مراد ہوتے ہیں؛ کیوں کہ دوسرے معنی اللہ تعالیٰ کی ذات کے ساتھ ممکن نہیں اور شوہر کے ساتھ میاں کا استعمال خاوند اور مجازی آقا وغیرہ کے معنی میں ہوتا ہے؛ لہٰذا اللہ تعالیٰ کے ساتھ ''میاں'' کا لفظ کہنا قابلِ تعظیم ہے، یہ اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کے منافی نہیں ہے۔ (مستفاد: فتاویٰ محمود یہ ۲٦۷/۱ ڈابھیل)

من الأسماء التوقیفیة عَلَم، ومنھا ألقاب وأوصاف وترجمة اللفظ بمنزلته، فالأسماء العجمیة ترجمة تلک الألقاب والأوصاف، ولذا انعقد الإجماع علی

www.besturdubooks.wordpress.com

إطلاقها، نعم لا يجوز ترجمة العَلَم، فاللّٰه علم والباقي ألقاب وأوصاف بخلاف المرادف العربي للأسماء العربية؛ لأنها لا ضرورة إلى إطلاقها فلا يؤذن فيها، أما العجم فيحتاجون إلى الترجمة للسهولة في الفهم. (اليواقيت والجواهر لعبد الوهاب الشعراني ص: ۷۸ مصر، وكذا في إمداد الفتاوىٰ / مسائل شتى ٤/٣ ١٥ دار العلوم كراچی) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۲۱/۵/۲۱ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

اللہ تعالیٰ کے لئے اَدباً جمع کا صیغہ استعمال کرنا؟

سوال (۳):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: اللہ کو لفظ آپ کہنا کیسا ہے؟ یعنی جمع کا صیغہ لگانا درست ہے یا نہیں؟ جیسے اللہ سب سے بڑے ہیں یا آپ ہماری دعاء قبول کرلو، وغیرہ وغیرہ؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰه التوفيق: اللہ تعالیٰ کے لئے جمع کا صیغہ اور ’’آپ‘‘ جیسے الفاظ استعمال کر سکتے ہیں؛ اِس لئے کہ اُن کا مقصد اللہ تعالیٰ کی تعظیم اور بڑائی ہوتا ہے، چناں چہ اللہ تعالیٰ نے قرآنِ کریم میں بہت سی جگہوں پر اپنے لئے جمع متکلم کا صیغہ استعمال فرمایا ہے۔ (مستفاد: آپ کے مسائل اور اُن کا حل ۱/۳۸۴)

قال اللّٰه تعالىٰ: ﴿اِنَّا نَحۡنُ نَزَّلۡنَا الذِّكۡرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحَافِظُوۡنَ﴾ [الحجر: ۹]

قال اللّٰه تعالىٰ: ﴿اِنَّا اَنۡزَلۡنَاهُ فِیۡ لَيۡلَةِ الۡقَدۡرِ﴾ [القدر: ۱]

قال اللّٰه تعالىٰ: ﴿نَحۡنُ قَسَمۡنَا بَيۡنَهُمۡ مَعِيۡشَتَهُمۡ فِی الۡحَيَاةِ الدُّنۡيَا﴾ [الزخرف: ۳۲]

قال اللّٰه تبارك وتعالىٰ: ﴿لَا نَسۡاَلُكَ رِزۡقًا نَحۡنُ نَرۡزُقُكَ وَالۡعَاقِبَةُ لِلتَّقۡوٰى﴾ [طٰه، جزء آيت: ۱۳۲]

قال اللّٰه تعالىٰ: ﴿وَاِذۡ قُلۡنَا لِلۡمَلٰٓئِكَةِ اسۡجُدُوۡا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوۡا اِلَّا اِبۡلِيۡسَ اَبٰى

www.besturdubooks.wordpress.com

وَاسۡتَکۡبَرَ وَکَانَ مِنَ الۡکَافِرِیۡنَ﴾ [البقرة: ٣٤]

﴿وَاِذۡ اَخَذۡنَا مِیۡثَاقَ بَنِیۡ اِسۡرَآئِیۡلَ لَا تَعۡبُدُوۡنَ اِلَّا اللّٰهَ﴾[البقرة، جزء آيت: ٨٣]

قال القرطبي في تفسير: ﴿وَاِذۡ قُلۡنَا﴾ ولم يقل قلت؛ لأن ...... العظيم يخبر عن نفسه بفعل الجماعة تفخيمًا وإشارة بذكره. (تفسير القرطبي ٢٩١/١ دار إحياء التراث العربي بيروت) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۲۱/۶/۲۶ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

دین کی بات کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ ''فرماتے ہیں'' کہنا؟

سوال (۴):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلۂ ذیل کے بارے میں کہ: اِسی طرح اللہ تعالیٰ کی بات نقل کرتے ہوئے لفظ جمع استعمال کرنا اور یہ کہنا کہ ''اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں'' درست ہے یا نہیں؟ اِس طرح کہنے سے شرک تو لازم نہیں آتا؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اللہ تعالیٰ کی بات نقل کرتے ہوئے لفظ جمع کا استعمال کرنا اور یہ کہنا کہ ''اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں'' درست ہے۔ جس طرح عرفِ عام میں باپ کی تعظیم کے لئے جمع کا استعمال کیا جاتا ہے، اِسی طرح اللہ تعالیٰ کی تعظیم کے لئے بھی جمع کا استعمال ہوتا ہے؛ کیوں کہ واحد کے صیغے میں اتنی تعظیم نہیں ہوتی ہے، جتنی جمع کے صیغے میں ہوتی ہے؛ چناں چہ خود اللہ تعالیٰ نے قرآنِ کریم میں بیشتر مقامات پر اپنے لئے جمع کا صیغہ استعمال کیا ہے۔ مثلاً:

﴿اِنَّا نَحۡنُ نَزَّلۡنَا الذِّکۡرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحَافِظُوۡنَ﴾ [الحجر: ٩]

﴿مَآ اَنۡزَلۡنَا عَلَیۡکَ الۡقُرۡاٰنَ لِتَشۡقٰیٓ﴾ [طٰه: ٢]

﴿نَحۡنُ خَلَقۡنٰهُمۡ وَشَدَدۡنَآ اَسۡرَهُمۡ﴾ [الدهر، جزء آيت: ٢٨]

﴿وَاِذۡ جَعَلۡنَا الۡبَیۡتَ مَثَابَةً لِّلنَّاسِ وَاَمۡنًا﴾ [البقرة، جزء آيت: ١٢٥]

www.besturdubooks.wordpress.com

﴿وَكَذٰلِكَ جَعَلْنَاكُمْ اُمَّةً وَسَطًا﴾

﴿وَمَا جَعَلْنَا الْقِبْلَةَ الَّتِيْ كُنْتَ عَلَيْهَا اِلَّا لِنَعْلَمَ مَنْ يَتَّبِعُ الرَّسُوْلَ مِمَّنْ يَنْقَلِبُ عَلٰى عَقِبَيْهِ﴾[البقرة، جزء آيت: ١٤٣]

﴿قَدْ نَرٰى تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِي السَّمَآءِ فَلَنُوَلِّيَنَّكَ قِبْلَةً تَرْضَاهَا﴾[البقرة، جزءآيت: ١٤٤]

﴿وَلِكُلٍّ جَعَلْنَا مَوَالِيَ مِمَّا تَرَكَ الْوَالِدَانِ وَالْاَقْرَبُوْنَ﴾[النساء، جزء آيت: ٣٣]

﴿وَاَنْزَلْنَا اِلَيْكَ الْكِتَابَ بِالْحَقِّ .... لِكُلٍّ جَعَلْنَا مِنْكُمْ شِرْعَةً وَمِنْهَاجًا﴾

[المائدة، جزء آيت: ٤٦]

اور:

﴿وَاِذْ قُلْنَا الخ﴾ وفي القرطبي: ولم يقل قلت؛ لأن الجبار العظيم يخبر عن نفسه بفعل الجماعة تفخيمًا وإشارة بذكره. (تفسير القرطبي ٢٩١/١ دار إحياء التراث العربي بيروت) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصورپوری غفرلہ ۱۴۲۱/۵/۲۱ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

کیا ”اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں“ کہنا نامناسب اور وحدت کے خلاف ہے؟

سوال (۵):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: بکر کہتا ہے کہ ”اللہ فرماتا ہے“ کہنا چاہئے نہ کہ ”اللہ فرماتے ہیں“ کیوں کہ اللہ تعالیٰ واحد ہیں، واحد کو پسند کرتے ہیں، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے باری تعالیٰ کے لئے کبھی جمع کا صیغہ نہیں استعمال کیا۔ اور جو یہ جواب دیا جاتا ہے کہ ”اَدب واحترام“ میں کہتے ہیں کہ ”اللہ فرماتے ہیں“ یہ نامناسب ہے، حق اور قولِ فیصل کیا ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: بکر کا یہ کہنا کہ ”اللہ فرماتے ہیں“ جیسے کلمات نامناسب

www.besturdubooks.wordpress.com

ہیں، صحیح نہیں ؛ اِس لئے کہ اردو میں کسی با عظمت شخص کے لئے واحد کے بجائے جمع کا صیغہ استعمال کرنا بہتر سمجھا جاتا ہے، اِس سے نعوذ باللہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی اور کو شریک کرنے کا وہم وخیال بھی ذہن میں نہیں آتا، اِس لئے اِس کو نامناسب کہنے کی کوئی وجہ نہیں۔ اور رہ گئی یہ بات کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضراتِ صحابہ نے بھی جمع کا صیغہ استعمال نہیں کیا، تو یہ اِس وجہ سے ہے کہ عربی زبان کے محاورے میں واحد کا صیغہ استعمال کرنا خلافِ ادب نہیں سمجھا جاتا اور تعظیماً واحد کی جگہ جمع کا صیغہ استعمال کرنے کا دستور نہیں ہے؛ اِس لئے عربی زبان میں اِس کی نظیر نہیں مل سکتی، یہ فرق صرف اُردو زبان کے محاورے اور عرف کی وجہ سے ہے۔ (مستفاد: فتاویٰ محمودیہ ۷/۱ ۲۶ ڈابھیل)

من الأسماء التوقيفية عَلَم، ومنها ألقاب وأوصاف وترجمة اللفظ بمنزلته، فالأسماء العجمية ترجمة تلك الألقاب والأوصاف، ولذا انعقد الإجماع على إطلاقها، نعم لا يجوز ترجمة العَلَم، فاللّٰه عَلَم والباقي ألقاب وأوصاف، بخلاف المرادف العربي للأسماء العربية؛ لأنها لا ضرورة إلى إطلاقها فلا يؤذن فيها، أما العجم فيحتاجون إلى الترجمة للسهولة في الفهم. (إمداد الفتاوىٰ / مسائل شتىٰ ٤/١٣ ٥ زكريا، وكذا في اليواقيت والجواهر لعبد الوهاب الشعراني ٧٨ مصر) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۲۶/۲/۱۱ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

گل کے ڈبے پر ''اللہ'' لکھنا؟

سوال (٦): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: گل کے ڈبہ پر عبداللہ اور شکر اللہ لکھتے ہیں، اکثر یہ نام انگریزی اور اُردو میں لکھتے ہیں، مگر میرا سوال یہ ہے کہ اُس میں لفظ اللہ ہے، پاخانہ کے وقت یا جنابت کے وقت ہاتھ میں لینا جائز ہے یا نہیں؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللہ التوفیق: گل کے ڈبہ پر اللہ تعالیٰ کا نام لکھنا بے ادبی ہے۔ بہتر

www.besturdubooks.wordpress.com

یہ ہے کہ ناپاکی کی حالت میں لفظ اللہ پر ہاتھ نہ رکھا جائے اور اِس بارے میں احتیاط برتی جائے۔

قال الحنفية: يكره للمحدث الكتابة ومس الموضع المكتوب من القرآن وأسماء اللّٰه تعالىٰ على ما يفرش لما فيه من ترك التعظيم(الموسوعة الفقهية ۲۷۹/۳۷ كويت) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۲۴/۳/۵ھ

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا اُمتیوں پر حق

سوال (۷): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہم اُمتیوں پر کیا حقوق ہیں؟ اُن کو کس طرح ادا کرنا چاہئے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰه التوفيق: حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اُمت پر بے شمار حقوق واحسانات ہیں، ساری اُمت مل کر آپ کے ایک احسان کا بھی بدلہ نہیں ادا کر سکتی؛ لیکن اللہ تعالیٰ کی ذات سے اُمید ہے کہ اگر ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لاکر ہر شعبۂ زندگی میں آپ کی اِطاعت اور پیروی کو مضبوط پکڑ لیں، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے اللہ کے بعد سب سے زیادہ محبت رکھیں، آپ کے اَفضل الرسل، معصوم اور خاتم النبیین ہونے کا عقیدہ رکھیں، اور آپ کی خدمت میں کثرت سے درود شریف کا نذرانہ پیش کریں، اور آپ کی آل واَولاد سے محبت کریں، تو اللہ تعالیٰ ہماری طرف سے اپنے حبیب کو راضی فرمادیں گے، انشاء اللہ تعالیٰ۔

قال اللّٰه تعالىٰ: ﴿مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَا اَحَدٍ مِنْ رِجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمًا﴾ [الأحزاب: ۴۰]

قال اللّٰه تبارك وتعالىٰ: ﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اَطِيْعُوْا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوْا الرَّسُوْلَ﴾ [النساء، جزء آيت: ۵۹]

www.besturdubooks.wordpress.com

قال اللّٰه تعالیٰ: ﴿وَاِنْ تُطِيْعُوْهُ تَهْتَدُوْا﴾ [النور، جزء آیت: ٥٤]

قال اللّٰه تعالیٰ: ﴿قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَحِيْمٌ. قُلْ اَطِيْعُوْا اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْكَافِرِيْنَ﴾ [آل عمران: ٣١-٣٢]

قال اللّٰه تعالیٰ: ﴿لِتُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ﴾ [الفتح، جزء آیت: ٩]

عن عرباض بن سارية رضي اللّٰه عنه صاحب رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم قال: سمعت رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم يقول: إني عبد اللّٰه وخاتم النبيين. (المستدرك للحاكم لأبي عبد اللّٰه ٤٥٣/٢ رقم: ٣٥٦٦، الأحاديث المنتخبة في الصفات الست ٣٢ رقم: ١١٠)

عن جابر رضي اللّٰه عنه أن النبي صلى اللّٰه عليه وسلم قال: أنا قائد المرسلين ولا فخر، وأنا خاتم النبيين ولا فخر. (المسند للإمام الدارمي رقم: ٥٠، لمعات التنقيح في شرح مشكاة المصابيح ٢٤١/٩ رقم: ٥٧٦٤ دار النوادر)

عن أبي هريرة رضي اللّٰه عنه أن رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم قال: فوالذي نفسي بيده لا يؤمن أحدكم حتى أكون أحب إليه من والده وولده. (صحيح البخاري، كتاب الإيمان / باب حب الرسول ﷺ من الإيمان ٦/١ رقم: ١٤ دار الفكر بيروت)

عن أنس رضي اللّٰه عنه قال: قال النبي صلى اللّٰه عليه وسلم: لا يؤمن أحدكم حتى أكون أحب إليه من والده وولده والناس أجمعين. (صحيح البخاري، كتاب الإيمان / باب حب الرسول من الإيمان ٧/١ رقم: ١٥ دار الفكر بيروت)

وجوب تصديقه عليه الصلاة والسلام واتباعه في سنته وطاعته ومحبته ومناصحته وتوقيره وبره وحكم الصلاة عليه والتسليم وزيارة قبره. (شرح الشفاء للقاضي عياض ٢/٢)

عن ابن مسعود رضي اللّٰه عنه قال: قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: أولى الناس بي يوم القيامة أكثرهم علي صلاة. (سنن الترمذي، كتاب الصلاة / باب ما جاء

www.besturdubooks.wordpress.com

فـي فـضل الصلاة على النبي صلى الله عليه وسلم ١١٠/١ رقم: ٤٨٤، مرقاة المفاتيح ٨/٣ رقم: ٩٢٣ دار الكتب العلمية بيروت) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۲۴؍۱۱؍۱۴۲۶ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

حضور علیہ السلام کو ''یا محمد'' کہہ کر پکارنا؟

سوال (۸):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: اَبھی حال ہی میں معلوم ہوا ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے ''یا'' کا استعمال صحیح نہیں ہے، تو بتائیے کہ وہ کیلنڈر وغیرہ جس میں یا محمد لکھا ہوتا ہے گھر میں لگانا کیسا ہے؟ کیا ایسے کیلنڈر کو گھر وغیرہ میں لگانے سے گناہ ہوگا؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اسم گرامی محمد سے پہلے ''یا'' اِستعمال کرنے سے یہ ایہام ہوتا ہے کہ کہنے یا لکھنے والا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو وہاں حاضر وناظر جان کر آپ سے فریاد کر رہا ہے؛ حالاں کہ یہ عقیدہ شریعت کے خلاف ہے؛ اِس لئے علماء حق روضۂ اَقدس کے علاوہ دیگر جگہوں پر ''یا محمد'' کہنے یا لکھنے سے منع فرماتے ہیں؛ لہٰذا ایسے کیلنڈروں کا استعمال جس میں ''یا محمد'' لکھا ہوا ہو مناسب نہیں ہے۔ (مستفاد: امداد المفتیین ۲۱۲، فتاویٰ رحیمیہ ۴۰۹/۹، عزیز الفتاویٰ ۸۷) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۲۴؍۱۱؍۱۴۲۶ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

www.besturdubooks.wordpress.com

قرآنِ کریم اور کتبِ دینیہ وغیرہ کے آداب

بغیر متن کے ترجمۂ قرآن کی اشاعت؟

نوٹ: سوال نمبر ۹- تا- ۱۲ ر کے جوابات حضرت الاستاذ نے ''اسلامک فقہ اکیڈمی'' کے چوبیسویں فقہی سیمینار (منعقدہ ''کیرالہ'' مارچ ۲۰۱۵ء) کے لئے تحریر کئے تھے، جو قارئین کے اِفادہ کے لئے ذیل میں پیش ہیں۔ (از: مرتب)

سوال (۹): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلۂ ذیل کے بارے میں کہ: کیا کسی زبان میں (متن قرآن پاک کے بغیر) تنہا ترجمہ قرآن کی اشاعت درست ہے؟ اگر یہ اشاعت نا جائز ہے تو اسے خریدنے، تقسیم کرنے اور ہدیہ کرنے کا کیا حکم ہے؟ اور اگر یہ اشاعت درست ہے تو بے وضو اسے چھونے کا کیا حکم ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب باللّٰہ التوفیق: ضرورت کی وجہ سے ایک دو آیتیں بغیر عربی متن کے ترجمہ کے طور پر شائع کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے؛ لیکن پورے کا پورا قرآن عربی متن ہٹا کر صرف ترجمہ لکھنا یہ قطعاً جائز نہیں ہے اور اس کے نا جائز ہونے کی وجوہات درج ذیل ہیں:

(۱) جب ہر زبان کے ترجمے الگ الگ شائع ہوں گے تو امت کی توجہ اصل متن قرآن سے ہٹ جائے گا جس کی بناء پر امت میں اجتماعیت باقی نہ رہے گی۔

(۲) قرآن پاک کے معانی میں تحریف کا دروازہ ایسا کھلے گا جسے بند کرنا ناممکن ہوگا، اس لئے کہ ہر ترجمہ والا اپنے انداز میں کئے ہوئے ترجمہ ہی کو اصل قرار دے گا۔

www.besturdubooks.wordpress.com

(۳) کچھ عرصہ گذرنے کے بعد اسی ترجمہ کو اصل قرآن کی حیثیت حاصل ہوجائے گی، جیسا کہ توریت، انجیل، بائبل وغیرہ کے ساتھ ہوا۔

(۴) بہت سے دینی احکام صرف قرآن عربی متن سے وابستہ ہیں، مثلاً نماز میں تلاوت، تجوید وغیرہ اور تراجم میں ان باتوں کی رعایت ہرگز نہیں رکھی جاسکتی؛ لہٰذا محض ترجمہ کی اشاعت سے یقیناً بہت سے مسائل میں خلل پڑے گا، اس لئے باتفاق علماء بلا متن ترجمہ کی اشاعت کو ممنوع قرار دیا گیا ہے؛ البتہ عربی متن کے ساتھ ترجمہ کی اشاعت میں کوئی حرج نہیں؛ اس لئے کہ اس میں مذکورہ مفاسد نہیں پائے جاتے۔

إن اعتاد القراء ة بالفارسية أو أراد أن يكتب مصحفاً يمنع. (شامي ۱۸۷/۲ زكريا)

قال الإمام المحبوبي: أما لو اعتاد قراء ة القرآن أو كتابة المصحف بالفارسية يمنع منه أشد المنع. (كفاية شرح الهداية بحواله: جواهر الفقة ۱۰۸/۲)

اور ترجمہ قرآنِ کریم اصل قرآن نہیں ہے؛ لیکن پھر بھی بہتر یہی ہے کہ اسے بلا وضو مس نہ کیا جائے، جیسا کہ درمختار کی درج ذیل عبارت سے معلوم ہوتا ہے:

ويمنع مسه ولو مكتوبًا بالفارسية في الأصح. (الدر المختار مع الشامي ۴۸۸/۱ زكريا)

غیرعربی رسم الخط میں قرآنِ کریم کی کتابت

سوال (۱۰):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: دورِ حاضر میں قرآنِ کریم کے حوالہ سے ایک بات یہ بھی شروع ہوگئی ہے کہ جو لوگ قرآنِ پاک کی عبارت کو عربی رسم الخط میں نہیں پڑھ سکتے یا اچھی طرح نہیں پڑھ سکتے، ان کے لئے متن قرآن کو ان کی زبان (ہندی، انگریزی وغیرہ) اور ان کے رسم الخط میں لکھ دیا جاتا ہے؟ یعنی عبارت قرآن کی ہوتی ہے اور رسم الخط غیرعربی ہوتا ہے؛ تاکہ غیرعرب داں حضرات کو تلاوتِ قرآن میں سہولت ہو، شرعاً ایسا کرنا درست ہے یا نہیں؟ اگر عربی رسم الخط اور رسم عثمانی میں متن قرآن کو باقی رکھتے ہوئے کسی اور زبان کے رسم الخط میں قرآن کو لکھ دیا جائے اور دونوں کو ساتھ شائع کیا جائے، تو اس کا

www.besturdubooks.wordpress.com

کیا حکم ہے؟ اور غیر عربی رسم الخط میں تنہا قرآن کی اشاعت کا کیا حکم ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب باللّٰہ التوفیق: عربی زبان میں بہت سے حروف ایسے ہیں کہ دوسری زبان میں ان کا بعینہ تلفظ مشکل ہے، مثلاً ہندی میں ''ح، ع ''اور ''ز'' کا کوئی تصور نہیں، اسی طرح قرآن مخارج کے حروف مثلاً: ض اور ظ ، ذ اور ز اور س اور ص میں بھی ہندی رسم الخط میں کوئی فرق نہیں ہے؛ لہٰذا قرآنِ کریم کو دوسری ایسی زبان میں ہجے کر کے لکھنا جس کے الفاظ عربی مخارج سے ہم آہنگ نہ ہوں درست نہیں، اس میں تحریف کا شدید اندیشہ ہے، پس جس کو قرآنِ پاک پڑھنا ہو، وہ اولاً قرآن حروف سیکھے اس کے بعد ہی قرآنِ پاک پڑھے۔

وهل تجوز كتابته بقلم غير العربي؟ قال الزركشي لم أر فيه كلاماً لأحد من العلماء والأقرب لا تعرف قلماً غير العربي، وقال تعالى: ﴿بِلِسَانٍ عَرَبِيٍّ مُبِيْنٍ﴾ (الإتقان ۲/ ۱۷۱ بحواله: جواهر الفقه ۲/ ۸۰)

''بریل کوڈ'' میں قرآن مجید کی کتابت

سوال (۱۱): -کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: دورِ قدیم میں نابینا کی انفرادی تعلیم کا طریقہ صرف زبانی تلقین کا تھا، بصارت سے سے محرومی کی بنا پر ان کے لئے یہ بات متصور نہیں تھی کہ وہ لکھی ہوئی چیزوں کو پڑھیں؛ لیکن قریبی ایک دوصدی میں اس کے لئے مخلصانہ کوششیں ہوئیں کہ بینائی سے محروم یا انتہائی کمزور بینائی والے افراد کی تعلیم کے لئے پیش رفت کی جائے، چنانچہ ''بریل کوڈ'' ایجاد کیا گیا، جو نسبۃً موٹے کاغذ پر ابھرے ہوئے نقطوں کی شکل میں ہوتا ہے، اور نابینا افراد عموماً انگلیوں کے پوروں کے لمس سے اسے پڑھتے ہیں، یعنی جو کام بینا افراد اپنی نگاہوں سے لیتے ہیں، وہ کام بینائی سے محروم افراد انگلیوں کے پوروں کے لمس سے لیتے ہیں، رفتہ رفتہ ''بریل کوڈ'' میں کتابیں تیار ہوگئیں، رسالے نکلنے لگے، اور نابینا افراد کے لئے پڑھنے لکھنے کی ایک وسیع دنیا کھل گئی۔

www.besturdubooks.wordpress.com

نابینا افراد کے لئے اس پیش رفت کو اسلام نہ صرف پسند کرتا ہے؛ بلکہ اس کی حوصلہ افزائی اور ہمت افزائی بھی کرتا ہے۔اس لئے اب ''بریل کوڈ'' کی مدد سے نابینا افراد کی تعلیم کے بڑے بڑے دینی تعلیمی ادارے بھی کھل گئے ہیں، اور ایسے لوگوں کے لئے لٹریچر بھی تیار کیا جارہا ہے۔

اس پس منظر میں ایک اہم سوال یہ اُبھرا ہے کہ ''بریل کوڈ'' قرآن تیار کرنا درست ہے یا نہیں؟ ظاہر ہے کہ ''بریل کوڈ'' نہ عرب رسم الخط ہے نہ رسم عثمانی، جس میں قرآن کو لکھنا لازم قرار دیا گیا ہے؛ لیکن ''بریل کوڈ'' میں قرآن کی اشاعت سے نابیناؤں کو غیر معمولی سہولت پیدا ہوجاتی ہے، وہ ہر قدم پر بینا افراد کے محتاج نہیں رہ جاتے، حفظ کرنے والے نابینا افراد اس کی مدد سے قرآن یاد کرسکتے ہیں، بھولنے کی صورت میں اس کی طرف مراجعت کرسکتے ہیں، براہِ راست قرآن کا مطالعہ کرسکتے ہیں۔

سوال یہ ہے کہ ''بریل کوڈ'' کے عربی رسم الخط اور رسم عثمانی نہ ہونے کے باوجود کیا نابیناؤں کی مجبوری کی بناپر ''بریل کوڈ'' میں قرآنِ کریم تیار کرنا درست اور مستحسن ہے؟

''بریل کوڈ'' میں تیار کردہ قرآنِ کریم کا حکم کیا اصل قرآن کی طرح ہے کہ اس کو چھونے کے لئے باضو ہونا ضروری ہے، یا وضو کے بغیر بھی اسے چھوا جاسکتا ہے؟ اگر بریل کوڈ میں قرآن تیار کرنا درست ہے، تو کیا اس کے کچھ مخصوص آداب واحکام ہیں؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب باللّٰہ التوفیق: نابینا حضرات کے لئے قرآنِ کریم ابھرے ہوئے لفظوں کے ساتھ (بریل کوڈ میں) لکھنے کی گنجائش ہے؛ اس لئے کہ یہ رسم الخط اصل قرآنِ کریم تو نہیں ہے؛ لیکن نابینا لوگوں کے لئے حروف اور کلمات کی دلالت کا ایک ذریعہ ہے، پس جس طرح نابینا دوسروں سے سن کر بذریعہ سماعت قرآن پڑھنے کو سیکھ سکتا ہے، اسی طرح انگلیوں سے مجوزہ لفظوں کو مس کرکے بذریعہ حس قرآن پڑھنے یا سیکھنے میں اس کے لئے کوئی ممانعت نہ ہوگی، نیز اسی طرح قرآنی حروف لکھنے میں قرآن میں تحریف وغیرہ کا کوئی مفسدہ بھی نہیں پایا جاتا؛ لہٰذا بظاہر اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔ (مستفاد: فتاویٰ محمودیہ ۲۲۷/۷ میرٹھ)

www.besturdubooks.wordpress.com

قال الحليمي – رحمه الله – ولأن النقطة ليست بمقروء ة فيتوهم لأجلها ما ليس بقرآن قرآنا، وإنما هي دلالات على هيئة المقروء فلا يضر إثباتها لمن يحتاج إليها، والله أعلم. (شعب الإيمان / فصل في إفراد المصحف للقرآن وتجريده فيه عما سواه ۵٤۸/۲)

وتعشيره ونقطه أي إظهار إعرابه، به يحصل الرفق جدا خصوصاً للعجم فيستحسن. قال الشامي تحت قوله: (نقطه) قال في القاموس: نقط الحرف أعجمه. (رد المحتار مع الدر المختار، كتاب الحظر والإباحة / فصل في البيع ٤/۹ ۵۵ زكريا)

اور کیوں کہ ان نقطوں سے اصل الفاظ قرآنِ کریم کی دلالت ہوتی ہے اور عرفاً بھی اسے قرآنِ کریم (برائے نابینا حضرات) سمجھا جاتا ہے، اس لئے بہتر یہی ہے کہ اس کو بلا وضو مس نہ کیا جائے۔

موبائل پر قرآنِ مجید پڑھنا؟

سوال (۱۲): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: آج کل موبائل میں بھی قرآنِ مجید کے متن اور اس کی تلاوت کو محفوظ کرنے کی آسانی پیدا ہوگئی ہے؟ اس طرح سفر وحضر میں کہیں بھی قرآن کی تلاوت کی جاسکتی ہے؟ تو اگر موبائل کی اسکرین پر قرآنِ مجید موجود ہو، تو کیا موبائل کو ہاتھ میں لینے یا اسکرین پر ہاتھ لگانے کے لئے باوضو ہونا ضروری ہوگا، یا موبائل کے ڈھانچہ کو ایسا غلاف تصور کیا جائے گا جس کو بے وضو چھونے کی گنجائش ہوتی ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفيق: ڈیجیٹل قرآنِ کریم جس وقت کھول کر چلایا جا رہا ہو اور اس کی اسکرین پر قرآنی آیات نمایاں ہوں، تو اس کا حکم مطبوعہ قرآنِ پاک کے مانند ہے؛ لہٰذا اس حالت میں اس کو بلا وضو ہاتھ لگانا اور اسکرین پر انگلی پھیر کر اوراق پلٹنا جائز نہ ہوگا؛ البتہ کسی مخصوص قلم یا اسی مقصد سے بنائی گئی تیلی وغیرہ کے اشارہ سے اوراق پلٹتے ہوئے موبائل کو چھوئے بغیر اس میں قرآن پڑھا جائے تو اس کی گنجائش ہوگی، نیز جب اس آلہ کو اس طرح بند کر دیا جائے کہ قرآنی حروف اسکرین پر نظر نہ آئیں؛ بلکہ صرف آواز آتی رہے تو اس کا حکم ٹیپ ریکارڈ کی طرح

www.besturdubooks.wordpress.com

ہوگا اور اسے بلا وضو چھونے اور اس سے قرآن سننے کی اجازت ہوگی۔

ومسه أي القرآن ولو في لوح أو درهم أو حائط. (شامي ٤٨٨/١ زكريا)

ويمنع مسه إلا بغلافه المنفصل أي كالجراب والخريطة دون المتصل، كالجلد المشرز هو الصحيح وعليه الفتوىٰ؛ لأن الجلد تبع له. (الدر المختار مع الشامي ٤٨٨/١ زكريا)

بخلاف المصحف فلا يجوز مس الجلد وموضع البياض منه ...... والمنع أقرب إلى التعظيم كما في البحر أي والصحيح المنع. (شامي ٤٨٨/١ زكريا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۱/۴/۱۴۳۶ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

قرآن کا رسم الخط کسی اور زبان میں شائع کرنا؟

سوال (۱۳): -کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: قرآنِ مجید کے متن کو کسی دوسری زبان (مثلاً انگریزی، ہندی، کنڑ، تیلگو وغیرہ) میں بایں مقصد شائع کرنا کہ جو مسلمان عربی زبان سے ناواقف ہیں، اُن کے لئے سہولت ہوجائے یا نومسلموں کو آسانی ہوجائے، اِسی طرح غیر مسلموں میں ہدایت پھیل جائے، جائز ہے یا نہیں؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: قرآنِ پاک کے متن کو عربی زبان کے علاوہ کسی اور زبان میں لکھنا اور شائع کرنا قطعاً جائز نہیں ہے، جو مسلمان عربی سے ناواقف ہیں اُنہیں بقدر ضرورت کم از کم اِس حد تک عربی سے واقفیت ضروری ہے کہ وہ قرآنِ پاک پڑھ سکیں، اور غیر مسلموں کی ہدایت کے لئے مقامی زبان میں لکھی ہوئی دینی کتابیں پیش کی جاسکتی ہیں، قرآنِ پاک کے متن میں تبدیلی کرنے سے یہ مقصد ہرگز حاصل نہیں ہوسکتا۔ (کفایت المفتی ۱۲۲/۱ امدادیہ ملتان، جواہر الفقہ ۷۴/۱ زکریا، فتاویٰ محمودیہ ۵۰۷/۳، فتاویٰ رحیمیہ ۹۸/۱، امداد الفتاویٰ ۴۴/۴)

www.besturdubooks.wordpress.com

قال أشهب: سئل مالک هل يكتب المصحف على ما أحدثه الناس من الهجاء؟ فقال: لا إلا على الكتبة الأولىٰ. رواه الداراني في المقنع. ثم قال: ولا مخالف له من علماء الأمة. وقال الإمام أحمد: يحرم مخالفة خط مصحف عثمان رضي اللّٰه عنه في واو أو ياء أو ألف أو غير ذٰلک (الاتقان / النوع السادس والسبعون في مرسوم الخط وآداب كتابته ٣٢٨/٢، بحواله: تعليقات فتاویٰ محموديه ٥٠٧/٣ ڈابهيل)

وقال البيهقي في شعب الإيمان: من كتب مصحفًا فينبغي له أن يحافظ على الهجاء التي كتبوا به تلک المصاحف ولا يخالفهم فيها، ولا يغير مما كتبوه شيئًا؛ فإنهم كانوا أكثر علمًا وأصدق قلبًا ولسانًا وأعظم أمانةً منا، فلا ينبغي لنا أن نظن بأنفسنا استدراكًا عليهم ولا سقطا لهم. (شعب الإيمان للبيهقي / فصل في أفراد المصحف للقرآن وتجريده فيه عما سواه ٥٤٨/٢)

وفي الاتقان: وهل يجوز كتابته بقلم غير العربي، قال الزركشي لم أر فيه كلامًا لأحد من العلماء، قال: ويحتمل الجواز؛ لأنه قد يحسنه من يقروه بالعربية والأقرب المنع كما تحرم قرأته بغير لسان العرب، ولقولهم: القلم أحد اللسانين والعرب لا تعرف قلمًا غير العربي، وقد قال تعالى: ﴿بِلِسَانٍ عَرَبِيٍّ مُبِينٍ﴾ (الإتقان في علوم القرآن ٥٢٨ مطبع أحمدي)

وصرّح بتحريم كتابته بالعجمية في الفتاویٰ الكبریٰ الفقهية / باب النجاسة ٣٨/١ المكتبة الإسلامية تركي: قال بعض أئمة القراءة: ونسبته إلى مالک؛ لأنه المسئول عن المسئلة، وإن لا فهو مذهب الأئمة الأربعة، وقال أبو عمرو: ولا مخالف له في ذٰلک من علماء الأمة، وقال بعضهم: والذي ذهب إليه مالک هو الحق؛ إذ فيه بقاء الحالة الأولیٰ إلیٰ أن يتعلم الآخرون، وفي خلافها تجهيل آخر الأمة أوّلهم، وإذا وقع الإجماع كما تریٰ على منع ما أحدث الناس

www.besturdubooks.wordpress.com

اليوم من مثل كتابة الربا بالألف مع أنه موافق للفظ الهجاء، فمنعُ ما ليس من جنس الهجاء أولىٰ، وزعم أنه كتابته بالعجمية فيها سهولة للتعلم كذبٌ مخالفٌ للواقع والمشاهدة، فلا يلتفت لذٰلک على أنه لو سلّم صدقه، لم يكن مبيحًا لإخراج ألفاظ القرآن عما كتبت عليه وأجمع عليه السلف والخلف الخ، والمسئلة مذكورة في اٰكام النفائس أيضًا. (آكام النفائس ٥٣ في ضمن رسائل اللكنوي ٣٨٥/٤ إدارة القرآن، بحوالة: فتاوىٰ محمودية ٥٠٨/٣ ڈابھیل، وكذا في الإتقان في علوم القرآن للسيوطي / النوع الثامن عشر في جمعه وترتيبه ١٦/١ ١-١٢٩ دار ذوي القربىٰ) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۲۷/۷/۱۴۲۵ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

قرآنِ کریم کا صرف ترجمہ بغیر متن کے چھاپنا؟

سوال (۱۴): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: قرآنِ کریم کو اِس طرح چھاپنا کہ اُس میں صرف ترجمہ ہی ترجمہ ہو، عربی آیات نہ ہوں، کیسا ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: قرآنِ کریم کو بغیر عربی عبارت کے اِس طرح چھاپنا کہ اُس میں صرف ترجمہ ہی ترجمہ ہو، جائز نہیں ہے؛ اِس لئے کہ اِس صورت میں اندیشہ ہے کہ کچھ دنوں میں کتبِ سابقہ کی طرح لوگوں کے ہاتھ میں قرآن کا ترجمہ ہی رہ جائے اور متن گم ہوجائے، یا اُس سے توجہ کم ہوجائے۔ (مستفاد: امداد الاحکام ۲۳۹/۱، جواہر الفقہ ۹۷/۱-۹۸، امداد الفتاویٰ ۳۹/۲)

وتجوز كتابة آية أو آيتين بالفارسية لا أكثر (الدر المختار) وفي الشامية: وفي الفتح عن الكافي: إن اعتاد القراءة بالفارسية أو أراد أن يكتب مصحفًا بها يمنع ...... والظاهر أنه الفارسية غير قيد. (شامي، كتاب الصلاة / باب صفة الصلاة، مطلب في حكم القراءة بالشاذ ١٨٧/٢ زكريا، كذا في فتح القدير / باب صفة الصلاة ٢٨٦/١، مناهل العرفان

www.besturdubooks.wordpress.com

٣٨/٢ دار إحياء التراث العربي بيروت) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۰/۶/۱۴۲۱ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

غیر عربی زبان میں قرآنِ کریم کی آیتیں لکھنا؟

سوال (۱۵): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: قرآنِ کریم کی عبارت اور بعینہٖ اس کی آیتیں ہندی زبان، یا انگریزی زبان میں لکھنا کیسا ہے؟ بہت سے لوگ انگلش الفاظ میں قرآنِ کریم کی آیتیں لکھتے ہیں اُن کا حکم کیا ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: قرآنِ کریم کی آیات کو ہندی یا انگریزی یا کسی اور زبان میں لکھنا قطعاً جائز نہیں ہے، قرآن کی زبان عربی ہے؛ لہٰذا عربی ہی میں اُسے لکھنا ضروری ہے؛ البتہ اُس کا ترجمہ دوسری زبان میں کیا جاسکتا ہے۔ (مستفاد: جواہر الفقہ ۱/۷۷ قدیم)

وفي الاتقان: وهل يجوز كتابته بقلم غير العربي، قال الزركشي لم أر فيه كلامًا لأحد من العلماء، قال: ويحتمل الجواز؛ لأنه قد يحسنه من يقرؤه بالعربية والأقرب المنع كما تحرم قرأته بغير لسان العرب، ولقولهم: القلم أحد اللسانين والعرب لا تعرف قلمًا غير العربي، وقد قال تعالى: ﴿بِلِسَانٍ عَرَبِيٍّ مُبِيْنٍ﴾ (الإتقان في علوم القرآن ٥٢٨ مطبع أحمدي) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۲۹/۵/۱۴۲۷ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

بلا وضو قرآن پڑھنا کیوں جائز ہے؛ اور چھونا جائز کیوں نہیں؟

سوال (۱۶): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: مسِ قرآن کے لئے وضو کی شرط جس حدیث سے ثابت ہے اُس میں ''إِلاَّ طَاهِرٌ'' کا لفظ ہے،

www.besturdubooks.wordpress.com

یہاں اِس بات کا کیا قرینہ ہے کہ طہارتِ صغریٰ وکبریٰ کی تخصیص کو صحیح کہا ہے، اگرچہ اِس کا تعلق قول ابن عمرؓ سے ہے، اورخود ابن عمر کے متعلق منقول ہے کہ "**کان ابن عمر یسجد علی غیر وضوء**" بلاوضو مسِ قرآن کو اِسی لئے تو منع کیا جاتا ہے کہ ہاتھوں میں حدثِ اَصغر نے حلول کیا ہے، اِس لئے وہ غیرطاہر ہیں، اورحدیث کے لفظ "إِلَّا طَاهِرٌ" کے خلاف ہے، مگر یہ بتایئے کہ بلاوضو آدمی کی زبان میں بھی کیا حدثِ اَصغر نے حلول نہیں کیا ہے، پھر بلا وضو قرأتِ قرآن کیوں ممنوع نہیں ہے؟ جب علت زبان اور ہاتھ دونوں ہی میں مشترک ہے، تو پھر معلول میں اختلاف کیوں؟

باسمہٖ سبحانہ وتعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: الف:- مسِ قرآنِ کریم کے لئے طہارتِ صغریٰ اور کبریٰ دونوں ضروری ہیں، قرینہ یہ ہے کہ صحابیٔ جلیل سیدنا حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ ایک مرتبہ قضاءِ حاجت کے بعد تشریف لائے، تو ساتھیوں نے قرآنِ کریم سے متعلق کچھ سوالات پیش کرنے کا اِرادہ کیا، اور درخواست کی کہ حضرت والا وضو فرمالیں، تو حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ وضو کی ضرورت نہیں ہے، ویسے ہی سوال کرو میں جواب دوں گا، بس میں قرآن کو مس نہیں کروں گا۔

عن عبد الرحمٰن بن یزید قال: کنا مع سلمان یعني الفارسي رضي اللّٰہ عنه فانطلق إلی حاجة فتواریٰ عنا وخرج إلینا، فقلنا: لو توضأت فسألناک عن أشیاء من القراٰن، فقال: سلوني فإني لست أمسه إنما یمسه المطهرون ثم تلا: ﴿لَا یَمَسُّهٗ اِلَّا الْمُطَهَّرُوْنَ﴾ (روح المعاني ١٥٤/٢٧، السنن الکبریٰ للبیهقي ٢١٨/١ رقم: ٤١٢ دار الحدیث القاهرة)

اِس اَثر سے معلوم ہوا کہ مسِ قرآن کے لئے طہارتِ صغریٰ بھی ضروری ہے، نیز جب نص میں "إِلَّا طَاهِرٌ" یا "إِلَّا عَلٰی طُهُوْرٍ" کے مطلق الفاظ ہیں، تو اُنہیں کسی ایک طہارت میں بلاوجہ مقید کرنے کی اِجازت نہیں ہے۔

ب:- حافظ ابن حجرؒ کی طرف یہ اِنتساب غلط ہے کہ موصوف زیرِ بحث مسئلہ میں طہارتِ کبریٰ مراد لیتے ہیں؛ بلکہ واقعہ یہ ہے کہ موصوف نے حضرت ابن عمرؓ کے قول وعمل میں تطبیق دینے

www.besturdubooks.wordpress.com

کے لئے ایک اِمکانی صورت بیان کی ہے کہ ایک طرف حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ''لاَ یَسْجُدُ الرَّجُلُ إِلاَّ وَهُوَ طَاهِرٌ'' فرماتے ہیں، دوسری طرف بخاری شریف میں اُن کے متعلق یہ روایت آتی ہے کہ ''کَانَ ابْنُ عُمَرُ یَسْجُدُ عَلٰی غَیْرِ وُضُوْءٍ''تو اِس تعارض کو دفع کرنے کے لئے حافظ ابن حجرؒ نے فرمایا کہ ممکن ہے کہ ابن عمرؓ اپنے قول ''إِلاَّ وَهُوَ طَاهِرٌ'' سے طہارتِ کبریٰ مراد لیتے ہوں۔ (فتح الباری ۲؍۵۵۴ رقم: ۱۰۷۱ دارالفکر بیروت) اور طہارتِ صغریٰ سجدۂ تلاوت کے لئے ضروری نہ قرار دیتے ہوں، یہ محض تطبیق کی صورت ہے، کسی اِمام کا مذہب نہیں ہے۔

ج:- حدثِ اَصغر نجاستِ حکمی ہے، جس کے اِزالہ کے لئے شریعت نے خلافِ قیاس بعض خاص اَعضاء کا غسل ضروری قرار دیا ہے، مگر اِس کا یہ مطلب نہیں کہ اَعضاءِ وضو کے علاوہ میں نجاست حلول نہیں کرتی؛ بلکہ نجاستِ حکمی کا حلول پورے بدن میں ہوتا ہے، اِسی وجہ سے حدثِ اَصغر کی حالت میں بھی جس طرح ہاتھ سے مسِ قرآن ممنوع ہے، اِسی طرح غیر اَعضاءِ وضو مثلاً: پیٹ پیٹھ یا زبان سے بھی مسِ قرآن ممنوع ہے۔

قال في الهندية: واختلفوا في مس الصحف بما عدا أعضاء الطهارة وبما غسل من الأعضاء قبل إكمال الوضوء والمنع أصح. (الفتاویٰ الهندية، کتاب الطهارة / الفصل الرابع في أحكام الحيض والنفاس ۱/۳۹ کوئٹہ)

اور اِس حالت میں قرأت کا جواز اَولاً خود نص سے ثابت ہے، اِس لئے مزید بحث کی ضرورت نہیں۔ (احیاء العلوم بحوالہ: فضائل قرآن از حضرت شیخ ۲۵)

پھر چوں کہ قرأت غیر مرئی شے ہے، اور مس کا تحقق مرئی شکل ہی میں ہوتا ہے، اِس لئے عقلی طور پر بھی قرأت کو مس کے درجہ میں نہیں رکھا جاسکتا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۲۵؍۳؍۱۴۱۹ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

بلا وضو قرآنِ کریم کو ہاتھ لگانا؟

سوال (۱۷):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں

www.besturdubooks.wordpress.com

کہ: ایک شخص عاقل بالغ ہے، ظاہراً وباطناً پاک ہے، اور قرآنِ پاک کو بے وضو اور کسی کپڑے وغیرہ کے سہارے کے بغیر ہاتھ لگاتا ہے، عملاً یہ فعل کرنا از روئے شرع درست ہے یا نہیں؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: قرآنِ کریم کو بلاوضو ہاتھ لگانا جائز نہیں ہے، اور عمداً ایسا کرنے والا شخص گنہگار ہوگا، اور جو شخص بے وضو ہو وہ شریعت کی نظر میں حکماً پاک نہیں کہا جا سکتا۔

قال اللّٰہ تعالیٰ: ﴿لَا يَمَسُّهٗ اِلَّا الْمُطَهَّرُوْنَ﴾ [الواقعة: ٧٩]

عن عبد اللّٰه بن أبي بكر بن محمد بن عمرو بن حزم أن في الكتاب الذي كتبه رسول اللّٰه ﷺ لعمرو بن حزم أن لا يمس القرآن إلا طاهر. (تفسير ابن كثير مكمل ص: ١٣٠٤ دار السلام رياض، المؤطا لإمام مالك / إن الوضوء لمن مس القرآن ٦٩ مكتبة بلال ديوبند)

لا يجوز لمحدث مس مصحف إلا بغلافه المنفصل لا المتصل في الصحيح. (مجمع الأنهر / كتاب الطهارة ٤٢/١ دار الكتب العلمية بيروت، رد المحتار / كتاب الطهارة ١٧٣/١ كراچی، و كذا في النهر الفائق / كتاب الطهارة ١٣٤/١ المكتبة الإمدادية ملتان)

ويحرم به تلاوة القرآن بقصده ...... ومسه بالأكبر وبالأصغر مس المصحف، إلا بغلاف متجاف غير مشرز أو بصرة، به يفتىٰ. (الدر المختار / كتاب الطهارة ١٧٢/١-١٧٣ كراچی، طحطاوي ١٤٣)

لا يجوز لهما ولجنب والمحدث مس المصحف إلا بغلاف متجاف عنه كالخريطة والجلد الغير المشرز لا بما هو متصل به هو الصحيح. (الفتاوىٰ الهندية / كتاب الطهارة ٣٩/١ زكريا، الهداية ٦٤/١) فقط واللّٰہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۹/۷/۱۴۲۴ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللّٰہ عنہ

بغیر وضو قرآن ہاتھ میں لے کر تلاوت کرنا؟

سوال (۱۸): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں

www.besturdubooks.wordpress.com

کہ: قرآنِ کریم کو ہاتھ میں لے کر بغیر وضو کئے ہوئے تلاوت کرنا جائز ہے یا نہیں؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: بلا وضو قرآنِ کریم چھونا جائز نہیں؛ البتہ قرآنِ کریم چھوئے بغیر تلاوت کرنا درست ہے۔

عن عائشة رضي اللّٰه عنها أن النبي صلى اللّٰه عليه وسلم قال: قراء ة القرآن في الصلاة أفضل من قراء ة القرآن في غير الصلاة، وقراء ة القرآن في غير الصلاة أفضل من التسبيح والتكبير الخ. (شعب الإيمان للبيهقي رقم: ٢٢٤٣)

وكذا المحدث لا يمس المصحف إلا بغلافه. (الهداية ١/٦٤)

ولا يجوز لهم أي للجنب مس المصحف إلا بغلافه. (كبيري ٥٨، الفتاویٰ الهندية ١٣٧/٥) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۱۳/۸/۵ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

بغیر وضو اور غسل کے قرآن کی کیسٹ چھونا؟

سوال (۱۹): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: محمد سعید الظفر کے پاس قرآنِ کریم کی کیسٹ ہے، تو کیسٹ وہ شخص جس پر غسل واجب ہو؛ چھو سکتا ہے یا نہیں؟ اور بغیر وضو چھونا کیسا ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: چوں کہ کیسٹ میں قرآنی حروف لکھے ہوئے نہیں ہوتے؛ لہٰذا اُسے بلا وضو اور بلا غسل چھونے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ (مستفاد: جواہر الفقہ ۷۵/۴) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۱۲/۵/۵ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

www.besturdubooks.wordpress.com

چمڑے کی جلد اور زِپ والے قرآن کو بلا وضو چھونا؟

سوال (۲۰): -کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: جو قرآنِ کریم آج کل زِپ والے چل رہے ہیں، جن کے اُوپر چمڑے کا کور چڑھا رہتا ہے، اُن کو اُوپر سے بلا وضو چھونا کیسا ہے؟ واضح رہے کہ یہ کور اَلگ تو ہوسکتا ہے؛ لیکن کافی حد تک وہ اَصل قرآن سے جڑا ہوا رہتا ہے، اُسے الگ غلاف کے درجہ میں مانا جائے گا یا جلد کے درجہ میں؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: چمڑے کی جلد اور زِپ والے قرآن کریم کو بھی بلا وضو چھونا جائز نہیں ہے، اگرچہ اُس کا کور الگ ہوجاتا ہو؛ کیوں کہ عرفاً اُسے متصل ہی مانا جاتا ہے؛ لہٰذا اُس کو بھی بلا وضو ہاتھ لگانے کی اِجازت نہ ہوگی۔

ومنها حرمة مس المصحف لا يجوز لهما وللجنب والمحدث مس المصحف إلا بغلاف متجاف عنه كالخريطة والجلد الغير المشرَّز لا بما هو متصل به هو الصحيح، هٰكذا في الهداية وعليه الفتوىٰ. (الفتاویٰ الهندية ۱/۳۸-۳۹ زكريا)

هٰكذا في الشامية: وقال: لأن الجلد تبع له. (شامي / باب الحيض ۱/۴۸۸ زكريا، فتح القدير ۱/۱۶۸ دار الفكر بيروت، عناية مع الفتح ۱/۱۶۹ دار الفكر بيروت) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۲۱/۶/۱۰ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

کیا حائضہ اور جنبی کی طرح بے وضو شخص کا بھی قرآن چھونا جائز نہیں؟

سوال (۲۱): -کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: قرآنِ کریم کی سورۂ واقعہ کی آیتِ شریفہ: ﴿لَا يَمَسُّهٗٓ اِلَّا الْمُطَهَّرُوْنَ﴾ سے صرف حدثِ اکبر مراد ہے یا حدثِ اَصغر بھی، یعنی جنبی شخص کی طرح بے وضو شخص بھی قرآنِ کریم کو نہیں چھوسکتا، یا

www.besturdubooks.wordpress.com

یہ حکم صرف جنبی اور حائضہ وغیرہ کے لئے ہے، بعض لوگوں کا کہنا ہے کہ آیتِ شریفہ میں صرف جنبی اور حائضہ وغیرہ کو چھونے کی ممانعت ہے، اور بے وضو شخص کو چھونے کی اِجازت ہے۔ ازراہِ کرم تفسیر وفقہ کی کتابوں سے مفصل ومدلل جواب مرحمت فرمائیں؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: تفسیر وفقہ کی اَکثر کتابوں مثلاً تفسیر قرطبی، تفسیر کبیر، تفسیر ابن کثیر اور شامی، بدایۃ المجتہد، بدائع الصنائع وغیرہ میں یہ صراحت ہے کہ جمہور فقہاء واکثر مفسرین اور حضراتِ صحابہ وتابعین میں حضرت علیؓ، ابن مسعودؓ، سعد بن وقاصؓ، سعید بن زیدؓ، عطاء، زہری، ابراہیم نخعی، حکم، حماد، امام مالک، امام ابوحنیفہ، شافعی رحمہم اللہ وغیرہ کے نزدیک جنبی اور حائضہ کی طرح بے وضو شخص کے لئے بھی قرآنِ کریم کو چھونا ناجائز اور قرآن کی توہین ہے، اور سوال میں مذکور بعض حضرات کا قول صحیح نہیں ہے۔

﴿لاَ يَمَسُّهٗ اِلَّا الْمُطَهَّرُوْنَ﴾ قال قتادة وغيره: ﴿لاَ يَمَسُّهٗ اِلَّا الْمُطَهَّرُوْنَ﴾ من الأحداث والأنجاس ......، واختلف العلماء في مس المصحف على غير وضوء، فالجمهور على المنع من مسه لحديث عمرو بن حزم، وهو مذهب علي وابن مسعود وسعد بن وقاص وسعيد بن زيد وعطاء والزهري والنخعي والحكم وحماد، وجماعة من الفقهاء منهم مالک والشافعي. واختلف الرواية عن أبي حنيفة فروي عنه أنه لا يمسه المحدث. روي عنه أنه يمسه ظاهره وحواشيه وما لا مكتوب فيه، وأما الكتاب فلا يمسه إلا طاهر. (تفسير القرطبي ١٤٦/١٧-١٤٧ بيروت، ٢٢٦/١٧ دار إحياء التراث العربي بيروت، ومثله في تفسير الكبير للفخر الرازي ١٩٣/٢٩-١٩٤، تفسير ابن كثير مكمل ص: ١٢٠٤ دار السلام رياض، معارف القرآن ٢٨٦/٨، روح المعاني ١٥٤،٢٧، بدائع الصنائع ١٤٠/١، بداية المجتهد ٣٠/١ بيروت) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۹/۳/۱۴۲۱ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

www.besturdubooks.wordpress.com

کمپیوٹر پر بلا وضو بسم اللہ اور آیت قرآنی لکھنا؟

سوال (۲۲):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: کمپیوٹر پر بلاوضو بسم اللہ الرحمٰن الرحیم اور آیاتِ قرآنیہ لکھ سکتے ہیں؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: کمپیوٹر سے لکھنے میں چوں کہ ہاتھ قرآن کے حروف پر نہیں پڑتا؛ لہٰذا اِس کے ذریعہ بلاوضو تسمیہ اور قرآن لکھنا درست ہے؛ تاہم بہتر یہ ہے کہ باوضو کمپیوٹر کا استعمال کریں؛ لیکن جب پرنٹ نکلے تو ہاتھ لگانے کے لئے وضو لازم ہوگا۔

وأما كتابة القرآن فلا بأس بها، إذا كانت الصحيفة على الأرض عند أبي يوسف؛ لأنه ليس بحاملٍ للصحيفة، وكره ذٰلک محمد، وبه أخذ مشائخ بخاریٰ. قال الكمال: وقول أبي يوسف أقيس، إذا كانت على الأرض كان مسها بالقلم وهو واسطةٌ منفصلةٌ فصار كثوب منفصلٍ، إلا أن يكون يمسه بيده. (طحطاوي على المراقي، كتاب الطهارة / باب الحيض والنفاس والاستحاضة ۷۷-۷۸ کراچی) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۲۰/۱۱/۱۴۱۹ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

بغیر ٹوپی کے تلاوت کرنا؟

سوال (۲۳):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: بے ٹوپی کے قرآنِ کریم کی تلاوت کرنا جائز ہے یا نہیں یا مکروہ ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: ٹوپی اوڑھے بغیر تلاوت کرنا خلافِ اَولیٰ ہے۔

رجل أراد أن يقرأ القرآن فينبغي أن يكون على أحسن أحواله يلبس صالح ثيابه ويتعمم ويستقبل القبلة؛ لأن تعظيم القرآن والفقه واجبٌ. (الفتاویٰ الهندية،

www.besturdubooks.wordpress.com

كتاب الكراهية / الباب الرابع في الصلاة والتسبيح قراء القرآن ٥/ ٣١٦ كوئٹه، وكذا في فتاوىٰ قاضي خان / الباب الرابع ٥/ ٣١٦، امداد الفتاوىٰ ٤/ ٣٩ كراچی) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۲۳/۷/۱۴۱۹ھ

عورتوں کا آدھا سر کھول کر حدیث پڑھنا؟

سوال (۲۴): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: صرف عورتوں کی مجلسیں جس میں سامعہ اور واعظہ عورت ہو، تو کیا سر کے بال قطعی نظر نہ آئیں اور کیا وہ محرم عورتوں کے سامنے آدھ کھلے سر سے حدیث پڑھ کر سنا سکتی ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: حدیث کا اَدب یہ ہے کہ پوری طرح سر ڈھانک کر پڑھا اور سنا جائے، اگرچہ مجمع عورتوں کا ہو۔

رجل أراد أن يقرأ القرآن فينبغي أن يكون على أحسن أحواله يلبس صالح ثيابه ويتعمم ويستقبل القبلة؛ لأن تعظيم القرآن والفقه واجبٌ. (الفتاوىٰ الهندية، كتاب الكراهية / الباب الرابع في الصلاة والتسبيح قراء القرآن ٥/ ٣١٦ كوئٹه، وكذا في فتاوىٰ قاضي خان / الباب الرابع ٥/ ٣١٦، امداد الفتاوىٰ ٤/ ٣٩ كراچی) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۱۹/۱۰/۱۴۱۳ھ

قرآن کی طرف پشت کرنا اور قرآن کی جگہ سے اُوپر چڑھنا؟

سوال (۲۵): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: قرآنِ کریم کی طرف پیٹھ کرنا شاید خلافِ اَدب ہے، زید کا کہنا ہے کہ قرآن کی طرف پیٹھ کرنے کا یہ حکم کتنی دوری اور قربت کے فاصلہ پر عائد ہوگا؟ اِسی طرح قرآنِ کریم مسجد کے طاق

www.besturdubooks.wordpress.com

میں رکھا ہوا اور کوئی شخص سیڑھی لگا کر مسجد کے جالے کی صفائی کرنا چاہتا ہو تو کیا اُس کے لئے قرآنِ کریم کا ہٹانا ضروری ہے یا یہ کہ طاق پر پردہ ڈال دیا جائے اور یہ کافی ہوگا؟ نیز قرآنِ کریم کی طرف پیٹھ کر کے بیٹھنا خلافِ اَدب ہے یا ناجائز؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰه التوفيق: قرآنِ کریم کی طرف پیٹھ کر کے بیٹھنا خلافِ اَدب ہے؛ لیکن اِس کے قرب وبعد کی کوئی حد متعین نہیں، دیکھنے والے جس کو قریب سمجھیں وہ قریب ہے ورنہ بعید ہے؛ البتہ قرآنِ کریم پشت سے اُونچی جگہ پر ہو تو اُس کی طرف پشت کرنے میں کوئی حرج نہیں۔ (فتاویٰ محمودیہ ۱/۲۱)

يكره ...... إلا أن يكون من المصحف والكتب على موضع مرتفع. (شامي، كتاب الصلاة / مطلب في أحكام المسجد ١/٦٥٥ كراچی، ٢/٤٢٧ زكريا)

وقال ابن حجر المكي: والأولىٰ أن لا يستدبره ولا يتخطاه ولا يرميه بالأرض. (الفتاوىٰ الحديثية / مطلب حكم مد الرجل للمصحف ٣٠٧)

اور جب قرآنِ کریم مسجد کے طاق میں رکھا ہوا اور اُس کو پردہ سے چھپادیا جائے تو ایسی صورت میں سیڑھی وغیرہ پر چڑھ کر مسجد کی صفائی کرنے میں کوئی حرج کی بات نہیں۔

إذا كتب اسم اللّٰه تعالىٰ على كاغذ – إلى قوله – لو وضع في البيت لا بأس بالنوم على سطحه. (الفتاوى الهندية، كتاب الكراهية / الباب الرابع ٥/٣٢٢ دار إحياء التراث العربي بيروت) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۱۵/۶/۲۱ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

قرآنِ کریم کا اَدب؟

سوال (۲۶): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں

www.besturdubooks.wordpress.com

کہ: میرا نام فیصل نعیم ہے اور عمر تقریباً ۳۵ رسال ہے، مسئلہ یہ پوچھنا ہے کہ اَدب کا اِسلامی تصور کیا ہے؟ اور قرآنِ مجید کا اُونچا نیچا ہونا، قرآنی نسخہ کی طرف پیٹھ کرنا یا اُس کی طرف پیر کرنا، یا اُس کے اُوپر کوئی دوسری کتاب وغیرہ رکھ دینا اگر چہ نیت بےاَدبی کی نہ ہو، تو کیا ایسا کرنا درست ہے؟ اگر ہے تو اِس بارے میں کوئی واضح حدیث تو نہیں ملتی، اگر آپ کی نظر میں کوئی حدیث ایسی ملتی ہو کہ قرآن کا اُونچا نیچا ہونا قرآن کی بےحرمتی ہے، تو درج فرمادیں۔

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اَدب کا تعلق زیادہ تر عرف سے ہے، جس بات کو معاشرہ میں اَچھا سمجھا جاتا ہو وہ اَدب ہے، اور جسے ناگوار محسوس کیا جاتا ہو وہ بےاَدبی ہے، ہمارے معاشرہ میں قرآنِ کریم سے اُوپر اُٹھ کر بیٹھنا، یا قرآنِ کریم کی طرف پیر کرنا معیوب اور ناگوار سمجھا جاتا ہے؛ اِس لئے یہ باتیں بےاَدبی میں شمار ہوں گی، اور جہاں ایسی صورت ہو کہ مثلاً مسجد میں لوگ صف بناکر بیٹھے ہوں اور ہر صف والے اپنی اپنی جگہ قرآنِ کریم ہاتھ میں لے کر تلاوت کررہے ہوں، اور اگلی صف والوں کی پیٹھ اُن کے قرآن کی طرف ہورہی ہو، یا درس گاہ میں تپائیوں پر قرآنِ کریم رکھے ہوں، تو عرف میں اُسے بےاَدبی نہیں سمجھا جاتا؛ اِس لئے اِس طرح بیٹھ کر قرآنِ کریم یا سبق پڑھنے میں کوئی حرج نہیں، اور جان بوجھ کر قرآنِ کریم کے اُوپر کسی اور فن کی کتاب نہیں رکھنی چاہئے؛ اِس لئے کہ عرف میں اسے بےاَدبی سمجھا جاتا ہے۔

الأدب: هو الطريقة الحسنة في المعاشرة وغيرها. (بذل المجهود ٢٠٥/١٣ بيروت)

ولا تقعدوا على مكان أرفع مما عليه القرآن. (حياة المسلمين ٥٤ إدارة إسلاميات لاهور بحواله: فتاویٰ محمودیه ٥٢٩/٣ ڈابهیل)

كره مد رجليه في نوم أو غيره إليها أو إلىٰ مصحف. (شامي، كتاب الصلاة / مطلب في أحكام المسجد ٦٥٦/١ كراچی)

وقال ابن حجر المكي: والأولى أن لا يستدبره. (الفتاوى الحديثية مطلب في

www.besturdubooks.wordpress.com

حکم مد الرجل للمصحف أو كتب العلم ٣٠٧ دار إحياء التراث العربي بيروت) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

املاہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۳۱/۴/۱ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

نیچے قرآن پڑھنے والے کے پاس چار پائی پر بیٹھنا؟

سوال (۲۷): -کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: زمین پر بیٹھ کر قرآنِ کریم پڑھنے والے کے قریب چار پائی پر بیٹھنا جائز ہے یا نہیں؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: قرآنِ کریم اگر نیچے رکھا ہوا ہو تو اُس سے اُوپر بیٹھنا بے اَدبی ہے، اور اگر کوئی شخص زبانی حفظ قرآنِ کریم پڑھ رہا ہو اور نیچے قرآن نہ ہو تو اُس سے اونچی جگہ پر بیٹھنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

وضع المصحف تحت رأسه في السفر للحفظ لا بأس به، وبغير الحفظ يكره. (الفتاویٰ الهندية، كتاب الكراهية / الباب الرابع ٥/٣٢٢ زكريا)

ولا تقعدوا على مكان أرفع مما عليه القرآن. (حياة المسلمين ٥٤ إدارة إسلاميات لاهور بحواله: تعليقاتِ فتاویٰ محموديه ٣/٥٢٩ ڈابھيل) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۱۴۱۲/۱/۱ھ

ٹرین میں نیچے کی سیٹ پر تلاوت کرنے والے شخص سے اوپر والی سیٹ پر بیٹھنا؟

سوال (۲۸): -کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: ٹرین میں جب ہم سفر کرتے ہیں تو ایک ہی حصہ میں اُوپر کی سیٹ پر ہم ہوتے ہیں، نیچے کی سیٹ پر ہمارے جماعت کے ساتھی قرآنِ پاک چھوٹے سائز کا تلاوت کرتے ہیں، ٹرین میں عموماً

www.besturdubooks.wordpress.com

یہ شکل پیش آتی ہے، کیا اِس طرح تلاوت کی اِجازت ہے؟ یہ بےاَدبی میں شمار تو نہیں ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: بےاَدبی کا مدار عرف پر ہے اور ٹرین کی سیٹیں چوں کہ دونوں الگ الگ جگہ سمجھی جاتی ہیں؛ لہٰذا نیچے کی سیٹ والے کے قرآنِ کریم پڑھنے کی حالت میں کسی ساتھی کا اوپر کی سیٹ پر بیٹھنا یا لیٹنا بےاَدبی میں شمار نہ ہوگا۔ (مستفاد: عزیز الفتاویٰ ۱۵۱، احسن الفتاویٰ ۸/۲۲، آپ کے مسائل اور اُن کا حل ۳/۱۹۷-۱۹۸) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۲/۳/۱۴۳۰ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

خطبہ کے ممبر پر دینی کتاب رکھنا؟

سوال (۲۹): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: اِمام جس ممبر پر چڑھ کر خطبہ دیتے ہیں، اُس پر کتاب رکھنا کیسا ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: ممبر کی اُس سیڑھی پر جہاں اِمام بیٹھتا ہے یا قدم رکھتا ہے، دینی کتابیں رکھنا بےاَدبی ہے، اِس سے احتراز کرنا چاہئے۔

لا یلقی في موضع یخل بالتعظیم. (الفتاویٰ الهندیة / الباب الخامس في أدب المسجد ۵/۳۲۴ زکریا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۳/۷/۱۴۲۵ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

مسجد میں قرآن کی اَلماریوں کی طرف پاؤں کر کے لیٹنا؟

سوال (۳۰): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: مسجد میں جب شمال کی طرف سر اور جنوب کی طرف پاؤں کر کے سوتے ہیں، تو مسجد میں

www.besturdubooks.wordpress.com

اَلماریوں میں جنوب کی طرف قرآن شریف رکھے ہوئے ہیں، اگرچہ پاؤں کی سطح سے کافی اُوپر ہوئے ہیں کیا یہ قرآن کی طرف پاؤں پھیلانا تونہیں کہلائے گا؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: حسبِ تحریرِ سوال یہ ہے کہ قرآنِ پاک پاؤں کی سطح سے کافی اُوپر اَلماری میں رکھے ہوتے ہیں، تو اُن کی طرف پیر کرکے لیٹنا بے اَدبی نہیں کہلائے گا۔

وفي الخلاصة: مد الرجلين إلى جانب المصحف إذا لم يكن بحذائه لا يكره، وكذا لو كان المصحف معلقًا بالوتد وهو ماد الرجلين إلىٰ جانب المصحف لا يكره. (طحطاوي على المراقي، كتاب الطهارة / باب الحيض والنفاس والاستحاضة ٨٠ كراچی)

يكره أن يمد رجليه في النوم وغيره إلى القبلة أو المصحف أو كتب الفقه إلا أن تكون على مكان مرتفع عن المحاذاة. (فتح القدير ٤٢٠/١ دار الفكر بيروت)

مد الرجلين إلى جانب المصحف إن لم يكن بحذائه لا يكره، وكذا لو كان المصحف معلقًا في الوتد، وهو قد مدّ الرجل إلى ذٰلک الجانب، لا يكره، كذا في الغرائب. (الفتاویٰ الهندية / الباب الخامس في آداب المسجد والقبلة والمصحف ٣٢٢/٥ زكريا، وكذا في رد المحتار / مطلب في أحكام المسجد ٦٥٥/١ كراچی، الفتاویٰ الحديثية / مطلب: حكم مد الرجل للمصحف ٣٠٧ كراچی) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

املاہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۲۷/۲/۱۴۳۴ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

قرآن کو کھلا چھوڑ کر دوسرے کاموں میں مشغول ہونا؟

سوال (۳۱): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: اِمام صاحب قرآن کھلا چھوڑ کر بچی کو گود میں لیتے ہیں، دوسروں سے بات بھی کرتے ہیں، تو کیا یہ قرآن کی بے اَدبی نہیں ہے؟

www.besturdubooks.wordpress.com

باسمہٖ سبحانہ وتعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: قرآنِ کریم کی تعظیم واجب ہے؛ لہٰذا اُسے اِس طرح کھلا نہ چھوڑا جائے جس سے بےاَدبی معلوم ہوتی ہے۔

رجل أراد أن يقرأ القرآن فينبغي أن يكون على أحسن أحواله يلبس صالح ثيابه ويتعمم ويستقبل القبلة؛ لأن تعظيم القرآن والفقه واجب، كذا في فتاویٰ قاضي خان. (الفتاویٰ الهندية، كتاب الكراهية / الباب الرابع ٣١٦/٥) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۲۲/۶/۱۴۲۰ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

قرآن پڑھنے کے بعد چومنا اور آنکھ سے لگانا؟

سوال (۳۲): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: قرآن شریف کو پڑھنے کے بعد چومنا یا آنکھ اور سینے سے لگانا جائز ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: قرآنِ کریم کو محبت میں چومنا اور سینے سے لگانا درست ہے۔

روي عن عمر رضي الله عنه أنه كان يأخذ المصحف كل غداةٍ ويقبّله، ويقول: عهد ربي ومنشور ربي عز وجل. وكان عثمان رضي اللّٰه عنه يقبل المصحف ويمسحه على وجهه الخ. (الدر المختار مع الشامي / كتاب الحظر والإباحة ٣٨٤/٦ كراچی، ٥٥٢/٩ زكريا، حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح / فصل في صفة الأذكار ٣٢٠، وكذا في نفع المفتي والسائل للكنوي ١٧٦ في ضمن مجموعة رسائل اللكنوي ٤ إدارة القرآن) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۲۳/۱۱/۱۴۲۰ھ

اگر سہواً قرآن زمین پر گر جائے تو اُس کی تلافی کی کیا صورت ہے؟

سوال (۳۳): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں

www.besturdubooks.wordpress.com

کہ: ہم سے سہواً یعنی غلطی سے قرآنِ کریم زمین زد ہوگیا، تو ہم نے دو رکعت نفل پڑھ کر توبہ کرلی، تو کیا ہم نے ٹھیک کیا؟ اور اَب کچھ کرنے کی ضرورت نہیں ہے، یا اِس کی تلافی کی کوئی اور صورت ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: غلطی سے قرآن زمین زد ہوجانے پر توبہ واستغفار کرلینا چاہئے، اگر آپ نے توبہ واستغفار کرلیا ہے تو کافی ہے۔ (مستفاد: فتاویٰ محمودیہ ۴۲/۳ ڈابھیل، امداد الفتاویٰ ۶۰/۴ کراچی، ۶۰/۴ زکریا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصورپوری غفرلہ

۱۴۲۶/۱۱/۲۴ھ

جیب میں چھوٹے سائز کا قرآن رکھنا؟

سوال (۳۴): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: کیا جیب میں چھوٹا قرآن رکھنا منع ہے؟ عام طور سے سفر میں چھوٹا سا قرآن جیب میں رکھ لیتے ہیں، اپنے پاس کوئی بیگ تھیلا وغیرہ نہیں ہوتا، استنجاء وغیرہ کی ضرورت پڑتی ہے، کیا جیب میں رکھے ہوئے قرآن کی حالت میں استنجاء وغیرہ کر سکتے ہیں؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: بوقتِ ضرورت باوضو جیب میں چھوٹا قرآن رکھنے کی گنجائش ہے؛ البتہ قرآن کریم جیب میں رکھ کر بیت الخلاء جانا مکروہ ہے۔

قال اللّٰہ تعالیٰ: ﴿لاَ یَمَسُّہٗ اِلَّا الْمُطَہَّرُوْنَ﴾ [الواقعۃ: ۷۹]

وعلی ہٰذا إذا کان علیہ خاتم وعلیہ شيء من القرآن مکتوب، أو کتب علیہ اسم اللّٰہ تعالیٰ، فدخل المخرج معہ یکرہ. (الفتاوی الہندیۃ ۳۲۳/۵)

وعلی ہٰذا إذا کان في جیبہ دراہم مکتوب فیہا اسم اللّٰہ تعالی، أو شيء من القرآن فأدخلہا مع نفسہ المخرج یکرہ. (الفتاوی الہندیۃ ۳۲۳/۵)

www.besturdubooks.wordpress.com

البتہ اگر مجبوری کی شکل ہو، مثلاً جیب سے نکال کر باہر رکھنے میں ضائع ہونے کا اندیشہ ہوتو اچھی طرح سے کپڑے میں لپیٹ کر اور چھپا کر جیب میں رکھ کر استنجاء میں جانے کی گنجائش ہوگی۔

ثم محل الكراهة إن لم يكن مستورًا، فإن كان في جيبه فإنه حينئذ لا بأس به، وفي القهستاني عن المنية: الأفضل أن لا يدخل الخلاء، وفي كمه مصحف إلا إذا اضطر، ونرجوا أن لا يأثم بلا اضطرار، وأقره الحموي، وفي الحلبي: الخاتم المكتوب فيه شيء من ذٰلک إذا جعل فصه إلى باطن كفه، قيل: لا يكره، والتحرز أولى. (طحطاوي على مراقي الفلاح / كتاب الطهارة ٥٤)

إذا كان عليه خاتم، وعليه شيء من القرآن مكتوب، أو كتب عليه اسم اللّٰه، فدخل المخرج معه يكره، وإن اتخذ لنفسه مبالاً طاهرًا في مكان طاهر لا يكره، كذا في المحيط. (الفتاوىٰ الهندية / الباب الخامس في آداب المسجد والقبلة والمصحف وما كتب فيه شيء من القرآن نحو الدراهم والقرطاس ٣٢٣/٥ زكريا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۳/۲/ ۱۴۳۰ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

گردن کی ہڈی بڑھنے کی وجہ سے لیٹ کر قرآن پڑھنا؟

سوال (۳۵): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: میری گردن کی ہڈی بڑھی ہوئی ہے، جس کی وجہ سے قرآن پڑھنے میں نیند آتی ہے، تو کیا میں لیٹ کر قرآن پڑھ سکتی ہوں؟ یا اگر کیسٹ سے سن لوں تو قرآن پڑھنے کا ثواب حاصل ہوجائے گا؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰه التوفيق: مذکورہ عذر کی وجہ سے لیٹ کر قرآن پڑھنے میں کوئی حرج نہیں ہے، اور کیسٹ سے قرآنِ کریم سننے سے تلاوت کا ثواب حاصل نہیں ہوتا، بریں بنا آپ کے لئے کیسٹ سے سننے کے بجائے لیٹ کر تلاوت کرنا بہتر ہے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

قال اللّٰه تبارک وتعالیٰ: ﴿وَيَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ قِيَامًا وَّقُعُوْدًا وَّعَلٰى جُنُوْبِهِمْ﴾[آل عمران، جزء آیت: ۱۹۱]

وقال اللّٰه تعالیٰ: ﴿لاَ يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا﴾ [البقرة، جزء آیت: ۲۸٦]

وقال الحافظ ابن كثير: أي لا يكلف أحدًا فوق طاقته، وهٰذا من لطفه تعالىٰ بخلقه ورأفته بهم وإحسانه إليهم. (تفسير ابن كثير مكمل ٤٥٧/١ رياض) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

املاہ: احقر محمد سلمان منصورپوری غفرلہ ۴/۲/۱۴۳۱ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

قرآن کی آیت لکھے ہوئے کاغذ کو لے کر بیت الخلاء جانا؟

سوال (۳۶): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: ایسی ڈائری یا کاغذ جس میں قرآنِ کریم کی آیت یا حدیث شریف لکھی ہوئی ہو اور وہ ڈائری یا کاغذ جیب میں چھپی ہوئی ہو، تو اُس کو لے کر بیت الخلاء میں جانا کیسا ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰه التوفيق: جس کاغذ میں قرآن یا حدیث لکھی ہوئی ہو اور وہ مستور ہو ظاہر نہ ہو، اِس حالت میں بیت الخلاء میں جانے کی گنجائش ہے۔

ثم محل الكراهة إن لم يكن مستورًا؛ فإن كان في جيبه، فإنه حينئذ لا بأس به. (طحطاوي على مراقي الفلاح ٥٤ المكتبة الأشرفية)

إن التعويذ لو كان مشتملاً على القراٰن وغيره ويكون مستورًا، ففي الذهاب به في الخلاء بعض توسع. (العرف الشذي ٣٠٥/١)

ولكنه يجعله في كمه إن دخل الخلاء وفي يمينه إذا استنجى. (الموسوعة الفقهية ٢٩/١١ بيروت، الدر المنتقى ١٩٧/٤ ديوبند) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

املاہ: احقر محمد سلمان منصورپوری غفرلہ ۱٦/٦/۱۴۳۳ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

www.besturdubooks.wordpress.com

جس موبائل کے ڈیجیٹل چپ میں قرآن ہو اُسے لے کر بیت الخلاء میں جانا؟

سوال (۳۷):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: جس موبائل میں قرآنِ پاک چل رہا ہو، اور اُوڈیو ویڈیو، ٹیپ وغیرہ سب موبائل میں ہے، اور اس میں گانے اور تصاویر کا نظم بھی ہے، اُس کو جیب میں بیت الخلاء میں رکھنا ہوتا ہے، جیسے بڑے شہروں میں گھر سے دور نکلے، مثلاً باندرہ سے چرچ گیٹ بمبئی آنا ہوا ہے، تو کیا اُس کو بیت الخلاء میں لے جانا، اور اُس سے قرآن پڑھنا سننا جائز ہے، جب کہ اُس موبائل میں گانے اور عریاں تصویریں بھی ہوتی ہیں؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: موبائل میں عریاں تصاویر دیکھنا اور گانا سننا بہر حال ناجائز اور حرام ہے؛ لیکن موبائل میں قرآن ٹیپ کرنا یا قرآن کے الفاظ اُس میں محفوظ کرنا؛ تاکہ بوقتِ ضرورت اُسے پڑھا یا سنا جاسکے، اُس میں شرعاً کوئی مانع نہیں ہے، اور چوں کہ موبائل میں بھرا ہوا قرآن اُس کو چلائے بغیر نظر نہیں آتا، بلکہ ڈیجیٹل چپ میں محفوظ رہتا ہے، اِس لئے قرآن چلنے کی حالت میں تو اسے بیت الخلاء میں لے جانا ممنوع ہوگا؛ لیکن اگر اس پر قرآن نہ چل رہا ہو؛ بلکہ صرف محفوظ ہو، تو اُسے بیت الخلاء میں لے جانے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ یہ بے اَدبی میں شمار نہ ہوگا۔

النظر إلی ملاء ة الأجنبیة بشهوة حرام. (الدر المختار مع الشامي / کتاب الحظر والإباحة ۵۳۵/۹ زکریا، کتاب الفتاویٰ ۱۷۳/۶، کفایت المفتی ۲۱۷/۹)

وعلی هٰذا إذا کان في جیبه دراهم مکتوب فیها اسم اللّٰه أو شيء من القرآن، فأدخلها مع نفسه المخرج یکره، وإن اتخذ لنفسه مبالاً طاهرًا في مکان

www.besturdubooks.wordpress.com

طاهر لا يكره. (الفتاوى الهندية، كتاب الكراهية / الباب الخامس ۳۲۳/۵) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۳/۶/ ۱۴۲۷ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

قرآنِ پاک میں اگر نجاست لگ جائے تو کیا کریں؟

سوال (۳۸): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: قرآنِ پاک کے کنارے پر اگر کچھ گندگی لگ جائے، مثلاً قرآن گھر کے نچلے حصہ میں تھا اور اوپر کے حصہ میں بچہ نے پاخانہ کردیا، وہ گندگی قرآنِ پاک کے کنارے پر لگ گئی، اَب ایسی صورت میں قرآنِ پاک صاف کرنے سے کام چل جائے گا یا اتنا حصہ کاٹنا پڑے گا، کیا حکم ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفيق: بے خیالی میں اگر قرآنِ پاک پر نجاست لگ جائے تو جلد از جلد دھوکر یا رگڑ کر زائل کرنا لازم ہے، اُس ورق کو کاٹنے کی ضرورت نہیں ہے۔

وأما سائر النجاسات إذا أصابت الثوب أو البدن ونحوهما؛ فإنها لا تزول إلا بالغسل، سواء كانت رطبة أو يابسة، وسواءٌ كانت سائلة أولها جرم. (البحر الرائق / كتاب الطهارة ۲۲۵/۱ كوئٹه) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۶/۲/۱۴۲۵ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

ختم قرآن کی خوشی پر جشن منانا؟

سوال (۳۹): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: (۱) ہماری بستی ٹانڈہ میں ایک عجیب وغریب رواج ہے کہ ختم قرآن پر اِس طرح جشن منایا جاتا ہے جیسے کسی بڑی شادی میں، بعض مرتبہ بچے کے والدین صاحبِ وسعت نہیں ہوتے ہیں؛ لیکن اِس کے باوجود حافظ صاحب وغیرہ اُس بچے کے ذریعہ ایسا ماحول بنادیتے ہیں کہ والدین

www.besturdubooks.wordpress.com

جشنِ ختمِ قرآنِ پاک اور حافظ صاحب اور اُن کے بچے کے کپڑے اور اسی طرح پیسے وغیرہ دینا لازم اور ضروری سمجھتے ہیں، بعض مرتبہ ایسا بھی ہوا کہ بچہ حافظ ہوگیا تراویح بھی سنادی؛ لیکن اِس کے باوجود اُس کے استاذ ایسا ماحول بنادیتے ہیں کہ آئندہ سال وہ بچہ جشنِ ختمِ قرآن منانے پر مجبور ہوجاتا ہے، اور حافظ صاحب کو بعض مرتبہ دس دس ہزار روپئے دینے کی نوبت آجاتی ہے، ورنہ وہ بچہ حافظ صاحب کی نگاہوں سے گرجاتا ہے، کیا اِس طرح جشن وغیرہ منانے کا ثبوت حیاتِ طیبہ میں پایا جاتا ہے؟

(۲) اور اِسی طرح ایک اور مسئلہ یہ ہے کہ بچیاں ملانی صاحبہ کے پاس حافظہ ہوجاتی ہیں، جب اُن بچیوں کی شادی ہوتی ہے تو رخصتی والے دن ملانی صاحبہ اس اپنی شاگردہ کو الحمد شریف پڑھانے آتی ہیں، کیا ایسا کرنا درست ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: (۱) ختمِ قرآن کی خوشی میں بغیر کسی تکلف واہتمام کے اگر کچھ دوستوں اور رشتہ داروں کو بلاکر کوئی تقریب منالی جائے تو گو کہ اِس کی گنجائش ہے؛ لیکن سوال میں اِس موقع پر جس طرح کے جشن کا ذکر کیا گیا، جس میں بڑی مقدار میں لین دین ضروری سمجھا جاتا ہے اور ناموری کا اظہار کیا جاتا ہے، اِس کی شرعاً ہرگز گنجائش نہیں ہے۔ بالخصوص اُستاذ صاحب کی طرف سے زیادہ ہدیہ دینے کا ماحول بنانا اور من مانی مراد پوری نہ ہونے پر بچہ کو اور اُس کے گھر والوں کو حقیر سمجھنا نہایت نامناسب اور قابلِ مذمت بات ہے، اِس طرزِ عمل سے علماء اور حفاظ کا وقار مجروح ہوتا ہے، ایسی باتوں سے احتراز لازم ہے۔

(۲) اسی طرح بچیوں کو پڑھانے والی ملانی صاحبہ کا رخصتی والے دن اپنی شاگردہ کو الحمد شریف پڑھانے کی رسم محض جہالت ہے، بلکہ اِس میں قرآن کی بے حرمتی کا بھی اندیشہ ہے؛ اِس لئے کہ ممکن ہے کہ اُس وقت وہ لڑکی ناپاکی کی حالت میں ہو اور رسم کی پابندی کی وجہ سے اسے زبردستی قرآن پڑھایا جائے جو مستقل گناہ ہوگا۔ (مستفاد: فتاویٰ محمودیہ ۳/۸۷ ڈابھیل)

www.besturdubooks.wordpress.com

عن أبي سعيد الخدري رضي الله عنه عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: من يُسمِّع يسمعِ الله به، ومن يراءِ يراءِ اللّٰهُ به. (سنن ابن ماجة، كتاب الزهد / باب الرياء والسمعة ٣١٠ رقم: ٤٢٠٧ دار الفكر بيروت)

عن أبي حرة الرقاشي عن عمه رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ألا لا تظلموا! ألا لا يحل مال امرء إلا بطيب نفس منه. (مشكاة المصابيح / باب الغصب والعارية، الفصل الثاني ٢٥٥، مرقاة المفاتيح / باب الغصب والعارية، الفصل الثاني ١١٨/٦ المكتبة الأشرفية ديوبند، المسند للإمام أحمد بن حنبل ٧٢/٥، شعب الإيمان للبيهقي ٣٨٧/٤ رقم: ٥٤٩٢ دار الكتب العلمية بيروت)

الأحكام التي يشترك فيها الحيض و النفاس – إلىٰ قوله – ومنها حرمة قراءة القرآن لا تقرء الحائض والنفساء والجنب شيئًا من القرآن. (الفتاویٰ الهندية ٣٨/١) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

املاہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۹؍۷؍۱۴۳۴ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

ختمِ قرآن کی تقریب کرنے پر زور دینا اور ہدایا طلب کرنا؟

سوال (۴۰): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: ہماری بستی میں حفظِ کلام اللہ کی تکمیل کے موقع پر بعض حضرات اپنے گھر پر دعائیہ تقریب کا انعقاد کرتے ہیں، جس میں وہ اپنے عزیز واَقارب دوست واَحباب اور متعلقین کی ایک بڑی تعداد جمع کرکے اُن کے لئے کھانے وغیرہ کا نظم کرتے ہیں، جس میں تقریباً بیس سے پچیس ہزار روپے خرچ کرتے ہیں۔ مزید یہ کہ اِس موقع پر عزیز واَقارب اور متعلقین کی طرف سے جوڑے اور نقد روپئے وغیرہ بھی کافی مقدار میں آتے ہیں، اور بعض حضرات بجائے اپنے گھر پر تقریب کرنے کے مدرسہ میں یہ دعائیہ تقریب منعقد کرتے ہیں، اور وہیں پر اُن میں مٹھائی وغیرہ تقسیم کرتے ہیں، اِس

www.besturdubooks.wordpress.com

میں تقریباً پانچ سات ہزار روپئے خرچ آ تا ہے، جوڑے اور نقد متعلقین اور رشتہ داروں کی طرف سے اِس صورت میں بھی آتے ہیں، اُن تقریبات کو دیکھ کر کمزور اور نادار بچے بھی اپنے والدین کو اپنے کلام اللہ کی تکمیل کے موقع پر اِسی طرح کی تقریب منعقد کرنے کے لئے مجبور کرتے ہیں، اپنے بچوں کی ضد کے آگے مجبور ہوکر بادلِ ناخواستہ وہ لوگ بھی اِسی طرح کے پروگرام کرتے ہیں۔

دوسری بات یہ ہے کہ اکثر مدارس میں اَساتذۂ کرام بچوں کے حفظِ کلام اللہ شریف کے مکمل ہونے کے بعد اِس طرح کے پروگرام کرنے کی ترغیب دلاتے ہیں، اور تقریب نہ کرنے پر عار دلاتے ہیں، اس کی وجہ سے بچے اور والدین باوجود حیثیت نہ ہونے کے ان تقریبات کا انعقاد کرتے ہیں۔

جواب طلب امر یہ ہے:

(۱) جن تقریبات میں غریب لوگوں پر بار پڑتا ہو تو کیا ایسی تقریبات کا انعقاد صحیح ہے یا غلط؟

(۲) اَساتذہ کی ترغیب کی وجہ سے اَپنی ذلت کے خوف سے یا اُستاذ کے ناراض ہونے کے ڈر سے بدرجہ مجبوری جن تقریبات کا انعقاد کیا جائے، شریعت میں وہ جائز ہیں یا ناجائز؟

(۳) اِن تقریبات میں جو جوڑے اور نقد ہدیہ وغیرہ رشتہ داروں اور متعلقین کی طرف سے آتے ہیں اُن کا لینا جائز ہے یا نہیں؟ شریعت کی روشنی میں صحیح جواب عنایت فرما کر عند اللہ ماجور ہوں۔

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: (۱) قرآنِ پاک کے حفظ کی تکمیل میں والدین کے لئے خوشی کا موقع ہے، اِس مناسبت سے اپنی وسعت کے مطابق اَعزاء واَحباب کو جمع کر کے خوشی کے اظہار کی گنجائش ہے، بشرطیکہ اُس میں ریا تفاخر اور دکھلاوا نہ ہو، یا اُس کی وجہ سے غریبوں کی دل آزاری نہ ہوتی ہو، اگر اِس طرح کا کوئی مفسدہ پایا جاتا ہو، تو ایسی تقریبات سے ضرور منع کیا جائے گا۔ (مستفاد از: احسن الفتاویٰ ۸/۱۵۴)

عن أنس رضي اللّٰه عنه أنه كان إذا ختم القرآن جمع أهله. (شعب الإيمان ٣٦٨/٢ رقم: ٢٠٧٠)

www.besturdubooks.wordpress.com

ويستحب له أن يجمع أهله وولده عند الختم ويدعو لهم. (الفتاویٰ الهندية، كتاب الكراهية / الباب الرابع ۳۱۷/۵ دار إحياء التراث العربي بيروت)

(۲) غریب بچوں کے والدین پر اِس طرح کی تقریبات منعقد کرنے کا اَساتذہ وغیرہ کی طرف سے صراحۃً یا دلالۃً مطالبہ کرنا یا دباؤ بنانا جائز نہیں ہے، اور ایسے دباؤ کے بعد جو تقریب منعقد کی جائے اُس میں شرکت بھی درست نہیں ہے۔

قال اللّٰه تعالى: ﴿يَآيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا لاَ تَأْكُلُوْا اَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ اِلاَّ اَنْ تَكُوْنَ تِجَارَةً عَنْ تَرَاضٍ مِنْكُمْ﴾ [البقرة، جزء آيت: ۲۹]

عن أبي حرة الرقاشي عن عمه رضي اللّٰه عنه قال: قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: ألا لا تظلموا! ألا لا يحل مال امرء إلا بطيب نفس منه. (مشكاة المصابيح / باب الغصب والعارية، الفصل الثاني ۲۵۵، مرقاة المفاتيح / باب الغصب والعارية، الفصل الثاني ۱۸/٦ المكتبة الأشرفية ديوبند، المسند للإمام أحمد بن حنبل ۷۲/۵، شعب الإيمان للبيهقي ۳۸۷/٤ رقم: ۵٤۹۲ دار الكتب العلمية بيروت)

(۳) رسم ورواج کا خیال کئے بغیر جو اَعزاء اور اَقرباء محض تعلق کی بنا پر ایسی تقریبات میں اگر ہدیہ وغیرہ دیں، تو اس کی اجازت ہے۔

عن أبي هريرة رضي اللّٰه عنه عن النبي صلى اللّٰه عليه وسلم قال: تهادوا؛ فإن الهدية تذهب وحر الصدر الخ. (سنن الترمذي ۳٤/۲، المسند للإمام أحمد بن حنبل ٤۰۵/۲)

قوله: "وحر الصدر" غشه ووسواسه، وقيل: الحقد والغيظ، وقيل: العداوة، وقيل: أشد الغضب. (حاشية الترمذي ۳٤/۲) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

املاہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۲۴/۷/۱۴۳۱ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

www.besturdubooks.wordpress.com

اَخبارات میں قرآنی آیات شائع کرنا؟

سوال (۴۱):- کیافرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: اَخبارات میں قرآنِ کریم کو شائع کرنا کیسا ہے، جب کہ لوگ اِس اخبار کو ردی میں پھینک دیتے ہیں، اس سے بےاَدبی تو نہ ہوگی؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰه التوفيق: اَخبارات میں قرآنِ کریم کی آیات کو شائع کرنا خلافِ اَدب ہے؛ لہٰذا اِس سے احتراز لازم ہے، اور ایسے اخبار جس میں قرآنِ پاک کی آیات لکھی ہوئی ہوں اُس کو ردی میں پھینکنا قرآن کی توہین ہے، اِس لئے کسی محفوظ جگہ میں اُس کو رکھنا چاہئے؛ تاکہ بےادبی نہ ہو۔

كتابة القرآن على ما يفترش ويبسط مكروهة. (الفتاویٰ الهندية / كتاب الكراهية / الباب الرابع ۵/ ۳۲۳) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصورپوری غفرلہ ۱۱/ ۷/ ۱۴۲۵ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

غیر مسلم کا اَخبار میں آیت الکرسی لکھ کر اِشاعت کرنا؟

سوال (۴۲):- کیافرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: کوئی اہلِ ہنود اپنے کاروبار کی مشتہری کے لئے کسی اخبار میں آیت الکرسی چھپوا کر اُس کی بےحرمتی کرسکتا ہے؟ اگر نہیں تو اُس کے لئے دین کا فیصلہ کیا ہے؟ اور یہ اخبار مجھے کوڑے گھر سے حاصل ہوا ہے، جس میں مجھے بےپناہ ٹھیس پہنچی ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰه التوفيق: اَخبارات میں اِس طرح غیر مسلموں کی طرف سے آیت الکرسی اور قرآنی آیات کی اِشاعت ناجائز ہے، اور قرآنِ کریم کی سخت توہین ہے، اِس پر

www.besturdubooks.wordpress.com

مسلمانوں کواحتجاج کرنا چاہئے؛ تاکہ آئندہ ایسے واقعات رونما نہ ہوسکیں۔

كتابة القرآن على ما يفترش ويبسط مكروهةٌ كذا في الغرائب ...... و على هٰذا قالوا لا يجوز أن يتخذ قطعة بياض مكتوب عليه اسم اللّٰه تعالىٰ علامة فيما بين الأوراق لما فيه من الابتذال باسم اللّٰه تعالىٰ. (الفتاوى الهندية، كتاب الكراهية / الباب الرابع ۳۲۳/۵) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۲۵/۴/۱۴۲۳ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

قرآنی آیات کے ساتھ فحش تصویر کی اِشاعت؟

سوال (۴۳): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: مرادآباد سے شائع ہونے والے ہندی اخبار ’’امرُ جالا‘‘ کے ۷/ مارچ ۲۰۰۴ء کے شمارہ میں ایک اشتہار شائع ہوا ہے، جس میں تاج محل نام کی ایک فلم کے تعارف کے ضمن میں واضح طور پر قرآنی آیتیں چھاپی گئی ہیں، اور اُس کی نوعیت اِس طرح کی ہے کہ کنارے پر قرآنی آیتوں پر مشتمل تاج محل کی محرابوں کی تصویر ہے اور اس کے درمیان میں نمایاں طور پر مرد وعورت کے بوس وکنار کی فحش تصویر ہے۔ تو سوال یہ ہے کہ قرآنِ کریم کی آیات کو اِس طرح اخبارات میں اور فلمی اشتہارات میں چھاپنا کیا قرآنِ کریم کی بے حرمتی اور توہین نہیں ہے؟ اور جن لوگوں نے یہ حرکت کی ہے اُن کا شرعاً کیا حکم ہے؟ واضح رہے کہ اِس فلم کے بنانے والے اور بنوانے والے سب مسلمان ہیں۔

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اخبار ’’امرُ جالا‘‘ کا ہمرشتہ اشتہار بغور مطالعہ کیا گیا، اُس میں نمایاں طور پر مرد وعورت کے بوس وکنار کی فحش تصویر کے ساتھ قرآنِ کریم کی آیتیں شائع کی گئی ہیں، فلم کا تعارف کراتے ہوئے فحش تصویر کے ساتھ قرآنِ کریم کی آیات شائع کرکے بلاشبہ قرآن کی سخت توہین کی گئی ہے، اسلام اور مسلمان آیاتِ قرآنیہ کی اِس توہین کو ہرگز برداشت نہیں

www.besturdubooks.wordpress.com

کرسکتے، اِس کے شائع کرنے والے اخبارات حد درجہ قابلِ مذمت ہیں، اور اِس فلم کے بنانے والے اور بنوانے والے چاہے مسلمان ہوں یا غیر مسلم، سب حکومتِ ہند کی طرف سے سخت سزا کے مستحق ہیں، مسلمانوں کو چاہئے کہ اس قابلِ مذمت حرکت پر شائع کنندگان اور فلم بنانے والوں سے سخت احتجاج کریں؛ تاکہ وہ اِس بے حرمتی پر برملا معافی مانگیں اور آئندہ اِس طرح کی حرکتوں کی ہمت نہ کرسکیں، تمام اخبار والوں کو خبردار ہوجانا چاہئے کہ قرآنِ کریم کی کوئی بھی آیت کسی بھی اخبار میں شائع نہ کریں؛ اِس لئے کہ اخبارات ردی میں جانے کے بعد کہیں بھی پھینک دیئے جاتے ہیں جس سے قرآنِ کریم کی توہین ہوتی ہے، نیز تمام فلم بنانے والوں کو بھی خبردار رہنا چاہئے کہ وہ فلم میں قرآنِ کریم کی آیات یا اُن کی تصاویر ہرگز شامل نہ کریں، ورنہ وہ فرزندانِ توحید کے سخت احتجاج سے محفوظ نہ رہ پائیں گے، اور پھر ساری ذمہ داری اُنہیں پر ہوگی۔

كتابة القرآن على ما يفترش ويبسط مكروهةٌ كذا في الغرائب .... وعلى هٰذا قالوا لا يجوز أن يتخذ قطعة بياض مكتوب عليه اسم اللّٰه تعالىٰ علامة فيما بين الأوراق لما فيه من الابتذال باسم اللّٰه تعالىٰ. (الفتاوى الهندية، كتاب الكراهية / الباب الرابع ۳۲۳/۵) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصورپوری غفرلہ ۱۴۲۵/۱/۱۶ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

مکان ودوکان یا کسی کام کی ابتداء میں قرآن پڑھنا اور دعا کرنا؟

سوال (۴۴): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: جب کسی کام یا دوکان وغیرہ کے افتتاح کی خوشی دعوت کریں تو کس طرح کرنی چاہئے؟ جس سے ہمارے مال میں خیر وبرکت پیدا ہو، بہت سے لوگ مدرسے سے بچوں کو بلوا کر قرآن خوانی کرواتے ہیں، اور مٹھائی بھی بانٹتے ہیں، کیا یہ عمل صحیح ہے یا نہیں؟

www.besturdubooks.wordpress.com

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: کسی کام کے آغاز کے وقت جمع ہوکر دعا کرنا یا برکۃً قرآنِ کریم کی تلاوت کرنا شرعاً درست ہے، اور اِس موقع پر بطور اظہارِ مسرت (نہ کہ بطور اُجرت قرآن خوانی) مٹھائی وغیرہ کھلانے میں بھی کوئی حرج نہیں ہے۔

عن أبي هريرة رضي اللّٰه عنه قال: قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: كل كلامٍ أو أمر ذي بال لا يفتح بذكر اللّٰه عزوجل فهو أبتر، أو قال: أقطع.

(المنسد للإمام أحمد بن حنبل ۳۵۹/۲ رقم: ۸۶۹۷ دار الحديث القاهرة)

قال أبو هريرة: والتوكير: الرجل يبني الدار، أو ينزل في القوم، فيجعل الطعام فيدعوهم، فهم بالخيار إن شاؤا أجابوا، وإن شاؤا قعدوا. (المعجم الأوسط ۸۸/۳ رقم: ۳۹٤۸) فقط واللّٰہ تعالیٰ اعلم

املاه: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۳۲/۲/۴ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللّٰہ عنہ

قرآنِ کریم کے بوسیدہ اَوراق کو کیا کریں؟

سوال (۴۵): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: جو قرآن بوسیدہ ہوجائیں تو اُن کے بارے میں حسبِ ذیل تین اُمور دریافت طلب ہیں:

(۱) قرآن کے کچھ صفحات یا اَجزاء بوسیدہ ہوں، اور اکثر قرآن بالکل صحیح ہو، تو اُس قرآن کے بارے میں شریعت کا کیا حکم ہے؟

(۲) بوسیدہ اَوراق یا اجزاء جن کو پڑھنا اور قرآن کے ساتھ چسپاں کرنا ممکن نہ ہو، تو اُن کے بارے میں حکم شرعی کیا ہے؟

(۳) پورا قرآن اتنا بوسیدہ ہوچکا ہے کہ اُس کو پڑھنا بہت مشکل ہے، تو اَز روئے شرع اُس کو جلانا بہتر ہے یا دفن کرنا؟

مفتی صاحب سے درخواست ہے کہ قرآن وحدیث کی روشنی میں جواب مرحمت فرمائیں۔

www.besturdubooks.wordpress.com

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: (۱) جس قرآن کے کچھ صفحات یا اَجزاء بوسیدہ ہوجائیں، تو اُن کو نکال کر صحیح اجزاء مجلد کرادینے چاہئیں۔

(۲-۳) قرآنِ کریم کے بوسیدہ اَوراق جمع کر کے اور پاک کپڑے میں لپیٹ کر اُنہیں یا تو اتنی گہرائی میں دفن کردیا جائے کہ وہ دوبارہ اوپر نہ آسکیں، اور اگر زمین ایسی نرم ہو کہ بعد میں اُن اَوراق کے اوپر آنے کا احتمال ہو تو بہتر یہ ہے کہ احتیاط کے ساتھ کسی ڈرم وغیرہ میں رکھ کر اُن اَوراق کو جلا دیا جائے اور پھر اُس راکھ کو یا تو دفن کردیا جائے یا بہتے دریا میں بہا دیا جائے۔

وقال عثمان للرهط القرشيين الثلاثة: إذا اختلفتم أنتم وزيد ابن ثابت في شيء من القرآن فاكتبوه بلسان قريش – إلىٰ قوله – وأمر بما سواه من القرآن في كل صحيفة أو مصحف أن يحرق. وفي هامشه: وبه رخّص بعض في تحريق ما يجتمع عنده من الرسائل فيها ذكر اللّٰه، قال في الفتح: وقد جزم عياض بأنهم غسلوها بالماء، ثم أحرقوها مبالغة في إذهابها، قال ابن بطال في هٰذا الحديث: جواز تحريق الكتب التي فيها اسم اللّٰه بالنار، فإن ذلک إكرام لها وصون عن وطيها بالأقدام، وقد أخرج عبد الرزاق من طريق طاؤوس أنه كان يحرق الرسائل التي فيها البسملة إذا اجتمعت. (صحيح البخاري مع الهامش ٧٤٦/٢ رقم: ٤٧٩٦)

يجعل في خرقة طاهرة ويدفن في محل غير ممتهن لا يوطأ، ولا بأس بأن تلقى في ماء جار كما هي أو تدفن وهو أحسن. (شامي ٣٢٠/١-٣٢١ زكريا) فقط واللّٰہ تعالیٰ اعلم

املاہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۳۶/۶/۴ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللّٰہ عنہ

قرآن کے بوسیدہ اَوراق کو جلانا؟

سوال (۴۶):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں

www.besturdubooks.wordpress.com

کہ: اگر قرآنِ کریم بہت زیادہ بوسیدہ اور پرانا ہوجائے، اَوراق منتشر ہوجائیں، تو اُس کے بارے میں شرعاً کیا حکم ہے؟ کیا اُن کو جلاکر دفن کردیا جائے؟ یا جو بھی شریعتِ اسلامیہ کا حکم ہو تحریر فرمادیں۔

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: قرآنِ کریم کے اَوراق جو انتہائی بوسیدہ ہوجائیں اور استفادہ کے لائق نہ رہیں، تو اُنہیں کسی پاک کپڑے میں لپیٹ کر گہرائی میں دفن کردیا جائے؛ لیکن کبھی کبھار یہ صورت پیش آتی ہے کہ کھدائی کی وجہ سے وہ اَوراق دوبارہ ظاہر ہوجاتے ہیں، اِس لئے اگر اِس طرح کا اندیشہ ہو تو اُن اَوراق کو جلاکر اُس کی راکھ دفن کردیں، یا بہتے ہوئے دریا میں بہادیں، تو اس میں بھی کوئی حرج نہیں ہے، ایسے ناقابل استعمال اَوراق کو بے حرمتی سے بچانے کے لئے یہ طریقہ بہتر ہے، چناں چہ سیدنا حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے جب لغتِ قریش پر قرآنِ کریم کا نسخہ تحریر کروایا، تو دیگر نسخوں کو جلانے کا حکم دیا، اگر یہ بے حرمتی ہوتی تو آپ رضی اللہ عنہ اُسے جلانے کا حکم نہ دیتے۔ (مستفاد: فتاویٰ محمودیہ ۴؍۱۵۰ ڈابھیل)

وقال عثمان رضي اللّٰه عنه للرهط القريشيين الثلاثة: إذا اختلفتم أنتم وزيد بن ثابت رضي اللّٰه عنه في شيء من القرآن فاكتبوه بلسان قريشٍ، فإنما نزل بلسانهم ففعلوا حتى إذا نسخوا الصحف في المصاحف رد عثمان الصحف إلى حفصة، وأرسل إلى كل أفق بمصحف مما نسخوا، وأمر بما سواه من القرآن في كل صحيفة، أو مصحف أن يحرق. (صحيح البخاري ٧٤٦/٢ رقم: ٤٧٩٦)

وأكثر الروايات صريح في التحريق، فهو الذي وقع ويحتمل وقوع كل منهما بحسب ما رأى من كان بيده شيء من ذٰلک، وقد جزم عياض بأنهم غسلوها بالماء، ثم أحرقوها مبالغة في إذها بها، قال ابن بطال: في هٰذا الحديث جواز تحريق الكتب التي فيها اسم اللّٰه بالنار، وأن ذلک إكرام لها، وصون عن وطيها بالأقدام. (فتح الباري ٢١/٩ دار الفكر بيروت)

www.besturdubooks.wordpress.com

أخـرج البـخـاري حـديثًـا فيـه دليـل الإحراق وذٰلـک ...... حتی إذا نسخوا الـصـحف فـي الـمـصـاحف، ردّ عثمان الصحف إلی حفصة وأرسل إلی کل أفق بـمـصـحف مما نسخوا وأمر بما سواه من القرآن في کل صحيفة أو مصحف أن يحرق. (صحيح البخاري / فضائل القرآن ٧٤٦/٢ رقم: ٤٧٩٦)

عـن ابـن طـاؤس عـن أبيـه أنـه کـان إذا اجتـمـعـت عنده الرسائل أمر بها فأحرقت. (المصنف لابن أبي شيبة ٤١٠/١٣ رقم: ٢٦٨٢٦)

عـن الأسـود بـن هـلال قـال: أتی عبد اللّٰه بصحيفة فيها حديث فأتی بماء فمحاها ثم غسلها، ثم أمر بها فأحرقت. (المصنف لابن أبي شيبة ٤١١/١٣ رقم: ٢٦٨٢٩)

(ويـدفـن) أي يجعل في خرقة طاهرة، ويدفن في فعل غير ممتهن لا يوطأ.

(شامي، کتاب الطهارة / قبيل باب المياه ٣٢٠/١ زکريا)

وفـي السراجية: إذا صار المصحف خلقا ينبغي أن يلف في خرقة طاهرة، ويدفن في مکان طاهر أو تحرق. (الفتاویٰ التاتارخانية ٦٩/١٨ رقم: ٢٨٠٦٧ زکريا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

املاہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱/۵/۱۴۳۲ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

قرآن کے بوسیدہ اَوراق کوجلا کر دفن کرنا؟

سوال (۴۷): - کیافرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: ہم اَہالیانِ اَصالت پورہ مرادآباد نے اِحاطہ والی چھوٹی مسجد کے بوسیدہ قرآنِ پاک (جن کو دیمک لگ گئی تھی) کومسجد والوں کے مشورہ سے ہر قسم کی بےاَدبی سے بچانے کے لئے جلادیا اور اَب اُن کواَدب واحترام کے ساتھ کسی محفوظ جگہ دفن کرنا چاہتے ہیں، کچھ لوگ اِس پر اعتراض کرتے ہیں کہ اُن کوجلانا جائز نہیں ہے، اِس بنا پر محلّہ میں ایک فتنہ کھڑا ہوگیا ہے۔ دریافت یہ کرنا ہے کہ بےاَدبی سے محفوظ کرنے کے لئے جلاکر دفن کرنا کیسا ہے؟ بالتفصیل جواب عنایت فرمائیں۔

www.besturdubooks.wordpress.com

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰه التوفيق: قرآنِ پاک کے جواَوراق بوسیدہ ہوجائیں اور اُن کی بے حرمتی کا خطرہ ہوتو اُنہیں جلاکر اُن کی راکھ محفوظ جگہ دفن کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے، سیدنا حضرت عثمانِ غنی رضی اللہ عنہ نے صحابہ کرامؓ کی موجودگی میں لغتِ قریش کے علاوہ دیگر مصاحف قرآن کو جلانے کا حکم دیا تھا، اور کسی صحابی نے اُن پر نکیر نہیں کی، یہ اِس بات کی دلیل ہے کہ بے حرمتی سے بچانے کی غرض سے قرآنِ پاک کے بوسیدہ اَوراق کو جلانا شرعاً درست ہے، اور جلائے بغیر بھی پاک کپڑے میں لپیٹ کر اُن اَوراق کو محفوظ جگہ دفن کیا جاسکتا ہے، جیسا کہ بعض فقہی عبارات سے معلوم ہوتا ہے؛ لیکن موجودہ زمانہ میں تجربہ سے یہ بات مشاہد ہوتی ہے کہ مطبوعہ کاغذات زمین میں دبانے سے گل کر ختم نہیں ہوتے اور بسا اَوقات کھدائی یا مٹی کٹنے کی وجہ سے سے پھر ظاہر ہوکر پیروں میں آجاتے ہیں، اِس سے اُن کی سخت بے ادبی ہوتی ہے؛ لہٰذا اِس خطرے سے بچنے کے لئے اگر جلاکر دفن کیا جائے، تو شرعاً اِس میں کوئی گناہ یا ممانعت نہیں ہے۔

حتى إذا نسخوا الصحف في المصاحف، رد عثمان الصحف إلى حفصة وأرسل إلىٰ كل أفق بمصحف مما نسخوا، وأمر بما سواه من القرآن في كل صحيفة أو مصحف أن يحرق. (صحيح البخاري ٢/ ٧٤٦)

وفي رواية بكير بن الأشج: فأمر بجمع المصاحف فأحرقها، ثم بث في الأجناد التي كتبت، ومن طريق مصعب بن سعد قال: أدركت الناس متوافرين حين أحرق عثمان رضي اللّٰه عنه المصاحف، فأعجبهم ذٰلک، أو قال: لم ينكر ذٰلک منهم أحد الخ. (عمدة القاري ١٣/ ٥٣٦ رقم: ٤٩٨٧ دار الفكر بيروت، فتح الباري ١١/ ٢٥ رقم: ٤٩٨٧ دار الكتب العلمية بيروت، كفايت المفتى ١/ ١١٧، فتاوى محموديه ٦/ ١٨)

وقال ابن بطال في هٰذا الحديث: جواز تحريق الكتب التي فيها اسم اللّٰه بالنار، وأن ذٰلک إكرام لها وصون عن وطئها بالأقدام(حاشية صحيح البخاري ٢/ ٧٤٦)

www.besturdubooks.wordpress.com

في الدر المختار: الكتب التي لا ينتفع بها يمحي عنها اسم اللّٰه وملائكتهٖ ورسله ويحرق الباقي، ولا بأس بأن تلقىٰ في ماء جار كما هي أو تدفن وهو أحسن كما في الأنبياء، وتحته في الشامي، وفي الذخيرة: المصحف إذا صار خلقًا وتعذر القراءة منه لا يحرق بالنار إليه أشار محمد، وبه نأخذ، ولايكره دفنه، وينبغي أن يلف بخرقة طاهرة ويلحد له؛ لأنه لو شق و دفن يحتاج إلى إهالة التراب عليه، وفي ذلک نوع تحقير إلا إذا جعل فوقه سقف (شامي، كتاب الحظر والإباحة / باب الاستبراء ٦٠٥/٩ زكريا، ٤٢٢/٦ كراچی، الفتاویٰ الهندية، كتاب الكراهية / الباب الخامس ٣٢٣/٥، الفقه الإسلامي وأدلته ٤٥١/١ رشيدية، تعليقاتِ فتاویٰ محموديه ٥٤٤/٣ ڈابھیل، ١٣٦/٧ میرٹھ) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

املاہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۱۱/۵/۱۴۲۵ھ

مسجد کے تہہ خانہ میں بوسیدہ قرآن رکھنا؟

سوال (۴۸): -کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: قبرستان کی تھوڑی سی زمین مسجد کے بیرونی حصہ میں مسجد بناتے وقت آ گئی ہے، جسے اوپر سے پاٹ کر تہہ خانہ بنا دیا گیا ہے، آیا اِس تہہ خانہ میں بوسیدہ اور پھٹے پرانے قرآنِ کریم کو ڈال سکتے ہیں یا نہیں؟ برائے کرم مذکورہ مسئلہ کی صحیح وضاحت فرمائیں، عین کرم ہوگا۔

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اگر اِس تہہ خانہ میں بوسیدہ قرآنِ کریم کے اَوراق کی بے حرمتی کا اندیشہ نہیں ہے تو وہ اَوراق وہاں رکھنے میں شرعاً کوئی مضائقہ معلوم نہیں ہوتا۔

وإن شاء أغسله بالماء أو وضعه في موضع طاهر لا تصل إليه يد محدث ولا غبار ولا قذر تعظيمًا لكلام اللّٰه عز وجل. (شامي، كتاب الحظر والإباحة / باب

www.besturdubooks.wordpress.com

الاستبراء ٢/٦ ٢٢ کراچی، ۵/۹ ٦٠ زکریا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۱/۶/۱۴۱۱ھ

قرآنِ پاک اور دینی کتب واَحادیث کے اَوراق پیپرمل میں استعمال کرنا؟

سوال (۴۹): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: اورنگ آباد (مہاراشٹر) ایک حساس علاقہ ہے، یہاں مسلم آبادی کا تناسب تقریباً ۴۰؍ فیصد ہے، یہاں مدارس، مکاتب اور مساجد میں قرآن دینی کتب اَحادیث لوحِ قرآنی اور ملفوظات جو بوسیدہ ہوجائے، کوئی نظم نہ ہونے کی وجہ سے کوڑا کرکٹ ردی والوں کے ذریعہ انجانے میں غیروں کے ہاتھوں چلے جاتے ہیں اور شرکا ذریعہ بنتے ہیں، ایک مرتبہ پٹاخوں میں نکلنے سے سنگین حالات ہوگئے تھے؛ اِس لئے مدنی سوشل اسوسیشن وچند حساس نوجوانوں نے سال میں ایک مرتبہ اِس قسم کے بوسیدہ اَوراق جمع کرنے کی مہم شروع کی، پچھلے آٹھ سالوں سے یہ کاغذات جمع کئے جارہے ہیں، جو ہر سال تقریباً ڈیڑھ تا دوٹن ہوجاتا ہے، اِن کاغذات کو مقامی علماء کی رہنمائی میں قبرستان میں دفنانا طے ہوا؛ لیکن اُس میں پلاسٹک اور پالیتھین کوٹنگ ہونے سے یہ اَوراق زمین میں ضائع نہیں ہورہے ہیں، اور مقامی قبرستان چھوٹے چھوٹے ہیں، تالاب میں ڈالنے کی اِجازت نہیں ملتی، کنویں نہیں ہیں؛ اِس لئے دوسال سے علماء کی اِجازت سے یہ پیپرمل میں ڈالنا طے ہوا، ایک کارخانے نے اجازت دی، نوجوان طے شدہ دن اپنے ہاتھوں سے کریل (کاغذ کو محلول بنانے والی مشین) میں ڈالتے ہیں اور اطمینان کرلیتے ہیں کہ اَب یہ کاغذات ہیئت بدل چکے ہیں۔ (یعنی پانی ہوچکے ہیں) تب جاکر پیپرمل والے بعد میں اُس کا مقواہ (پٹھا) تیار کرتے ہیں، وہ پٹھا کمپنی کی ملکیت ہوتا ہے۔

اَب بتایئے کیا ہمارا یہ عمل درست ہے؟ یہ عمل درست نہ ہو تو اُس کا متبادل بتلاکر ہماری

www.besturdubooks.wordpress.com

رہنمائی کریں؛ تاکہ شہر اورنگ آباد ہی نہیں؛ بلکہ ملک میں ہر جگہ یہ عمل جاری ہوجائے اور قرآن کی بے حرمتی نہ ہو اور شر کا ذریعہ نہ بنے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: فقہاء نے قرآن کے بوسیدہ اَوراق تیز بہتے ہوئے پانی میں ڈالنے اور پاک کپڑے میں لپیٹ کر زمین میں دفن کرنے کی اِجازت دی ہے، نیز بعض صورتوں میں ایسے کاغذات کو جلاکر اُس کی راکھ دفن کرنے کی گنجائش بھی معلوم ہوتی ہے۔ جس سے خلاصہ کے طور پر یہ ثابت ہوتا ہے کہ ایسے متبرک کاغذات کو ایسی صورت میں تبدیل کردینا جس سے حروف مٹ جائیں بے اَدبی میں داخل نہیں ہے؛ لہٰذا ضرورت کے وقت ایسے کاغذات کو کاغذ فیکٹری کی مشین میں ڈال کر ہیئت تبدیل کرانے میں بھی کوئی حرج معلوم نہیں ہوتا، اور بظاہر یہ پانی میں بہانے کی طرح ایک جدید شکل ہے، اِس لئے اس میں شرعاً کوئی قباحت نہیں ہے؛ تاہم دیگر اہلِ علم سے بھی مراجعت کرلی جائے۔

الكتب التي لا ينتفع بها يمحي عنها اسم اللّٰه وملائكته ورسله، ويحرق الباقي، ولا بأس بأن تلقى في ماء جار كما هي، أو تدفن وهو أحسن كما في الأنبياء. (الدر المختار) **وينبغي أن يلف بخرقة طاهرة ويلحد له ...... وإن شاء غسله بالماء أو وضعه في موضع طاهر.** (شامي، كتاب الحظر والإباحة / باب الاستبراء ٦٠٥/٩ زكريا)

المصحف إذا صار بحال لا يقرأ فيه يدفن كالمسلم. (الدر المختار) **أي يجعل في خرقة طاهرة، ويدفن في محل غير ممتهن لا يؤطا.** (شامي، كتاب الطهارة / قبيل باب المياه ٣٢٠/١ زكريا)

المصحف إذا صار خلقًا لا يقرأ منه ويخاف أن يضيع يجعل في خرقة طاهرة، ويدفن. (الفتاوى الهندية، كتاب الكراهية / الباب الرابع ٣٢٣/٥)

رد عثمان الصحف إلى حفصة فأرسل إلى كل أفق بمصحف مما نسخوا،

www.besturdubooks.wordpress.com

وأمر بما سواه من القرآن في كل صحيفة، أو مصحف أن يحرق. (صحيح البخاري، كتاب فضائل القرآن / باب جمع القرآن ٢/ ٧٤٦ رقم: ٤٩٨٧ دار الفكر بيروت)

وقال عياض: إغسلوها بالماء، ثم انصرفوها مبالغة في إذهابها. (عمدة القاري ١٨/٢) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۲۱/۳/۱۴۳۰ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

قرآن کی آیات کو اعداد میں تبدیل کرنا کیسا ہے؟

سوال (۵۰): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: قرآنِ کریم کی آیات کو اَعداد میں تبدیل کرنا درست ہے یا نہیں؟ اور کسی آیت کی جگہ اُس کے اعداد کو استعمال کر سکتے ہیں، مثلاً: ﴿وَمَنْ دَخَلَهُ كَانَ آمِنًا﴾ کی جگہ اُس کے اعداد (۸۹۸) استعمال کر سکتے ہیں؟ کیوں کہ ہم نے بعض علماء کو ایسا کرتے ہوئے دیکھا ہے، کیا اُن کا یہ فعل قابلِ عمل ہے یا اُس سے اجتناب کیا جائے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: ضرورۃً اِس کی بھی جازت ہے، جیسا کہ تعویذات میں اُس کا استعمال بلا نکیر زمانۂ سلف سے جاری ہے۔ (مستفاد: بیضاوی شریف ۱۴) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۵/۷/۱۴۱۷ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

خط کے شروع میں کیا لکھنا چاہئے؟

سوال (۵۱): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: خط کے شروع میں کیا لکھنا بہتر ہے، باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ یا بسم وبعونہ یا کچھ اور؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: افضل اور اولیٰ یہ ہے کہ تحریر کے شروع میں بسم اللہ لکھی

www.besturdubooks.wordpress.com

جائے؛ تاہم باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ مختصر الفاظ بھی لکھ سکتے ہیں۔

قال اللّٰہ تعالیٰ: ﴿إِنَّهُ مِنْ سُلَيْمَانَ وَإِنَّهُ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ﴾ [النحل: ۳۰]

وقال میمون بن مهران: كان رسول اللّٰه ﷺ يكتب باسمك اللّٰهم، حتى نزلت هٰذه الاٰية: فكتب بسم اللّٰه الرحمٰن الرحيم. (تفسیر ابن کثیر مکمل ۹۸۶) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۲۱/۸/۱۷ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

خط کے شروع میں ۹۲ کا عدد لکھنا؟

سوال (۵۲): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: بعض لوگ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جگہ عدد ۹۲ لکھتے ہیں، تو کیا یہ درست ہے یا نہیں؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: خط کے ابتداء میں خود لفظ محمد بطور ابتدائیہ کے لکھنے ہی کا ثبوت نہیں ہے، چہ جائے کہ اس کے اعداد لکھے جائیں، پھر اِس دور میں یہ ایک خاص بدعتی فرقہ نے اپنا شعار بنالیا ہے، اِس لئے اُس کا ترک ضروری ہے۔

عن ابن عمر رضي اللّٰه عنهما قال: قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: من تشبه بقوم فهو منهم. (سنن أبي داؤد، كتاب اللباس / باب في لبس الشهرة ۵۵۹/۲ رقم: ۴۰۳۱ دار الفكر بيروت، مشكاة المصابيح، كتاب اللباس / الفصل الثاني ۳۷۵/۲) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۱۷/۷/۵ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

حروف کے اَعداد اور بسم اللہ کی جگہ ۷۸۶ لکھنا کیسا ہے؟

سوال (۵۳): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: ''ابجد'' کے اَعداد کب اور کس نے اِیجاد کئے، بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کی جگہ ۷۸۶ لکھنے کی

www.besturdubooks.wordpress.com

ابتداء کب اور کیسے ہوئی، اور ۷۸۶ لکھنا شرعاً جائز ہے یا نہیں؟ اور اسی طرح محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی جگہ ۹۲ کا عدد، اِس کے علاوہ بعض لوگوں کا خیال ہے کہ ۷۸۶ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کا عدد نہیں ہے، ابجد کے حساب سے بھی وہ اس طرح جوڑتے ہیں: بسم ۱۰۲، اللہ ۶۷، الرحمٰن ۳۳۰، الرحیم ۲۸۹، اِن سب کو ٹوٹل کرنے سے ۷۸۸ ہوتا ہے، یہاں اللہ میں ال ل اہ، ل مشدد ہے، اور مشدد حرف کو ایک ہی شمار کرنا چاہیئے، جیسے ہوز میں ''وٗ'' اور حطی میں ''طٗ'' ایسا کرنے سے ۷۸۶ میں اور بھی فرق پیدا ہوجائے گا، اور اگر لفظ اللہ کے ل کی طرح الرحمٰن الرحیم کو بھی دو دوبار شمار کریں تو اِس صورت میں بہت بڑھ جائے گا، اور ۷۸۶ کا پتہ بھی نہیں رہے گا، یہ عجیب معمہ سامنے آیا ہے، میں نے بہت سمجھنے کی کوشش کی، مگر سمجھ میں نہیں آسکا؛ لہٰذا آپ میری اور قوم کی رہنمائی فرمائیں، نیز یہ بھی وضاحت کردوں کہ بعض لوگوں نے کہا ہے کہ ۷۸۶ دراصل اہلِ ہنود کے بھگوان ''ہرے کرشنا'' کے نام کے اَعداد ہیں، لہٰذا ''۷۸۶'' لکھنا یا بولنا شرک و بدعت اور حرام و ناجائز ہے اور اِس سے بچنا چاہیئے، اَب آنجناب سے مؤدبانہ درخواست ہے کہ تھوڑی سی زحمت علمی برداشت کرتے ہوئے رہبری فرماکر جواب باصواب سے نوازیں؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: پہلی بات تو یہ ہے کہ اللہ کے کھڑے زبر اور الرحمٰن کے کھڑے زبر کو شامل نہ کرنے سے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کا عدد ۷۸۶ ہی نکلتا ہے۔ اَب یہ استعمال کرنے والے کی نیت پر موقوف ہے کہ وہ اس عدد سے کس کلام کی طرف اِشارہ کررہا ہے، ظاہر ہے کہ جب بھی کوئی مسلمان یہ لفظ لکھتا ہے تو اُس کا ارادہ بسم اللہ ہی کی طرف اشارہ کرنے کا ہوتا ہے، ''ہرے کرشنا'' یا اِس جیسے کسی لفظ کی طرف خیال بھی نہیں جاتا؛ لہٰذا اگرچہ تحریر میں باقاعدہ تسمیہ کا اہتمام کرنا چاہیئے؛ لیکن اگر کوئی شخص بسم اللہ کی بے حرمتی کے خطرہ سے علم الاعداد کا سہارا لیتا ہے اور علامت کے طور پر ۷۸۶ لکھ دیتا ہے تو اس کی ممانعت پر کوئی دلیل نہیں ہے، یہ علم الاعداد زمانۂ قدیم سے عرب میں رائج تھا، اور علماء بھی تعویذ وغیرہ میں بلانکیر اسے استعمال کرتے آئے ہیں۔ (مستفاد:

www.besturdubooks.wordpress.com

بیضاوی شریف ۱۴، مکتوباتِ نبوی ۴۴) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۲۴/۱۱/۱۴۱۷ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

بسم اللہ کی جگہ ۷۸۶ لکھنا؟

سوال (۵۴): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: عام طور سے لوگ ۷۸۶ بسم اللہ کی جگہ لکھتے ہیں، اس کا لکھنا کیسا ہے بدعت ہے کہ نہیں؟ نیز سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے شاہانِ عرب کو جو خطوط روانہ فرمائے اُس کو بسم اللہ سے لکھا، اگر کہیں بے حرمتی اور توہین کی وجہ سے ۷۸۶ خطوط پر لکھا جاتا ہے، تو پھر اس کا کیا جواب ہوگا؟ نیز اگر اِس کی بھی وضاحت کردیں کہ ۷۸۶ کی ابتداء کہاں سے ہوئی تو اور اچھا ہوگا، اور تعویذ والے جو آیتوں کے بدلے اعداد لکھتے ہیں اُن کا کیا حکم ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اِس بارے میں کوئی صریح فقہی جزئیہ تو نظر سے نہیں گذرا؛ البتہ چوں کہ حروفِ تہجی سے خاص اعداد اور اعداد سے خاص کلمات مراد لینا اہلِ عرب میں زمانۂ قدیم سے رائج ہے، اور تاریخ میں تعویذات میں اِس فن سے استفادہ سلف وخلف کا معمول رہا ہے، اِن وجوہات کی بنا پر اگر کوئی شخص بنظر احتیاط تسمیہ کے بجائے اُس کے اعداد ۷۸۶ لکھے تو اُس کا یہ عمل بدعت میں داخل نہ ہوگا؛ لیکن بہتر یہی ہے کہ بسم اللہ پوری لکھی جائے، یا ''باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ'' جیسے الفاظ تحریر کئے جائیں، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عادتِ شریفہ سے زیادہ اشبہ یہی ہے۔ ۷۸۶ لکھنے کی ابتداء کب ہوئی، اِس کے متعلق کوئی صراحت نہیں ملی اور تعویذات کے سلسلہ میں اَکابر علماء حضرت گنگوہیؒ اور حضرت تھانویؒ وغیرہم کا بلانکیر اعداد لکھنا اور اُن کی اِجازت دینا اِس عمل کے جواز کا قرینہ بہرحال ہے۔

مستفاد من عبارۃ البیضاوي: وهٰذه الدلالة وإن لم تكن عربية؛ لكنها

www.besturdubooks.wordpress.com

لاشتهارها فيما بين الناس حتى الحرب تلحقها بالمعربات كالمشكاة والسجيل ......، قال في حاشية شيخ زاده على البيضاوي: وتقرير الجواب أن تلك الفواتح وإن لم تكن موضوعة في لغة العرب للدلالة على المدد إلا أن تلك الدلالة مشهورة عند العرب فصارت الفواتح بذلك كلها موضوعة في لغتهم لتلك الدلالة، فصارت من حيث دلالتها على المدد والاٰجال ملحقة بالعربي. (شيخ زاده ٦٧/١، حاشيه مكتوبات نبوي ٤٤) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴۱۱/۸/۳ھ

۷۸۶ بسم اللہ کے عدد ہیں یا ہری کرشن کے؟

سوال (۵۵): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: زید اور بکر دو اختلافی شخص ہیں، زید کہتا ہے کہ ۷۸۶ لکھنا جائز نہیں ہے، چوں کہ ہری کرشن کا نمبر ہے، اور بکر کہتا ہے کہ جائز ہے، چوں کہ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کا نمبر ہے، تو آیا صورتِ حال میں ۷۸۶ لکھا جائے گا یا نہیں؟ جواز اور عدم جواز سے نوازیں۔ مزید ۷۸۶ اگر ہری کرشن کا نمبر ہے تو بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کا نمبر کیوں ہوا؟ اگر دونوں کے یکساں نمبر ہونے میں کوئی راز ومصلحت پوشیدہ ہے تو اِس کی بھی وضاحت فرمائیں۔

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: بسم اللہ کی جگہ بہتر تو یہی ہے کہ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم یا باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ جیسے الفاظ لکھے جائیں؛ لیکن اگر بے حرمتی سے بچانے کے مقصد سے بسم اللہ کے عدد ۷۸۶ لکھ دیئے جائیں تو وہ بھی ممنوع نہیں ہے۔ (مکتوباتِ نبوی ۲۴) اور ہری کرشن کے عدد ۷۸۵ ہوتے ہیں، ۷۸۶ نہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۱۷/۵/۱۵ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

www.besturdubooks.wordpress.com

۷۸۶ کا کسی چیز کا عدد ہونا بسم اللہ کے عدد ہونے کے منافی نہیں؟

سوال (۵۶):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کو ہم لوگ ۷۸۶ لکھتے ہیں، جب کہ بعض حضرات کا کہنا ہے کہ بسم اللہ میں ۷۸۶ کا عدد نہیں ہے، برائے مہربانی وضاحت فرمائیں؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: ۷۸۶ بسم اللہ کا عدد ہے، اگرچہ یہ عدد دنیا کی اور بہت سی چیزوں کا عدد بھی بن سکتا ہے؛ لیکن دوسری چیزوں کا عدد ہونا بسم اللہ کے عدد ہونے کے منافی نہیں ہے؛ تاہم یہ عدد بسم اللہ کے قائم مقام نہیں ہے؛ بلکہ محض بسم اللہ کے اِشارے کی حیثیت رکھتا ہے؛ لہٰذا اِس کو لکھنے سے بسم اللہ کی فضیلت حاصل نہیں ہوسکتی۔ (فتاویٰ محمودیہ ۳/۳۴۰ ڈابھیل، فتاویٰ نظامیہ ۱/۳۹۶) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۲/۶/۱۴۲۱ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

www.besturdubooks.wordpress.com

ترضی وترحم

عبارت خوانی کے دوران ترضی نہ کہنا؟

سوال (۵۷):- کیافرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: ایک شخص کتاب پڑھتا ہے، جلدی کی وجہ سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی جگہ صرف حضرت عمر پڑھتا ہے یا حضرت عائشہ کی جگہ صرف حضرت عائشہ پڑھتا ہے، دل میں کسی طرح کی تحقیر وتذلیل نہیں ہے، کیا یہ شخص گنہگار ہے یا نہیں؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: جلدی یا بےخیالی میں ''رضی اللہ عنہ'' کہے بغیر گذر جائے تو گناہ نہیں، مگر بہتر یہی ہے کہ جب بھی صحابی کا نام مبارک آئے تو ''رضی اللہ عنہ'' کہے اور جلدبازی نہ کرے۔

قال اللّٰہ تعالیٰ: ﴿رَضِيَ اللّٰهُ عَنۡهُمۡ وَرَضُوۡا عَنۡهُ﴾ [البينة، جزء آيت: ۸]

ويستحب الترضي للصحابة (الدر المختار) لأنهم كانوا يبالغون في طلب الرضا من اللّٰه تعالىٰ ويجتهدون في فعل ما يرضيه ويرضون بما يلحقهم من الابتلاء من جهة أشد الرضا فهؤلاء أحق بالرضا. (الدر المختار مع الشامي، كتاب الخنثىٰ / مسائل شتى ٦/٧٥٤ دار الفكر بيروت، ١٠/٤٨٥ زكريا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۲۰/۱۱/۱۴۱۹ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

حضرت ''زلیخا'' کو ''رضی اللہ عنہا'' لکھنا؟

سوال (۵۸):- کیافرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں

www.besturdubooks.wordpress.com

کہ: ایک صاحب نے ''ندائے شاہی'' میں لکھا ہوا دیکھا ہے کہ حضرت زلیخا رضی اللہ عنہا، اِس پر اُنہوں نے کہا کہ یہ لکھنا غلط ہے؛ کیوں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے جتنے نبی آئے اُن سب کے لئے کہیں پر ''رضی اللہ عنہا'' نہیں لکھا گیا، تو زلیخا کو کیسے لکھ دیا؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: ''رضی اللہ عنہ'' اگرچہ عرف میں حضراتِ صحابہ کے لئے استعمال ہوتا ہے؛ لیکن دیگر ممتاز صلحاء وغیرہ کے لئے بھی استعمال کیا جاسکتا ہے، بس اِس کا خیال رکھنا چاہئے کہ اِس کی وجہ سے صحابہ کا غیر صحابہ کے ساتھ التباس نہ ہو، چوں کہ بعض تفسیری روایات سے حضرت زلیخا کا صاحبِ ایمان ہونا معلوم ہوتا ہے، اور اُن کے ساتھ ''رضی اللہ عنہا'' لگانے سے کسی التباس کا اندیشہ بھی نہیں ہے؛ اِس لئے اُنہیں ''رضی اللہ عنہا'' کہہ سکتے ہیں۔

ویستحب الترضي للصحابة والترحم للتابعين ومن بعدهم من العلماء والعباد وسائر الأخيار وكذا يجوز عكسه. (شامي، كتاب الخنثى / مسائل شتى ٧٥٤/٦ دار الفكر بيروت، ٤٨٥/١٠ زكريا، فتاوىٰ احياء العلوم ١٥٥/١) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۲۰/۵/۲۷ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

صحابۂ کرام کو ''علیہ السلام'' کہنا؟

سوال (۵۹): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: اَنبیاء اور ملائکہ کے علاوہ صحابہ رضی اللہ عنہم اور اَربعہ کو ''علیہ السلام'' کہہ سکتے ہیں یا نہیں؟ لہٰذا حضور والا سے مؤدبانہ درخواست ہے کہ تشفی بخش جواب دے کر شکریہ کا موقع عنایت فرمائیں۔

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: ''علیہ السلام'' اور ''صلوٰۃ وسلام'' کے کلمات حضرات اَنبیاء اور ملائکہ علیہم السلام کے ساتھ خاص ہیں؛ لہٰذا کسی غیر نبی کے لئے اِصالۃً ''علیہ السلام'' کے

www.besturdubooks.wordpress.com

کلمات استعمال کرنا مناسب نہیں ہے؛ البتہ اگر انبیاء کے ساتھ دیگر لوگوں کا بھی ذکر ہو اور تبعاً اُن کو بھی سلام میں شامل کرلیا جائے تو اِس کی اِجازت ہے۔

قوله تعالیٰ: ﴿سَلَامٌ عَلیٰ اِلْیَاسِیْنَ﴾ کما يقال في إسماعيل: إسماعين، وهي لغة بني أسد ...... وقرأ آخرون ﴿سلام على إدراسين﴾ وهي قراءة ابن مسعود رضي الله عنه. وقرأ آخرون: ﴿سلام على آل ياسين﴾ يعني آل محمد صلى الله عليه وسلم. (تفسير ابن كثير [الصفت: ١٣٠] ٢٨/٤ دار السلام رياض)

قوله: ﴿سلام﴾ منا سعادة وسلامة ﴿على آل ياسين﴾ على آل محمد عليه السلام. (تفسير ابن عباس على هامش الدر المنثور [الصفت] ٣٤٥/٤ مؤسسة الرسالة بيروت)

وأما السلام فنقل اللقاني في شرح جوهرة التوحيد عن الإمام الجويني أنه في معنى الصلاة، فلا يستعمل في الغائب، ولا يفرد به غير الأنبياء فلا يقال: ''علي عليه السلام'' وسواء في هٰذا الأحياء والأموات. (شامي، كتاب الخنثىٰ / مسائل شتى ٤٨٣/١٠ زكريا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۲۸/۵/۲۷ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

نبی ﷺ کے علاوہ پر ''صلی اللہ علیہ وسلم'' پڑھنا؟

سوال (٦٠): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: کیا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ صحابی یا ولی اللہ یا عالم دین کے نام کے ساتھ بھی ''صلی اللہ علیہ وسلم'' کہہ سکتے ہیں، یا لکھ سکتے ہیں؟ مثلاً حضرت ابوبکر، سلطان الہند خواجہ معین الدین، شیخ العرب والعجم حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمہم اللہ۔

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: غیر نبی پر اِصالۃً درود وسلام پڑھنا درست نہیں؛ البتہ

www.besturdubooks.wordpress.com

اَنبیاء علیہم السلام کے تابع کر کے دوسروں پر بھی درود بھیجا جا سکتا ہے۔ مثلاً: **اللّٰھم صلّ علیٰ محمد و اٰلِہٖ وذریاتہٖ**؛ لہٰذا سوال میں مذکورہ اَولیاء اللہ کے نام کے ساتھ ''صلی اللہ علیہ وسلم'' لکھنا صحیح نہیں ہے۔

وفي الخلاصة أيضًا: إن في الأجناس عن أبي حنيفة رحمه الله: لا يصلي على غير الأنبياء والملائكة، ومن صلى على غيرهما لا علىٰ جهة التبعية فهو غالٍ من الشيعة التي سميت بالروافض، انتهى. ومفهومه أن حكم السلام ليس كذٰلك ولعل وجهه أن السلام تحية أهل الإسلام، ولا فرق بين "السلام عليه" و ''عليه السلام'' إلا أن قوله: عليٌّ عليه السلام من شعار أهل البدعة، فلا يستحسن فى مقام المرام. (شرح الفقه الأكبر ١٦٦-١٦٧)

ولا يصلى على غير الأنبياء ولا على غير الملائكة إلا بطريق التبع. (تنوير الأبصار على الدر المختار، كتاب الخنثىٰ / مسائل شتى ٧٥٣/٦ دار الفكر بيروت، ٤٨٣/١٠ زكريا، معارف القرآن ٢٢٣٧، كذا في النووي على شرح صحيح مسلم ١٧٦/١، مستفاد: فتاوىٰ احياء العلوم ١٥٤/١) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصورپوری غفرلہ
۱۴۱۲/۳/۷ھ

ائمۂ اَربعہ کو ''رضی اللہ عنہ'' کہنا؟

سوال (۶۱):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: ائمہ اَربعہ کو ''رضی اللہ عنہ'' کہہ سکتے ہیں یا نہیں؟ اگر کہہ سکتے ہیں تو کیوں؟ اور نہیں کہہ سکتے ہیں تو کیوں؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: عام طور پر علماء کا دستور یہی ہے کہ ''رضی اللہ عنہ'' کے دعائیہ کلمات حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کے لئے استعمال کئے جاتے ہیں؛ لہٰذا غیر صحابہ

www.besturdubooks.wordpress.com

کے لئے ترضیہ کے بجائے ترحم یعنی ''رحمۃ اللہ علیہ'' جیسے کلمات استعمال کرنے چاہئیں؛ تاہم اگر کوئی غیر صحابہ کے لئے ''رضی اللہ عنہ'' اِستعمال کرلے، تو شرعاً اُس پر کوئی گناہ نہیں ہے۔

يستحب الترضي والترحم على الصحابة والتابعين، فمن بعدهم من العلماء والعباد وسائر الأخيار، فيقال: رضي اللّٰه عنه، أو رحمه اللّٰه ونحو ذٰلك. وأما ما قاله بعض العلماء: إن قوله: رضي اللّٰه عنه مخصوصٌ بالصحابة، ويقال في غيرهم: رحمه اللّٰه فقط، فليس كما قال، ولا يوافق عليه؛ بل الصحيح الذي عليه الجمهور استحبابه، ودلائله أكثر من أن تحصر. فإن كان المذكور صحابيًا ابن صحابي قال: قال ابن عمر رضي اللّٰه عنهما، وكذا ابن عباس، وابن الزبير، وابن جعفر، وأسامة بن زيد ونحوهم، يشمله وأباه جميعًا. (كتاب الأذكار للنووي، باب الصلاة على الأنبياء وآلهم تبعًا لهم صلى اللّٰه عليه وسلم / فصل: يستحب الترضي والترحم على الصحابة والتابعين ١٦٠ دار البيان بيروت)

ويستحب الترضي للصحابة، وكذا من اختلف في نبوته كذي القرنين ولقمان والترحم للتابعين ومن بعدهم من العلماء والعباد وسائر الأخيار، وكذا يجوز عكسه الترحم للصحابة والترضي للتابعين ومن بعدهم على الراجح (الدر المختار) قوله: ويستحب الترضي للصحابة: لأنهم كانوا يبالغون في طلب الرضاء من اللّٰه تعالىٰ، ويجتهدون في فعل ما يرضيه، ويرضون بما يلحقهم من الابتلاء من جهته أشد الرضا، فهؤلاء أحق بالرضا، وغيرهم لا يحلق أدناهم، ولو أنفق ملء الأرض ذهبًا. (الدر المختار مع الشامي، كتاب الخنثیٰ / مسائل شتى ٤٨٥/١٠ زكريا، ٧٥٤/٦ كراچی) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۲۸/۵/۲۷ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

www.besturdubooks.wordpress.com

والدین کے حقوق وآداب

والدین کے حقوق

سوال (۶۲): -کیافرماتے ہیں علماءدین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: شریعت نے اَولاد کے اُوپر والدین کی زندگی میں اُن کے کیا کیا حقوق عائدفرمائے ہیں؟ جن کو بجالانا اَولاد کے لئے واجب اورضروری ہے، اور جن کی خلاف ورزی دونوں جہان میں خسارہ کا باعث ہے؟ قرآن وسنت کی روشنی میں وضاحت فرمائیں۔

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفيق: اللہ تبارک وتعالیٰ نےقرآنِ کریم میں بار باروالدین کےساتھ حسنِ سلوک، اُن کی اِطاعت، اُن کےساتھ نرم روی اورتواضع اورمسکنت اختیارکرنے کی بار بارتاکیدفرمائی ہے۔ اوروالدین کے ساتھ بدسلوکی، اُن کے ساتھ زجروتوبیخ اوراُن کی نافرمانی کرنے سے باز رہنے کاحکم فرمایاہے، اِس لئے اَولاد کے ذمہ شرعاً اوراخلاقاًواجب ہے کہ وہ ماں باپ کی اِطاعت اورخدمت کرے، اُن کے ساتھ حسنِ سلوک کرے، اُن کے ساتھ نرمی سے پیش آئے، اُن کی ناراضگی سے بچے اوراُن کے لئے دعاءخیرکرتارہے۔

قال الله تبارك وتعالىٰ: ﴿وَقَضٰى رَبُّكَ اَلَّا تَعْبُدُوْا اِلَّا اِيَّاهُ وَبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا اِمَّا يَبْلُغَنَّ عِنْدَكَ الْكِبَرَ اَحَدُهُمَا اَوْ كِلَاهُمَا فَلَا تَقُلْ لَهُمَا اُفٍّ وَلَا تَنْهَرْهُمَا وَقُلْ لَهُمَا قَوْلًا كَرِيْمًا. وَاخْفِضْ لَهُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحْمَةِ وَقُلْ رَبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيَانِيْ صَغِيْرًا﴾[بنی إسرائيل: ۲۳-۲۴]

قال الله تعالىٰ: ﴿وَوَصَّيْنَا الْاِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ اِحْسَانًا﴾[الأحقاف، جزء آیت: ۱۵]

www.besturdubooks.wordpress.com

وفـي شـرح مسـلـم لـلنووي: فيه الحث على بر الأقارب وأن الأم أحقهم بـذٰلک ثـم بـعدها الأب ثم الأقرب فالأقرب، قالوا: وسبب تقديم الأم كثرة تعبها عليه وشفقتها وخدمتها، قلت: وفي التنزيل إشارة إلى هٰذا التاويل في قوله تعالىٰ: ﴿حَـمَـلَتْـهُ أُمُّهٗ كُرْهًا وَوَضَعَتْهُ كُرْهًا وَحَمْلُهٗ وَفِصَالُهٗ ثَلَاثُوْنَ شَهْرًا﴾ [الأحقاف: ١٥] فـالتثـليـث في مقابلة ثلاثة أشياء مختصة بالأم، وهي تعب الحمل ومشقة الوضع ومحنة الرضاع. (مرقـاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح، كتاب الآداب / باب البر والصلة، الفصل الأول ١٩٠/٩ تحت رقم: ٤٩١١ دار الكتب العلمية بيروت) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

املاہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہٗ ۱۴۳۷/۳/۱ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

حسنِ سلوک کا زیادہ حق دار کون ہے؟

سوال (۶۳): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: اَولاد کے اوپر ماں اور باپ میں سے سب سے زیادہ حق کس کا ہے؟ ماں کا ہے یا باپ کا؟ اور اُن کے ساتھ حسن سلوک کا زیادہ حق دار کون ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اِنسان کے لئے سب سے زیادہ حسن سلوک کی مستحق اُس کی ماں ہے، صحیح حدیث میں وارد ہے کہ حضور اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت اقدس میں ایک شخص نے حاضر ہوکر عرض کیا یا رسول اللہ! میرے لئے لوگوں میں حسن سلوک کا زیادہ حق دار کون ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: ''تیری ماں''، سائل نے دوسری اور تیسری مرتبہ یہی سوال کیا، آپ نے ہر مرتبہ یہی فرمایا کہ: ''تیری ماں''۔ چوتھی مرتبہ سوال کرنے کے بارے میں آپ نے فرمایا کہ: ''تیرا باپ''۔ اِس لئے ماں اور باپ دونوں کے ساتھ حسن سلوک کرنا چاہئے، اور پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ماں کو مقدم فرما کر ماں کی شفقت کی زیادتی کی طرف اِشارہ فرمایا ہے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

عن أبي هريرة رضي الله عنه قال: جاء رجل إلى رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال يا رسول الله! من أحق بحسن صحابتي؟ قال: أمک، قال: ثم من؟ قال: ثم أمک، قال: ثم من؟ قال: ثم أمک، قال: ثم من؟ قال: ثم أبوک (صحيح البخاري، كتاب الأدب / باب من أحق الناس بحسن الصحبة ۲/ ۸۸۲-۸۸۳ رقم: ٥٩٧١ دار الفكر بيروت)

إذا تعذر عليه مراعاة جميع حقوق الوالدين، رجح جانب الأب فيما يرجع إلى التعظيم والاحترام، وحق الأم فيما يرجع إلى الخدمة والإنعام. (فتاویٰ اللكنوي المسمیٰ: نفع المفتي والسائل / ما يتعلق بإطاعة الوالدين ٤٢٢ دار ابن حزم) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۲/ ۳/ ۱۴۳۷ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

والدین کے ساتھ حسنِ سلوک کی فضیلت

سوال (۶۴): -کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: ماں باپ کے ساتھ حسن سلوک پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے کن کن اِنعامات کے وعدے کئے گئے ہیں؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اَحادیثِ شریفہ میں ماں باپ کے ساتھ حسنِ سلوک کرنے پر دنیا وآخرت میں سرخ روئی، عمر اور رزق میں برکت اور اُن کی خدمت واِطاعت کرکے اُن کو راضی کرنے پر دخولِ جنت کا وعدہ کیا گیا ہے۔

عن أنس بن مالک رضی اللّٰه عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من أحب أن يمد له في عمره ويزاد له في رزقه، فليبرَّ والديه. (بر الوالدين / باب من بسط له في الرزق بصلة الرحم ٤ ١١ رقم: ١٥ دار الحديث الكتانية)

وزاد في رواية أحمد: وليصل رحمه. (المسند للإمام أحمد بن حنبل ١٥٤/٤)

عن أبي هريرة رضي اللّٰه عنه عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: رغم

www.besturdubooks.wordpress.com

أنفه، رغم أنفه، رغم أنفه، قالوا: يا رسول اللّٰه من؟ قال: من أدرک والديه عند الكبر أو أحدَهما فدخل النار، وفي رواية: أو لم يدخل الجنة. (بر الوالدين / باب صغار من أدرك والديه فلم يدخل الجنة ۱۱۹ رقم: ۲۰ دار الحديث الكتانية)

عن معاذ بن جبل رضي اللّٰه عنه أن رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم قال: من برَّ والديه طُوبىٰ له زاد اللّٰه في عمره. (المستدرك للإمام الحاكم / كتاب البر والصلة ۱۷۰/٤ رقم: ۷۲۵۷ بيروت)

عن كعب بن عجرة رضي اللّٰه عنه قال: قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: احضروا المنبر فحضرنا، فلما ارتقىٰ درجةً قال: آمين، فلما ارتقى الدرجة الثانية قال: آمين، فلما ارتقى الدرجة الثالثة قال: آمين، فلما نزل قلنا يا رسول اللّٰه! لقد سمعنا منک اليوم شيئًا ما كنا نسمعه، قال: إن جبريل عرض لي فقال: ...... فلما رقيت الثالثة قال: بعدًا لمن أدرک أبواه الكبر عنده أو أحدهما فلم يدخلاه الجنة، قلت: آمين. (المستدرك للإمام الحاكم / كتاب البر والصلة ۱۷۰/٤ رقم: ۷۲۵٦ بيروت، الترغيب والترهيب مكمل رقم: ۲٦۰۸ بيت الأفكار الدولية) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

املاہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۳۷/۳/۱ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

والدہ کی ناراضگی کے باوجود اُن کے ساتھ حسنِ سلوک کا حکم

سوال (٦٥): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: عرض ایں کہ اُمید ہے کہ مزاجِ عالی بخیر ہوں گے، حزن والم سے دور چار ناچیز بندۂ خدا بڑی اُمید سے آپ والا کی خدمتِ عالیہ میں مغموم دل سے ایک تحریر لکھ رہا ہے، آپ والا بخوبی اِس بات سے واقف ہوں گے کہ اِس پرفتن دور میں اُمتِ مسلمہ ذہنی وفکری انتشار کا شکار ہے، میں بھی انہیں میں سے ایک ہوں، میں اور میرا بھائی شادی شدہ ہے، ہم مع زوجات والدہ محترمہ کے ساتھ سکونت پذیر ہے اور آج سے چار سال قبل والد محترم جوارِ رحمتِ خداوندی میں چلے گئے۔ اِس وقت المیہ یہ

www.besturdubooks.wordpress.com

ہے کہ ہماری والدہ کا دینی رجحان بہت کم ہے، اس کی بنا پر نہ اُن سے نماز کی پابندی ہوتی ہے نہ دیگر اعمال صالحہ کی، اِس سلسلہ میں ہمیں کافی تشویش ہے، ہم حتی المقدور بحسن سلوک نماز وغیرہ کی طرف توجہ دلاتے رہتے ہیں، مگر وہ ہماری بات کسی طرح سے سننے کے لئے تیار نہیں ہے اور نہ وہ اپنی بہوؤں اور نہ کسی رشتہ داروں کے ساتھ، مزید برآں کہ اہل خانہ سے بھی خوش اخلاقی وخندہ پیشانی سے ملنے پر آمادہ نہیں ہے، ہر دن اُن کے ساتھ ٹھنی رہتی ہے، ایسے موقع پر ہم اپنی زوجات کو خاموشی کا ہی حکم دیتے ہیں، مگر اِس طرح کی حالت روز بروز بڑھتی چلی جارہی ہے، جس سے ہم اہلِ خانہ الم انگیز ہیں، ہر چھوٹی چھوٹی بات پر بہت حجت کرتی ہے، اگر بہوؤں سے کوئی غلطی ہوجائے یا صبح اٹھنے میں ذرا دیر ہوجائے یا کوئی کام کرنے میں ذرا غلطی ہوجائے تو بجائے رہبری کرنے کے چلانا اور طعنہ بازی کا ایک سلسلہ شروع ہوجاتا ہے اور اگر ہم بھائیوں (تین بھائی جس میں ایک غیر شادی شدہ ہے) میں سے کوئی ان کو سمجھاتا ہے تو اور زیادہ آگ بگولہ ہوجاتی ہے کہ تم اپنی بیویوں کی طرف داری میں ہمہ وقت تیار رہتے ہو۔'' اور ہے ایک ماں جس کی تمہیں کوئی پرواہ نہیں ہے، ماں تو تمہیں غلط ہی لگتی ہے، بس تمہاری بیویاں ہی صحیح ہیں'' والد صاحب بہت ساری بیماریوں کا شکار ہونے کے ساتھ ساتھ اُن کی اِس بدسلوکی کو بھی برداشت کرتے تھے، آخر کار والد صاحب نے اُن کو اپنے حال پر چھوڑ دیا تھا؛ لیکن ہم تو اپنی بیویوں کے ساتھ رہتے ہے، اِس لئے ہمارے لئے بڑی پریشانی ہوتی ہے، ہم ہرگز ہرگز اپنی اِس بیوہ والدہ سے کسی صورت میں تادم حیات الگ ہونا نہیں چاہتے؛ کیوں کہ والد صاحب بقید حیات نہیں؛ اگر ہم بھی اپنی جداگانہ زندگی بسر کرتے ہے، تو اُن کا کیا ہوگا؟

دوسری جانب ہر وقت اُن کا ہم سے شدت وغضب کا معاملہ رہتا ہے، خصوصاً اپنی بہوؤں کے ساتھ، جس کی وجہ سے ہمارے گھر کا سکون غارت ہوچکا ہے، ہم نے اُن کا ہر طریقہ سے علاج کروایا، نہ کوئی خاص تکلیف نہ سفلی تکلیف؛ ہم اپنے اعتبار سے اپنی اِس گھریلوں تکلیف وپریشانی پر اللہ تعالیٰ سے خاص دعا کا اہتمام بھی کرتے ہیں؛ لیکن علماء کرام سے مذاکرہ کرنے کے بعد اَب دل

www.besturdubooks.wordpress.com

میں یہ آیا کہ بڑے بزرگوں کو یہ حالت زار بتا کر اُن سے دعا کی درخواست کرنا چاہئے۔

بغایتِ اَدب وتکریم آخر میں یہ لکھ کر قلم روک لیتا ہوں کہ بندۂ ناچیز آپ والا سے اپنے اہل خانہ کے لئے اور خصوصاً والدہ کی بے راہ روی اور بدسلوکی کے سکون اور اعتدال میں بدل جانے پر خصوصی دعا کا طلب گار ہے، اگر ہم سے کوئی غلطی سرزد ہورہی ہو تو اللہ تعالیٰ ہمیں ہماری غلطیوں پر متنبہ فرما کر ہدایت عطا فرمائے اور والدین کے جو حقوق ہیں اُن کو کما حقہ ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائیں؛ تاکہ ہمارا گھر اَمن وشانتی کا گہوارہ بن جائے، ہر ایک خوشی خوشی اپنی زندگی کے لمحات پورے کریں، نیز مذکورہ عارضہ میں کوئی خلافِ اَدب بات پیش آئی ہو تو معافی کا خواست گار رہوں۔

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفيق: آپ کو چاہئے کہ ہر حال میں والدہ صاحبہ کو خوش رکھنے کی کوشش کریں اور سب بھائی اپنی بیویوں کو تاکید کریں کہ وہ صبر سے کام لیں اور والدہ صاحبہ کی اِس قدر خدمت کریں کہ وہ اُن سے محبت کرنے پر مجبور ہوجائیں، دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کے گھر میں سکون اور عافیت کا ماحول پیدا فرمائیں۔ آمین۔

عن أبي هريرة رضي الله عنه قال: جاء رجل إلى رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال: يا رسول الله! من أحق بحسن صحابتي؟ قال: أمك، قال: ثم من؟ قال: أمك، قال: ثم من؟ قال: ثم أمك، قال: ثم من؟ قال: ثم أبوك. (صحيح البخاري ٨٨٣/٢ رقم: ٥٩٧١) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

املاہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱/۱/۲۳۳اھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

غیر مسلم ماں باپ کے ساتھ حسنِ سلوک

سوال (٦٦):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: اگر کسی شخص کے ماں باپ غیر مسلم ہوں اور اولاد کو اللہ نے اِسلام کی توفیق دے دی ہو، تو یہ شخص

www.besturdubooks.wordpress.com

اپنے والدین کے ساتھ کیا سلوک کرے، آیا اُن سے قطع تعلق کرلے یا اُن کے پاس رہ کر خدمت وغیرہ کرے، اگر قطع تعلق کر کے علیحدہ ہوجائے تو شرعاً اُس پر کوئی مؤاخذہ اور تعزیر تو نہیں ہوگی؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللہ التوفیق: غیر مسلم ماں باپ کے ساتھ اُن کے مذہبی کاموں میں شریک ہونا یا اُن کی مذہبی رسومات میں اُن کی اِطاعت کرنا تو جائز نہیں ہے؛ البتہ اُن کی خدمت اور اُن کے ساتھ حسنِ سلوک کرنا شریعت میں منع نہیں ہے؛ بلکہ پسندیدہ ہے، اور ساتھ میں اُن کی ہدایت کے لئے برابر کوشاں رہے، اُمید ہے کہ اللہ تعالیٰ اَولاد کے حسنِ سلوک اور اچھا برتاؤ کرنے پر اُن کے دل کو بدل دے اور اُن کے دل میں بھی ہدایت کی روشنی اور ایمان کا چراغ روشن کردے۔

قال اللّٰہ تعالیٰ: ﴿وَاِنْ جَاهَدَاکَ عَلٰی اَنْ تُشْرِکَ بِیْ مَا لَیْسَ لَکَ بِهٖ عِلْمٌ فَلَا تُطِعْهُمَا وَ صَاحِبْهُمَا فِی الدُّنْیَا مَعْرُوْفًا﴾[لقمان، جزء آیت: ۱۵]

قال اللّٰہ تعالیٰ: ﴿اِذْ قَالَ لِاَبِیْهِ یَا اَبَتِ لِمَ تَعْبُدُ مَا لَا یَسْمَعُ وَلَا یُبْصِرُ وَلَا یُغْنِیْ عَنْکَ شَیْئًا. یَا اَبَتِ اِنِّیْ قَدْ جَآئَنِیْ مِنَ الْعِلْمِ مَا لَمْ یَاْتِکَ فَاتَّبِعْنِیْ اَهْدِکَ صِرَاطًا سَوِیًّا. یَا اَبَتِ لَا تَعْبُدِ الشَّیْطَانَ اِنَّ الشَّیْطَانَ کَانَ لِلرَّحْمٰنِ عَصِیًّا. یَا اَبَتِ اِنِّیْ اَخَافُ اَنْ یَمَسَّکَ عَذَابٌ مِنَ الرَّحْمٰنِ فَتَکُوْنَ لِلشَّیْطَانِ وَلِیًّا﴾[مریم: ۴۲-۴۳-۴۴-۴۵]

عن أسماء بنت أبي بكر رضي اللّٰه عنهما قالت: قدمت عليّ أمي، وهي مشركةٌ في عهد رسول اللّٰه صلى اللّٰه عيه وسلم، فاستفتيتُ رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم قلت وهي راغبة: أفأصل أمي؟ قال: نعم، صِلِي أمَّكِ(صحيح البخاري، كتاب الهبة وفضلها والتحريض عليها / باب الهدية للمشركين رقم: ۲۶۲۰ دار الفكر بيروت، صحيح مسلم، كتاب الزكاة / باب فضل النفقة والصدقة على الأقربين ۱/۳۲۴ رقم: ۱۰۰۳ بيت الأفكار الدولية، الترغيب والترهيب مكمل، كتاب البر والصلة / الترغيب في بر الوالدين وصلتهما وتأكيد طاعتهما ۵۳۷ رقم: ۳۷۹۳ بيت الأفكار الدولية)

www.besturdubooks.wordpress.com

عن سعد بن مالک قال: أنزلت فيَّ هٰذه الآية: ﴿وَاِنْ جَاهَدَاکَ عَلٰی اَنْ تُشْرِکَ بِیْ مَا لَیْسَ لَکَ بِهٖ عِلْمٌ فَلَا تُطِعْهُمَا﴾ الآية، قال: كنت رجلاً برًّا بأمي، فلما أسلمت قالت: يا سعد ما هٰذا الذي أراک قد أحدثت لتدعن دينک هٰذا أو لا آكل ولا أشرب حتى أموت، فتعير بي، فيقال: يا قاتل أمه، فقلت: لا تفعلي يا أمه، فإني لا أدع ديني هٰذا لشيء. فمكثت يومًا وليلة لم تأكل، فأصبحت قد جهدت، فمكثت يومًا آخر وليلة لم تأكل فأصبحت قد جهدت فمكثت يومًا وليلةً أخرىٰ لا تأكل، فأصبحت قد اشتد جهدها، فلما رأيت ذٰلک، قلت: يا أمه تعلمين واللّٰه لو كانت لک مائة نفس فخرجت نفسًا نفسًا ما تركت ديني هٰذا لشيءٍ، فإن شئت فكلي وإن شئت لا تأكلي، فأكلت. (تفسير ابن كثير مكمل ص: ۱۰۳۷ تفسير سورة لقمان تحت آية: ۱۵ دار السلام رياض) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۴؍۳؍۱۴۳۷ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

خلافِ شرع امر پر والدین کو نصیحت؟

سوال (۶۷):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: اگر ماں باپ کو خلافِ شرع کوئی کام کرتا ہوا دیکھے، تو کیا کرے؟ اُن کی اِصلاح کے لئے کیا طریقہ اختیار کرنا چاہئے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اگر اولاد ماں باپ کو فسق وفجور یا خلافِ شرع کام کرتا ہوا دیکھے، تو ڈانٹ ڈپٹ اور اُن کی شان میں گستاخی کرنے کی اِجازت نہیں ہے؛ بلکہ اُس پر لازم ہے کہ محبت بھرے انداز میں اُن کے سامنے اس کام پر اللہ کی ناراضگی اور وعیدوں کا تذکرہ کرے، اگر بات کو قبول کرلیں تو بہت اچھا، ورنہ بار بار اصرار نہ کرے؛ بلکہ اُن کے لئے اللہ تعالیٰ سے

www.besturdubooks.wordpress.com

استغفار کرے، اور ہدایت کی دعا کرے۔

قال اللّٰہ تبارک وتعالیٰ: ﴿فَلَا تَقُلْ لَهُمَا أُفٍّ وَلَا تَنْهَرْهُمَا وَقُلْ لَهُمَا قَوْلًا كَرِيمًا﴾ [بنی إسرائیل، جزء آیت: ۲۳]

قال العلامة ابن عابدین رحمه اللّٰه: في فصول العلامي: إذا رأى منكرًا من والدین یأمرهما مرةً، فإن قبلا فبها، وإن كرها سكت عنهما واشتغل بالدعاء والاستغفار لهما، فإن اللّٰه تعالیٰ یكفیه ما أهمه من أمرهما. (الرد المحتار، كتاب الحدود / باب التعزیر، مطلب في تعزیر المتهم ۷۸/٤ كراچی)

فإن الأمر بالمعروف والنهي عن المنكر فیه منفعة مَن أمره ونهاه عن المنكر، والأب والأم أحق بأن ینفع لهما ...... لكن ینبغي أن لا یعنف على الوالدین، فإن قبلا فیها، وإلا سكت واشتغل بالاستغفار لهما. (نفع المفتي والسائل / ما یتعلق بإطاعة الوالدین ۴۲۳ دار ابن حزم) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۴/۳/۱۴۳۷ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

ماں کے قدموں کے نیچے جنت ہونے کا کیا مطلب ہے؟

سوال (۶۸):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: ہم نے سنا ہے کہ ماں کے قدموں کے نیچے جنت ہے، کیا یہ بات صحیح ہے؟ اگر صحیح ہے تو حدیث شریف سے اس کا حوالہ پیش فرمائیں۔

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: ایک روایت میں ہے کہ حضرت معاویہ بن جاہمہ سلمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوکر آپ کے ساتھ جہاد کی اجازت چاہی، آپ نے دریافت فرمایا کہ: ''کیا تیری ماں زندہ ہے''؟ سائل نے کہا کہ جی

www.besturdubooks.wordpress.com

ہاں! آپ نے فرمایا: "وَیْحَکَ"۔ (تیرا بھلا ہو) اپنی ماں کے قدموں کو پکڑ لے؛ اس لئے کہ وہاں جنت ہے"۔ اور ایک دوسری روایت میں آتا ہے کہ: "اپنی ماں کی خدمت کو لازم پکڑ لے؛ اس لئے کہ اُس کے قدموں کے نیچے جنت ہے"۔ اور اِس کا مطلب یہ ہے کہ ماں کے سامنے آدمی تواضع اور نرمی کا مظاہرہ کرے تو یہ عمل اُس کے جنت میں داخلہ کا سبب بن جائے گا۔ اِنشاءاللہ تعالیٰ۔

عن معاوية بن جاهمة السلمي قال: أتيت رسول الله صلى الله عليه وسلم فقلت: يا رسول الله! إني كنت أردت الجهاد معك، أبتغي بذٰلك وجه الله والدار الآخرة. قال: ويحك! أحيةٌ أمك؟ قلت: نعم، قال: ارجع فبرّها...... وقال في الثالثة: ...... ويحك الزم رجلها. فثم الجنة(سنن ابن ماجة، كتاب الجهاد / باب الرجل يغزو وله أبوان ص: ٦٤٥ رقم: ٢٧٨١ دار الفكر بيروت، ص: ١٩٩-٢٠٠ النسخة الهندية)

وفي رواية: قال: فألزمها فإن الجنة تحت رجليها. (المستدرك للحاكم ٧٠/٢)

وقال الحاكم: إنه صحيح الإسناد ولم يخرجاه، وقال السخاوي: والمعنى أن التواضع للأمهات سبب لدخول الجنة. (المقاصد الحسنة للشيخ عبد الرحمٰن السخاوي ص: ٢٠٧ تحت رقم: ٣٧٢ دار الكتب العلمية بيروت) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصورپوری غفرلہ ۱۴۳۷/۳/۴ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

ماں باپ کی اِطاعت کس حد تک؟

سوال (۶۹):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: کیا ہر جائز وناجائز بات میں والدین کی اِطاعت وفرماں برداری لازم اور ضروری ہے؟ اگر اُن کی اِطاعت کرنے میں کسی خلافِ شرع امر کا اِرتکاب لازم آرہا ہو تو اُن کی اطاعت کا حکم کیا ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: صرف جائز اور مباح کاموں میں والدین کی اِطاعت ضروری ہے؛ لہٰذا اگر والدین صراحۃً کسی خلافِ شرع امر کا حکم کریں یا اُن کے کسی حکم کو پورا کرنے

www.besturdubooks.wordpress.com

سے خلافِ شرع اَمر کا ارتکاب کرنا پڑے، تو ایسے وقت میں اُن کی بات کا پورا کرنا جائز نہیں ہے۔

قال عمران بن حصين رضي اللّٰه عنه للحكم: سمعت رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم يقول: لا طاعة لأحدٍ في معصية اللّٰه تبارك وتعالىٰ (المسند للإمام أحمد بن حنبل / بقية حديث الحكم بن عمرو الغفاري ﷺ ٥٩/٦ رقم: ٢٠١٣١ دار إحياء التراث العربي بيروت)

عن علي رضي اللّٰه عنه أن رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم قال: لا طاعة في معصية اللّٰه، إنما الطاعة في المعروف. (صحيح مسلم / باب وجوب طاعة الأمراء في غير معصية وتحريمها في معصية ١٢٥/٢) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۳۷/۳/۴ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

والدین کی وفات کے بعد اُن کے حقوق

سوال (۷۰): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: والدین کے دنیا سے رخصت ہونے کے بعد میرے ذمہ اُن کے کیا حقوق وابستہ ہیں؟ میرے والدین اَب دونوں ہی دنیا سے رخصت ہوچکے ہیں، قرآن وحدیث کی روشنی میں جواب تحریر فرمائیں۔

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰه التوفيق: اِس وقت آپ کے ذمہ اپنے ماں باپ کا سب سے بڑا حق یہ ہے کہ آپ اُن کے لئے مغفرت کی دعا کریں، اور زیادہ سے زیادہ قرآنِ کریم کی تلاوت اور صدقات وغیرہ کے ذریعہ اُن کو ثواب پہنچائیں، اگر ہوسکے تو ان کے نام سے کوئی مسجد یا مدرسہ کا کمرہ، یا کہیں ضرورت ہو تو نل وغیرہ لگوادیں۔ اگر ممکن ہو تو بار بار یا کم از کم ہر جمعہ کو ان کی قبر کی زیارت کرنے چلے جایا کریں، اور والدین کے ملنے جلنے والوں سے تعلقات بنائے رکھیں، وغیرہ۔

عن عائشة رضي اللّٰه عنها زوج النبي صلى اللّٰه عليه وسلم أن رجلاً سأل رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم، فقال إن أمتي افتلتت نفسها وأظنها لو تكلمت

www.besturdubooks.wordpress.com

تـصدقت، فهل لها أجر في أن أتصدق عنها؟ فقال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: **نعم**. (السنن الكبرىٰ للبيهقي ٤/٦ ٤٥٥ رقم: ١٢٦٢٩ دار الكتب العلمية بيروت، ٥٣٠/٦ دار الحديث القاهرة)

عـن أبي هريرة رضي اللّٰه عنه قال: قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه و سلم: إذا مات ابن آدم انقطع عمله إلا من ثلاث: صدقةٍ جارية، أو علم ينتفع به، أو ولد صالح يدعو له. (صـحيـح مسلم / باب ما يلحق الإنسان ٤١/٢ رقم: ١٦٣١، الترغيب والترهيب مكمل ص: ٤٦ رقم: ١٢٤ بيت الأفكار الدولية)

عـن أبـى أسيـد مـالک بـن ربيـعة الساعدي قال: بينا نحن عند رسول اللّٰه صـلـى اللّٰه عليه و سلم إذ جاءه رجل من بني سلمة، فقال: يا رسول اللّٰه! هل بقي مـن بـر أبـوي شـيءٌ أبرهما به بعد موتهما؟ قال: نعم الصلاة عليهما، والاستغفار لهـمـا، وإنفاذ عهدهما من بعدهما، وصلة الرحم التي لا توصل إلا بهما، وإكرام صـديقهما. (سـنـن ابـن مـاجة رقـم: ٣٦٦٤، سنن أبي داؤد، كتاب الأدب / باب في بر الوالدين ص: ٩٥٩ رقم: ٥١٤٢ دار الفكر بيروت)

عـن أنـس رضـي الـلّٰـه عنه قال: قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: إن العبد ليموت والداه أو أحدهما وإنه لهما لعاقٌ فلا يزال يدعو لهما ويستغفر لهما حتى يكتبه اللّٰه باراًّ. (مشكاة المصابيح، كتاب الآداب / باب البر والصلة، الفصل الثالث ٤٢١)

قـال الـنبي صلى اللّٰه عليه وسلم: من زار قبر أبويه أو أحدهما في كل جمعة غفر له وكتب براًّ. (المعجم الصغير للطبراني / باب من اسمه محمد ١٦٠/٢ رقم: ٩٥٥) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

املاہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱؍۳؍۱۴۳۷ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

باپ کوستانے کا وبال

سـوال (۷۱):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلۂ ذیل کے بارے میں

www.besturdubooks.wordpress.com

کہ: میرا لڑکا زید اپنے ہم جولیوں کی غلط صحبت سے متأثر ہونے کی وجہ سے میری بات نہیں مانتا، مجھے دکھ پہنچاتا ہے، میں کئی علماء کرام سے فتویٰ لے کر بھی اور ویسے ملاقات وغیرہ کے ذریعہ بھی اُسے سمجھایا؛ لیکن وہ مانتا نہیں ہے، آپ اس کے بارے میں بتائیں کہ شریعت کا ایسے لڑکے کے بارے میں کیا حکم ہے، جو اپنے باپ کو ستاتا ہو؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: دنیا میں والد کا بہت بڑا حق ہے، اُن کی خوشنودی سے اللہ بھی خوش ہوتا ہے، اور اُن کے ناراض ہوجانے پر اللہ بھی ناراض ہوجاتا ہے، ایک حدیث میں ہے کہ والد جنت کا درمیانی دروازہ ہے، اگر تو چاہے تو باپ کی نافرمانی کرکے اُس دروازے کو توڑ دے، یا باپ کی فرماں برداری کرکے اُس کی حفاظت کرے، والد کو ستانے کا وبال دنیا اورآخرت دونوں جہاں میں بھگتنا پڑتا ہے، اس لئے زید کو چاہئے کہ وہ والد کی خدمت کرے، اُن کی بات مانے اور اُن کی دل آزاری کے کاموں سے بچے، اور اَب تک جو نافرمانی اور دل آزاری کی ہے، اُس سے معافی مانگے، آپ بھی پیار ومحبت سے بچے کے ساتھ نرمی کا برتاؤ کریں اور اُس کے لئے اللہ سے دعاء کریں۔

قال اللّٰہ تعالیٰ: ﴿وَوَصَّيْنَا الْاِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ اِحْسَانًا﴾ [الأحقاف، جزء آیت: ۱۵]

قال اللّٰہ تعالیٰ: ﴿وَلَا تَقُلْ لَّهُمَا اُفٍّ وَّلَا تَنْهَرْهُمَا﴾ [بني اسرائیل، جزء آیت: ۲۳]

عن عبد اللّٰہ بن عمرو رضي اللّٰہ عنہ عن النبي صلی اللّٰہ علیہ وسلم قال: رضا الرب في رضا الوالد، وسخط الرب في سخط الوالد. (سنن الترمذي، أبواب البر والصلة / باب ما جاء من الفضل في رضا الوالدین ۲/۱۲ رقم: ۱۸۹۹، مشکاة المصابیح، کتاب الآداب / باب البر والصلة، الفصل الثاني ۴۱۹)

عن أبي ہریرة رضي اللّٰہ عنہ قال: قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم: رغم أنفہ، رغم أنفہ، رغم أنفہ، قیل: من یا رسول اللّٰہ! قال: من أدرک والدیہ عند

www.besturdubooks.wordpress.com

الـكبر أحدهما أو كلاهما ثم لم يدخل الجنة. (مشكاة المصابيح، كتاب الآداب / باب البر والصلة، الفصل الأول ٤١٨)

عن أبي الدرداء رضی اللّٰه عنه قال: سمعت رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم يقول: الوالد أوسط أبواب الجنة، فإن شئت فاضع ذٰلک الباب أو احفظه (سنن الترمذي / باب ما جاء من الفضل في رضا الوالدين ١٢/٢ رقم: ١٩٠٠) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

املاہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۳۷/۳/۱ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

ماں باپ کو گالی دینا؟

سوال (۷۲): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: میرا لڑکا ہر وقت شراب پیتا ہے، اور جب بھی گھر میں آتا ہے تو اپنے ماں باپ کے سامنے بری بری گالیاں نکالتا ہے، نماز، روزہ اور شریعت کے کسی امر کے قریب نہیں ہے، اور سمجھانے پر گستاخی پر اُتر آتا ہے، میں اُس کے بارے میں کیا کروں؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: حدیث شریف میں آتا ہے کہ والدین کو ستانا، اُن کو لعن طعن کرنا اکبر الکبائر یعنی بہت بڑے گناہوں میں سے ہے، اُس لڑکے کو چاہئے کہ وہ ماں باپ کے ساتھ حسنِ سلوک کا معاملہ کرے اور شراب جیسی خبیث چیز سے اپنے آپ کو پاک رکھے، اللہ تعالیٰ کے نزدیک ایسا شخص انتہائی ملعون ہے، جو شراب کا عادی ہو، مناسب ہے کہ آپ سمجھا بجھا کر اپنے بیٹے کو جماعت میں بھیج دیں، وہاں کے دینی ماحول اور دینی تربیت سے انشاء اللہ اس کا مزاج بدل جائے گا۔

عن عبد اللّٰه بن عمرو بن العاص رضي اللّٰه عنهما أن رسول اللّٰه صلی اللّٰه عليه وسلم قال: من الكبائر شتم الرجل والديه، قالوا: يا رسول اللّٰه! وهل يشتم الرجل والديه؟ قال: نعم، يسب أبا الرجل، فيسب إياه، ويسب أمه، فيسب أمه.

(صحيح مسلم / باب الكبائر وأكبرها ٦٤/١ رقم: ٢٦٣)

www.besturdubooks.wordpress.com

عن عبد اللّٰه بن عمرو رضي اللّٰه عنهما قال: قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: إن من أكبر الكبائر أن يلعن الرجل والديه، قيل: يا رسول اللّٰه! وكيف يلعن الرجل والديه؟ قال: يسب الرجل أبا الرجل، فيسب أباه ويسب أمه. (صحيح البخاري، كتاب الأدب / باب لا يسب الرجل والديه ٨٨٣/٢ رقم: ٥٩٧٣ دار الفكر بيروت، صحيح مسلم رقم: ٩٠، المسند للإمام أحمد بن حنبل رقم: ٦٥٤٠)

عن عثمان بن عفان رضي اللّٰه عنه قال: سمعت رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: اجتنبوا أم الخبائث الخ. (صحيح بن حبان / فصل في الأشربة ٣٦٧/٧ رقم: ٥٣٢٤، السنن الكبرىٰ للبيهقي ٢٨٧/٨، الترغيب والترهيب مكمل ٥١٤ رقم: ٣٦١٢ بيت الأفكار الدولية)

عن ابن عباس رضي اللّٰه عنهما قال: قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: لا يدخل الجنة مدمن خمر ولا عاق الخ. (رواه الطبراني، كذا في الترغيب والترهيب مكمل ص: ٥١٣ رقم: ٢٦٠٤)

عن أبي موسىٰ الأشعري رضي اللّٰه عنه أن النبي صلى اللّٰه عليه وسلم قال: ...... من مات مدمنًا للخمر سقاه اللّٰه جل وعلا من نهر الغوطة. قيل: ومانهر الغوطة؟ قال: نهر يجري من فروج المومسات يؤذي أهل النار ريح فروجهم. (المسند للإمام أحمد بن حنبل ٣٩٩/٤ دار الفكر بيروت، المسند لأبي يعلىٰ رقم: ٧٢٤٨، صحيح بن حبان رقم: ٥٣٤٦، الترغيب والترهيب مكمل ٥١٢ رقم: ٣٥٩٨ بيت الأفكار الدولية) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

املاہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱/۳/۱۴۳۷ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

ماں باپ کی وصیت کو پورا کرنا

سوال (۷۳): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: میرے والدین کا انتقال ہوگیا ہے، میرے والد نے مرنے سے پہلے ایک کام کرنے کی وصیت کی تھی، کیا میرے لئے اب اس کو پورا کرنا ضروری ہے؟

www.besturdubooks.wordpress.com

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: آپ کے اپنے والدین کے ساتھ حسن سلوک کی نشانی یہ ہے کہ آپ اپنے والد کی وصیت اور اُن سے کئے گئے وعدہ کو پورا کریں۔

عن أبي أسید مالک بن ربیعة الساعدي قال: بینا نحن عند رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم إذ جاءہ رجل من بني سلمة، فقال: یا رسول اللّٰہ! هل بقي من بر أبوي شيءٌ أبرهما به بعد موتهما؟ قال: نعم الصلاة علیهما، والاستغفار لهما، وإنفاذ عهدهما من بعدهما، وصلة الرحم التي لا توصل إلا بهما، وإکرام صدیقهما. (سنن ابن ماجة رقم: ٣٦٦٤، سنن أبي داؤد، کتاب الأدب / باب في بر الوالدین ص: ٩٥٩ رقم: ٥١٤٢ دار الفکر بیروت) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

املاہ: احقر محمد سلمان منصورپوری غفرلہ ۱/۳/۱۴۳۷ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

ماں باپ کا قرض ادا کرنا؟

سوال (۴۷): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: میرے والد کے ذمہ کچھ قرض ہے، جس کو وہ زندگی میں ادا نہ کرسکے، اور دنیا سے رخصت ہوگئے، تو کیا اس قرض کی ادائیگی شرعاً میرے ذمہ واجب ہے؟ اگر واجب ہے تو میں اپنے مال سے اَدا کروں، یا ان کے ترکہ سے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اگر آپ کے والد نے اتنا مال (روپیہ پیسہ، زمین جائیداد، سونا چاندی وغیرہ) چھوڑا ہے، جس سے تجہیز وتکفین کا خرچہ نکالنے کے بعد اُن کا قرضہ ادا کیا جاسکتا ہو، تو والد کے مال سے ان کا قرضہ ادا کیا جائے گا، اور اگر اُن کی ملکیت میں کوئی مال یا کوئی زمین باغ وغیرہ نہیں ہے، تو پھر آپ کے ذمہ والد کا قرض ادا کرنا شرعاً لازم تو نہیں ہے؛ لیکن

www.besturdubooks.wordpress.com

اخلاقاً اگر آپ اپنے مال سے اپنے والد کا قرض ادا کردیں تو یہ بڑی احسان مندی کی بات ہوگی، اور اُمید ہے کہ آپ کا یہ عمل والدین کے احسانات کا کچھ حصہ ادا کرنے کا ذریعہ بن جائے۔

عن إبراهيم قال: يبدأ بالكفن ثم الدين ثم الوصية. (المسند للإمام الدارمي ٢٠٥٥/٤ رقم: ٣٢٨٢، المصنف لعبد الرزاق / باب الكفن من جميع المال ٤٣٥/٣ رقم: ٦٢٢٤)

عن علي رضي الله عنه أن النبي صلى الله عليه وسلم قضى بالدين قبل الوصية، وأنتم تقرؤن الوصية قبل الدين والعمل على هٰذا عند عامة أهل العلم أنه يبدأ بالدين قبل الوصية. (سنن الترمذي ٣٣/٢ رقم: ٢٢٠٥)

قال: الدين إذا كان مستغرقًا للتركة يمنع جريان الإرث في التركة استحسانًا وهو قول علمائنا الثلاثة رحمهم الله. (الفتاوىٰ التاتارخانية، كتاب الوصايا / الفصل الثامن والعشرون في ثبوت الملك للوارثين في التركة الخ ٤٤/٢٠ رقم: ٣٢٤٢٦ زكريا)

عن عبد الله بن عباس رضي الله عنهما أن رجلاً سأل النبي صلى الله عليه وسلم أن أبي أدركه الحج، وهو شيخ كبير لا يثبت على راحلته، فإن شددته خشيت أن يموت، أفأحج عنه؟ قال: أرأيت لو كان عليه دين فقضيته أكان مجزئًا؟ قال: نعم، قال: فحج عن أبيك (سنن النسائي، مناسك الحج / باب تشبيه قضاء الحج بقضاء الدين ٣/٢ رقم: ٢٦٣٦)

يجب أن يعلم بأن التركة تتعلق بها حقوق أربعة: جهاز الميت ودفنه، والدَّين الخ. (الفتاوىٰ التاتارخانية، كتاب الفرائض / الفصل السادس في الحقوق إذا اجتمعت في التركة بأيها يبدأ ٢١٨/٢٠ رقم: ٣٣٠٨٦ زكريا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۳/۴/۱۴۳۷ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

والدین کا بیٹے کی چیز بلا اجازت استعمال کرنا؟

سوال (۷۵):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے

www.besturdubooks.wordpress.com

میں کہ: کیا اپنے بیٹے کی کوئی چیز استعمال کرنے سے پہلے والدین کو اجازت کی ضرورت ہے مثال کے طور پر اسکے فریج سے کچھ کھالینا یا کچھ روپیہ لے لیں؟ قرآن وحدیث کی روشنی میں تسلی بخش جواب سے نوازیں مہربانی ہوگی۔

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰه التوفيق: عرف اور معاشرہ میں جن چیزوں کو بلا اجازت لینے میں ناگواری نہ ہوتی ہو تو باپ کے لئے بیٹے کی ملکیت والی ایسی چیزوں کو لینے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

قال اللّٰه تعالٰی: ﴿وَلاَ عَلىٰ اَنۡفُسِكُمۡ اَنۡ لاَ تَاۡكُلُوۡا مِنۡ بُيُوۡتِكُمۡ﴾ [النور: ٦١]

قال القاضي ثناء اللّٰه في تفسير الآية: أي البيوت التي فيها أزواجكم وعيالكم ودخل فيها بيوت الأولاد؛ لأن بيت الولد كبيته حيث قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: ''أنت ومالک لأبیک'' أخرجه الستة وابن حبان والحاكم عن عائشةؓ. وقال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: ''إن أطيب ما يأكل الرجل من كسبه وإن ولده من كسبه''. رواه أبوداؤد وغيره) والمعنى ليس عليكم حرج أن تأكلوا من أموال أزواجكم وأولادكم. (تفسير المظهري ٤٣٠/٦)

وقال الترمذي: بعد تخريج حديث عائشةؓ والعمل علىٰ هٰذا عند بعض أهل العلم من أصحاب النبي صلى اللّٰه عليه وسم وغيرهم قالوا: إن يد الوالد مبسوطة في مال ولده يأخذ ما شاء، قال بعضهم: لا يأخذ من ماله إلا عند الحاجة إليه. (سنن الترمذي ٢٥٢/١، بدائع الصنائع ٣٠/٤ دار الكتب العلمية بيروت) فقط واللّٰہ تعالیٰ اعلم

املاہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۲/۵/۲۷ ۱۴۳ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللّٰہ عنہ

باپ کے متعلقین سے حسنِ سلوک کرنا؟

سوال (۷۶): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے

www.besturdubooks.wordpress.com

میں کہ: میرے والدین کا انتقال ہوگیا ہے، اَب اگر میں اُن کے ساتھ حسن سلوک یا صلہ رحمی کا معاملہ کرنا چاہوں، تو میرے لئے شریعت میں کیا طریقہ ہے؟ ہمارے والد کے کچھ دوست احباب اور ملنے جلنے والے بھی ہیں، جو گاہے گاہے اَب بھی ہمارے گھر آتے ہیں، مجھے اُن کے ساتھ کیسا برتاؤ کرنا چاہئے؟ اِسی طرح ہماری خالہ بہت ضعیفہ ہوچکی ہیں، آیا اُن کی خدمت کرنے سے بھی مجھے ماں کے ساتھ حسن سلوک اور صلہ رحمی کا ثواب ملے گا؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: حدیث میں آتا ہے کہ اگر کوئی والد کی وفات کے بعد اُن کے ساتھ حسن سلوک کرنا چاہے تو والد کے بھائیوں، اُن کے دوستوں اور محبت رکھنے والے لوگوں کے ساتھ حسن سلوک اور محبت کا معاملہ کرے، اِسی طرح والدہ کی وفات کے بعد خالہ کے ساتھ حسن سلوک اور اُن کی خدمت کرنے سے ماں کے ساتھ حسن سلوک کرنے کا ثواب ملتا ہے۔

بریں بنا آپ اپنے والد کے دوستوں اور اپنی والدہ کی سہیلیوں اور خالہ وغیرہ کے ساتھ اچھا برتاؤ کرتے رہیں، اُن کا اَدب واحترام کریں، اور اُن کی ضروریات کا بھی خیال رکھیں، اللہ تعالیٰ اِس کا بےحد اجر عطا فرمائیں گے، انشاء اللہ تعالیٰ۔

عن عبد اللّٰہ بن عمر رضي اللّٰه عنهما قال: سمعت رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم يقول: من أحب ان يصل أباه في قبره، فليصل إخوان أبيه بعده. (صحيح ابن حبان ۳۲۹/۱ دار الفكر بيروت، الأحاديث المنتخبة، إكرم المسلم / باب صلة الأرحام ۲۸۳ رقم: ۱۰۶۹)

عن ابن عمر رضي اللّٰه عنهما أن رجلاً أتى النبي صلى اللّٰه عليه وسلم، فقال: يا رسول اللّٰه! إني أصبت ذنبًا عظيمًا فهل لي توبة؟ قال: هل لک من أم؟ قال: لا، قال: هل لک من خالة؟ قال: نعم، قال: فبرها (سنن الترمذي / باب في بر الخالة ۱۲/۲ رقم: ۱۹۰٤، الأحاديث المنتخبة، إكرام المسلم / باب صلة الأرحام ۲۸۵ رقم: ۱۰۷۹)

عن أبي أُسيد مالک بن ربيعة الساعدي رضي اللّٰه عنه قال: بينا نحن عند

www.besturdubooks.wordpress.com

رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم إذ جاء ه رجل من بني سلمة، فقال: يا رسول اللّٰه! هل بقي من بر أبوي شيءٌ أبرهما به بعد موتهما؟ قال: نعم، الصلاة عليهما، والاستغفار لهما، وإنفاذ عهدهما من بعدهما، وصلة الرحم التي لا تُوصل إلا بهما، وإكرام صديقهما. (سنن أبي داؤد / باب في بر الوالدين رقم: ٥١٤٢، الأحاديث المنتخبة، إكرام المسلم / باب صلة الأرحام ٢٨٤ رقم: ١٠٧٢)

عن عبد اللّٰه بن دينارٍ عن عبد اللّٰه بن عمر رضي اللّٰه عنهما أن رجلاً من الأعراب لقيه بطريق مكة، فسلّم عليه عبد اللّٰه بن عمر، وحمله على حمار كان يركبه، وأعطاه عمامةً كانت على رأسه. قال ابن دينارٍ: فقلنا له: أصلحك اللّٰه فإنهم الأعراب وهم يرضون باليسير، فقال عبد اللّٰه بن عمر: إن أبا هٰذا كان وُدًّا لعمر بن الخطاب، وإني سمعت رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم يقول: إن أبر البر صلة الولد أهل ود أبيه. (صحيح مسلم ٣١٤/٢ رقم: ٢٥٥٢، الترغيب والترهيب مكمل، كتاب البر والصلة وغيرهما / الترغيب في بر الوالدين وصلتهما ٥٣٧ رقم: ٣٧٩٩ بيت الأفكار الدولية) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

املاہ: احقر محمد سلمان منصورپوری غفرلہ ۱/۳/۷/۱۴۳۳ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

اللہ کے راستہ میں جانے کے لئے والدین سے اِجازت لینا؟

سوال (۷۷): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: حصولِ علم، تعلیم وتربیت، تزکیہ وسلوک، دعوت وتبلیغ، وغیرہ دینی کاموں کے لئے دور دراز کا سفر کرنے پر والدین سے اِجازت لینا، اور اِجازت نہ ملنے پر رُک جانا شرعاً کیسا ہے؟ کیا یہ حکم مطلق ہے کہ والدین کی خدمت کرو، اُن کے قدموں کے نیچے جنت ہے؟ اگر اُن اَحادیث کی وجہ سے جن میں آپ نے بعض صحابہ کو غزوات سے روک کر والدین کی خدمت پر مامور کیا، یا غزوات میں جانے کو اُن کی اِجازت پر موقوف کیا، یہ بات کہی جائے کہ کوئی بھی دینی سفر ہو، اُس کے لئے

www.besturdubooks.wordpress.com

والدین کی رضامندی اور اِجازت شرط ہے، تو پھر موجودہ دور میں جب کہ والدین دینی قدر وقیمت، علم ودعوت اور دینی جدوجہد پر ملنے والے وعدوں اور انعامات سے ناواقف ہوں، اور اکثریت کا ذہن ودماغ عصری تعلیم اور اُس کی قدر ومنزلت کی طرف مائل ہو، کیا ایسے میں اُن کی رضامندی شرط ہوگی؟ اگر وہ ناواقفیت کی وجہ سے اِجازت نہ دیں، جب کہ رکنے کے لئے کوئی امر شرعی بھی داعی نہ ہو، تو پھر تو دین کا نقصان لازم آئے گا، جس کا نقصان متعدی ہے، اگر سب لوگ والدین کی عدم رضامندی کی وجہ سے دینی دعوت وتبلیغ کے لئے سفر کرنا چھوڑ دیں، تو دین کا کام ہی بند ہوجائے گا؛ لہٰذا اِس مسئلہ میں شرعی حکم اور امر معتدل سے نوازکر مشکور فرمائیں۔

(۲) بعض شراحِ حدیث نے مذکورہ اَحادیث کی یہ شرح کی ہے کہ اگر جہاد اور ہجرت فرض ہو، تو پھر والدین سے اِجازت ضروری نہیں ہے، اور اگر نفل ہوتو اِجازت ضروری ہے، تو اب سوال یہ ہے کہ کیا علم سیکھنا فرض نہیں ہے؟ کیا اپنی اصلاح وتربیت فرض نہیں ہے؟ جس کے لئے مدرسہ میں جانا، مشائخ کے یہاں جانا، چلہ کشی کرنا، یا دعوت وتبلیغ میں جانا وغیرہ طریقے ہیں، اگر ہیں اور یقیناً اپنی اصلاح وتربیت اور ضرورت کا علم سیکھنا فرض ہے، تو کیا والدین کی اِجازت کے بغیر نہیں جاسکتے۔

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اگر والدین ضعیف اور خدمت کے محتاج ہوں، تو اُن کی اِجازت کے بغیر دعوت وتبلیغ یا کسی بھی نفلی دینی سفر میں جانا درست نہیں ہے؛ لیکن اگر وہ خدمت کے محتاج نہ ہوں اور محض دینی غفلت کی بنا پر خیر کے کام سے روک رہے ہوں، تو اُن کی اِجازت کے بغیر بھی سفر میں جاسکتے ہیں، خاص کر جب آدمی ضروری دینی علم سیکھنے کے لئے سفر کرے تو بدرجہ اولیٰ اُن کی اِجازت کے بغیر سفر درست ہوگا، اور اگر فرضِ عین کے درجہ کا علم نہ ہوتو پھر اَفضل یہی ہے کہ والدین کو راضی کرکے ہی تعلیمی وتبلیغی سفر کیا کرے۔

عن عبد اللّٰہ بن عمرو رضي اللّٰہ عنہما قال: جاء رجل إلی رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم فقال: جئت أبایعک علی الھجرۃ، وترکت أبوي یبکیان، قال: ارجع،

www.besturdubooks.wordpress.com

فأضحكهما كما أبكيهما. (سنن أبي داؤد ٣٤٢/٢ رقم: ٥٢٢٨، سنن النسائي ٤٤/٢ رقم: ٤١٦٣، سنن ابن ماجة ٢٠٠/٢ رقم: ٢٧٨٢، المسند للإمام أحمد ٢٠٤/٢، المستدرك للحاكم ١٦٨/٤ رقم: ٨٢٥٠)

عن عبد اللّٰه بن عمرو رضي اللّٰه عنهما قال: جاء رجل إلى النبي صلى اللّٰه عليه وسلم فقال: يا رسول اللّٰه! أجاهد؟ قال: ألك أبوان؟ قال: نعم، قال: ففيهما فجاهد. (سنن أبي داؤد ٣٤٢/٢ رقم: ٢٥٢٩، صحيح البخاري ٨٨٣/٢ رقم: ٣٠٠٤، صحيح مسلم ٣١٣/٢ رقم: ٢٥٤٩، سنن الترمذي ٢٩٦/٢ رقم: ١٦٧١، سنن النسائي ٤٤/٢ رقم: ٣١٠٣)

عن أبي سعيد الخدري رضي اللّٰه عنه أن رجلاً هاجر إلى رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم من اليمن، فقال: هل لك أحدٌ باليمن؟ فقال: يا رسول اللّٰه! إني قد هاجرت، فقال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: قد هجرت الشرك، ولكنه الجهاد، هل لك أحد من اليمن، قال: أبوي، فقال: أذنا لك؟ قال: لا، قال: ارجع إليهما فاستأذنهما، فإن أذنا لك فجاهد، وإلا فبرَّهما (سنن أبي داؤد ٧٠٠/٢ رقم: ٢٥٣٠، السنن الكبرىٰ للبيهقي ٥١/٩ دار الحديث القاهرة)

وفي الحديث فضل بر الوالدين، وتعظيم حقهما، وكثرة الثواب على برهما، ومطابقة الحديث بالباب بأنه استأذن في الهجرة، ثم بعدها يريد الغزو، أو بأن حكم الغزو والهجرة واحد، فإذا لم يجز الهجرة من غير إذن الوالدين لم يجز الغزو، هٰذا إذا لم يكن فرض عين، وأما إذا كان الفرض عينًا لا يحتاج إلى إذن أحد.

وفي شرح السنة: هٰذا في جهاد التطوع، لا يخرج إلا بإذن الوالدين إذا كانا مسلمين، فإن كان الجهاد فرضًا متعينًا فلا حاجة إلى إذنهما، وإن منعاه عصاهما وخرج، وإن كانا كافرين فيخرج بدون إذنهما فرضًا كان الجهاد أوتطوعًا، وكذٰلك لا يخرج إلى شيء من التطوعات كالحج والعمرة والزيارة، ولا يصوم التطوع إذا كره الوالدان المسلمان أوأحدهما إلا بإذنهما، قال ابن

www.besturdubooks.wordpress.com

الهمام: لأن طاعة كل منهما فرض عليه، والجهاد لم يتعين عليه. (بذل المجهود في حل سنن أبي داؤد، كتاب الجهاد / باب: في الرجل يغزو وأبواه كارهان ۹۳/۹-۹٤ مركز الشيخ أبي الحسن الندوي مظفرفور أعظم جراه)

عن أنس بن مالک رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: طلب العلم فريضة على كل مسلم. (سنن ابن ماجة / باب فضل العلماء والحدث على طلب العلم ۲۰/۱ رقم: ۲۲٤، الترغيب والترهيب مكمل / كتاب العلم ص: ٤٤ رقم: ۱۰۹ بيت الأفكار الدولية)

قال جمهور العلماء: يحرم الجهاد إذا منع الأبوان أو أحدهما بشرط أن يكونا مسلمين؛ لأن برهما فرض عين عليه والجهاد فرض كفاية، فإذا تعين الجهاد فلا إذن.

ويشهد له ما أخرجه ابن حبان من طريق أخرىٰ عن عبد الله بن عمرو جاء رجل إلى رسول الله صلى الله عليه وسلم فسأله عن أفضل الأعمال، قال: الصلاة. قال: ثم مه؟ قال: الجهاد، قال: فإن لي والدين، فقال: آمرک بوالديک خيرًا، فقال: والذي بعثک بالحق نبيًا لأجاهدن ولأترکنهما، قال: فأنت أعلم، وهو محمول على جهاد فرض العين توفيقًا بين الحديثين.

نعم إن كان سفره لتعلم فرض عين حيث يتعين السفر طريقًا إليه فلا منع، وإن كان فرض كفاية ففيه خلاف. (فتح الباري، كتاب الجهاد / باب الجهاد بإذن الوالدين ۱۷۳/۷-۱۷٤ تحت رقم الحديث: ۳۰۰٤ دار الكتب العلمية بيروت) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۴/۳/۱۴۳۷ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

علم حاصل کرنے کے لئے بیٹے کے باہر جانے پر والدہ کو طبعی صدمہ ہوتو جانا کیسا ہے؟

سوال (۷۸): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے

www.besturdubooks.wordpress.com

میں کہ: زید ایک طالب علم ہے جو بقدر ضرورت علم حاصل کر چکا، اَب زید چاہتا ہے کہ میں عالم کا کورس پورا کرلوں، زید اپنے وطنِ اصلی سے دوسری جگہ عالم کا کورس کرنے کے لئے جارہا ہے، اور زید کے والد صاحب زید کے عالم کا کورس کرنے میں خوش ہیں؛ لیکن زید کی والدہ کو زید سے اتنی محبت ہے کہ زید اگر صرف پانچ دن بھی اپنی والدہ سے دور رہا، تو زید کی والدہ کو سکونِ قلب حاصل نہیں رہتا، یعنی زید کی یاد آنے کی وجہ سے زید کی والدہ روتی رہتی ہیں، اَب اگر زید اپنی والدہ سے پڑھنے کے لئے اِجازت بھی طلب کرے تو اِجازت زید کے والد کے ڈانٹنے اور ڈرانے سے مل سکتی ہے؛ لیکن اِجازت ملنے کے باوجود زید کی والدہ زید کی یاد آنے کی وجہ سے روتی رہے گی، اَب زید کے لئے ایسی تعلیم کا حاصل کرنا جس سے والدہ کا سکونِ قلب مطمئن نہ رہے گا، کیسا ہے؟ جائز ہے یا نہیں؟ اگر جائز تو کیوں اور اگر جائز نہیں تو کیوں؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: زید اگر زیادتی علم کے لئے عالم کا کورس گھر سے باہر جاکر مکمل کرنا چاہتا ہے اور اُس کے والدین اُس سے جسمانی یا مالی خدمت کے محتاج بھی نہیں ہیں، جیسا کہ سوال میں ہے، نیز زید کے لئے کوئی خطرہ بھی نہیں ہے، تو زید کو علم حاصل کرنا بلا کراہت جائز اور درست ہے، اور والدہ کو طبعی صدمہ تو بہرحال ہوتا ہی ہے، پھر بھی اُنہیں سمجھا بجھا کر راضی کرلے تو زیادہ بہتر ہے۔ (عزیز الفتاویٰ ۷۵۰)

ولـه الـخـروج لـطـلـب الـعـلـم الـشـرعـي بلا إذن والديه لو ملتحيًا (الدر المختار) أي إن لم يخف على والديه الضعيفة، إن كانا موسرين ولم تكن نفقتهما عليه. (الدر المختار مع الشامي / كتاب الحظر والإباحة ۵۸۴/۹ زكريا)

واعـلـم أن تعلم العلم يكون فرض عين، وهو بقدر ما يحتاج لدينه، وفرض كفاية، وهو ما زاد عليه لنفع غيره. (الدر المختار / المقدمة ۴۲/۱ كراچی)

لا يـحـل سفر فيه خطر إلا بإذنهما أي بإذن الوالدين، وما لا خطر فيه يحل

www.besturdubooks.wordpress.com

بـلا إذن مـنـه، ومنه السفر في طلب العلم (الدر المختار) قال العلامة ابن عابدين رحـمـه اللّٰـه تعالىٰ: لأنه أولىٰ من التجارة إذا كان الطريق آمنًا ولم يخف عليهما الضيعة . (الدر المختار مع الشامي، كتاب الجهاد / مطلب: طاعة الوالدين فرض عين ٤/ ١٢٥ كراچی)

ولـه الـخروج لطب العلم الشرعي بلا إذن و الدين لو ملتحيًا . (الدر المختار، كتـاب الـحـظـر والإباحة / فصل في البيع ٦/ ٤٠٨ كراچی، وكذا في خلاصة الفتاویٰ، كتاب الكراهية / الـفـصل الأول ٤/ ٣٢٧ سهيل أكيڈمی لاهور، وكذا في الفتاویٰ الهندية، كتاب الكراهية / الباب السادس والعشرون ٥/ ٣٦٥- ٣٦٦ زكريا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴/۲/۱۴۲۳ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

ماں باپ کے ذمہ اَولاد کے حقوق

سوال (۷۹): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: شریعت میں ماں باپ کے ذمہ بھی اَولاد کے کچھ حقوق ہیں؟ یا صرف اَولاد ہی کو اُن کے حقوق ادا کرنے کا مکلّف کیا گیا ہے؟ اگر ماں باپ پر بھی کچھ ذمہ داریاں شرعاً عائد ہوتی ہیں تو وہ کیا کیا ہیں؟ تاکہ اُن کا لحاظ کیا جاسکے، اور اَولاد کی بہترین دینی تربیت ہوسکے۔

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اَولاد اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی نعمت اور اَمانت ہے، اُس کی خیرخواہی والدین پر لازم ہے، اور دنیوی خیرخواہی سے زیادہ دینی خیرخواہی پر توجہ دینے کی ضرورت ہے۔ اِسی بناء پر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جہاں بچوں پر خرچ کرنے کی فضیلت بیان فرمائی، وہیں بچوں کی دینی تربیت پر بھی زور دیا ہے۔ اِس بارے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات کا خلاصہ یہ ہے کہ:

(۱) پیدائش کے بعد بائیں کان میں اذان اور دائیں کان میں اِقامت کہی جائے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

(۲) ساتویں دن عقیقہ کیا جائے۔

(۳) اچھا نام رکھا جائے۔

(۴) بولنے کے قابل ہو تو اللہ کا نام زبان سے ادا کرایا جائے۔

(۵) سات سال کا ہو تو نماز کی تعلیم دی جائے۔

(۶) دس سال کی عمر ہو تو نماز نہ پڑھنے پر تنبیہ کی جائے۔

(۷) دینی تعلیم وتربیت کا خاص اہتمام رکھا جائے۔

(۸) جب شادی کی عمر ہو جائے اور مناسب رشتہ مل جائے تو جلد از جلد نکاح کرا دیا جائے۔

عن عبيد اللّٰه بن أبي رافع عن أبيه رضي اللّٰه عنه قال: رأيت رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم أذّن في أذن الحسن بن علي رضي اللّٰه عنه حين ولدته فاطمة بالصلاة. (سنن الترمذي، أبواب الأضاحي / باب الأذان في أذن المولود ٢٧٨/١ رقم: ١٥١٤، السنن الكبرىٰ للبيهقي ٢٦٤/١٤ رقم: ١٩٨٤٦، المعجم الكبير ٣١٣/١ رقم: ٩٢٦، مجمع الزوائد ٥٩/٤)

عن سمرة رضي اللّٰه عنه قال: قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: الغلام مرتهن بعقيقته، يذبح عنه يوم السابع، ويسمّٰى ويحلق رأسه. (سنن الترمذي، أبواب الأضاحي / باب ٢٧٨/١ رقم: ١٥٣٣، السنن الكبرىٰ ٢٥٢/١٤ رقم: ١٩٨٠٠، المستدرك للحاكم ٢٧٠/٧ رقم: ٧٥٧٨، المعجم الأوسط ٢٣٣/٣ رقم: ٤٤٣٥)

عن جابر رضي اللّٰه عنه قال: عق رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم عن الحسن والحسين وختنهما لسبعة أيام. (شعب الإيمان للبيهقي ٣٩٤/٦ رقم: ٨٦٣٨، السنن الكبرىٰ ١٤٠/١٣ رقم: ١٨٠٠٥)

عن أبي الدرداء رضي اللّٰه عنه قال: قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: إنكم تُدعون يوم القيامة بأسمائكم وأسمء آبائكم فحسنوا أسماء كم. (سنن أبي داؤد رقم: ٤٩٤٨، ٦٧٦/٢ مكتبة سعد ديوبند، صحيح ابن حبان ٥٢٨/٨ رقم: ٥٧٨٨، المسند للإمام أحمد بن حنبل ١٩٤/٥ رقم: ٢٢٠٣٥ دار الفكر بيروت، السنن الكبرىٰ للبيهقي ٢٦٧/١٤ رقم: ١٩٨٥١)

www.besturdubooks.wordpress.com

عن أبي وهب الجُشَميِّ، وكانت له صحبةٌ رضي اللّٰه عنه قال: قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: تسمُّوا بأسماء الأنبياء أحب الأسماء إلى اللّٰه عبد اللّٰه وعبد الرحمٰن. وأصدقها: حارثٌ، وهمام. وأقبحها: حربٌ ومُرَّةٌ. (سنن أبي داؤد رقم: ٤٩٥٠ دار الفكر بيروت، ٦٧٦/٢ مكتبة سعد ديوبند)

عن جابر بن سمرة رضي اللّٰه عنه قال: قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: لأن يؤدِّب الرجل ولده خيرٌ من أن يتصدق بصاعٍ. (سنن الترمذي، أبواب البر والصلة / باب ما جاء في أدب الولد ١٦/٢ رقم: ١٩٥١)

عن أيوب بن موسىٰ عن أبيه عن جده رضي اللّٰه عنه أن رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم قال: ما نحل والدٌ ولدًا من نحل أفضل من أدب حسن. (سنن الترمذي، أبواب البر والصلة / باب ما جاء في أدب الولد ١٦/٢ رقم: ١٩٥٢)

عن ابن عباس رضي اللّٰه عنهما عن النبي صلى اللّٰه عليه وسلم: أكرموا أولادكم، وأحسنوا أدبهم. (سنن ابن ماجة / باب بر الوالد والإحسان إلى البنات ص: ٢٦١ رقم: ٣٦٧١، الترغيب والترهيب مكمل، كتاب النكاح وما يتعلق به / الترغيب في تأديب الأولاد ص: ٤٤٣ رقم: ٣٠٧٠- ٣٠٧١- ٣٠٧٢ بيت الأفكار الدولية)

عن عبد الملك ابن الربيع بن سبرة عن أبيه عن جده رضي اللّٰه عنه قال: قال النبي صلى اللّٰه عليه وسلم: مروا الصبي بالصلاة إذا بلغ سبع سنين، وإذا بلغ عشر سنين فاضربوه عليها. (سنن أبي داؤد، كتاب الصلاة / باب متى يؤمر الغلام بالصلاة؟ ٧٠/١ رقم: ٤٩٥ دار الفكر بيروت، سنن الترمذي ٩٢/١ رقم: ٤٠٧، مشكاة المصابيح ٥٧/١)

عن أبي سعيد وابن عباس رضي اللّٰه عنهما قال: قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: من ولد له ولد فليحسن إسمه وأدّبه، فإذا بلغ فليزوجه، فإن بلغ ولم يزوجه فأصاب إثمًا فإنما إثمه على أبيه. (مشكاة المصابيح / كتاب النكاح ٢٧١)

www.besturdubooks.wordpress.com

عن علي بن أبي طالب رضي الله عنه أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال له يا علي! ثلاثٌ لا تُؤخِّرها: الصلاة إذا آنت، والجنازة إذا حضرت، والأيم إذا وجدت لها كفوًا. (سنن الترمذي، كتاب الجنائز / باب ما جاء في تعجيل الجنازة ۲۰٦/۱ رقم: ۱۰۹٦) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

املاہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۳۷/۳/۱۴ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

باپ کی نافرمانی باعثِ بدنصیبی ہے؟

سوال (۸۰):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: میری آٹھ اَولادیں ہیں، جن میں ۳/ لڑکے اور ۵/ لڑکیاں ہیں، صرف ایک لڑکا شادی کے لئے باقی ہے، جو کہ میرے ساتھ رہتا ہے، باقی لڑکے الگ الگ مختلف جگہ پر رہتے ہیں، اور اپنا روزگار چلاتے ہیں، ایک لڑکا جو کہ میرے ساتھ میری جوتے کی دوکان (واقع بازار گنج ''جنتا فٹ ویئر'' کے نام سے ہے) پر بیٹھتا تھا، اور جملہ کاروبار میری عدمِ موجودگی میں سنبھالتا تھا جو کہ شادی شدہ ہے، اور ایک بچی کا باپ بھی ہے، اِس درمیان میں اور میری بیوی بیت اللہ شریف حج کے لئے گئے، میں بیت اللہ سے واپس آیا، تو چند دنوں بعد دوکان پر بیٹھا، تو دیکھا کہ میں جتنا مال اور پیسہ چھوڑ کر گیا تھا، اُس میں سے معمولی رقم کا مال موجود ہے، اور سارا مال فروخت کرچکا، جس کا حساب وکتاب مانگا تو ٹال مٹول کرتا رہا، اِسی درمیان باہر کے بیوپاری آئے، جن کو میری غیر حاضری میں وہ لاکر فروخت کرچکا تھا، اِس کا روپیہ بھی واجب الاداء تھا، اُس پر میں نے مزید حساب وکتاب کے لئے کہا اور یہ بھی کہا کہ عرفان الٰہی بیٹے میں جب گیا تھا تو دوکان میں تقریباً ساٹھ ستر ہزار روپئے کی مالیت کا مال چھوڑ کر گیا تھا، وہ روپئے اور یہ مزید نیا قرض آپ نے کیسے کرلیا، آخر روپئے کہاں ڈالے، بس اِس پر تکرار کی اور مجھے چاقو وغیرہ دکھایا دھمکایا، اور گھر میں آکر اپنی والدہ پر بھی کافی غصہ ہوا، اِس پر میں نے دوکان پر بیٹھنے سے منع کیا اور چابی لے لی، بس اِس عمل پر وہ اتنا سرکش اور

www.besturdubooks.wordpress.com

آمادہ فوج داری اور فحش فحش گالیاں بکنے لگا، قریب جب تین ماہ کا عرصہ اِن باتوں کو برداشت کرتے کرتے ہوگیا اور میرا اور میرے ساتھ جولڑ کا رہتا ہے، جو کہ اَبھی شادی کے لئے باقی ہے، اُس کا اور اپنی ماں کا جینا دشوار کردیا، تب تنگ آکر میں نے اُس کے خلاف ایک ہندی اور دوسرا اُردو اخبار پر پوسٹر دیا کہ اگر کسی نے اُس کو مال اُدھار دیا یا لین دین کیا، تو وہ خود ذمہ دار ہوگا، دوکان یا میں اُس کا ذمہ دار نہیں ہوں، اُس کو الگ کردیا میرا کوئی تعلق گھریلو یا دوکان سے نہیں رہا ہے؛ لہٰذا آج تک میری زندگی محال بنارکھی ہے، میں اور میرے گھر والے سب پریشان ہیں، اور جان سے مارنے کی بھی دھمکی دے رکھی ہے، اور میں بیمار کمزوردل کا مریض ہوں، مجھے کیا کرنا چاہئے؟ شریعت کیا کہتی ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: برتقدیرِ صحتِ واقعہ مذکورہ لڑکے کا باپ کے ساتھ اِس طرح کی گستاخیاں کرنا باعثِ بدنصیبی ہے، اُسے فوراً توبہ کرکے باپ کو خوش کرنا چاہئے، ورنہ دنیا اور آخرت کی ذلت میں گرفتار ہوگا، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: ’’اللہ تعالیٰ ہر طرح کے گناہوں کو معاف فرمادیتے ہیں، سوائے والدین کی نافرمانی کے گناہ کو کہ اُس کی سزا اُس کے مرنے سے قبل دنیا ہی میں دی جاتی ہے‘‘۔

عن أبي بكرة رضي اللّٰه عنه قال: قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: كل الذنوب يغفر اللّٰه منها ما شاء إلا عقوق الوالدين؛ فإنه يعجل لصاحبه في الحياة قبل الممات. (مشكاة المصابيح / باب البر والصلة ٤٢١)

عن أبي بكرة رضي اللّٰه عنه عن النبي صلى اللّٰه عليه وسلم قال: كل الذنوب يؤخر اللّٰه منها ما شاء إلى يوم القيامة إلا عقوق الوالدين، فإن اللّٰه يُعجِّلُه لصاحبه في الحياة قبل الممات. (المستدرك للحاكم ١٧٢/٤ رقم: ٧٢٦٣ دار الكتب العلمية بيروت، الترغيب والترهيب مكمل، كتاب البر والصلة / الترهيب من عقوق الوالدين رقم: ٣٨١٥ بيت الأفكار الدولية)

باپ کو حکمتِ عملی کے ساتھ اُس نافرمان لڑکے کو سمجھانے کی کوشش کرنی چاہئے اور اُس کے

www.besturdubooks.wordpress.com

لئے ہدایت کی دعا کرتے رہنا چاہئے۔

قال اللّٰہ تعالیٰ: ﴿فَقُوْلَا لَهٗ قَوْلًا لَّيِّنًا لَعَلَّهٗ يَتَذَكَّرُ اَوْ يَخْشٰى﴾ [طٰه: ٤٤]

قال اللّٰہ تعالیٰ: ﴿اُدْعُ اِلٰى سَبِيْلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ وَجَادِلْهُمْ بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ﴾ [النحل، جزء آیت: ١٢٥] فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۲/۶/۱۴۱۷ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

نافرمان بیٹے کو گھر سے باہر نکالنا؟

سوال (۸۱): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: ہمارا بڑا لڑکا جسے ہم نے پال پوس کر بڑا کیا اور شادی بھی کر دی؛ لیکن وہ ہمیشہ ماں باپ کو تکلیف دیتا رہا اور کوئی کام نہیں کرتا ہے، گھر میں چھوٹے چھوٹے بچے ہیں اور کچھ شادی کے لائق بھی ہیں، کمائی کا کوئی ذریعہ نہیں ہے، اور یہ بڑا لڑکا اُن سب سے بے فکر ہوکر صرف بیوی کی باتیں مانتا ہے اور اُس کی وجہ سے اُس کی بیوی بھی ساس سسر اور دیور ونند سے ہمیشہ جھگڑتی ہے، جھوٹ بولتی ہے اور اُس کے میکے والے بھی جب آتے ہیں تو ہم لوگوں سے لڑتے ہیں، اُس کی وجہ سے ہم لوگ بہت پریشان ہیں، اور چوں کہ میرا اَپنا ذاتی گھر ہے، اِسی وجہ سے میں اپنے لڑکے سے کہتا ہوں کہ تو اِس گھر کو چھوڑ کر چلا جا، تو سوال یہ ہے کہ اِن حالات میں میرا اِس طرح کہنا درست ہے یا نہیں؟ وضاحت فرمائیں۔

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: باپ کے ذمہ اپنے نابالغ اَولاد کا نفقہ واجب ہوتا ہے اور بالغ ہونے کے بعد اُن کا نان نفقہ واجب نہیں ہے؛ لہٰذا اگر باپ سوال میں مذکور اُمور کی وجہ سے اپنے بڑے لڑکے کو گھر سے نکلنے کے لئے کہتا ہے تو باپ کا یہ کہنا شرعاً درست ہے۔

ولا تجب على الأب نفقة الذكور الكبار، إلا أن يكون الولد عاجزًا عن

www.besturdubooks.wordpress.com

الكسب لزمانة أو مرض. (الفتاویٰ الهندية / كتاب النفقات ٥٦٣/١ زكريا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۳/۷/۱۴۲۵ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

بیٹے کا بدچلن ماں کو باپ کے گھر رکھنا اور باپ کو دھمکی دینا؟

سوال (۸۲): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلۂ ذیل کے بارے میں کہ: زید کا بالغ لڑکا جس کی اَبھی شادی نہیں ہوئی ہے، بدچلن ماں کو اپنے ساتھ زید ہی کے گھر میں زبردستی رکھے ہوئے ہے، لڑکا زید کا مخالف اور بہن کا موافق ہے، وہ بھی زید کو ہر قسم کی دھمکی دیتا رہتا ہے، جب کہ زید کے پاس اَبھی طاقت وقوت بھی ہے اور سکت وقوت فوت ہونے پر زید کا بہت برا حال ہونے والا ہے، اِس صورت میں زید کے لئے کیا حکم ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفيق: مسئولہ صورت میں زید کے بیٹے کا زید کے ساتھ جو طرزِ عمل ذکر کیا گیا ہے، وہ یقیناً گناہِ کبیرہ اور آخرت میں سخت ترین سزا کا موجب ہے، اور زید کو حق ہے کہ وہ اپنے اِس نافرمان لڑکے کو زندگی میں کچھ نہ دے اور اپنے مال سے بے دخل رکھے۔

قال الله تعالىٰ: ﴿وَلَا تَقُلْ لَّهُمَا اُفٍّ وَّلَا تَنْهَرْهُمَا﴾ [بني اسرائيل، جزء آيت: ٢٣]

قال الله تعالى: ﴿وَوَصَّيْنَا الْاِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ اِحْسَانًا﴾[الاحقاف، جزء آيت: ١٥]

عن عبد الله بن عمرو رضي الله عنهما قال: قال النبي صلى الله عليه وسلم: إن من أكبر الكبائر أن يَلعنَ الرجل والديه. (صحيح البخاري، كتاب الأدب / باب لا يسب الرجل والديه ٨٨٣/٢ رقم: ٥٩٧٣)

ولا يعطى منهم من كان فاسقًا فاجرًا. (مجمع الأنهر / كتاب الهبة ٤٩٧/٢ مكتبة فقيه الأمة ديوبند) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

املاہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۷/۶/۱۴۳۲ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

www.besturdubooks.wordpress.com

بیٹے کو لالچ دے کر والدین کا نافرمان بنانا؟

سوال (۸۳): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: کوئی شخص کسی کو لالچ دے کر والدین کا نافرمان بنادے، یہ کون سا گناہ ہے؟ اور روز قیامت اُس کی کیا سزا ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: والدین کی نافرمانی بہت بڑا گناہ ہے، اور جو اَولاد کو نافرمانی پر اُکسائے وہ بھی اُس گناہ کا شریک کار ہے، اگر اُس نے توبہ نہ کی تو آخرت میں سخت سزا کا مستحق ہوگا۔

عن عبد الرحمن بن أبي بكرة عن أبيه رضي اللّٰه عنه قال: قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: ألا أحدثكم بأكبر الكبائر! قالوا: بلىٰ يا رسول اللّٰه! قال: الإشراك باللّٰه وعقوق الوالدين. (سنن الترمذي، أبواب البر والصلة / باب ما جاء في عقوق الوالدين ۱۲/۲ المكتبة الأشرفية ديوبند)

عن عبد اللّٰه بن عمرو رضي اللّٰه عنه عن النبي صلى اللّٰه عليه وسلم قال: رضا الرب في رضا الوالد، وسخط الرب في سخط الوالد. (سنن الترمذي، أبواب البر والصلة / باب ما جاء من الفضل في رضا الوالدين ۱۲/۲ رقم: ۱۸۹۹، مشكاة المصابيح، كتاب الآداب / باب البر والصلة، الفصل الثاني ۴۱۹) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱/۲۰/۱۴۳۰ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

لڑکے کی نافرمانی کی وجہ سے باپ کا ناراض ہونا؟

سوال (۸۴): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: میرے تین بچے ہیں: ایک لڑکا دو لڑکیاں، بچوں کی والدہ بچپن میں ہی چل بسی تھی، غربت

www.besturdubooks.wordpress.com

و بے بسی کا عالم تھا، اللہ کا شکر ہے کسی طرح پال پوس کر بڑا کیا اور کسی کی مدد سے حافظِ قرآن ہوگیا؛ لیکن اِسی لڑکے نے اَب باپ کی نافرمانی کی، والد نے ہر فرض کو ادا کیا، شریعت کے مطابق صرف ایک فرض شادی کا باقی تھا، والد نے شادی کا اِرادہ کیا تو لڑکے نے انکار کر دیا اور کہا کہ میں اپنی شادی خود کرلوں گا، باپ کے ہاتھ کی شادی منظور نہیں، چناں چہ شادی کا پیغام آیا، تمام لوگوں نے شرکت کی، باپ کو شریک نہیں کیا، تاریخ شادی کی تقریب میں بھی باپ کو شریک نہیں کیا، اَب والد کی وصیت یہ ہے کہ میری موت لڑکے سے پہلے ہوتی ہے تو میری وراثت اور میرے جنازہ میں شریک نہ ہو وغیرہ، تو کیا میں اِس تحریر کی وجہ سے گنہگار رہوں گا؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: صورتِ مسئولہ میں لڑکا اپنے والد کی نافرمانی کی وجہ سے سخت گنہگار رہے اور اُس کی نافرمانی پر والد اگر اُس سے ناراضگی کا اظہار کرتا ہے تو اُس پر کچھ گناہ نہ ہوگا، اور نہ اِس عمل کی وجہ سے وہ مستحقِ جہنم ہوگا۔

عن عبد اللّٰہ بن عمرو رضي اللّٰہ عنه عن النبي صلی اللّٰہ علیه وسلم قال: رضا الرب في رضا الوالد، وسخط الرب في سخط الوالد. (سنن الترمذي، أبواب البر والصلة / باب ما جاء من الفضل في رضا الوالدین ۲/۱۲ رقم: ۱۸۹۹، مشکاة المصابیح، کتاب الآداب / باب البر والصلة، الفصل الثاني ۴۱۹)

عن ابن عباس رضي اللّٰہ عنهما قال: قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم: من أصبح مطیعًا للّٰہ في والدیه أصبح له بابان مفتوحانِ من الجنة، وإن کان واحدًا فواحدًا. ومن أصبح عاصیًا للّٰہ في والدیه أصبح له بابان مفتوحانِ من النار، إن کان واحدًا فواحدًا. قال رجل: وإن ظلماہ؟ قال: وإن ظلماہ، وإن ظلماہ، وإن ظلماہ. (مشکاة المصابیح، کتاب الآداب / باب البر والصلة ۴۲۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۱۰/۳/۱۴۱۶ھ

www.besturdubooks.wordpress.com

والدین اور بھائیوں کی بے التفاتی پر اولاد کیا کرے؟

سوال (۸۵):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: میں صرف آخرت کی فکر میں لکھ رہا ہوں؛ اِس لئے کہ اس سے دنیا وآخرت کا نقصان ہی ہے، فائدہ نہیں ہے؛ کیوں کہ میں بھی آدمی ہی ہوں، دنیا بگڑنے میں زیادہ صبر نہیں کر پاتا ہوں، کچھ نہ کچھ بول ہی دیتا ہوں، اور جدا رہتا ہوتو صرف ایک بگاڑ ہے کہ جدا رہنے کا گناہ ہوگا اور میل کرنے پر سیکڑوں بگاڑ ہیں؛ اِس لئے بتایا جائے کہ ایسی حالت میں جدا رہوں یا میل کروں۔ حالت یہ ہے کہ میرے والدین مجھ سے بچپن سے کام لیتے رہے، جب کام میں کبھی کمی آئی تو پھر بس تم کون اور میں کون؟ ہونے لگا، اگر جدا ہوئے تو اُن لوگوں کو کوئی پرواہ نہیں اور سٹے تو بس سب چھوڑ کر کے میرا کام کرو اور میرے دوسرے بیٹے کو خوش رکھو، چاہے وہ کہے کہ سماج سے جدا ہو جاؤ؛ تو جدا ہو جاؤ، مسجد جانا بند کرو؛ تو بند کرو، بیوی بچوں کو دیکھ بھال کرنا چھوڑ دو؛ تو چھوڑ د، اور بیوی بچوں کو چھوڑ کر میرے کام میں لگے رہو، ورنہ اُن کو میری کوئی پرواہ نہیں؛ اِس لئے کہ مال سے پر ہیں، دوسرے بیٹے بیوی بچوں کو چھوڑ کر اُن کے حکم میں لگے ہوئے ہیں، اور کوئی کمائی نہیں کرتے، صرف اسی حکم میں لگنے سے مکان ملا، بینک میں رکھنے کو پیسے ملے، تیسرے بیٹے اپنی ہوشیاری سے اپنی بیوی بچوں کو تو الگ رکھتے ہیں، مگر پیسہ لوٹتے رہتے ہیں، میری مخالفت میں اُن کی جے جے ہے، مجھ سے بچپن سے نفرت ہے اور کام لینے میں خوب آگے ہیں، خدا کے ڈر سے کام سب کر دیتا ہوں، بجز دنیا وآخرت کی تباہی والے کام سے ہچکچاتا ہوں، مثلاً اُنہوں نے کہا کہ پڑھائی چھوڑ دو، تو پڑھائی چھوڑ دی، نوکری کرو تو نوکری کر لی، شادی کرلو تو شادی کرلی، پہلی شادی اپنے دوست کی لڑکی سے کی، مگر جب مال ومتاع نہیں ملا تو اُسے بھگادیا وہ میکہ چلی گئی، پہلی ولادت میں انتقال کرگئی، اُس سے میں مایوس رہنے لگا، تو دوسری شادی کردی اُس کے بعد اُس کو بھی نکال دیا، چناں چہ میں اُسے لے کر وہاں چلا گیا جہاں کام کرتا تھا، وہ بڑی حسین تھی، اُوباشوں نے اُس کا پیچھا کیا اور مجھ سے چھڑا دیا، پھر میں مایوس رہنے لگا اور گھر لوٹ آیا، اُن لوگوں کی جھڑکی سیاست اور کام کے کرنے کے

www.besturdubooks.wordpress.com

حکم کو پورا کرنے وغیرہ سہتا رہا۔ بالآخر یہ لوگ محلّہ میں بدنام ہو گئے، جس سے بعد میں محلّہ چھوڑ کر اُن لوگوں کو بھاگنا پڑا، بدنامی کی شہرت سے متأثر ہو کر اُن لوگوں نے میری تیسری شادی کر دی، مگر یہ عورت اپنے شوہر کی ہے، بھائیوں اور والدین کی حالت سے واقف ہے، آتے ہی اُس نے لڑائی شروع کر دی اور جیسی تیری ویسی میری کرنے لگی، جس سے والدین اور بھائی بوکھلا گئے کہ اَب سیدھا کی معاون لڑکی آ گئی، پھر نکال دیا، یہ نکلی تو ضرور، مگر شہر میں ہلاّ ہو گیا، بھائیوں نے یہ حالت دیکھ کر مجھے دس فٹ چوڑی اور ۴۰ رفٹ لمبی ایک زمین دے کر ساری جائیداد دونوں بھائیوں نے اپنے اپنے نام کر لی اور محلّہ چھوڑ کر دوسرے محلّہ میں جا بسے، والدین دونوں سرکاری ٹیچر تھے، اَب ریٹائر ہو کر پنشن پا رہے ہیں، اِس پیسے سے یہی چاروں آدمی مصرف لے رہے ہیں، ذرا بھی میں سٹتا ہوں تو یہ لوگ چوکنا ہو جاتے ہیں، چناں چہ جب بھی میں سٹا تو ہم سے کام لینا شروع کیا اور اُس میں کچھ کمی آئی تو کہنے لگے کہ والدین کے حقوق اَدا نہیں کرتے ہو، اور اُس وقت تک تنگ کرتے ہیں جب تک ہم سٹے رہتے ہیں، اور سٹنا میرا صرف اور صرف خدا کے واسطے ہوتا ہے؛ لیکن بے برداشت ہو کر ہم جدا ہو جاتے ہیں؛ اِس لئے بتایا جائے کہ ایسی حالت میں جدائی کی پکڑ ہوگی یا نہیں؟ اگر ہوگی تو اِس کا تدارک اور بدل بتایا جائے، یا کوئی عمل بتایا جائے کہ اُن لوگوں کی نفرت ختم ہو اور مجھ سے میرے من کے مطابق سلوک کریں؛ کیوں کہ اِس طرح تو میں نے ۵۳ ربرس گذار دئے، اَب نہ صحت ہے نہ بیوی بچے اِس معاملہ میں موافق ہیں، میری مالی حالت ہمیشہ خراب رہی، میں کبھی غیر مقروض نہیں رہا، اِس کے لئے بھی کچھ دعا کر دیں اور بتائیں کہ کیا کروں؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: آپ والدین سے دلی محبت رکھیں وہ اگر چہ بیزار ہوں، مگر آپ اُن سے بیزار نہ ہوں، موقع ملے تو اُن کی خدمت بھی کیا کریں، بھائی اگر نقصان پہنچانے پر آمادہ ہوں تو اُن سے تعرض نہ کریں، بس اپنے کام سے کام رکھیں، قرآنِ کریم میں ہر حالت میں والدین کے ساتھ حسنِ سلوک کی تعلیم دی گئی ہے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

قال اللّٰه تعالیٰ: ﴿وَوَصَّيْنَا الْإِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ إِحْسَانًا﴾[الأحقاف، جزء آیت: ١٥]

قال النبي صلى الله عليه وسلم: ليس الواصل بالمكافي؛ ولكن الواصل الذي إذا قطعت رحمه وصلها. (صحيح البخاري، كتاب الأدب / باب ليس الواصل بالمكافي ٨٨٦/٢ رقم: ٥٩٩١ دار الفكر بيروت)

عن أبي هريرة رضي اللّٰه عنه: أن رجلاً قال: يا رسول اللّٰه! إن لي قرابة، أصلهم ويقطعوني، وأحسن إليهم ويسيئون إلي، وأحلم عنهم ويجهلون علي، فقال: لئن كنت كما قلت: فكأنما تسفهم المل، ولا يزال معک من الله ظهير ما دمت علىٰ ذٰلک (صحيح مسلم، كتاب البر والصلة والأدب / باب صلة الرحم وتحريم قطيعتها ٣١٥/٢ رقم: ٢٥٥٨ بيت الأفكار الدولية)

عن الأعمش قال: كان ابن مسعودٍ جالسًا بعد الصبح في حلقةٍ، قال: أنشد اللّٰه قاطع رحمٍ لما قام عنَّا، فإنا نريد أن ندعو ربنا وأن أبواب السماء مرتجةٌ دون قطع رحمٍ. (رواه الطبراني ورجاله رجال الصحيح، مجمع الزوائد، كتاب البر والصلة / باب صلة الرحم وقطعها ١٥١/٨) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصورپوری غفرلہ ۱۴۲۰/۳/۴ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

باپ کا اپنی بیٹی سے جسمانی خدمت لینا؟

سوال (۸۶): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: زاہد اپنی لڑکی سے خدمت کے وہ سب کام کرواتا ہے جو اپنی بیوی سے کرواتا ہے؟ مثلاً: ٹانگ دبوانا، جسم پر مالش کرانا، اور پورے جسم کو دبوانا وغیرہ، شرعاً باپ کے لئے بیٹی سے ایسی خدمت لینا کیسا ہے؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: یہ معاملہ بہت نازک ہے، اگر لڑکی کے پیر دباتے وقت باپ کے دل میں ''نعوذ باللہ'' شہوت پیدا ہوجائے تو لڑکی کی ماں اُس کے باپ پر حرام ہوجائے

www.besturdubooks.wordpress.com

گی، اِس لئے اِس میں احتیاط لازم ہے۔

وكذٰلک النظر إلى داخل الفرج بشهوةٍ واللمس بشهوة (الفتاویٰ التاتارخانية ٤٩/٤ رقم: ٥٤٩٠ زكريا)

وكما تثبت حرمة المصاهرة بالوطئ تثبت بالمس والتقبيل والنظر إلى الفرج بشهوة. (الفتاویٰ التاتارخانية ٥٠/٤ رقم: ٥٤٩٣ زكريا)

قال أصحابنا: وتثبت الحرمة بالتقبيل والمس والنظر إلى الفرج بشهوة في جميع النساء. (الفتاویٰ التاتارخانية ٥٣/٤ رقم: ٥٥٩١ زكريا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصورپوری غفرلہ ۱۴۲۶/۲/۱۸ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

بیٹے کی بیوی سے جسمانی خدمت لینا؟

سوال (۸۷): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: زاہد اپنی بہو یعنی لڑکے کی بیوی سے بھی اپنے پاؤں اور پورے جسم کی مالش کرواتا ہے، پاؤں بھی دھلواتا ہے، زاہد کی لڑکی بھی جوان ہے، اور بہو بھی جوان ہے، بہت سے علماء کرام فرماتے ہیں کہ یہ سب باتیں جائز ہیں؛ کیوں کہ لڑکی اپنے باپ کی جتنی بھی خدمت کرے، اور بہو اپنے سسر کی جتنی بھی خدمت کرے؛ وہ کم ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: جوان بہو سے خدمت لینے میں سخت فتنے کا اندیشہ ہے، اگر خدمت کے وقت شہوت پیدا ہوگئی تو بہو اپنے شوہر پر حرام ہوجائے گی، اِس لئے بہو سے جسمانی خدمت ہرگز نہ لی جائے۔

وأما إذا خاف على نفسه أو عليها الشهوة فلا يحل المس له. (الفتاویٰ الهندية، كتاب الكراهية / الباب الثامن فيما يحل للرجل النظر إليه وما لا يحل له ٣٨٠/٥ اتحاد ديوبند)

www.besturdubooks.wordpress.com

سئل الشيخ أبوبكر رحمه الله عمن قبّل امرأة ابنه وهي بنت خمس سنين أو ست سنين عن شهوة؟ قال: لا تحرم على ابنه؛ لأنها غير مشتهاة، وإن اشتهاها هٰذا فلا ينظر إلى ذٰلک، قيل له: فإن كبرت حتى خرجت عن حد الاشتهاء والمسألة بحالها؟ قال: تحرم؛ لأن الكبيرة دخلت تحت الحرمة فلا تخرج وإن كبرت، ولا كذٰلک الصغيرة. (الفتاویٰ التاتارخانية، كتاب النكاح / الفصل السابع في أسباب التحريم ٤/٥٢ رقم: ٥٤٩٦ زكريا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۲۶/۲/۱۸ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

بیٹی کا ماں باپ کے ساتھ ناروا سلوک کرنا اور اپنی میراث کا مطالبہ کرنا؟

سوال (۸۸):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: ہندہ زید کے نکاح میں تھی جس سے دو لڑکی اور ایک لڑکا پیدا ہوئے، حتی کہ دونوں لڑکیوں کا بعد بلوغت کے زید نے نکاح وشادی بحیثیت ذمہ دار کرا دیا، اور لڑکا بھی بالغ ہے، جس کی ابھی تک شادی نہیں ہوئی ہے، اِس بیچ زید نے ہندہ کی بہت زیادہ بدچلنی پر گرفت کی؛ لیکن پھر بھی وہ اپنی بدچلنی پر قائم رہی، بہت ہی گفت وشنید واِفہام وتفہیم کے بعد بھی اُس کے اندر سدھار کی کوئی راہ سوائے زید کو اپنے سے علیحدہ کرنے کے نظر نہ آئی، اور ہندہ کو تمام دین مہر لوٹاتے ہوئے طلاق دے دی، اور زید نے عارضی طور پر اپنی بیٹی اور داماد کو اپنے گھر پر رہنے کی اِجازت دے دی، جو دردِ سر بن گیا۔ نوبت یہاں تک آ گئی کہ بیٹی نے اپنے باپ زید کی کئی مرتبہ پٹائی بھی کر دی، زید مجبوراً اپنی بیٹی اور داماد سے گھر خالی کرنے کو کہتا ہے، تو وہ کہتے ہیں کہ ہم خالی نہیں کریں گے، زبردستی گھر پر قبضہ کئے ہوئے ہیں، اور بیٹی اپنے باپ زید سے زمین ومکان میں حصہ کی طلب گار ہے، بیٹی کا ظلم اَز حد بڑھ رہا ہے، اور زید اپنی بیٹی کو اپنی زندگی میں حصہ دینے کے لئے تیار نہیں ہے، اِن تمام صورتوں کا شرعی حل کیا ہے؟ تحریر فرمادیں۔

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: برتقدیرِ صحتِ واقعہ مذکورہ بیٹی کا اپنے باپ کے ساتھ

www.besturdubooks.wordpress.com

گستاخانہ عمل انتہائی قابلِ مذمت ہے، اور باپ کو یہ حق حاصل ہے کہ اپنی زندگی میں بیٹی اور داماد کو گھر سے باہر کردے، اور باپ کے زندہ رہتے ہوئے بیٹی اپنے حق وراثت کا مطالبہ نہیں کرسکتی، کیوں کہ وراثت زندگی میں نہیں چلتی؛ بلکہ وراثت کا حکم موت کے بعد جاری ہوتا ہے۔

قال اللّٰہ تعالیٰ: ﴿وَوَصَّيْنَا الْإِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ إِحْسَانًا﴾[الأحقاف، جزء آیت: ١٥]

عن عبد اللّٰہ بن عمرو رضي اللّٰہ عنه عن النبي صلی اللّٰہ علیه وسلم قال: رضا الرب في رضا الوالد، وسخط الرب في سخط الوالد. (سنن الترمذي، أبواب البر والصلة / باب ما جاء من الفضل في رضا الوالدين ١٢/٢ رقم: ١٨٩٩، مشکاة المصابیح، کتاب الآداب / باب البر والصلة، الفصل الثاني ٤١٩)

ویُروی عن النبي صلی اللّٰہ علیه وسلم أنه قال: کل أحد أحق بماله من والده وولده والناس أجمعین. (السنن الکبریٰ، کتاب النفقات / باب نفقة الأبوین ١١/٨ رقم: ١٥٧٥٣)

هل إرث الحي من الحي أم من المیت؟ المعتمد الثاني. (شامي ٤٩٣/١٠ زکریا)

کل یتصرف في ملکه کیف ما شاء. (شرح المجلة ٦٥٤/١) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

املاہ: احقر محمد سلمان منصورپوری غفرلہ ۱۴۳۲/۶/۷ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

کیا ماں اپنے بالغ بچہ کے رخسار کو چوم سکتی ہے؟

سوال (۸۹):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: ماں اَپنے بالغ لڑکے کے گال (رخسار) کا بوسہ لے، تو اِس میں کوئی حرج ہے یا نہیں؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: ماں شفقت میں اپنے بالغ بیٹے کے رخسار کو چوم سکتی ہے۔

المستفاد: عن عائشة رضي اللّٰہ عنها قالت: جاء أعرابي إلی النبي صلی اللّٰہ علیه وسلم فقال: أتقبلون الصبیان؟ فما نقبلهم، فقال النبي صلی اللّٰہ علیه وسلم:

www.besturdubooks.wordpress.com

أوَ أملک لک أن نزع اللّٰہ من قلبک الرحمة. (مشكاة المصابيح، كتاب الآداب / باب الشفقة والرحمة على الخلق، الفصل الأول ٤٢١ رقم: ٤٩٤٨)

قيل: التقبيل على خمسة أوجه: قبلة المودة للولد على الخد. (الدر المختار مع الشامي ٣٨٤/٦ كراچی، ٥٥١/٩ زكريا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴۱۴/۱۰/۲۹ھ

بچوں کا ممی پاپا کہنا؟

سوال (۹۰):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: گھر کے ماحول کی وجہ سے بچے ممی، پاپا کہتے ہیں، تو اگر گناہ نہ ہو تو اُن سے یہی کہلواتے رہیں یا پھر تبدیل کردیں، کیا یہ صحیح ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: بچوں کا اپنے والدین کو ممی پاپا نا جائز یا گناہ نہیں، انگریزی زبان میں ماں کو ممی اور باپ کو پاپا کہتے ہیں؛ تاہم اگر اِس کے بجائے اُردو زبان میں یعنی اَمی اور اَبا کا لفظ استعمال کریں تو زیادہ بہتر ہے؛ تاکہ غیروں کی مشابہت لازم نہ آئے۔

عن ابن عمر رضي اللّٰہ عنهما قال: قال رسول اللّٰہ صلى اللّٰہ عليه وسلم: من تشبه بقوم فهو منهم. (سنن أبي داؤد، كتاب اللباس / باب في لبس الشهرة رقم: ٤٠٣١ دار الفكر بيروت، مشكاة المصابيح، كتاب اللباس / الفصل الثاني ٣٧٥/٢، مسند أحمد ٥٠/٢)

وكراهة التشبه لا مطلقًا؛ بل في المذموم وفيما قصد به التشبه بهم. (شامي ٧٥٣/٦ كراچی) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

املاہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۳۴/۵/۲۸ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

www.besturdubooks.wordpress.com

یتیم کسے کہتے ہیں؟

سوال (۹۱):- کیافرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: یتیم کس کو کہتے ہیں؟ آیا جس کے ماں باپ مرگئے ہوں اُس کو کہتے ہیں، یا جس کے پاس علم وعمل کچھ بھی نہیں ہے اُس کو کہتے ہیں؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: یتیم اُس بچہ کو کہتے ہیں جس کا باپ اُس کے بچپن میں انتقال کرگیا ہو، اِس لفظ کا علم وعمل سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ (معجم لغۃ الفقہاء ۵۱۳) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۱۵/۴/۱ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

ماں اور بیوی میں سے حسنِ سلوک کا زیادہ حق دار کون ہے؟

سوال (۹۲):- کیافرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: اگر کسی شخص کی ماں اور بیوی دونوں موجود ہوں، تو اُس کے حسنِ سلوک کی زیادہ حق دار کون ہوگی؟ ماں یا بیوی؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اِنسان کے اُوپر سب سے زیادہ حق اپنی ماں کا ہے، اور بیوی کے اُوپر سب سے زیادہ حق اپنے شوہر کا ہے۔

عن عائشة رضي اللّٰه عنها قالت: قلت يا رسول اللّٰه! أي الناس أعظم حقًا على المرأة، قال: زوجها، قلت: فأي الناس أعظم حقًا على الرجل، قال: أمه.

(المستدرك للحاكم ٤/١٦٧ رقم: ٧٢٤٤) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

املاہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۳۷/۳/۱ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

www.besturdubooks.wordpress.com

بیوی کے کہنے پر ماں کو ستانا؟

سوال (۹۳):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: میرا ایک لڑکا ہے، میں نے بڑی جانفشانی محنت ومشقت کر کے اُسے پڑھایا لکھایا، اس کے سارے اِخراجات میں نے بڑی مشکل سے پورے کئے، اب جب اس کی شادی ہوگئی ہے، ہر وقت بیوی کے چکر میں پڑا رہتا ہے، نہ گھر کے کام کاج میں حصہ لیتا ہے، میں خود کمزور ہوں، جنگل باہر کا کام اب میرے بس میں نہیں رہا، میں کہتا ہوں تو سنی اَن سنی کردیتا ہے، مزید بیوی کے سکھائے میں آکر اپنی ماں سے لڑتا ہے، اور زبان درازی کرتا ہے، اب میں اس کے لئے کیا کروں؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: دنیا میں ماں باپ اللہ کی بہت بڑی نعمت ہیں، اُن کی قدردانی، خدمت واِطاعت اَولاد کا مذہبی واَخلاقی فریضہ ہے، بیوی کے کہنے میں آکر ماں باپ کو ستانا، اُن کے سامنے زبان درازی کرنا، اُن کی اِطاعت سے انحراف کرنا بڑی بے غیرتی اور احسان فراموشی کی بات ہے۔ حدیث شریف میں آتا ہے کہ قیامت کی علامتوں میں سے ایک علامت یہ ہے کہ اولاد بیوی کی اِطاعت کرے اور ماں کی نافرمانی کرے، اِس لئے آپ کے بیٹے پر لازم ہے کہ بیوی کو اُس کا حق دے اور ماں باپ کو اُن کا حق دے کر اُنہیں راضی رکھے۔

عن علي بن أبي طالب رضي اللّٰه عنه قال: قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم إذا فعلت أمتي خمس عشرة خصلة حل بها البلاء، قيل: وما هي يا رسول اللّٰه! قال: إذا كان المغنم دُولاً، والأمانة مغنمًا، والزكاة مغرمًا، وأطاع الرجل زوجته، وعق أمه وبر صديقه وجفا أباه الخ. (سنن الترمذي / أبواب الفتن ٢/ ٤٤)

عن عبد اللّٰه بن عمر أو ابن عمرو رضي اللّٰه عنه قال: رضا الرب تبارك وتعالىٰ في رضا الوالدين، وسخط اللّٰه تبارك وتعالىٰ في سخط الوالدين (الترغيب والترهيب مكمل ٥٣٧ رقم: ٣٧٩٦ بيت الأفكار الدولية)

www.besturdubooks.wordpress.com

عن أبي أمامة رضي اللّٰه عنه أن رجلاً قال: يا رسول اللّٰه! ما حق الوالدين على ولدهما؟ قال: هما جنتك ونارك (سنن ابن ماجة / باب بر الوالدين ص: ٢٦٠ رقم: ٣٦٦٢، الترغيب والترهيب مكمل ٥٣٤ رقم: ٣٧٧٧) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

املاہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۳۷/۳/۱ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

ساس کی خدمت بیوی کی اَخلاقی ذمہ داری ہے؟

سوال (۹۴): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: ایک عورت کا کہنا ہے کہ ہماری ساس کی خدمت کا حق ہمارے اُوپر نہیں ہے؛ بلکہ ہمارے شوہر کے اُوپر ہے، ہمارے اوپر شوہر کا حق ہے ساس کا نہیں۔ تو سوال یہ ہے کہ کیا بیٹے کی والدہ کی خدمت بیوی پر ہے یا شوہر پر؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفيق: یہ صحیح ہے کہ شرعاً عورت کے ذمہ ساس کی خدمت واجب نہیں ہے؛ لیکن اَخلاقی طور پر عورت کو اِس بات کا خیال رکھنا چاہئے کہ وہ اُس کے شوہر کی ماں ہے تو جس طرح اَپنی ماں کی راحت کا خیال رکھتی ہے اِسی طرح شوہر کی ماں کی خدمت اور اُن کو راحت پہنچانا اُس کی اخلاقی ذمہ داری میں شامل ہے۔ (مستفاد: فتاویٰ محمودیہ ۶۱۵/۱۸-۶۱۶ ڈابھیل)

وحقه عليها أن تطيعه في كل مباح يأمرها به (الدر المختار) ظاهره أنه عند الأمر به منه يكون واجبًا عليها كأمر السلطان الرعية. (شامي ٢٠٨/٣ كراچی، ٣٨٨/٤ زكريا)

فإن كان لرجل والدة أو أخت أو ولد في غيرها في منزلها، فقالت: صيري في منزل على حدة كان لها ذٰلك (فتاوىٰ قاضي خان على الهندية ٤٢٨/١ زكريا، الهداية ٤٤١/٢ إدارة المعارف ديوبند، شامي ٣٨٨/٤ زكريا، البحر الرائق ٢٢١/٣ كراچی) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۳۵/۱/۱۳ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

www.besturdubooks.wordpress.com

بیوی کے دباؤ میں آکر ماں کو گالی دینا اور بدسلوکی کرنا؟

سوال (۹۵):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: ایک شخص بہت بردبار اور گھر میں بھی سب سے بڑا ہے، اور ماشاء اللہ بہت دین دار اور مسئلہ مسائل سے بھی بہت واقف اور اَرکان جانتا ہے۔ حدیثِ پاک کے بھی خوب اَرکان جانتا ہے، اور نماز بھی پانچوں وقت ادا کرتا ہے، اُس کی بیوی اور وہ اپنی والدہ سے سال دوسال سے ناراض ہے، اور وہ شخص اپنی والدہ سے بدکلامی اور گالیوں سے پیش آتا ہے، گندے الفاظ والدہ کی شان میں کہتا ہے، والدہ کی بے عزتی کرتا ہے، ہر وقت دل میں کینہ کپٹ رکھتا ہے، غرور اور تکبر میں رہتا ہے، پڑوسیوں کو بھی کبھی کبھی تکلیف دیتا ہے، اور اُس شخص کی بیوی اپنے شوہر سے یہ کہتی ہے کہ تم اپنی والدہ سے بولو یا والدہ کو گھر کے اندر لے آؤ، تو میں تمہارے گھر سے چلی جاؤں گی، وہ شخص اپنی بیوی کے حکم کے مطابق اپنے گھر میں والدہ کو نہ بلاتا ہے، نہ والدہ سے بولتا ہے، والدہ کی کوئی خدمت نہیں کرتا ہے، نہ حقوق پر غور کرتا ہے، تو اِس شخص کے بارے میں کیا حکم ہے؟ حدیثِ پاک کا کیا اِرشاد ہے؟ البتہ ایک دوبار ایسا تو ہوا کہ کسی کے کہنے سے اپنی والدہ سے نہ تو معافی مانگی اور نہ اپنی غلطی کا اظہار کیا، نہ بیوی سے غلطی کی معافی منگوائی نہ غلطی کا احساس ہوا، بس ویسے ہی کہہ دیا کہ چل گھر کو چل، اپنی زبان سے اَماں کہہ کر بھی نہ پکارا، اِس حالت میں والدہ کا کیا حکم ہے؟ بہو اپنی ساس سے بیٹا اپنی والدہ سے ناراض ہو تو اُس کے لئے کیا حکم ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: والدین کے ساتھ بدسلوکی اور گالی گلوچ سے پیش آنا اور اُن کو تکلیف پہنچانا سخت ترین گناہ اور ہلاکت کا باعث ہے، اور حدیث میں والدین کی نافرمانی کو گناہِ کبیرہ میں سے سب سے بڑا گناہ بتایا گیا ہے، اِس لئے والدین کی نافرمانی اور اُن کی ایذاء رسانی سے بچنے کی سخت ضرورت ہے، نیز ماں باپ کو بھی اپنے بچوں اور بہو وغیرہ کے ساتھ شفقت وصلہ رحمی اور حسنِ سلوک کا معاملہ کرنا چاہئے۔ حدیث شریف میں ایسے لوگوں سے برأت ظاہر کی گئی

www.besturdubooks.wordpress.com

ہے کہ جو اپنے بڑوں کے ساتھ احترام واکرام کا معاملہ نہ کریں اور جو اپنے چھوٹوں کے ساتھ رحمت وشفقت سے پیش نہ آئیں، اِس لئے بڑوں کو چھوٹوں پر رحمت وشفقت کا اور چھوٹوں کو بڑوں کے ساتھ اِحترام و اِکرام کا معاملہ کرنا چاہئے۔

عن أبي بكرة رضي اللّٰه عنه قال: قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه تعالىٰ عليه وسلم: ألا أنبئكم بأكبر الكبائر؟ قلنا: بلىٰ يا رسول اللّٰه! قال: الإشراك باللّٰه وعقوق الوالدين. (صحيح البخاري، كتاب الأدب / باب عقوق الوالدين من الكبائر ٨٨٤/٢ رقم: ٥٩٧٦ دار الفكر بيروت، سنن الترمذي ٣/٢ رقم: ١٩٠١)

عن عبد اللّٰه بن عمرو رضي اللّٰه عنهما قال: قال النبي صلى اللّٰه عليه وسلم: إن من أكبر الكبائر أن يَلعنَ الرجل والديه. (صحيح البخاري، كتاب الأدب / باب لا يسب الرجل والديه ٨٨٣/٢ رقم: ٥٩٧٣)

عن جابر بن عبد اللّٰه رضي اللّٰه عنهما قال: خرج علينا رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم فقال: إياكم وعقوق الوالدين؛ فإن ريح الجنة توجد من مسيرة ألف عام، واللّٰه لا يجدها عاق ولا قاطع رحم. (الترغيب والترهيب، كتاب الحدود / الترهيب من الزنا ص: ٥٢٠ رقم: ٣٦٥٨ بيت الأفكار الدولية)

عن ابن عباس رضي اللّٰه عنهما قال: قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: ليس منا من لم يرحم صغيرنا ويؤقر كبيرنا، ويأمر بالمعروف وينه عن المنكر. (سنن الترمذي، أبواب البر والصلة / باب ما جاء في رحمة الصبيان ١٤/٢ رقم: ١٩٢١، المسند للإمام أحمد بن حنبل ٢٥٧/١) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۲۲/۱۰/۲۰ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

بہو کا ساس کو ستانا؟

سوال (۹۶): -کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں

www.besturdubooks.wordpress.com

کہ: کریم کی بیوی کریم کی والدہ سے بہت نالاں رہتی ہے اور اُن سے بات تک کرنا گوارانہیں کرتی، کریم کی والدہ کا سوائے خدا کے کوئی سہارا بھی نہیں، کریم اپنے گھر سے وسعت والا ہے؛ لہٰذا کریم کی بیوی کا اپنی ساس کو ستانا اور بدسلوکی کرنا کیسا ہے؟ اور شرعاً بہو کو ساس کے ساتھ کس طرح رہنا چاہئے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: کریم کی بیوی کا اَپنی ساس کو ستانا اور کوسنا اور نافرمانی کرنا سخت گناہ ہے، اُسے اپنے فعل سے باز آنا چاہئے اور توبہ واستغفار کرنا چاہئے، اور اَچھے اَخلاق اختیار کر کے دنیا وآخرت کی بھلائی کا مستحق بننا چاہئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ ''رحم نہ کرنے والا وہی ہوسکتا ہے جو بدبخت ہو''۔

عن أبي هريرة رضي اللّٰه عنه قال: سمعت أبا القاسم الصادق المصدوق صلى اللّٰه عليه وسلم يقول: لا تنزع الرحمة إلا من شقي. رواه أحمد. (مشكاة المصابيح / باب الشفقة والرحمة على الخلق ۴۲۳/۲)

عن ابن عباس رضي اللّٰه عنهما قال: قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: ليس منا من لم يرحم صغيرنا ويؤقر كبيرنا، ويأمر بالمعروف وينه عن المنكر.

(سنن الترمذي، أبواب البر والصلة / باب ما جاء في رحمة الصبيان ۱۴/۲ رقم: ۱۹۲۱، المسند للإمام أحمد بن حنبل ۲۵۷/۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴۱۲/۱۲/۷ھ

ساس کا دولہن سے کمر مسلوانا؟

سوال (۹۷): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: اگر ساس دولہن سے کمر مسلواتی ہے اگر یہ حرام ہے تو پھر کس طرح سے کمر مسلوائی جائے؟ لوگ کہتے ہیں یہ حرام ہے، تو پھر عورت بچہ جنتی ہے تو عورتیں کیوں جاتی ہے؟

www.besturdubooks.wordpress.com

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: ننگے بدن کمر مسلوانے کی اِجازت نہیں، اگر ضرورت ہو تو کپڑے پہن کر اُوپر سے سہلوایا جائے، اور زچگی کے وقت اُس عورت کے پاس دایہ کا جانا اور اُس کا بدن چھونا صرف ضرورۃً جائز ہے، اُس میں بھی کوشش کی جائے گی کہ کم سے کم ستر ظاہر ہو۔

ولا يجوز لها أن تنظر ما بين سرتها إلى الركبة إلا عند الضرورة بأن كانت قابلة فلا بأس لها أن تنظر إلى الفرج عند الولادة. (بدائع الصنائع، کتاب الاستحسان / حكم دخول بيت الغير ٤/٢٩٩ المكتبة النعيمية ديوبند) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۱۴۲۰/۳/۱۵ھ

والدین کی حکم عدولی کر کے اُستاذ کی اِطاعت کرنا؟

سوال (۹۸):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: کسی نیک کام کے لئے کوئی اپنی اَولاد کو حکم دے وہ نہیں کرتا، مگر جب اُسی کام کا حکم اُس کے اُستاذ کرتے ہیں تو وہ کرلیتا ہے، ایسے میں کیا اُسے والدین سے زیادہ اُستاذ کو فوقیت دینی چاہئے یا وہ اُن سے ڈر کر کر رہا ہے، تو یہ ڈر کیا قیامت کے دن والدین کے دل توڑنے سے زیادہ ہوگا؟ کیا اللہ کے بعد والدین کا حکم نہیں ہے یا ماں باپ گھر میں ہیں اِس لئے کم عزت ہے؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: والدین کا حق اپنی جگہ اور اُستاذ کی عظمت اپنی جگہ ہے، چوں کہ عموماً والدین کی طرف سے شفقت ومحبت کا اظہار زیادہ ہوتا ہے، اِس لئے اَولاد اُن کی حکم عدولی کرنے پر جری ہوجاتی ہے، جب کہ اُستاذ کی طرف سے تنبیہ ہوتی رہتی ہے اِس بناء پر شاگرد کو اُستاذ کی حکم عدولی کی ہمت نہیں ہوتی، تو اِس سے یہ لازم نہیں آتا کہ اَولاد والدین کی عزت میں کچھ کمی کر رہی ہے، اِس وہم کو دل سے نکال دینا چاہئے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

قال اللّٰه سبحانه تعالىٰ: ﴿وَقَضَى رَبُّكَ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّآ اِيَّاهُ وَبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا اِمَّا يَبْلُغَنَّ عِنْدَكَ الْكِبَرَ اَحَدُهُمَا اَوْ كِلَاهُمَا فَلَا تَقُلْ لَهُمَا اُفٍّ وَلَا تَنْهَرْهُمَا وَقُلْ لَهُمَا قَوْلًا كَرِيْمًا. وَاخْفِضْ لَهُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحْمَةِ وَقُلْ رَّبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيَانِيْ صَغِيْرًا﴾ [الإسراء: ٢٣-٢٤]

فإنه دل على الاجتناب عن جميع الأقوال المحرمة، والإتيان بجميع كرائم الأقوال والأفعال، من التواضع والخدمة والإنفاق عليهما، ثم الدعاء لهما في العاقبة. (مرقاة المفاتيح / باب البر والصلة ١٩١/٩ المكتبة الأشرفية ديوبند)

قال القاضي: وأجمعوا على أن الأم والأب آكد حرمة في البر ممن سواهما. (شرح النووي على صحيح مسلم ٣١٣/٢ المكتبة الأشرفية ديوبند)

ويقدم حق معلمه على حق أبويه وسائر المسلمين. (الفتاوىٰ الهندية / كتاب الكراهية ٣٧٨/٥) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

املاہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۲۸/۵/۱۴۳۴ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

سوتیلی ماں کے ساتھ اَولاد کا ناروا سلوک کرنا؟

سوال (۹۹): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: محمد قاسم کی پہلی بیوی کا انتقال ہوگیا، اُس بیوی سے تین لڑکیاں اور دو لڑکے ہیں، محمد قاسم نے اِس کے بعد دوسری شادی کرلی جس سے ایک لڑکے کی پیدائش ہوئی، اُس کی عمر چھ سال ہے۔ اِسی دوران محمد قاسم کا انتقال ہوگیا، محمد قاسم کے انتقال کے بعد سوتیلی اولاد لڑکے ولڑکیوں نے اپنی سوتیلی ماں کو گھر سے نکلنے کا حکم کردیا، کیا شرعی اعتبار سے سوتیلی ماں کا گھر سے نکالنا درست ہے؟ کیا وہ عورت اپنی وراثت اور اپنے چھ سالہ لڑکے کی وراثت کے ذریعہ اُس گھر میں رہنے کا حق نہیں رکھتی؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: محمد قاسم مرحوم کی دوسری بیوی کو اُس کے ترکہ میں سے

www.besturdubooks.wordpress.com

آ ٹھواں حصہ ملے گا، اور اُس کا بیٹا دیگر بھائی بہنوں کے ساتھ حسبِ حصصِ شرعیہ مستحق وراثت ہوگا، صلہ رحمی کا تقاضہ یہی ہے کہ پہلی بیوی کی اَولاد اپنی سوتیلی ماں کو عزت وتکریم کے ساتھ اپنے گھر میں رکھیں، اگر وہ ایسا نہیں کریں گے تو قطع رحمی اور حق تلفی کے مرتکب ہوکر گنہگار رہوں گے۔

قال اللّٰہ تعالیٰ: ﴿وَلَهُنَّ الرُّبُعُ مِمَّا تَرَكْتُمْ اِنْ لَمْ يَكُنْ لَكُمْ وَلَدٌ فَاِنْ كَانَ لَكُمْ وَلَدٌ فَلَهُنَّ الثُّمُنُ مِمَّا تَرَكْتُمْ مِنْ بَعْدِ وَصِيَّةٍ تُوْصُوْنَ بِهَا اَوْ دَيْنٍ﴾ [النساء، جزء آیت: ۱۲]

عن أبي سلمة رضي اللّٰه عنه قال: اشتكى أبو الدرداء، فعاده عبد الرحمٰن بن عوف رضي اللّٰه عنه فقال: خيرهم وأوصلهم ما علمت أبو محمد، فقال: عبد الرحمٰن: سمعت رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم يقول: قال اللّٰه تبارك وتعالىٰ: أنا اللّٰه وأنا الرحمٰن وهي الرحم وشققت لها من اسمي، فمن وصلها وصلته، ومن قطعها بتّته. (سنن الترمذي، أبواب البر والصلة / باب ما جاء في قطيعة الرحم ۱۲/۲، سنن أبي داؤد ۲۳۲/۱ رقم: ۱۶۹٤ دار الفكر بيروت) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

املاہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۳۱/۵/۲۵ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

مورتی کو پوجنے والے ماں باپ سے الگ رہ کر زندگی گذارنا؟

سوال (۱۰۰): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: میں ایک گاؤں کا رہنے والا ہوں، دعوت وتبلیغ سے منسلک ہوں، پابندی سے نماز ادا کرتا ہوں، والدین حیات ہیں اور ہم تین بھائی سب ساتھ ہی رہتے ہیں، اور ساتھ ہی کاروبار تجارت ہوتا ہے، میرے ماں باپ کفر وشرک میں مبتلا ہیں، گھر میں ایک چھوٹا سا مندر بنائے ہوئے ہیں، اُس کے اندر دو مورت ہیں اور ایک پتھر ہے، ماں باپ دونوں اُس کی پوجا پاٹ کرتے ہیں، منع کرتا ہوں، مگر مانتے نہیں ہیں، وہ اپنے فعل پر اٹل ہیں، اَب میں کیا کرو؟ اُن کے بارے میں کیا حکم ہے؟ اُن سے الگ ہوکر اپنی زندگی گزارنا چاہتا ہوں، الگ ہونے کی اِجازت شریعت کی طرف ہے یا نہیں؟

www.besturdubooks.wordpress.com

ایسے حالات میں ماں باپ کو چھوڑ دوں یا نہیں؟ کیا کروں؟ قرآن وحدیث کی روشنی میں واضح فرمادیں، اور مزید معتبر مشورہ عنایت فرمائیں۔

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: مسئولہ صورت میں اگر اپنے بچوں اور گھر والوں پر ماں باپ کی غلط باتوں اور مشرکانہ اَعمال کے اثر انداز ہونے کا خطرہ ہو، تو آپ کے لئے اُن سے الگ رہنے کی گنجائش ہے؛ البتہ گاہے بگاہے اُن کے ساتھ حسنِ سلوک اور خدمت کرتے رہیں۔

قال اللّٰہ تعالیٰ: ﴿وَوَصَّيْنَا الْإِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ حَمَلَتْهُ أُمُّهُ وَهْنًا عَلٰى وَهْنٍ وَفِصَالُهُ فِيْ عَامَيْنِ اَنِ اشْكُرْ لِيْ وَلِوَالِدَيْكَ، اِلَيَّ الْمَصِيْرُ وَاِنْ جَاهَدَاكَ عَلٰى اَنْ تُشْرِكَ بِيْ مَا لَيْسَ لَكَ بِهِ عِلْمٌ فَلَا تُطِعْهُمَا، وَصَاحِبْهُمَا فِي الدُّنْيَا مَعْرُوْفًا، وَاتَّبِعْ سَبِيْلَ مَنْ اَنَابَ اِلَيَّ، ثُمَّ اِلَيَّ مَرْجِعُكُمْ فَاُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ﴾[لقمان: ١٤-١٥]

يجب بهٰذه الآية الإنفاق على الأبوين الفقيرين وصلتهما وإن كانا كافرين …… لا يجوز إطاعة الوالدين إذا أمر بترك فريضةٍ أو مكروه تحريمًا، لأن ترك الامتثال لأمر اللّٰه، والامتثال لأمر غيره إشراك معنى، ولما روينا من قوله عليه السلام: لا طاعة للمخلوق في معصية الخالق. (تفسير المظهري ٢٦٣/٧ زكريا)

عن أسماء رضي اللّٰه عنها قالت: قدمت أمي وهي مشركة في عهد قريش ومدتهم إذا عاهدوا النبي صلى اللّٰه عليه وسلم مع أبيها، فاستفتيت النبي صلى اللّٰه عليه وسلم، فقالت: إن أمي قدمت وهي راغبة؟ قال: نعم صلي أمك (صحيح البخاري ٨٨٤/٢ رقم: ٥٧٤٥، ف: ٥٩٧٩) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

املاہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۲۱/۷/۱۴۳۱ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

ضرورت کی وجہ سے اَولاد کی مرضی کے بغیر مکان فروخت کرنا

سوال (۱۰۱): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں

www.besturdubooks.wordpress.com

کہ: میری اِنکم قطعی نہیں اُس پر ہر سال ہاؤس ٹیکس، پانی بل ادا کرنے اور ہر ۲؍ ماہ بعد بجلی بل کے لئے رقم بھیک مانگ کر خود جا کر ادا کرتے کرتے میں عاجز آ چکا ہوں، اَب طاقت نہیں کیا کروں؟ میری ستر سالہ ضعیف العمری میں چوطرفہ صدمات، فکرات، فاقوں اور اپنی زوجہ کی بیماریوں میں کسی طرف سے کوئی سہارے ہمدردی کی قطعی اُمید نہیں، آخر مانگ مانگ کر کب تک اور کیسے گذارا کروں، پسران کو سمجھانے والا کوئی نہیں، پسران سمجھنے کے لائق بھی نہیں، موجودہ قانون میں عاق کی کیا اَہمیت ہے، اِن حالات میں کیا میں عاق کر سکتا ہوں؟

مجبوراً میں مکان بیچنا چاہتا ہوں، مختلف طور سے پیسہ لینے کی خواہش مند سب اولادیں ہیں؛ لیکن ہمدرد کوئی نہیں، اگر مکان نہ بیچوں تو مکان کی ادائیگیاں اور ہماشا کی تمام ضروریات کیسے پوری ہوں؟ اگر بیچوں تو میں کہاں جاؤں؛ کیوں کہ دختران و پسران میں نہ کسی کا مکان ذاتی ہے، نہ کسی کے طور طریقے اپنی پسند ہیں، جس کے ساتھ میں گذارہ ہو سکے، اگر بغیر دخل بیچوں تو قیمت کم ملے گی جو ہمارے لئے تو کافی ہوگی؛ لیکن اَولاد نہ چھوڑے گی، اور اپنی سکونت کے لئے جگہ پھر بھی چاہئے، کوئی اَولاد اِس قابل نہیں کہ مکان خریدے، اگر اِس شرط پر مکان بک جائے کہ ہم پورشن میں بدستور تاوفات دونوں رہتے رہیں اور پسران کا دیگر جگہ انتظام ہو جائے، مجھ کو نیک مشورہ سے نوازیں، کیا اولاد کو مقابلے اور مکان بیچنے سے روکنے کا حق ہے یا نہیں؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: آپ زندگی میں اپنے مکان کے خود مالک ہیں، جب کہ آپ کے لڑکے آپ کے مصارف اَدا نہیں کر رہے اور نافرمانی پر اُترے ہوئے ہیں، جیسا کہ آپ نے سوال نامہ میں لکھا ہے، اِس لئے آپ اپنے مصارف پورے کرنے کے لئے مکان فروخت کر سکتے ہیں، لڑکوں کو اِس میں دخل دینے کا کوئی حق نہیں ہے، آپ مکان بیچ کر اپنی ضروریات پوری کریں اور آمدہ رقم سے کوئی معمولی کاروبار کر لیں اور کرایہ کے مکان میں رہائش کریں، اگر لڑکے مکان بیچنے میں رکاوٹ ڈالیں تو آپ اُن سے مطالبہ کریں کہ وہ والدین کا ضروری خرچ

www.besturdubooks.wordpress.com

اپنے ذمہ لیں؛ تاکہ مکان فروخت کرنے کی ضرورت نہ رہے۔

عن أبي حرة الرقاشي عن عمه رضي اللّٰه عنه قال: قال رسول اللّٰه ﷺ: ألا لا تظلموا! ألا لا يحل مال امرء إلا بطيب نفس منه. (مشكاة المصابيح / باب الغصب والعارية، الفصل الثاني ٢٥٥، مرقاة المفاتيح / باب الغصب والعارية، الفصل الثاني ١١٨/٦ المكتبة الأشرفية ديوبند، المسند للإمام أحمد بن حنبل ٧٢/٥، شعب الإيمان للبيهقي ٣٨٧/٤ رقم: ٥٤٩٢ دار الكتب العلمية بيروت)

والنفقة لأصوله الفقراء ولو قادرين على الكسب (الدر المختار) أشار إلىٰ أن جميع ما وجب للمرأة وجب للأب والأم على الولد من طعامٍ وشرابٍ وكسوةٍ وسكنى. (شامي ٣٥٥/٥ زكريا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۸/۱/۱۴۲۵ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

یتیم پوتوں اور پوتیوں کی کفالت کس کے ذمہ ہے؟

سوال (۱۰۲): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: ایک شخص کا انتقال ہوگیا اُس نے بیوی اور چار بچے چھوڑے، شوہر مرحوم کا گھر تنگ تھا، شوہر کے رشتہ دار بھی اُس مکان میں رہتے تھے، اِس لئے عورت اپنے دو بچوں کے ساتھ میکے چلی آئی اور دو بچے اور سامان جہیز سسرال میں رہ گیا، اُن دونوں بچوں کی سسرال والے یعنی دادا دادی دیکھ بھال کرتے رہے، اور ننہیال والے بھی یعنی نانا نانی دو بچوں کی دیکھ بھال کرتے رہے، اور دادا دادی نے اُن بچوں کی طرف کوئی توجہ نہیں کی، اور اَب میکے میں رہنے والے بچوں میں سے لڑکی بالغ ہوچکی ہے، لڑکا نابالغ ہے، اَب بچوں کے نکاح کے اُمور کا ذمہ دار کون ہوگا؟ دادا یا نانا؟ نیز اَب بالغ ہونے کے بعد اُن کی کفالت کون کرے گا؟ عندالشرع جو بھی حکم ہو، مدلل تحریر فرمائیں۔

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: مسئولہ صورت میں پوتوں اور پوتیوں کی کفالت اور

www.besturdubooks.wordpress.com

پرورش کی ذمہ داری شرعاً دادا پر ہے؛ کیوں کہ باپ کے انتقال کے بعد دادا کو ولایتِ شرعیہ حاصل ہوتی ہے، خواہ وہ بچے دادھیال میں رہے ہوں یا ننہیال میں۔

الجد بمنزلة الأب فيه فيما ذكر أي من أحكام البكر والثيب والغلام والتأديب. (شامي / مطلب لو كانت الإخوة أو الأعمام غير مامونين ٥/٢٧١ زكريا)

وبعد ما استغنى الغلام وبلغت الجارية فالعصبة أولىٰ يقدم الأقرب فالأقرب، كذا في فتاوىٰ قاضي خان. (الفتاوىٰ الهندية / الباب السادس عشر في الحضانة ١/٥٤٢) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱/۲/۱۴۲۷ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

❍❖❍

www.besturdubooks.wordpress.com

زوجین کے حقوق

شوہر کی نافرمانی

سوال (۱۰۳): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: شوہر کی نافرمانی کے بارے میں کیا حکم ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: جائز معاملات میں شوہر کی نافرمانی کرنا بیوی کے لئے ہرگز درست نہیں؛ بلکہ اُس پر شوہر کی اِطاعت لازم ہے، اَحادیثِ شریفہ میں عورت کو اپنے شوہر کی اِطاعت کی تاکید وارد ہے اور نافرمانی کرنے والی عورت کے لئے پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام نے سخت وعیدیں ارشاد فرمائی ہیں؛ لہٰذا کسی بھی عورت کے لئے اپنے شوہر کی نافرمانی ہرگز جائز نہ ہوگی۔

عن أنس رضي اللّٰه عنه قال: قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم: المرأة إذا صلت – وأطاعت بعلها فلتدخل من أي أبواب الجنة شاء ت. (مشکاة المصابیح ۲۸۱/۲)

عن جابر رضي اللّٰه عنه قال: قال رسول اللّٰه ﷺ: ثلاثة لا تقبل لهم صلاة ولا تصعد لهم حسنة: العبد الآبق حتی یرجع إلیٰ موالیه، فیضع یده في أیدیهم، والمرأة الساخط علیها زوجها الخ. (شعب الإیمان للبیهقي ٤١٧/٦ رقم: ٨٧٢٧) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

املاہ: احقر محمد سلمان منصورپوری غفرلہ ۱۴۳۶/۶/۴ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

غلط کار شوہر کے ساتھ عورت کیسا برتاؤ کرے؟

سوال (۱۰۴): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے

www.besturdubooks.wordpress.com

میں کہ: میں ایک شادی شدہ خاتون ایک سات سالہ بچی کی والدہ ہوں، میرے شوہر ایک نامحرم لڑکی سے بہت قریبی تعلق اور انسیت رکھتے ہیں اور اُس سے موبائل پر باتوں میں مشغول رہتے ہیں، ایسی صورت میں میرے لئے شریعت کا کیا حکم ہے؟

(۱) میں اپنے شوہر سے کوئی شکایت نہ کروں اور صبر وشکر سے رہتی رہوں؟

(۲) شوہر کے گناہ کو نظرانداز کرنے کی شکل میں اُن کے گناہ کا ارتکاب مجھ پر بھی ہوگا یا نہیں؟

(۳) اپنے شوہر سے علیحدگی اختیار کر کے مائیکہ چلی جاؤں؟

(۴) مائیکہ جانے کی شکل میں بچی کو لے کر جاؤں یا شوہر کے پاس چھوڑ دوں؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: مسئولہ صورت میں آپ کو چاہئے کہ مناسب موقع دیکھ کر اچھے انداز میں شوہر کو مذکورہ غلط بات سے روکنے کی کوشش کریں، اگر وہ باز آجائیں تو بہتر ہے، اور اگر آپ کے سمجھانے کے باوجود وہ غلطی پر قائم رہیں، تو آپ پر اُس کے گناہ کی کوئی ذمہ داری نہیں ہوگی، اور بہتر ہے کہ آپ شوہر سے علیحدگی کا اِرادہ نہ کریں؛ بلکہ حتی الامکان نبھانے کی کوشش کریں، اور اگر بالفرض علیحدگی کی نوبت آتی ہے، تو بچی کے بالغ ہونے تک اُس کی پرورش کا حق آپ کو رہے گا۔

وأما الطلاق فإن الأصل فيه الحظر بمعنی أنه محظور إلا لعارض يبيحه …… فحيث تجرد عن الحاجة المبيحة له شرعًا يبقیٰ علی أصله من الحظر. (شامي ۲۲۸/۳ کراچی، ٤٢٨/٤ زکریا)

ولا بأس به عند الحاجة للشقاق بعدم الوفاق بما يصلح للمهر. (الدرالمختار مع الشامي ٤٤١/٣ کراچي، ٨٧/٥ زکریا)

والأم والجدة أحق بها حتی تحيض. (شامي ٢٦٨/٥ زکریا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

املاہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۷/۱/۱۴۳۷ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

www.besturdubooks.wordpress.com

بیوی کے والدین کا شوہر سے بات چیت کرنے سے منع کرنا؟

سوال (۱۰۵):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: بیوی کے اپنے والدین کے گھر جانے کے بعد بیوی کے والد کا اُس سے یہ کہنا کہ اپنے شوہر سے بالکل بات نہیں کرنی ہے، حتی کہ فون بھی نہیں کرنا ہے، تو اِس طرح اُس بیوی کو شوہر سے بات چیت سے روکنا والد کے لئے درست ہے یا نہیں؟ اور بیوی پر والد کے حکم کی تعمیل ضروری ہے یا نہیں؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: والدین کے لئے بلاوجہ بیٹی کو اپنے شوہر سے بات چیت کرنے سے منع کرنا درست نہیں ہے، اور والدین کے اِس حکم کی تعمیل کرنا بیٹی پر لازم نہیں؛ لیکن اگر کسی معقول وجہ سے والدین نے یہ حکم دیا ہے تو اُس وجہ کو ظاہر کیا جائے، اُس کے بعد ہی مسئلہ واضح ہوسکے گا، اور بہر حال والدین کو چاہئے کہ بیٹی کا گھر بگڑنے سے بچانے کی ہر ممکن کوشش کریں، اور کوئی ایسا کام نہ کریں جس سے تلخیوں میں اضافہ ہو۔

عن علي رضي اللّٰه عنه أن رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم قال: لا طاعة في معصية اللّٰه، إنما الطاعة في المعروف. (صحيح مسلم / باب وجوب طاعة الأمراء في غير معصية وتحريمها في معصية ۱۲۵/۲، مشكاة المصابيح ۳۱۹)

قال القاريؒ: أي لأحد ...... من الإمام وغيره كالوالد والشيخ، إنما الطاعة في المعروف أي ما لا ينكره الشيخ. (مرقاة المفاتيح ۲۰۰/۷)

لأنها كانت مأمورة إلى طاعة زوجها في غير معصية. (مرقاة المفاتيح، كتاب النكاح / باب عشرة النساء وما لكل واحدة من الحقوق ۲۶۳/۶) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

املاہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۳۷/۲/۱۸ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

www.besturdubooks.wordpress.com

کیا عورت شوہر کی اجازت کے بغیر بے وقت میکے جاسکتی ہے؟

سوال (۱۰۶): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: کیا عورت اپنے شوہر کی اِجازت ومرضی کے بغیر وقت بے وقت اپنے میکہ وغیرہ جاسکتی ہے یا شوہر کی اِجازت ضروری ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: بیوی کو شوہر کی اِجازت کے بغیر گھر سے باہر کہیں نہیں جانا چاہئے؛ البتہ شوہر کے لئے مناسب ہے کہ وہ حسبِ دستور اور حسبِ سہولت وقتاً فوقتاً بیوی کو اس کے والدین کی ملاقات کا موقع دیا کرے، خواہ میکے بھیج کر یا والدین کو اپنے گھر بلا کر۔ اِسی طرح بیوی کے قریبی اَعزاء کی کبھی کبھار ملاقات میں بھی شوہر کو رکاوٹ نہیں ڈالنی چاہئے؛ تاکہ حسنِ معاشرت کا اظہار رہو اور باہم اعتماد کے ساتھ اِزدواجی زندگی گذرے۔

فلا تخرج إلا لحق لها أو عليها أو زيارة أبويها كل جمعة مرةً ذو المحارم كل سنةٍ. (الدر المختار مع الشامي ٤/٢٩٣ زكريا)

والصحيح المفتى به أنه لا يمنعها من الخروج إلى الوالدين، ولا من دخولهما عليها في الجمعة مرةً، وفي غيرهما من المحارم في السنة مرةً به يفتي.

(الدر المنتقى على هامش مجمع الأنهر ١/٥٠١، الفتاویٰ الولوالجية ١/٣٨٤) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴/۵/۱۴۳۰ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

شوہر کا بیوی سے کھانا اور چائے وغیرہ بنانے کے لئے کہنا؟

سوال (۱۰۷): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: کیا شوہر بیوی سے اپنے لئے کھانا اور چائے وغیرہ تیار کرنے کے لئے کہہ سکتا ہے؟ ایک صاحب کہتے ہیں کہ شوہر کو یہ حق نہیں ہے کہ کھانا تیار کرنے، چائے بنانے یا مہمانوں کے لئے

www.besturdubooks.wordpress.com

کھانے تیار کرانے کے لئے مجبور کرے، کیا اُن کا یہ قول درست ہے؟ شریعت کیا حکم ہے۔
کوئی مہمان آئے تو بیوی سے کھانا بنانے کے لئے کہہ سکتے ہیں یا نہیں؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: شوہر بچوں اور چند مہمانوں (جن کی تعداد نا قابل تحمل نہ ہو) کے لئے کھانا پکانا عام حالات میں عورت پر دیانۃً ضروری ہے؛ البتہ اگر کوئی عذر ہو مثلاً بیماری، یا افراد کی زیادتی وغیرہ تو شوہر اُس پر جبر نہیں کرسکتا۔

امرأة منكوحة أو معتدة أبت أن تطبخ أو تخبز، إن كانت المرأة لها علة لا تقدر على الطبخ أو الخبز، أو كانت من بنات الأشراف، فعلى الزوج أن يأيتها بمن يطبخ أو بخبز؛ لأنها غير متعنتة، أما إذا كانت تقدر، وهي بمن يخدم بنفسها تجب؛ لأنها متعنتة، فإن رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم جعل الخدمة التي هي داخل البيت على المرأة، كذا قضى بين علي وفاطمة. (الفتاویٰ الولوالجية ۱/ ۳۸۵)

استئجار امرأته لتخبز له خبزًا للأكل لم يجز، وللبيع جاز. (الدر المختار) وفي الشامي: لأن هٰذا العمل من الوجوب عليها ديانةً؛ لأن النبي صلى اللّٰه عليه وسلم قسم الأعمال بين فاطمة وعلي، فجعل عمل الداخل على فاطمة وعمل الخارج على علي. (شامي ۹/ ۸٦ زكريا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴/ ۵/ ۱۴۳۰ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

ضرورت اور مصلحت کے وقت بیوی کو میکے آنے جانے کی اِجازت دینا؟

سوال (۱۰۸): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: میری بیوی میری اِجازت سے اپنے میکہ جاتی ہے اور میکہ والے بھی لے جاتے ہیں، مگر

www.besturdubooks.wordpress.com

جب میں اپنی بیوی کو لینے جاتا ہوں تو میکہ والے بھیجنے میں رکاوٹ بنتے ہیں، جس کی وجہ سے کڑواہٹ پیدا ہو جاتی ہے، حالاں کہ میں اپنی طرف سے پوری کوشش کرتا ہوں کہ میری بیوی کو میرے پاس رہتے ہوئے کوئی تکلیف نہ ہو اور ایسا بارہا ہو چکا ہے۔ دریافت طلب امر یہ ہے کہ رواجاً آنے جانے کو ختم کر کے ضرورت و مصلحت کے وقت اپنی بیوی کو آنے جانے کی اِجازت دوں، تو کیا شرعاً مجھے اِس کی اجازت ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: مسئولہ صورت میں بیوی کو شوہر کی اِجازت کے بغیر اپنے میکہ نہیں جانا چاہئے، اور جب بھی میکہ جائے تو شوہر کے بلانے پر فوراً واپس آجانا چاہئے، نہ وہ بلا عذر خود رُوکے اور نہ میکے والے اسے روکیں؛ تاکہ میاں بیوی کے درمیان بگاڑ پیدا نہ ہو، اور یہ بھی مناسب نہیں ہے کہ شوہر میکے جانے کی بالکل پابندی لگا دے؛ کیوں کہ اِس سے مزید ناگواری بڑھے گی؛ بلکہ بہتر ہے کہ شوہر خود ہی میکہ قریب ہونے کی صورت میں ہفتہ میں ایک مرتبہ بیوی کو اپنے ہمراہ لے جا کر میکے والوں سے ملا لایا کرے، اور کبھی کسی خاص تقریب کے موقع پر حسبِ ضرورت میکہ میں چھوڑ دیا کرے۔ (فتاویٰ محمودیہ ۱۸/۵۸۶ ڈابھیل)

ليس لها أن تخرج بلا إذنه أصلاً فافهم. (الدر المختار ۳/۱٤٦ کراچی)

ولا يمنعها من الخروج إلى الوالدين في كل جمعة إن لم يقدر على إتيانها على ما اختاره في الاختيار. (الدر المختار ۳/٦٠٢-٦٠۳ کراچی) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۳۰/۵/۲۲ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

شوہر سے لڑنے والی عورت کا کیا حکم ہے؟

سوال (۱۰۹): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: جو عورت اپنے شوہر سے لڑتی و بحث کرتی ہو، اُس کے بارے میں کیا عذاب ہے؟

www.besturdubooks.wordpress.com

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: عورت پر اپنے شوہر کی اِطاعت لازم ہے، اور شوہر سے بحث وجھگڑا کر کے اُسے ناراض کرنا بیوی کے لئے قطعاً جائز نہیں ہے۔ اَحادیثِ شریفہ میں شوہر کی نافرمان عورتوں کے بارے میں سخت وعیدیں آئی ہیں۔

ایک حدیث میں وارد ہے کہ: ''آخرت میں شوہر کی نافرمان بیوی کو سب سے سخت عذاب دیا جائے گا''۔

اور دوسری حدیث میں آیا ہے کہ: ''جب تک شوہر ناراض ہو بیوی کی نماز قبول نہیں ہوتی''۔

اور خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسی نافرمان بیوی پر لعنت فرمائی ہے؛ لہٰذا ہر شادی شدہ عورت کو شوہر کی نافرمانی اور اُس سے بحث وتکرار سے احتراز کرنا چاہئے۔

عن عمرو بن الحارث بن المصطلق قال: كان يقال: أشد الناس عذابًا اثنان: امرأة عصت زوجها، وإمام قومٍ وهم له كارهون. (سنن الترمذي، أبواب الصلاة / باب ما جاء من أمّ قومًا وهم له كارهون ۱/ ۸۳)

عن أبي أمامة رضي اللّٰه عنه يقول: قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: ثلاثة لا تجاوز صلاتهم آذانهم: العبد الآبق حتى يرجع، وامرأت باتت وزوجها عليها ساخط، وإمام قوم وهم له كارون. (سنن الترمذي، أبواب الصلاة / باب ما جاء من أمّ قومًا وهم له كارهون ۱/ ۸۳)

عن أنس بن مالک رضي اللّٰه عنه قال: لعن رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم ثلاثةً: رجل أمّ قومًا وهم له كارهون، وامرأة باتت وزوجها عليها ساخط، ورجل سمع ''حي على الفلاح'' ثم لم يجب. (سنن الترمذي، أبواب الصلاة / باب ما جاء من أمّ قومًا وهم له كارهون ۱/ ۸۲-۸۳)

عن عبداللّٰه ابن الحارث قال: ثلاثة لا تجاوز صلاة أحدهم رأسه ......

www.besturdubooks.wordpress.com

وامرأة تعصي زوجها. (المصنف لابن أبي شيبة ٣٦٣/٣ عوامه) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

املاہ: احقر محمد سلمان منصورپوری غفرلہ ۱۴۳۲/۶/۷ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

بیوی کا شوہر کو ناحق بات سے روکنا؟

سوال (۱۱۰): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین مسئلۂ ذیل کے بارے میں کہ: اگر بیوی شوہر کو ناحق بات پر ٹوکے اور وہ بات صحیح ہو؛ لیکن شوہر برا مان جائے تو کیا یہ گناہ ہے؟ اور وہ بات بے دھڑک اُسی وقت کہہ دیں یا بعد میں آرام سے کہیں؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: ناحق بات پر ٹوکنے کی وجہ سے شوہر کو برا نہیں ماننا چاہئے؛ لیکن بیوی پر لازم ہے کہ وہ حکمتِ عملی اور حسنِ تدبیر کو اختیار کرے، اِس طرح نہ ٹوکے کہ شوہر اپنی ہتک سمجھے یا اُسے برا لگے۔ اِسی طرح گھر کے دیگر لوگوں کے سامنے شوہر پر روک ٹوک نہ کرے؛ بلکہ اُسے جو بھی فہمائش کرنی ہو تنہائی میں کیا کرے۔

قال اللّٰہ تعالیٰ: ﴿اُدْعُ اِلٰی سَبِیْلِ رَبِّکَ بِالْحِکْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ وَجَادِلْهُمْ بِالَّتِیْ هِیَ اَحْسَنُ﴾ [النحل، جزء آیت: ۱۲۵]

قال العلامة الألوسيؒ: أي بالمقالة المحكمة وهي الحجة القطعية المزيحة للشبه وهي أحسن طرق ...... من الرفق واللين واختيار الوجه الأيسر. (روح المعاني ٢٧٦/٨ زكريا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصورپوری غفرلہ ۱۴۳۳/۴/۳۰ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

بیوی سے جسمانی خدمت لینا

سوال (۱۱۱): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین مسئلۂ ذیل کے بارے میں

www.besturdubooks.wordpress.com

کہ: زاہدا اپنی بیوی سے پاؤں بھی دبواتا ہے اور اپنا پورا وجود بھی دبواتا ہے، پورے جسم پر مالش بھی کرواتا ہے، کیا یہ سب باتیں جائز ہیں یا ناجائز؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: کوئی بھی شوہر اپنی بیوی پر جسمانی خدمت کے لئے دباؤ نہیں ڈال سکتا ہے، اور اس طرح بیوی پر جبر کرنا بڑی بےغیرتی کی بات ہے؛ لیکن اگر کوئی بیوی اپنی خوشی سے سعادت سمجھ کر شوہر کی خدمت کرے تو اُس کی گنجائش ہے۔ (عزیز الفتاویٰ ۱/۵۲۷)

وأحل النظر إليه حل مسه، ونظره، وغمزه من غير حائل. (الفتاویٰ الهندية ۵/۳۲۸) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصورپوری غفرلہ ۱۴۲۶/۲/۱۸ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

عذر کی بنا پر بیوی کو والدین سے الگ رکھنا؟

سوال (۱۱۲): -کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: ضروری عرض تحریر یہ ہے کہ احقر نے اُس خط کا مطالعہ کیا جو ایک طویل داستان ہے، جس کا خلاصہ یہ ہے کہ یہ صاحب شادی شدہ تین چار بچوں کے باپ ہیں، اُن کے مکان پر شاید جادو وغیرہ کے اثرات ہونے کی بنا پر بیوی ہمیشہ پریشانی وتکلیف میں رہتی تھی، مثلاً اذان کے وقت چیخنا چلانا وغیرہ، اِس بنا پر اُنہوں نے اپنی بیوی بچوں کو کرایہ کے مکان میں منتقل کردیا اور وہ وہاں ٹھیک ہے، اُن صاحب کے والدین اپنی بہو کو گھر زبردستی بلانا چاہتے ہیں اور بیوی بالکل آنا نہیں چاہتی۔ اَب دریافت طلب امر یہ ہے کہ والدین کا کہنا مانیں یا بیوی کا؟ جب کہ بیوی کا کہنا ہے کہ اگر تمہیں میری اور بچوں کی زندگی دیکھنا ہے تو ہمیں اُس گھر میں نہ لے جانا، ورنہ میں خود کو ہلاک کردوں گی، اِس کے بعد بیوی اپنے والدین کے گھر چلی گئی اور یہ صاحب اپنے والدین کے گھر میں ہیں، اگر والدین کا کہنا مانتے ہیں تو بیوی بچوں کی جان خطرہ میں ہے، اگر بیوی کا کہنا مانتے ہیں تو والدین کو چھوڑنا لازم آتا ہے، اِس سلسلہ میں آنجناب سے مفید مشورہ کا طالب ہوں۔

www.besturdubooks.wordpress.com

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: عذر کی بنا پر بیوی کو الگ کرایہ کے مکان میں رکھنے پر والدین کو ناراض ہونا بے جا ہے، آپ اُنہیں سمجھائیں، اگر وہ پھر بھی نہ مانیں تو آپ گنہگار نہ ہوں گے۔

وكذا تجب لها السكنىٰ في بيت خال عن أهله. (الدر المختار) **لأنها تتضرر بمشاركة غيرها فيه؛ لأنها لا تأمن على متاعها الخ.** (الدر المختار مع الشامي ٣١٩/٥-٣٢٠ زكريا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۱/۱/۱۴۲۵ھ

شوہر کے فسق وفجور میں مبتلا ہونے کی وجہ سے عورت کا شوہر سے الگ لیٹنا؟

سوال (۱۱۳): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: ہمارے گھر ہمارے مرد لہو ولعب میں لگے رہتے ہیں، اور نماز وغیرہ بھی نہیں پڑھتے ہیں، اور اِس کی وجہ سے رات کو میں الگ لیٹتی ہوں، جس سے گھر میں انتشار ہوجاتا ہے، کیا اِس صورت میں عورت گنہگار ہوگی یا نہیں؟ کیا مرد کی معاوضہ دار ہوگی یا نہیں؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: محض مرد کے فاسق ہونے کی بنا پر عورت کا اُس سے ناراض ہوکر الگ لیٹنا درست نہیں ہے، عورت کو چاہئے کہ خوش اخلاقی اور حکمتِ عملی سے مرد کو راہِ راست پر لانے کی کوشش کرتی رہے، کوئی ایسا عمل نہ کرے جس سے انتشار پیدا ہو، ورنہ وہ خود گنہگار ہوگی۔ (فتاویٰ رحیمیہ ۱۰۶/۲) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱/۴/۱۴۲۱ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

www.besturdubooks.wordpress.com

میاں بیوی کا معمولی مذاق میں بات چیت بند کرنا اور آپس میں ناراض رہنا؟

سوال (۱۱۴): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: ایک دن زید کی بیوی نے دورانِ گفتگو دیور سے کہا کہ آپ کے پاس چاقو ہے اُس کو نکال کر اِس بچے کو ڈرایئے؛ کیوں کہ یہ کھانا نہیں کھا رہا ہے، اِس پر زید جو کہ وہاں موجود تھا، اُس نے اپنے بھائی سے بطور مذاق کہا کہ تمہارے پاس جو بڑا چاقو ہے اُس کو نکال کر دکھانا؛ کیوں کہ تمہاری بھابھی کا زور بہت ہے، حالاں کہ زید نے یہ بات ہنستے ہوئے کہی اور بات یہیں پر ختم ہوگئی۔ تھوڑی دور کے بعد زید کے ملنے والے آجاتے ہیں، تو زید کی بیوی نے زید کی طرف اِشارہ کرتے ہوئے یہ بات کہی کہ آج آپ نے جو حرکت کی ہے وہ تو کوئی نیچی قوم بھی نہیں کرسکتی، اِس پر زید نے اپنی بیوی سے پوچھا کہ کون سی حرکت؟ تو اُس نے اوپر ذکر کئے ہوئے الفاظ نقل کردئے، اور کہا کہ کیا آپ اپنے بھائی سے کٹوائیں گے، زید نے کہا کہ وہ تو ایک مذاق کی بات تھی، تم اپنے بیٹے کے لئے کہہ رہی تھی، تو میں نے تمہارے لئے کہہ دیا، اور تم نے اُن مہمانوں کے سامنے اس طرح کی بدتمیزی کیوں کی؟ اس پر زید کی بیوی نے کہا کہ اگر آپ اِس طرح باتیں کریں گے، تو میں اِسی طرح رسوا کروں گی، اِس بات پر زید کو غصہ ہے، اور زید دس دن سے اپنی بیوی سے کلام نہیں کررہا ہے، اور نہ ہی بیوی زید سے کلام کرتی ہے؛ لہٰذا آپ اِس مسئلہ کے بارے میں قرآن وسنت کی روشنی میں فتویٰ دیں، نیز عورت کا اپنے شوہر سے چیخ چیخ کر باتیں کرنا کہاں تک مناسب ہے؟ اور شوہر کا چیخ کر باتیں کرنا غلطی کی بنا پر کہاں تک درست ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: میاں بیوی کا معمولی ہنسی مذاق کی باتوں پر واقعۃً ناراض ہوجانا اور آپس میں بات چیت بند کردینا ہرگز مناسب نہیں ہے، بسا اوقات یہی ناراضگی آگے بڑھ کر تفریق تک پہنچ جاتی ہے، اِس لئے اگر کوئی ناگواری کی بات پیش آجائے تو جلد از جلد

www.besturdubooks.wordpress.com

اُسے درگذر کرکے بات چیت کا سلسلہ شروع کردینا چاہئے، اور میاں بیوی دونوں کو صبر وتحمل سے کام لینا چاہئے۔ بیوی پر لازم ہے کہ وہ شوہر کا اَدب کرے اور گستاخی کے انداز میں بات نہ کرے، اور شوہر پر لازم ہے کہ وہ اپنی دانش مندی کا ثبوت دیتے ہوئے خوش اُسلوبی کے ساتھ بیوی سے نبھاؤ کی کوشش کرے، اور غصہ ہونے کے بجائے سنجیدگی سے معاملہ حل کرے۔

عن أبي هريرة رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: استوصوا بالنساء خيرًا، فإنهن خلقن من ضلع، وإن أعوج شيء في الضلع أعلاه، فإن ذهبت تقيمه كسرته، وإن تركته لم يزل أعوج، فاستوصوا بالنساء خيرًا. (صحيح البخاري، كتاب النكاح / باب الوصاة بالنساء ۷۷۹/۲ رقم: ۵۱۸۶ دار الفكر بيروت، صحيح مسلم، كتاب الرضاع / باب الوصية بالنساء ۴۷۵/۱ رقم: ۱۴۶۸ بيت الأفكار الدولية، مشكاة المصابيح ۲۸۰) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۲۵/۲/۱۴۲۴ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

شوہر کی اِجازت کے بغیر بیوی کا اپنے بہنوئی کے گھر قیام کرنا؟

سوال (۱۱۵): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: بغیر شوہر کی مرضی کے بیوی کا کہیں بھی آنا جانا جائز ہے یا نہیں؟ ایک مرتبہ میاں بیوی میں جھگڑ ہوا، تو میرے سالے، ساڑھو اور لڑکی کے ماموں آئے اور لے جانے کا ذکر کرنے لگے، میں نے یہ کہا کہ میں اَبھی نہیں بھیج سکتا؛ لیکن وہ لوگ ضد کرکے ممیا خسر کے یہاں لے گئے، اور وہاں سے اپنے بہنوئی کے یہاں چلی گئی اور اَب بھی بہنوئی کے یہاں ہے، تو میری بیوی کا میری مرضی کے بغیر اپنے بہنوئی کے یہاں رہنا شرعاً کیسا ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: برتقدیر صحتِ واقعہ صورتِ مسئولہ میں شوہر کی مرضی اور

www.besturdubooks.wordpress.com

اِجازت کے بغیر بیوی کا اپنے بہنوئی کے گھر جا کررُک جانا ناجائز اور سخت گناہ ہے، ایسی عورت پر فرشتے لعنت کرتے ہیں جس سے اُس کا شوہر ناراض ہو۔ بریں بنا بیوی کو چاہئے کہ وہ فوراً اپنے شوہر کے گھر واپس آئے اور اُس کو خوش کر کے اللہ تعالیٰ سے معافی واستغفار کرے۔

عن أبي هريرة رضي اللّٰه عنه عن النبي صلى اللّٰه عليه وسلم قال: إذا دعا الرجل امرأته إلى فراشه فأبت أن تجيء، لعنتها الملائكة حتى تصبح. (صحيح البخاري، كتاب النكاح / باب إذا باتت المرأة مهاجرةً فراشَ زوجها ۷۸۲/۲ رقم: ۵۱۹۳ دار الفكر بيروت، مشكاة المصابيح ۲۸۰/۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۵/۴/۱۴۲۶ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

حرام آمدنی سے بیوی بچوں کو کھلانے کی وجہ سے بیوی کا شوہر کے گھر کو چھوڑنا؟

سوال (۱۱۶): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: ایک شخص کے تین لڑکیاں دولڑکے ہیں، سب بچے چھوٹے ہیں، وہ پھیری کا کام کرتے ہیں، اور شام کو کام سے واپس آ کر یا تو قبر پر قرآن پڑھنے جاتے ہیں، یا لاٹری اور جوا کھیلتے ہیں، اُنہی روپیوں سے بیوی بچوں کا خرچ چلاتے ہیں، اگر بچے وغیرہ ایک روپیہ بھی مانگتے ہیں تو وہ اُن تمام بچوں کو مارتا پیٹتا ہے، اگر بچوں کی ماں کچھ بولتی ہے تو وہ اُس کو بھی مارتا ہے اور جھگڑا کرتا ہے، اور بیوی پانچوں وقت کی نمازی ہے، وہ اِن سب باتوں سے منع کرتی ہے۔ کہتی ہیں کہ مجھے حرام کا کھانا نہیں کھانا ہے، مجھے حلال کی چٹنی روٹی ہی کھلاؤ، مگر تم یہ سب کام چھوڑ دو، اِس پر وہ بیوی کو خوب مارتا ہے اور کہتا ہے کہ میرا گھر چھوڑو اور اپنے ماں باپ کے یہاں چلی جاؤ، یہاں وہ رکھنا نہیں چاہتا، تو کیا وہ اپنے چھوٹے چھوٹے بچوں کو چھوڑ کر اپنے ماں باپ کے یہاں جاسکتی ہے یا نہیں؟ سب سے بڑی لڑکی دس گیارہ سال کی ہے، اور سب سے چھوٹا لڑکا ڈیڑھ سال کا ہے، ان سب پریشانیوں

www.besturdubooks.wordpress.com

کے ہوتے ہوئے اورحرام کھانے سے بچنے کے لئے اگر عورت اپنے تمام بچے چھوڑ کر اپنے ماں باپ کے گھر چلی جاتی ہے تو اس کا کیا حکم ہے؟ بچوں کو چھوڑنے کی صورت میں وہ اِس بات سے ڈرتی ہے کہ اللہ تعالیٰ اُس سے ناراض تو نہیں ہوں گے، اور قیامت کے دن اُس کو سزا تو نہیں ملے گی، تو اِس کا کیا حکم ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: مذکورہ شخص سے منسوب اَعمال سخت قابل مذمت اور لائق توبہ ہیں، جس پر دین دار بیوی کو طبعی تکلیف ہونا فطری ہے؛ تاہم اُس عورت کو صبر سے کام لینا چاہئے، جہاں تک ممکن ہو معاملات نبھانے کی کوشش کرے، اور اُس کے گھر کو چھوڑ کر نہ جائے؛ کیوں کہ گھر چھوڑ کر جانے سے مزید گمراہی اور بچوں کی بربادی کا خطرہ ہے، اگر حرام آمدنی سے شوہر کھانا کھلاتا ہے تو وہ خود اپنے فعل کا ذمہ دار ہے، بیوی بچوں پر کوئی وبال نہ ہوگا۔ (فتاویٰ محمودیہ ۲۲۵/۵) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۲۴/۳/۱۴۲۷ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

بیوی کو سرکاری نوکری کرنے پر مجبور کرنا اور حلیہ بگاڑنے کی دھمکی دینا؟

سوال (۱۱۷): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلۂ ذیل کے بارے میں کہ: ایک تعلیم یافتہ خاتون کو اگر اُس کا شوہر سرکاری نوکری کرنے پر مجبور کرے، اور اُس کے منع کرنے پر ظلم وزیادتی کرے، اور نوکری کے امتحان میں پاس نہ ہونے پر حلیہ بگاڑنے تک کی دھمکی دے، تو ایسی حالت میں اُس خاتون کو کیا کرنا چاہئے؟ حالاں کہ وہ خاتون نوکری کرنے کی بالکل خواہش نہیں رکھتی؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: شوہر کی طرف سے عورت کو سرکاری نوکری کرنے پر

www.besturdubooks.wordpress.com

مجبور کرنا قطعاً جائز نہیں، اگر عورت اِس بارے میں اُس کا حکم ماننے سے انکار کردے تو عورت پر کوئی گناہ نہ ہوگا، عورت کے نان نفقہ کی ذمہ داری شوہر پر ہے، جب کہ شوہر کے اِخراجات کی کوئی ذمہ داری عورت پر نہیں ہے۔ (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند ۶/۴۱۸)

قال اللّٰہ تعالیٰ: ﴿فَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا تَعْدِلُوْا فَوَاحِدَةً اَوْ مَا مَلَکَتْ اَیْمَانُکُمْ ذٰلِکَ اَدْنٰی اَلَّا تَعُوْلُوْا﴾ [النساء، جزء آیت: ۳]

وفي الدر المختار: یجب ظاهر الآیة أنه فرض أن یعدل، أي أن لا یجوز فیه أي في القسم بالتسویة، وفي الملبوس والمأکول. (شامي ۳/۳۷۷ زکریا)

قال في الدر المختار ناقلاً عن النهر: والذي علیه العمل في دیارنا لایسافر بها جبرًا علیها، وعلیه الفتویٰ. (شامي ۳/۲۹٤ زکریا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصورپوری غفرلہ ۲۰/۳/۱۴۲۷ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

اپنی نجی کمائی سے تیار کرکے بیوی کو دیا ہوا زیور کس کی ملک ہے؟

سوال (۱۱۸): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: مرحوم محمد آصف نے اپنی شادی میں جو زیور اور کپڑا اپنی بیوی کو چڑھایا ہے وہ کس کا ہے؟ مرحوم نے اپنی شادی اپنی نجی کمائی سے کی تھی؟ اور مرحوم نے اپنی اہلیہ سے یہ بھی کہا تھا کہ میرے بعد جو بھی چیز میری ہے وہ تمہاری ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: شادی میں جو کپڑے بیوی کو دیئے جاتے ہیں، وہ عام طور پر مالکانہ طور پر ہی دینے کا معمول ہے، اِس لئے وہ کپڑے بیوی ہی کی ملکیت ہوں گے، اُن میں محمد آصف کی وراثت جاری نہ ہوگی، اور زیورات کے بارے میں برادری کے عرف کو دیکھا جائے گا، اگر عرف یہ ہو کہ بیوی کو مالک بنادیا جاتا ہو تو وہ بیوی کے سمجھے جائیں گے، اور اگر عرف یہ

www.besturdubooks.wordpress.com

ہوکہ شوہر ہی اُن کا مالک رہتا ہے تو یہ زیورات محمد آصف مرحوم کے ترکہ میں شامل ہوکر وارثین میں تقسیم ہوں گے۔

المستفاد: قال الشيخ الإمام الأجل الشهيدؒ: المختار للفتویٰ أن يحكم بكون الجهاز ملكًا لا عاريةً؛ لأنه الظاهر الغالب إلا في بلدة جرت العادة بدفع الكل عارية، فالقول للأب الخ. (شامي ٣٠٩/٤ زكريا)

اورشوہر نے بیوی کے متعلق جووصیت کی ہے اُس کا اگرچہ شرعاً اعتبار نہیں؛ لیکن دیگر وارثین اگر بخوشی اُس کے نفاذ کی اجازت دیں تو حرج نہیں۔

الوصية للوارث لا تجوز إلا بإجازة الورثة بعد الموت. (الفتاویٰ السراجية ٥٧١) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصورپوری غفرلہ ۱۳؍۱۰؍۱۴۳۲ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

○❖○

www.besturdubooks.wordpress.com

اَساتذہ اور علماء کے حقوق وآداب

''مولانا'' کسے کہتے ہیں

سوال (۱۱۹):- کیافرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: اگرکوئی شخص نماز تو پڑھا سکتا ہو، مگر کسی مدرسہ سے تعلیم حاصل نہیں کی، تو کیا وہ شخص اپنے نام کے ساتھ ''مولانا'' لکھوا یا خود لکھ سکتا ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: عرف میں ''مولانا'' اسی کو کہا جاتا ہے جس نے باقاعدہ دینی تعلیم مکمل کی ہو؛ لہٰذا جو شخص عالم نہ ہو اُس کے لئے اپنے کو ''مولانا'' کہلوانا درست نہیں ہے۔

من تزين للناس بما يعلم الله منه غير ذلك شانه الله(كشف الخفاء للعجلوني ٣٣٢/٥، اتحاف السادة المتقين للزبيدي ٥٢٦/٧ بحواله: أطراف الحديث ١٩١/٨)

من تعذر بغير ما أعز الله فذلك الذي يقال له ذق(الدر المنثور ٣٧/٦ بحواله أطراف الحديث ١٩٦/٨) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۲۷/۳/۶ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

بزرگوں کیلئے ''حضرت'' یا ''مولانا'' کے اَلفاظ استعمال کرنا؟

سوال (۱۲۰):- کیافرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: کہا جاتا ہے کہ بڑوں بزرگوں کے لئے حضرت یا مولانا جیسے الفاظ کا استعمال شرک ہے، اِس کے بجائے شیخ کہنا چاہئے، صحیح کیا ہے؟

www.besturdubooks.wordpress.com

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفيق: ''حضرت'' کا لفظ اُردو میں تعظیم کے لئے مستعمل ہے اور عربی زبان میں ''مولیٰ'' کے معنی متعدد آتے ہیں، مثلاً: آزاد کردہ غلام، دوست، مقتدیٰ اور مددگار، اَب موقع محل کے اعتبار سے معنی کی تعیین کی جاتی ہے، جب اُس کی نسبت اللہ تبارک وتعالیٰ کی طرف ہوگی تو اُس سے مددگار کے معنی مراد ہوں گے، جب اُس کی نسبت اپنے کسی قریبی عزیز کی طرف ہوگی تو دوست کے معنی مراد ہوں گے، اور علماء کو جو ''مولانا'' کہا جاتا ہے اُس میں مقتدیٰ کے معنی پیشِ نظر ہوتے ہیں؛ لہٰذا اِس معنی کے اعتبار سے کسی عالم کو ''مولانا'' کہنے میں شرعاً کوئی حرج نہیں ہے، اِس میں شرک وغیرہ کا کوئی شائبہ نہیں پایا جاتا، صدیوں سے علماء کے طبقہ میں اِس لفظ کا استعمال بلانکیر جاری ہے۔

عن أبي سريحة أو زيد بن أرقم رضي الله عنه عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: من كنت مولاه فعلي مولاه. (سنن الترمذي، أبواب المناقب / مناقب علي بن أبي طالب ٢١٢/٢)

عن رباح بن الحارث قال: جاء رهط إلى علي لرحبة، فقالوا: السلام عليك يا مولانا، فقال: كيف أكون مولاكم وأنتم عرب؟ قالوا: سمعنا رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول يوم غدير خم: من كنت مولاه فعلي مولاه. فقال رباح بن الحارث: فلما مضوا تبعتهم فسألت من هؤلاء؟ قالوا: نفر من الأنصار، فيهم أبو أيوب الأنصاري.

(المسند للإمام أحمد بن حنبل ٤١٩/٥، كذا في مرقاة المفاتيح ٢٥٨/١١ دار الكتب العلمية بيروت)

قال البراء رضي الله عنه عن النبي صلى الله عليه وسلم: "أنت أبونا ومولانا" أي محبنا، لفظ المولى يطلق على المالك والمعتق والسيد والمحب. (صحيح البخاري ٥٢٨/١)

المولیٰ يقع على جماعة كثير كالرب والمالك والسيد والناصر والمعتق والمحب والجار ...... وأكثرها قد جاءت في الأحاديث فيضاف كل واحد إلى ما يقتضيه الحديث والوارد فيه. (مرقاة المفاتيح ٢٤٧/١١ دار الكتب العلمية بيروت)

www.besturdubooks.wordpress.com

قال اللّٰه تعالیٰ: ﴿أَنْتَ مَوْلاَنَا﴾ أي مالكنا و سيدنا، وجواز أن يكون بمعنى متولى الأمر و أصله مصدرًا، أريد به الفاعل. (روح المعاني ٣/٥ ١١، المسائل المهمة ٢٨/٣) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

املاہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۱/۴/۷ ۱۴۳۳ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

اُستاذ کے سامنے سر جھکانا کیسا ہے؟

سوال (۱۲۱): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: ہمارے اُستاذ جو ہم لوگوں کو تیرائی سکھلاتے ہیں، اُن کے سامنے سر جھکاتے ہیں، وہ اُن کے سر پر ہاتھ رکھتے ہیں، یہ درست ہے یا نہیں؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰه التوفيق: شفقت کے طور پر اُستاذ سے سر پر ہاتھ رکھوانے میں مضائقہ نہیں ہے؛ البتہ اُس کے سامنے اِس طرح سر نہ جھکایا جائے جیسے مشرکین اپنے معبودوں کے سامنے سر جھکاتے ہیں۔

عن أبي أمامة رضي اللّٰه عنه قال: قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: من مسح رأس يتيم لم يمسحه إلا للّٰه كان له بكل شعرة يمرّ عليها يده حسنات.

(مشكاة المصابيح / باب النفقة والرحمة على الحلق ٤٢٣/٢)

والظاهر أن المراد حقيقة مسح الرأس على وجه الشفقة والتلطف. (حاشية مشكاة المصابيح ٤٢٣/٢)

عن عمرو بن شعيب عن أبيه عن جده رضي اللّٰه عنه أن رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم قال: ليس منا من تشبه بغيرنا لا تشبهوا باليهود ولا بالنصارىٰ، فإن تسليم اليهود الإشارة بالأصابع وتسليم النصارىٰ الإشارة بالأكف. (مشكاة المصابيح ٣٩٩/٢ باب السلام)

www.besturdubooks.wordpress.com

وفي المرقاة: كأنه صلى اللّٰه عليه وسلم كوشف له أن بعض أمته يفعلون ذٰلک أو مثل ذٰلک من الإنحناء أو مطاطاة الرأس. (مرقاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح ۹/۵۷ المكتبة الأشرفية ديوبند) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۱۷/۲/۵ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

کسی کی آمد پر تعظیماً کھڑے ہونے کا مسئلہ؟

سوال (۱۲۲): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: کسی کے لئے احتراماً کھڑا ہونا کیسا ہے، جائز ہے یا ناجائز؟ جب کہ اَحادیثِ شریفہ میں کھڑے ہونے کا ثبوت ہے، اور کھڑے ہونے پر ممانعت بھی وارد ہے، اِس طرح کی تمام روایات کو سامنے رکھ کر مسئلہ کو واضح فرمائیں، نوازش ہوگی۔

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: کسی قابلِ تکریم شخص کے اعزاز میں کھڑے ہونے کے جواز اور عدمِ جواز کے متعلق حضرات علماء نے بہت بحثیں فرمائی ہیں، اُن سب کا خلاصہ یہ ہے کہ قیام نہ مطلقاً مستحسن ہے، اور نہ ہی منع ہے؛ بلکہ حالات وکیفیات کے اعتبار سے حکم الگ الگ ہے، مثلاً:

الف:- اگر آنے والا شخص دینی اعتبار سے باعظمت ہے اور وہ خود اِس بات کا طالب نہیں ہے کہ لوگ اُس کی تکریم میں تکلف کریں، تو ایسے شخص کی آمد پر اُس کے احترام میں کھڑے ہونے میں شرعاً کوئی ممانعت نہیں ہے؛ بلکہ یہ مستحسن ہے، جیسا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کی آمد پر صحابہ سے فرمایا تھا کہ: قُوْمُوْا إِلیٰ سَیِّدِکُمْ (یعنی اپنے سردار کا کھڑے ہوکر استقبال کرو)

نزل أهل قريظة على حكم سعد بن معاذ رضي اللّٰه عنه فأرسل رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم إلى سعد، فأتاه على حمار، فلما دنى قريبًا من المسجد، قال

www.besturdubooks.wordpress.com

رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه و سلم للأنصار: قوموا إلى سيدكم. (صحيح مسلم ٢/ ٩٥)

ب:- اگر یہ کھڑا ہونا اِس طریقہ پر ہو کہ جیسے متکبر اُمراء اور بادشاہوں کا طریقہ ہے کہ مجلس میں صرف اَمیر بیٹھا ہو اور بقیہ لوگ مسلسل کھڑے رہیں، تو یہ بالکل ناجائز ہے، اِس سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے صاف منع فرمایا ہے، چنانچہ آپ کا ارشاد ہے:

لا تقوموا كما تقوم الأعاجم يعظم بعضها بعضًا. (سنن أبي داؤد ٢/ ٧١٠)

ج:- اگر کوئی شخص خود دل سے اِس بات کا متمنی رہے کہ لوگ کھڑے ہوکر اُس کا اکرام کریں، تو ایسے شخص کے لئے کھڑے ہونے کا اہتمام مکروہ ہے؛ اِس لئے کہ یہ اُس کے دل میں غلط اخلاق پیدا کرنے کا سبب ہے۔

د:- اور اگر کسی جگہ یہ اندیشہ ہو کہ جو شخص آنے والے کے لئے کھڑے ہوکر اِکرام نہیں کرے گا اُس کی طرف سے آنے والے یا اہلِ مجلس کے دل میں بدگمانیاں پیدا ہوجائیں گی، جیسا کہ آج کل کا ماحول ہے، تو ایسی صورت میں کھڑا ہونا محض مباح ہے۔

الغرض یہ مسئلہ اپنے اندر مختلف جہات رکھتا ہے؛ لہٰذا اِس میں شدت مناسب نہیں ہے، اور جن اکابر رحمہم اللہ سے قیام کی ممانعت سے متعلق شدت منقول ہے، وہ اُن کی حد درجہ تواضع پر مبنی ہے۔

عن أنس رضي اللّٰه عنه قال: لم يكن شخص أحب إليهم من رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم، وكانوا إذا رأوه لم يقوموا لما يعلمون من كراهيته لذلك.

(سنن الترمذي، أبواب الآداب / باب ما جاء في كراهية قيام الرجل للرجل ٢/ ١٠٤)

عن أبي مجلز قال: خرج معاوية، فقام عبد اللّٰه بن الزبير وابن صفوان حين رأوه، فقال: اجلسا، سمعت رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم يقول: من سرّه أن يتمثل له الرجال قيامًا، فليتبوأ مقعده من النار. (سنن الترمذي ٢/ ١٠٤)

عن عبد اللّٰه بن عمرو رضي اللّٰه عنه قال: كان رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم يكره أن يطأ أحد عقبه، ولكن يمين وشمال. (المستدرك للحاكم ٤/ ٣١١ رقم: ٧٧٤٤)

www.besturdubooks.wordpress.com

الحاصل: أنه لا دليل فيما ذكر على كراهة القيام لمجرد الإكرام، فالأولىٰ أن يقال: إن مثل هٰذا الإكرام لم يثبت من السلف، فلو كان داخلاً في عموم نصوص التوقير والإكرام كانوا أحق بالعمل بها نعم! لما كان مثل هٰذا القيام متعارفًا بين الناس، وفي نزعهم عن عادتهم حرج عظيم؛ بل قد يفضي إلى الحقد والعداوة والضرر والإضرار، ومع ذٰلک هو من المسائل الاجتهادية التي اختلف فيها العلماء، فلا ينبغي التشديد فيه والانكار على فاعله؛ بل ينبغي أن من غلب في ظنه كراهته يحتاط فيه لنفسه إن لم يترتب على تركه مفسدة، وهو عندي أعدل الأقوال في هٰذا الباب. (تكملة فتح الملهم ١٢٨/٣) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۲۴/۶/۲۱ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

درس گاہ میں کسی شخص کے آنے پر طلبہ کو کھڑا کرنا؟

سوال (۱۲۳): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: اگر کوئی اُستاذ خواہ دنیوی تعلیم دینے والا ہی کیوں نہ ہو، اگر وہ کہے کہ کوئی شخص باہر سے درس گاہ میں داخل ہو تو سب لوگ کھڑے ہو جانا، خواہ ادباً ہو یا تعظیماً، تو یہ کھڑا ہونا کیسا ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفيق: کسی قابلِ تعظیم شخصیت (مثلاً اُستاذ، بزرگ وغیرہ) کے مجلس میں تشریف لانے پر اہل مجلس کا تعظیماً کھڑے ہوجانا اگرچہ شرعاً جائز ہے؛ لیکن حسبِ تحریر سوال اُستاذ کی طرف سے لڑکوں پر یہ پابندی لگانا کہ جو شخص بھی درس گاہ میں داخل ہو اُس کے اَدب کیلئے وہ کھڑے ہوجایا کریں یہ پابندی درست نہیں، اُستاذ صاحب کو ایسی پابندی نہیں لگانی چاہئے۔

عن أبي سعيد الخدري رضي اللّٰه عنه قال: قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: قوموا إلى سيدكم. متفق عليه (مشكاة المصابيح، كتاب الآداب / باب القيام، الفصل الأول ٤٠٣)

www.besturdubooks.wordpress.com

وقال بعض العلماء: في الحديث إكرام أهل الفضل من علم أو صلاح أو شرف بالقيام لهم إذا أقبلوا، هٰكذا احتج بالحديث جماهير العلماء. (مرقاة المفاتيح، كتاب الآداب / باب القيام ٤٧٤/٨ رشيدية)

يجوز بل يندب القيام تعظيمًا للقادم أي إن كان ممن يستحق التعظيم. (الدر المختار مع الشامي ٥٥١/٩)

عن أبي أمامة رضي اللّٰه عنه قال: خرج علينا النبي صلى اللّٰه عليه وسلم متوكئًا على عصا فقمنا له، فقال: لا تقوموا كما تقوم الأعاجم بعضهم لبعض. (فتح الباري، كتاب الاستئذان / باب قول النبي صلى اللّٰه عليه وسلم قوموا إلىٰ سيدكم ٤٩/١١ رقم: ٦٢٦٢ دار الفكر بيروت) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصورپوری غفرلہ ۱۴۲۴/۵/۸ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

بوڑھی عورتوں کا عالم کے سر پر ہاتھ رکھنا؟

سوال (۱۲۴): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: زید عالم دین ہے تقریباً ۴۰؍ سال کی عمر ہے، مرد وعورت سب ہی عزت کرتے ہیں، گاؤں کی بڑی بوڑھی عورتیں زید کے پاس دین کی بات معلوم کرنے مسئلہ معلوم کرنے آتی ہیں، تو آتے وقت بھی سلام کرکے زید کے سر پر ہاتھ پھیرتی ہیں، اور جاتے وقت بھی سلام کرکے سر پر ہاتھ پھیرتی ہیں، اور دعائیں دیتی ہوئی چلی جاتی ہیں، جب کہ یہ سب غیر محرم ہوتی ہیں۔ معلوم یہ کرنا ہے کہ کیا عورتوں کا از راہِ شفقت یہ طریقہ صحیح ہے یا زید منع کردے کہ تم غیر محرم ہو سر پر ہاتھ مت پھیرو، شرعاً کیا حکم ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اگر عورت بہت بوڑھی ہو تو فی نفسہٖ اُس کا آپ کے سر

www.besturdubooks.wordpress.com

پر ہاتھ پھیرنا اگرچہ جائز ہے؛ لیکن بہتر یہی ہے کہ اُس سے اجتناب کیا جائے، اور اگر کوئی عورت اِس طرح کا ارادہ کرے تو اُسے نرمی سے منع کردیا جائے۔

أما العجوز التي لا تشتهي فلا بأس بمصافحتها ومس يدها إذا أمن، وفي الشامي: وفي رواية: يشترط أن يكون الرجل أيضًا غير مشتهي، وفي الذخيرة: وإن كانت عجوزًا لا تشتهي فلا بأس بمصافحتها أو مس يدها، وكذلک إذا كان شيخًا يأمن على نفسه. وعليها فلا بأس أن يصافحها، وإن كان لا يأمن على نفسهٖ. أو عليها فليجتنب. ثم إن محمدًا أباح المس للرجل إذا كانت المرأة عجوزًا ولم يشترط كون الرجل بحال لا يجامع مثله، وفيما إذا كان الماس هي المرأة الخ. (شامي / كتاب الحظر والإباحة ۵۲۹/۹ زكريا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۱/۲/۱۴۲۹ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

اُستاذ کا طالبِ علم سے جسمانی خدمت لینا؟

سوال (۱۲۵): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: زید جو کہ اُستاذ ہے اپنے شاگرد سے جسمانی خدمت لے سکتا ہے یا نہیں؟ جواز وعدمِ جواز کے جو حدود ہیں بیان فرما کر ممنون ومشکور فرمائیں، مدرسہ ہٰذا کے ایک اُستاذ مظاہری ہیں، وہ خدمت کو گناہ بتاتے ہیں، شریعت کی روشنی میں جواز کے طلب گار ہیں؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: بہت سخت ضرورت ہو اور کوئی فتنہ کا اندیشہ نہ ہو، مثلاً اُستاذ ضعیف العمر ہو اور تنہائی بھی نہ ہو، اور شاگرد پر جبر بھی نہ ہو، تو شاگرد کے لئے فی نفسہٖ اُستاذ کی جسمانی خدمت کی گنجائش ہے؛ لیکن اگر فتنہ کا اندیشہ ہو مثلاً اُستاذ نوجوان ہو اور شاگرد بے ریش ہو یا تنہائی ہو اور تہمت کا موقع ہو تو یہ جسمانی خدمت بلاشبہ گناہ ہوگی، سوال میں جن اُستاذ صاحب نے اِس

www.besturdubooks.wordpress.com

خدمت کو گناہ کہا ہے، وہ اُسی صورت کے بارے میں ہے جس میں عام ابتلاء ہے۔ بریں بناء شاگرد سے خدمت لینے میں سب کو احتیاط لازم ہے، خاص طور پر شاگردوں کو اپنا بے گاری خادم سمجھنا اور اُن کی تعلیم وتربیت پر توجہ دینے سے زیادہ اُن سے خدمت لینے کا اہتمام کرنا بہت زیادہ قابلِ مذمت عمل ہے، مدارس کی زندگی میں بالخصوص اِس سے احتیاط ضروری ہے؛ کیوں کہ احتیاط نہ ہونے کی بنا پر بہت سے فتنے رونما ہوتے ہیں، جن سے علماء اور مدارس کا وقار مجروح ہوتا ہے۔ (مستفاد: فتاویٰ محمودیہ ۳۶/۶ میرٹھ)

المستفاد: قال أنس رضي الله عنه قدم رسول الله صلى الله عليه وسلم المدينة وأنا ابن ثمان سنين، فذهبت بي أمي فقالت: يا رسول الله! إن رجال الأنصار ونسائهم فقالت قد أتحفك غيري، وإني لم أجد ما أتحفك به إلا ابني هٰذا، فاقبل مني يخدمك ما بدا لك، قال؛ فخدمت رسول الله صلى الله عليه وسلم عشر سنين. (تهذيب الكمال ٣٣٥/٢-٣٣٦)

وكان محمد بن الحسن صبيحًا، وكان أبو حنيفة رحمة الله يجلسه في درسه خلف ظهره أو خلف سارية، مخافة خيانة العين، مع كمال تقواه. (الفتاویٰ التاتارخانية ٩٨/١٨ رقم: ٢٨١٦١ زكريا)

اتقوا مواضع التهم ذكره في الأحياء عن سعيد بن المسيب قال: وضع عمر بن الخطاب: ثماني عشر كلمة ...... ومن عرض نفسه للتهمة فلا يلومنّ من أساء به الظن. (كشف الخفاء ٤٥/١ بيروت)

درء المفاسد أولىٰ من جلب المصالح. (الأشباه والنظائر / القاعدة الخامسة ١٤٧)

وإن كان صبيحًا فحكمه حكم النساء، وهو عورة من قرنه إلى قدمه لا يحل النظر إليه عن شهوة، وفيه إشارة إلى أنه لو علم منه الشهوة أو شك حرم النظر كما في المحيط وغيره. (شامي ٥٢٤/٩ زكريا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

املاہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۳۴/۱/۷ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

www.besturdubooks.wordpress.com

اَ کابر کا جسمانی خدمت لینا؟

سوال (۱۲۶):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: جسمانی خدمت اَ کابر بالخصوص حضرت مدنیؒ سے منقول ہے، یقیناً اُستاذ کی خدمت کا ثبوت بھی ہوگا، ایک صاحب کہنے لگے کہ خادم رسول صلی اللہ علیہ وسلم حضرت انس رضی اللہ عنہ سے جسمانی خدمت کے متعلق کوئی روایت منقول نہیں ہے، کوئی ثبوت روایۃً ہو تو تحریر کریں؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے جسمانی خدمت سے متعلق کوئی روایت نہیں ملی، مگر صحابہ کے عمل اور عباراتِ فقہیہ سے خوفِ فتنہ سے حفاظت کی شرط کے ساتھ جسمانی خدمت کا ثبوت ملتا ہے، چناں چہ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ ایک بوڑی عورت سے اپنا پیر دبوایا کرتے تھے۔

عن عبد اللّٰه بن الزبير رضي اللّٰه عنه استاجر عجوزًا لتمرضه وكانت تغمز رجليه. (الهداية ٤/٤٥٩ مكتبة الأمين ديوبند)

اپنی اولاد سے علی الاطلاق خواہ باریش ہوں یا بے ریش، اور مرد کامل باریش سے جسمانی خدمت لینا درست ہے، مگر ران دبوانے سے احتراز کرنا چاہئے، اگر ران دبوانے کی ضرورت ہو اور فتنہ کا بھی کوئی خطرہ نہ ہو تو صرف کپڑے کے اوپر سے دبوانے کی گنجائش ہے۔

يغمز الرجل رجل والديه ولا يغمز فخذ والديه، لا بأس بأن يغمز الرجل الرجل إلى الساق، ويبيح أن يغمز الفخذ ويمسها وراء الثوب. (الفتاویٰ الهندية ٥/٣٢٨)

اور اَمرد سے دبوانا جائز نہیں ہے، اور اہلِ مدارس کو بہر حال طلبہ سے جسمانی خدمت لینے میں احتیاط کرنی چاہئے؛ کیوں کہ اِس میں بہت مفاسد پائے جاتے ہیں۔

وفتنة الأمرد ظاهرة ولا يحتاج إلى خبر، وقد افتى الشيخ محي الدين النووي بمنع النظر إليه، سواء كان بشهوة أو بغير شهوة – إلى قوله – أولىٰ في

www.besturdubooks.wordpress.com

هٰذا الزمان أن يفتى بقول الشيخ محي الدين بظهور الفسق والتنازعة بين الناس. (عيني شرح الهداية ٤/٢٢٦) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۲؍۴؍۱۴۱۹ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

بالغ شاگرد سے اُستانی کا خدمت لینا؟

سوال (۱۲۷): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: ایک لڑکا محمد نعیم جو بچپن سے اُن کے یہاں رہتا ہے اور مرحوم کا شاگرد ہے، اُس کو اس گھر میں رہتے ہوئے ۱۹؍سال ہوگئے ہیں؛ لہٰذا محمد نعیم اپنی اُستانی کے لئے دوا وغیرہ اور دیگر خدمت کرنا چاہتا ہے تو وہ کیا کرے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اگر وہ لڑکا عورت کا قریبی عزیز اور محرم نہیں؛ بلکہ اَجنبی اور محض شاگرد ہے تو باہر پردے میں رہ کر اپنی اُستانی کی خدمت کرسکتا ہے؛ لیکن گھر میں آنا جانا اور جسمانی خدمت کرنا جائز نہ ہوگا۔

الخلوة بالأجنبية حرام. (الدر المختار، كتاب الحظر والإباحة / فصل في النظر والمس ٦/٣٦٨ كراچی، ٩/٥٣٩ زكريا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۲۸؍۱۱؍۱۴۱۴ھ

اَساتذہ کے ساتھ ہنسی مذاق کرنا؟

سوال (۱۲۸): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: طالبِ علم کا اپنے اَساتذۂ کرام کے ساتھ دوستی کرنا کھیلنا اور ہنسی مذاق کرنا اَدب کے دائرے میں کیسا ہے؟

www.besturdubooks.wordpress.com

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: طالبِ علم کو بہر حال اپنے اَساتذہ کا اَدب کرنا چاہئے۔ کوئی بھی ایسا عمل جس سے بے اَدبی کا شائبہ پیدا ہوتا ہو، یا اُستاذ کی تحقیر لازم آتی ہو، طالبِ علم کے محرومی کا سبب بن سکتا ہے، ایسی باتوں سے احتراز کرنا چاہئے؛ البتہ باوقار انداز میں خوش طبعی اور حقیقی دوستی کسی سے منع نہیں ہے۔

عن زربی قال: سمعت انس أبن مالک رضي اللّٰه عنه يقول: جاء شيخ يريد النبي صلى اللّٰه عليه وسلم فأبطأ القوم عنه أن يُوسِّعوا له، فقال النبي صلى اللّٰه عليه وسلم: ليس منا من لم يرحم صغيرنا ولم يؤقر كبيرنا، وقال: بعض أهل العلم: معنى قول النبي صلى اللّٰه عليه وسلم ليس منا ليس من سنتنا، يقول: ليس من أدبنا. (سنن الترمذي / أبواب البر والصلة ١٤/٢)

وفي الحاشية: الظاهر أن ضمير المتكلم كناية عن المسلمين، فالتخصيص لكمال العناية والاهتمام وإلا فرحمة الصغير وتوقير الكبير في الجملة يشمل المسلمين وغيرهم من جهة الصغر والكبر. (حاشية: سنن الترمذي ١٤/٢) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۲/۶/۱۴۳۵ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

❍❖❍

www.besturdubooks.wordpress.com

پڑوسیوں اور رشتہ داروں کے حقوق

پڑوسیوں کو ستانے والے کا اَنجام

سوال (۱۲۹):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: ایسے شخص کا کیا انجام ہوگا جو اپنے پڑوسی کو مسلسل ستاتا ہو، اور ہر وقت تکلیف پہنچانے کے درپے رہتا ہو؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: ایسے شخص کو بہت ڈرنے کی اور انجامِ بد سے خوف کرنے کی ضرورت ہے، اَحادیثِ شریفہ میں پڑوسی کو ستانے پر بڑی سخت وعیدیں وارد ہوئی ہیں، ایک حدیث میں ہے کہ: قیامت کے دن سب سے پہلے دو پڑوسیوں کو دربار خداوندی میں فیصلہ کے لئے کھڑا کیا جائے گا۔ اور ایک حدیث میں ہے کہ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے پڑوسی کو ستایا، گویا اُس نے مجھے ستایا، اور جس نے مجھے دکھ دیا، گویا اُس نے اللہ تعالیٰ کو ایذاء پہنچائی۔ اسی طرح ایک حدیث میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے کسی نے دریافت کیا کہ فلاں عورت نماز، روزہ اور صدقہ خیرات خوب کرتی ہے؛ لیکن اپنی زبان سے پڑوسی کو تکلیف پہنچاتی ہے، آپ نے فرمایا کہ یہ عورت جہنم میں جائے گی، اس کے علاوہ اور بھی بہت سی اَحادیث میں پڑوسیوں کو ستانے والے کے اَنجامِ بد کا تذکرہ ہے، ایک حدیث میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے پڑوسیوں کے حقوق کے بارے میں مجھے اتنی تاکید کی کہ مجھے گمان ہونے لگا کہ شاید پڑوسی کو میراث میں حصہ دار بنانے کا حکم دیا جائے گا۔ اِس لئے مذکورہ شخص کو چاہئے کہ اپنے پڑوسی کے ساتھ حسن سلوک کرے، اور اُس کی ایذاء رسانی سے باز رہنا چاہئے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

عن عقبة بن عامر رضي اللّٰه عنه قال: قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: أول خصمين يوم القيامة جاران. (المسند للإمام أحمد بن حنبل ٤/١٥١)

عن أنس بن مالك رضي اللّٰه عنه قال: قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: من آذى جاره فقد آذاني ومن آذاني فقد آذى اللّٰه، ومن حارب جاره فقد حاربني، ومن حاربني فقد حارب اللّٰه عزوجل. (رواه أبو الشيخ ابن حبان في كتاب التوبيخ، الترغيب والترهيب مكمل، كتاب البر والصلة وغيرهما / الترهيب من آذى الجار وما جاء في تاكيد حقه ص: ٥٤٨ رقم: ٣٨٨٥ بيت الأفكار الدولية)

عن أبي هريرة رضي اللّٰه عنه قال: جاء رجل إلىٰ رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم يشكو جاره، فقال: اذهب فاصبر، فأتاه مرتين أو ثلاثًا، فقال: اذهب فاطرح متاعك في الطريق، فطرح متاعه في الطريق، فجعل الناس يسألونه، فيُخبرهم خبره، فجعل الناس يلعنونه، فعل اللّٰه به وفعل وفعل، فجاء إليه جاره، فقال: ارجع، لا ترى مني شيئًا تكرهه. (سنن أبي داؤد ٢/٧٠١ رقم: ٥١٥٣ دار الفكر بيروت، صحيح ابن حبان ١/٣٦٨ رقم: ٥٢١ دار الكتب العلمية بيروت، المستدرك للحاكم ٤/١٨٣ رقم: ٧٣٠٢)

عن ابن عمر وعائشة رضي اللّٰه عنهم قالا: قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: ما زال جبرئيل عليه السلام يوصيني بالجار حتى ظننت أنه سيورثه. (صحيح البخاري ٢/٨٨٩ رقم: ٦٠١٤-٦٠١٥، صحيح مسلم ٢/٣٢٩ رقم: ٢٦٢٤-٢٦٢٥، سنن الترمذي ٢/١٦ رقم: ١٩٤٢-١٩٤٣، سنن أبي داؤد ٢/٧٠١ رقم: ٥١٥١-٥١٥٢، سنن ابن ماجة رقم: ٣٦٧٣-٣٦٧٤) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

املاہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴؍۳؍۱۴۳۷ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

پڑوسی کے کیا کیا حقوق ہیں؟

سوال (۱۳۰): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے

www.besturdubooks.wordpress.com

میں کہ: ایک پڑوسی کے دوسرے پڑوسی پر شریعت نے کیا کیا حقوق متعین فرمائے ہیں؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: ایک پڑوسی کے دوسرے پڑوسی پر بہت سے حقوق ہیں، حدیث شریف میں ہے کہ اچھا پڑوسی نیک بختی کی علامت ہے۔ پڑوسی کا حق یہ ہے کہ: (۱) اُس کے ساتھ حسنِ سلوک کیا جائے (۲) اُس کو تکلیف نہ پہنچائی جائے (۳) گاہے بگاہے اُسے ہدیہ بھیجا جائے (۴) اگر وہ ہدیہ دے تو اُسے حقیر نہ سمجھیں؛ بلکہ خوش دلی سے قبول کرلیں (۵) اپنے پڑوسی کے لئے وہی پسند کیا جائے جو خود تم اپنے لئے پسند کرتے ہو (۸) پڑوسیوں کی تھوڑی بہت غلطیوں اور تکالیف کو نظر انداز کردیا جائے، وغیرہ۔

عن سعد بن أبي وقاص رضي اللّٰه عنه قال: قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: أربع من السعادة: المرأة الصالحة، والمسكن الواسع، والجار الصالح، والمركب الهنيء. وأربع من الشقاء: الجار السوء، والمرأة السوء، والمركب السوء، والمسكن الضيق. (صحيح ابن حبان رقم: ۳۲)

عن أبي شريح الخزاعي رضي اللّٰه عنه أن النبي صلى اللّٰه عليه وسلم قال: من كان يؤمن باللّٰه واليوم الآخر فليُحسن إلىٰ جاره. (صحيح مسلم، كتاب الإيمان / باب باب الحث على إكرام الجار والضيف الخ ۱/ ۵۰ رقم: ۴۸ بيت الأفكار لدولية، صحيح لبخاري رقم: ۶۰۱۹)

روي عن ابن عمر رضي اللّٰه عنهما قال: قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: كم من جارٍ متعلق بجاره يقول: يا رب سل هٰذا لِمَ أغلق عني بابه، ومنعني فضله. (رواه الأصبهاني، الترغيب والترهيب مكمل، كتاب البر والصلة / الترهيب من أذى الجار وما جاء في تاكيد حقه رقم: ۳۸۹۹ بيت الأفكار الدولية)

عن أنس بن مالک رضي اللّٰه عنهما قال: قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: ما آمن بي من بات شبعانًا وجاره جائعٌ إلى جنبه وهويعلم. (رواه الطبراني

www.besturdubooks.wordpress.com

والبزار، وإسناده حسن، الترغيب والترهيب مكمل، كتاب البر والصلة / الترهيب من أذى الجار وما جاء في تاكيد حقه رقم: ۳۸۹٦ بيت الأفكار الدولية)

عن عمرو بن شعيب عن أبيه عن جده رضي اللّٰه عنه عن النبي صلى اللّٰه عليه وسلم قال: من أغلق بابه دون جاره مخافةً على أهله وماله، فليس ذٰلک بمؤمن، وليس بمؤمن من لم يأمن جاره بوائقه. أتدري ما حق الجار؟ إذا استعانک أعنته، وإذا استقرضک أقرضته، وإذا افتقر عدت عليه، وإذا مرض عدته، وإذا أصابه خير هنَّأته، وإذا أصابته مصيبة عزّيته، وإذا مات اتبعت جنازته، ولا تستطيل عليه بالبنيان فتحجب عنه الريح إلا بإذنه، ولا تؤذه بقُتار ريح قدرک إلا أن تغرف له منها، وإن اشتريت فاكهةً فأهد له، فإن لم تفعل فأدخِلها سرًّا، ولا يخرج بها ولدک ليغيظ بها ولده(الترغيب والترهيب مكمل، كتاب البر والصلة / الترهيب من أذى الجار وما جاء في تاكيد حقه رقم: ۳۸۹۲ بيت الأفكار الدولية)

عن أبي هريرة رضي اللّٰه عنه قال: قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: من كان يؤمن باللّٰه واليوم الآخر فيكرم جاره، قالوا يا رسول اللّٰه! وما حق الجار على الجار؟ قال: إن سألک فأعطه(الترغيب والترهيب مكمل، كتاب البر والصلة / الترهيب من أذى الجار وما جاء في تاكيد حقه رقم: ۳۸۹٤ بيت الأفكار الدولية)

عن أنس رضي اللّٰه عنه قال: قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: والذي نفسي بيده لا يؤمن عبدٌ حتى يُحبَّ لجاره، أوقال: لأخيه، ما يحب لنفسه. (صحيح مسلم رقم: ٤٥، الترغيب والترهيب مكمل، كتاب البر والصلة / الترهيب من أذى الجار وما جاء في تاكيد حقه رقم: ۳۸۸۰ بيت الأفكار الدولية)

عن أبي هريرة رضي اللّٰه عنه عن النبي صلى اللّٰه عليه وسلم قال: يا نساء المسلمات! لا تحقرنّ جارةٌ لجارتها ولو فرسنَ شاةٍ. (صحيح البخاري، كتاب الهبة /

www.besturdubooks.wordpress.com

باب الهبة وفضلها رقم: ٢٥٦٦، صحيح مسلم رقم: ١٠٣٠) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۲۷/۳/۴ ۱۴۳۷ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

غیر مسلم پڑوسیوں کے ساتھ کیا سلوک کرنا چاہئے؟

سوال (۱۳۱): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: اگر ہمارا کوئی دوست یا پڑوسی غیر مسلم ہو، اور اُس کے گھر میں کوئی پیدا ہونے سے لے کر اُس کی موت تک ہم مسلمانوں کو اُس کے ساتھ کس طرح کا معاملہ اور اَخلاق پیش کرنا چاہئے؟ اِس کے بارے میں کچھ حدیثیں اور واقعات تحریر فرمائیں۔

اگر اُن کا کوئی تہوار ہو تو اُن میں ہمارا کردار کیا ہو؟ اور ہمارے تہوار میں، خوشی یا غم میں اُن لوگوں کے ساتھ کیسا پیش آنا چاہئے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: غیر مسلم پڑوسی کے ساتھ اچھا برتاؤ کرنے کی اِسلام میں تعلیم دی گئی ہے؛ لہٰذا اگر پڑوس میں غیر مسلم ہو تو مسلمان کو اُس کی غمی اور خوشی میں شریک رہنا چاہئے، بشرطیکہ شریعت کے کسی حکم کی خلاف ورزی نہ ہو، یعنی مذہبی رسومات کو چھوڑ کر دیگر مواقع میں اُس کی دلجوئی کرنے کے لئے ہر طرح کی پیش قدمی درست اور مستحسن ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے غیر مسلموں کی عیادت بھی فرمائی ہے، اور اُن کے ساتھ حسنِ سلوک بھی کیا ہے۔

عن أنس بن مالك رضي اللّٰه عنه أن غلامًا من اليهود كان مرض، فأتاه النبي صلى اللّٰه عليه وسلم يعوده. (سنن أبي داؤد / باب العيادة ٢/ ٤٤١)

عن مجاهد أن عبد اللّٰه ابن عمر رضي اللّٰه عنهما ذبحت له شاة في أهله، فلما جاء قال: أهديتم لجارنا اليهودي؟ أهديتم لجارنا اليهودي؟ سمعت رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم يقول: ما زال جبرئيل يوصيني بالجار حتى ظننت أنه

www.besturdubooks.wordpress.com

سیورثہ. (سنن الترمذي، أبواب البر والصلة / باب ما جاء في حق الجوار ۲/ ۱٦) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصورپوری غفرلہ ۹/۸/۱۴۲۷ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

رشتہ داروں کے کیا کیا حقوق ہیں؟

سوال (۱۳۲): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: رشتہ داروں کے شریعت میں کیا کیا حقوق وآداب ہیں؟ جن کو برتنا رشتہ داری باقی رکھنے کے لئے ضروری ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: شریعت میں رشتہ داری کونبھانے اور آپس میں صلہ رحمی کرنے کی بہت اہمیت ہے، حدیث شریف میں آتا ہے کہ قیامت کے دن رشتہ داری اور امانت کو مجسم شکل میں پل صراط کے کنارے پر کھڑا کر دیا جائے گا، اور جس نے دنیا میں رشتہ داری کو توڑا ہوگا، اُس سے مؤاخذہ ہوگا، اس لئے رشتہ داروں کے ساتھ صلہ رحمی اور حسن سلوک کا معاملہ کرنا نہایت ضروری ہے، شریعت نے رشتہ داروں کے بہت سے حقوق متعین کئے ہیں، مثلاً: (۱) رشتہ داروں سے گاہے گاہے ملتے جلتے رہنا؛ تاکہ صلہ رحمی برقرار رہے (۲) رشتہ داروں پر خرچ کرنا، اس میں دوہرا اجر ہے، ایک صلہ رحمی کا، دوسرے صدقہ کرنے کا (۳) قریبی رشتہ داروں کو صلہ رحمی میں مقدم رکھنا (۴) رشتہ داروں کی دینی خبر گیری رکھنا، اُنہیں اچھی باتوں کا حکم کرنا اور بری باتوں سے منع کرنا (۵) معمولی لغزشوں کو درگذر کرنا، وغیرہ۔

قال اللّٰہ تعالیٰ: ﴿وَاَنْذِرْ عَشِيْرَتَکَ الْاَقْرَبِيْنَ﴾ [الشعراء: ۲۱٤]

عن جابر رضي اللّٰه عنه قال: أعتق رجلٌ من بني عُذرة عبدًا له، عن دُبُرٍ، فبلغ ذٰلک رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم فقال: ألک مالٌ غیره؟ فقال: لا، فقال: من یشتریه مني؟ فاشتراه نعیمابن عبد اللّٰه العدويُّ بثمان مائة درهم، فجاء بها

www.besturdubooks.wordpress.com

رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم فدفعها إليه، ثم قال: ابتدأ بنفسک فتصدق عليها، فإن فضل شيءٌ فلأهلک، فإن فضل عن أهلک شيء فلذي قرابتک، فإن فضل عن ذي قرابتک شيء فهٰکذا وهٰکذا، يقول: فبين يديک وعن يمينک وعن شمالک. (صحيح مسلم، كتاب الزكاة / باب الابتداء في النفقة بالنفس ثم أهله ثم القرابة ۱/۳۲۲ رقم: ۹۹۷ بيت الأفكار الدولية)

عن حذيفة رضي اللّٰہ عنه قال: قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم: في حديث طويل: وترسل الأمانة والرحم، فتقومان جنبتي الصراط يمينًا وشمالاً ...... قال: وفي حافتي الصراط كلاليب معلقة مأمورةٌ بأخذ من أمرت به، فمخدوش ناجٍ ومكدوس في النار. (صحيح مسلم ۱/۱۱۲ رقم: ۱۹۵ بيت الأفكار الدولية)

عن سلمان بن عامر يبلغ به النبي صلی اللّٰہ علیہ وسلم قال: ...... الصدقة على المسكين صدقة وهي على ذي الرحم ثنتان: صدقة وصلة. (سنن الترمذي، أبواب الزكاة / باب ما جاء في الصدقة على ذى القرابة ۱/۱٤۲)

عن ابن عمر رضي اللّٰہ عنهما قال: قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم: المؤمن الذي يخالط الناس، ويَصبر على أذاهم، أعظم أجرًا من المؤمن الذي لا يُخالط الناس ولا يصبرُ على أذاهم. (سنن ابن ماجة / باب الصبر على البلاء رقم: ٤۰۳۲)

عن العلاء بن خارجة رضي اللّٰہ عنه أن النبي صلی اللّٰہ علیہ وسلم قال: تعلموا من أنسابم ماتصلون به أرحامكم. (رواه الطبراني في الكبير، مجمع الزوائد / باب في علم النسب ۱/۱۹۲، الأحاديث المنتخبة، إكرام المسلم / باب صلة الأرحام ۲۸٦ رقم: ۱۰۸۵) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۳۷/۳/۴ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

رشتہ ناطہ کوتوڑنے کا گناہ

سوال (۱۳۳۳): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے

www.besturdubooks.wordpress.com

میں کہ: ہمارے ایک بہت قریبی رشتہ دار ہیں، معمولی بات چیت پر ناراضگی بڑھ گئی، ہم نے معافی بھی مانگ لی؛ لیکن وہ نہ سلام کا جواب دیتے ہیں، نہ بلانے پر گھر آتے ہیں، اور بار بار کہتے ہیں کہ زندگی میں کبھی تمہاری دہلیز پر قدم نہ رکھوں گا۔ اُن کے بارے میں شریعت میں کیا حکم ہے؟ جب کہ وہ رشتہ ناطہ بالکل ختم کرنے پر لگے ہوئے ہیں، نہ خود آتے ہیں نہ اپنے بچوں اور بچیوں کو بھیجتے ہیں؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اگر وہ رشتہ دار آپ کے معافی مانگنے کے باوجود آپ کے سلام کا جواب نہیں دیتے ہیں، اور بلانے پر آپ کے گھر بھی نہیں آتے ہیں، تو شرعاً وہی گنہگار ہوں گے؛ تاہم آپ برابر اُن کے ساتھ صلہ رحمی اور حسن اخلاق کا مظاہرہ کرتے رہو، اور بہتر ہے کہ کسی ثالث کو جس پر دونوں متفق ہوں، درمیان میں ڈال کر معاملہ کی صلح صفائی کرلیں، بغیر کسی عذر شرعی کے تین دن سے زیادہ بات چیت بند کرنے پر اَحادیث میں سخت وعیدیں وارد ہوئی ہیں۔ ایک حدیث میں ہے کہ رشتہ ناطہ توڑنے والا جنت میں نہیں جائے گا۔

قال اللّٰہ تبارک وتعالیٰ: ﴿وَالصُّلْحُ خَيْرٌ﴾ [النساء، جزء آیت: ١٢٨]

عن جبير بن مطعم رضي اللّٰه عنه أنه سمع النبي صلى اللّٰه عليه وسلم يقول: لا يدخل الجنة قاطع. (صحيح البخاري / باب إثم القاطع ٢/٨٨٥ رقم: ٥٩٨٤)

عن أبي هريرة رضي اللّٰه عنه أن رجلاً قال: يا رسول اللّٰه! إن لي قرابةً، أَصِلُهم ويقطعونّي، وأحسن إليهم ويسيؤن إلي، وأحلم عنهم ويجهلون علي، فقال: لئن كنت كما قلت، فكأنما تسفُّهم الملَّ، ولا يزال معك من اللّٰه ظهير عليهم ما دمت على ذٰلك (صحيح مسلم / باب صلة الرحم ٢/٣١٥ رقم: ٦٥٢٥)

عن عبد اللّٰه بن عمرو رضي اللّٰه عنهما عن النبي صلى اللّٰه عليه وسلم قال: ليس الواصل بالمكافي، ولكن الواصل الذي إذا قُطعت رحمه وصلها.

(صحيح البخاري / باب ليس الواصل بالمكافي ٢/٨٨٦ رقم: ٥٩٩١)

www.besturdubooks.wordpress.com

عن أبي الدرداء رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ألا أخبركم بأفضل من درجة الصيام والصلاة والصدقة؟ قالوا: بلىٰ! قال: صلاح ذات البين، فإن فساد ذات البيت هي الحالقة. (سنن الترمذي / باب في فضل صلاح ذات البيت ٢/٧٧ رقم: ٢٥٠٩)

عن أبي هريرة رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: لا يحل لمسلم أن يهجر أخاه فوق ثلاث، فمن هجر فوق ثلاث فمات دخل النار. (سنن أبي داؤد / باب في هجرة الرجل أخاه ٢/٦٧٣ رقم: ٤٩١٤ دار الفكر بيروت)

عن أبي هريرة رضي الله عنه أن النبي صلى الله عليه وسلم قال: لا يحل لمؤمن أن يهجر مؤمنًا فوق ثلاث، فإن مرَّت به ثلاثٌ فليَلْقَهُ فليسلم عليه، فإن ردَّ عليه السلام فقد اشتركا في الأجر، وإن لم يردَّ عليه فقد باء بالإثم. (سنن أبي داؤد / باب في هجرة الرجل أخاه ٢/٦٧٣ رقم: ٤٩١٢ دار الفكر بيروت) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۴/۳/۱۴۳۷ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

اگر رشتہ دار سلام کا جواب نہ دے تو کیا کرے؟

سوال (۱۳۴): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: اگر کوئی رشتہ دار قطع رحمی پر بضد ہو، اور سلام کا جواب بھی نہ دیتا ہو، تو اُس کا کیا حکم ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفيق: آپ اُن کو برابر سلام کرتے رہیں، اگر وہ جواب نہیں دیتے ہیں، تو سارا گناہ اُن کے اُوپر ہوگا۔

عن عائشة رضي الله عنها أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: لا يكون لمسلم أن يهجر مسلمًا فوق ثلاثة، فإذا لقيه سلَّم عليه ثلاث مرارٍ، كل ذٰلك

www.besturdubooks.wordpress.com

لا يردُّ عليه، فقد باء بإثمه. (سنن أبي داؤد / باب في هجرة الرجل أخاه ٦٧٣/٢ رقم: ٤٩١٣)

عن هشام بن عامرٍ رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: لا يحل لمسلم أن يهجر مسلمًا فوق ثلاث ليالٍ، فإنهما ناكبان عن الحق ما داما على صِرامِهما، وأولهما فيء يكون سبقُه بالفيء كفارةً له، وإن سلم فلم يقبل وردّ عليه سلامَه، ردَّت عليه الملائكة، وردَّ على الآخرِ الشيطانُ، وإن ماتا على صرامهما لم يدخلا الجنة جميعًا أبدًا. (المسند للإمام أحمد بن حنبل ٢٠/٤، كذا في الترغيب والترهيب مكمل ص: ٥٨٤ رقم: ٤١٩٢ بيت الأفكار الدولية) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۳۷/۳/۴ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

ایک سال تک بھائی سے نہ بولنا؟

سوال (۱۳۵): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: میرا بھائی مجھ سے ایک سال سے زیادہ ہوگیا، ناراض رہتا ہے، میں بات چیت کرنے کی کوشش کرتا ہوں، تو کہتا ہے کہ میرا تیرا زندگی میں کوئی واسطہ نہیں، میرے پاس نہ آیا کر، اَب مجھے ڈر ہے کہ اگر اِسی حال میں موت آگئی تو اللہ کے یہاں کیا منہ دکھانا ہوگا؟ آپ بتائیں میں کیا کروں؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: حدیث میں آتا ہے کہ جس نے ایک سال تک اپنے بھائی سے بات چیت بند رکھی، گویا اُس نے اپنے اِس بھائی کا خون کردیا، یعنی ایک سال تک قطع تعلقی کا اتنا بڑا گناہ ہے جیسے ناحق قتل کرنے کا، اس لئے آپ کے بھائی کو چاہئے کہ اُخوت اور بھائی چارگی کے رشتہ کو برقرار رکھے، قطع تعلقی کرکے ناحق آخرت کی سزا کو مول لینا عقل مندی نہیں، اللہ تعالیٰ معاف کرنے والوں سے خوش ہوتے ہیں۔ حدیث میں ہے کہ جو دنیا میں کسی کو معاف کرے گا اللہ تعالیٰ آخرت میں اُسے معاف کردے گا، آپ اپنے بھائی تک یہ سب باتیں پہنچائیں، اور

www.besturdubooks.wordpress.com

اُن کے ساتھ صلہ رحمی کے ساتھ مسلسل دعا واستغفار کرتے رہیں، اُمید ہے کہ اللہ تعالیٰ اُن کے دل کو نرم فرمادیں گے۔

قال اللّٰہ تعالیٰ: ﴿فَمَنْ عَفَا وَاَصْلَحَ فَاَجْرُهٗ عَلَى اللّٰهِ﴾ [البقرة: ٤٠]

وقال اللّٰہ سبحانه وتعالیٰ: ﴿وَالْعَافِيْنَ عَنِ النَّاسِ، وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ﴾ [آل عمران، جزء آیت: ١٣٤]

عن أبي خراش السلمي رضي اللّٰہ عنه أنه سمع رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم يقول: من هجر أخاه سنةً فهو كسفك دمه (سنن أبي داؤد، كتاب الأدب / باب في هجرة الرجل أخاه ٦٧٣/٢ رقم: ٤٩١٥ دار الفكر بيروت)

عن جَودَان رضي اللّٰہ عنه قال: قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم: من اعتذر إلى أخيه بمعذرةٍ فلم يقبلها، كان عليه مثل خطيئة صاحبِ مَكسٍ. (سنن ابن ماجة / باب المعاذير رقم: ٣٧١٨) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۴/۳/۱۴۳۷ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

○❖○

www.besturdubooks.wordpress.com

عام مسلمانوں کے حقوق

کسی کی عیب جوئی کرنا ؟

سوال (۱۳۶): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: کسی کا عیب تلاش کرنا، ہر وقت اُس کی ٹوہ میں لگے رہنا، اور معمولی غلطی نظر آجانے پر لوگوں میں اُسے رسوا کرنا شرعاً کیسا ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: ایک مسلمان کے لئے ہرگز یہ بات روا نہیں کہ دوسرے مسلمان بھائی کے عیوب پر نظر رکھے، اور لوگوں کے سامنے اُسے رسوا کرے، قرآن کی اِصطلاح میں اُسے ''تجسس'' کہتے ہیں، جس سے منع کیا گیا ہے؛ لہٰذا اگر مسلمان کا کوئی عیب نظر پڑے تو اُسے چھپالے، لوگوں کے سامنے ظاہر کرکے اُسے ذلیل نہ کرے۔

قال اللّٰہ تعالیٰ: ﴿یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اجْتَنِبُوْا کَثِیْرًا مِنَ الظَّنِّ، اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ وَلاَ تَجَسَّسُوْا﴾ [الحجرات، جزء آیت: ۱۲]

عن معاوية رضي اللّٰه عنه قال: سمعت رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم يقول: إنک إن اتبعت عورات الناس أفسدتهم، أو كدت أن تفسدهم (سنن أبي داؤد، كتاب الأدب / باب في التجسس ۲/ ٦٧٠ رقم: ٤٨٨٨ دار الفكر بيروت)

عن أبي برزة الأسلمي رضي اللّٰه عنه قال: قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: يا معشر من آمن بلسانه ولم يدخل الإيمانُ قلبه! لا تغتابوا المسلمين ولا تتبعوا عوراتهم، فإنه من اتبع عوراتهم يتّبع اللّٰه عورته، ومن يتبع اللّٰه عورته

www.besturdubooks.wordpress.com

يفضحه في بيته. (سنن أبي داؤد، كتاب الأدب / باب في الغيبة ٦٦٨/٢ رقم: ٤٨٨٠ دار الفكر بيروت)

عن ابن عباس رضي اللّٰه عنهما عن النبي صلى اللّٰه عليه وسلم قال: من ستر عورة أخيه المسلم ستر اللّٰه عورته يوم القيامة، ومن كشف عورة أخيه المسلم كشف اللّٰه عورته حتى يَفضحَه بها في بيته. (سنن ابن ماجة، كتاب الحدود / باب الستر على المؤمن ودفع الحدود بالشبهات ١٨٣/١ رقم: ٢٥٤٦) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

املاہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۳۷/۳/۱ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

ایک مسلمان کے دوسرے مسلمان پر کیا کیا حقوق ہیں؟

سوال (۱۳۷): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: حضرت مفتی صاحب حقوق المسلمین سے متعلق تفصیل مطلوب ہے، آپ قرآن وحدیث کی روشنی میں مدلل حوالوں کے ساتھ تمام حقوق المسلمین کا استقصاء کرکے تحریر فرمانے کی زحمت فرمائیں؛ تاکہ قارئین کے فائدہ کے لئے اُسے ہم بحیثیت ایجنڈے کے دوسروں تک بھی پہنچا سکیں، اور ممکن ہو تو علیحدہ سے بھی کتابچہ کی شکل میں چھاپ سکیں؛ اس لئے کہ آج کے اِس پرفتن دور میں مسلمان کی آبروریزی، اُس کی عزت سے کھلواڑ، اُس کے مال کا بے محابہ استعمال ہے، اور عام معاشرتی زندگی کے اُصولِ شریعت یہ ہیں کہ: سلام، بڑوں کا اَدب واحترام، بچوں پر شفقت، ایک دوسرے کے عیوب پر پردہ داری، برسرِ عام ہر ایک کو رسوا نہ کرنا، مسلمان کی عزتِ نفس کا احترام وغیرہ ہو، اور اب اسلامی آداب واُصول سے ہٹ کر جانوروں کی طرح زندگی گذاری جارہی ہے، جس میں تحفظ انسانیت کے جملہ حقوق وآداب اور اُصول کو بالائے طاق رکھ دیا گیا ہے۔ اُمید ہے کہ اگر آنجناب تفصیل اور تتبع کے ساتھ ایک فہرست کی شکل میں حقوق وآدابِ اِنسانیت کو جمع فرمادیں، تو یہ ایک صدقہ جاریہ کی طرح گھر گھر میں پہنچے گا، اور عام وخاص اس سے فیض یاب ہوں گے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفيق: شریعتِ اسلامیہ میں ایک مسلمان کے دوسرے مسلمان پر بہت سے حقوق عائد کئے گئے ہیں، اگر انسانی معاشرے میں اُن کا لحاظ رکھا جائے تو بہت جلد پورا معاشرہ برائیوں سے پاک اور اِنسانیت کی اَقدار سے بھر جائے گا، اور اَمن کا گہوارہ بن جائے گا، اِس لئے ذیل میں اَحادیث کے حوالوں کے ساتھ مختصر انداز میں ایک مسلمان کو دوسرے مسلمان کے ساتھ کس طرح پیش آنا چاہئے، اُس کے متعلق چند اُصول اور آداب ذکر کئے جاتے ہیں:

(۱) ہر مسلمان کو دوسرے مسلمان کے ساتھ خیر خواہی کا برتاؤ کرنا چاہئے۔

عن جرير بن عبد الله رضي الله عنه قال: بايعت رسول الله صلى الله عليه وسلم على إقام الصلاة وإيتاء الزكاة والنصح لكل مسلم. (صحيح البخاري، كتاب الإيمان / باب قول النبي ﷺ: الدين النصيحة الخ ۱۳/۱ رقم: ٥٧، صحيح مسلم رقم: ٥٦)

عن أبي هريرة رضي الله تعالىٰ عنه عن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: إن الدين النصيحة، إن الدين النصيحة، إن الدين النصيحة، قالوا: لمن يا رسول الله؟ قال: لله ولكتابه ولرسوله ولأئمة المسلمين وعامتهم. (سنن النسائي / باب النصيحة للإمام رقم: ٤٢٠٤)

(۲) حتی المقدور اُنہیں نفع پہنچانے کی کوشش کرنی چاہئے۔

عن جابر بن عبد الله رضي الله عنه يقول: لدغت رجلاً منا عقرب، ونحن جلوس مع رسول الله صلى الله عليه وسلم، فقال رجل: يا رسول الله! أرقِي؟ قال: من استطاع منكم أن ينفع أخاه فليفعل. (صحيح مسلم، كتاب السلام / باب استحباب الرقية من العين والنملة ۲۲۳/۲ رقم: ۲۱۹۹ بيت الأفكار الدولية)

(۳) ملاقات کے وقت سلام کو عام کرنا چاہئے۔

عن عبد الله بن عمرو بن العاص رضي الله عنهما أن رجلاً سأل رسول

www.besturdubooks.wordpress.com

اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم: أي الإسلام خيرٌ؟ قال: تطعم الطعام وتقرأ السلام على من عرفت و من لم تعرف. (صحيح البخاري، كتاب الإيمان / باب إطعام الطعام من الإسلام ٦/١ رقم: ١٢، صحيح مسلم ، كتاب الإيمان / باب بيان تفاضل الإسلام رقم: ٤٢ بيت الأفكار الدولية)

عن ابن مسعود رضي اللّٰہ عنه قال: قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم: إن من أشراط الساعة أن يسلم الرجل على الرجل لا يسلم عليه إلا للمعرفة.

(المسند للإمام أحمد بن حنبل ٤٠٦/١)

(۴) اگر کوئی عذر نہ ہوتو مسلمان کی دعوت قبول کرنی چاہئے۔

عن ابن عمر رضي اللّٰہ عنهما قال: قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم: ائتوا الدعوة إذا دُعيتم. (صحيح مسلم، كتاب النكاح / باب الأمر بإجابة الداعي ٤٦٢/١ رقم: ١٤٢٩ بيت الأفكار الدولية)

(۵) مسلمان کی چھینک کا جواب دینا یعنی ''الحمد للّٰہ'' کے جواب میں ''یرحمک اللّٰہ'' کہنا۔

عن أبي هريرة رضي اللّٰہ عنه عن النبي صلی اللّٰہ علیه وسلم: إن اللّٰہ يحب العطاس ويكره التثاؤب، فإذا عطس أحدكم و حمد اللّٰہ كان حقًّا على كل مسلم سمعه أن يقول له: يرحمك اللّٰہ، وأما التثاؤب فإنما هو من الشيطان، فإذا تثاءب أحدكم فليرده ما استطاع، فإن أحدكم إذا تثاءب ضحك منه الشيطان (صحيح البخاري، كتاب الأدب / باب إذا تثاءب فليضع يده على فيه ٩١٩/٢ رقم: ٦٢٢٦ دار الفكر بيروت)

(۶) مسلمان بیمار ہو جائے تو اُس کی عیادت کرنا۔

عن أبي هريرة رضي اللّٰہ عنه قال: قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم: من عاد مريضًا أو زار أخا له في اللّٰہ ناداه منادٍ أن طبتَ وطاب ممشاك وتبوأت من الجنة منزلاً. (سنن الترمذي / باب ما جاء في زيارة الإخوان ٢١/٢ رقم: ٢٠٠٨)

www.besturdubooks.wordpress.com

عن ثوبان رضي اللّٰه عنه مولیٰ رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم عن رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم قال: من عاد مريضًا لم يزل في خرفة الجنة. قيل: يا رسول اللّٰه! وما خُرفة الجنة؟ قال: جناها. (صحيح مسلم / باب فضل عيادة المريض ۳۱۸/۲ رقم: ٦٥٥٤ بيت الأفكار الدولية)

(۷) مسلمان کا انتقال ہوجائے تو اُس کے جنازہ کے ساتھ قبرستان تک جانا۔

عن أبي هريرة رضي اللّٰه عنه قال: قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: من شهد الجنازة حتى يُصلّى عليها فله قيراط، ومن شهدها حتّى تُدفن فله قيراطان، قيل: وما القيراطان؟ قال: مثل الجبلين العظيمين. (صحيح مسلم / باب فضل الصلاة على الجنازة واتباعها ۳۰۷/۱ رقم: ۲۱۸۹ بيت الأفكار الدولية)

(۸) مسلمان بھائی کے لئے وہی پسند کرنا جو اپنے لئے پسند ہو۔

عن أنس بن مالک رضي اللّٰه عنه عن النبي صلى اللّٰه عليه وسلم قال: لا يؤمن أحدكم حتى يحب لأخيه ما يحب لنفسه. (صحيح البخاري، كتاب الإيمان / باب من الإيمان أن يحب لأخيه ٦/١ رقم: ۱۳ دار الفكر بيروت)

(۹) مسلمان بھائی کی طرف سے آنے والی تکلیف پر صبر کرنا، اور اُس کے ساتھ حسن سلوک کا معاملہ کرنا۔

عن حذيفة رضي اللّٰه عنه قال: قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: لا تكونوا إمّعة تقولون: إن أحسن الناس أحسنًا، وإن ظلموا ظلمنا، ولكن وطّنوا أنفسكم، إن أحسن الناس أن تُحسنوا، وإن أساءوا فلا تظلموا. (سنن الترمذي / باب ما جاء في الإحسان والعفو ۲۱/۲ رقم: ۲۰۰۷)

(۱۰) اگر کسی مسلمان سے تکلیف پہنچے یا وہ ذاتی نقصان کردے تو حتی المقدور اُس سے درگذر کردینا اور انتقام نہ لے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

عـن عـائشة رضـي اللّٰه عنها أنها قالت: ما انتقم رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسـلـم لنفسه في شيء قطُّ إلا أن تُنتهک حرمة اللّٰه فينتقم بها للّٰه (صحيح البخاري، كتاب الأدب / باب قول النبي يسروا ولا تعسروا ٢/ ٩٠٤ رقم: ٦١٢٦ دار الفكر بيروت)

(١١) مقروض کو قرض کی اَدائیگی میں مہلت دینا۔

عـن عـمـران بـن حـصين رضي اللّٰه عنهما قال: قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عـليه وسلم: من كان له على رجل حقٌ فمن أخره كان له بكل يوم صدقة. (المسند للإمام أحمد بن حنبل ٤/ ٤٤٢)

(١٢) بوڑھے مسلمان کا اِکرام واحترام کرنا اور اُس کو سہارا دینا۔

عـن أبـي مـوسـى الأشـعري رضي اللّٰه عنه قال: قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عـليـه وسـلـم: إن مـن إجـلال اللّٰه إكرام ذي الشيبة المسلم، وحامل القرآن غير الغالي فيه والجافي عنه، وإكرام ذي السلطان المقسط. (سنن أبي داؤد / باب في تنزيل الناس منازلهم ٢/ ٦٦٥ رقم: ٤٨٤٣ دار الفكر بيروت)

(١٣) بڑوں کا اَدب کرنا، چھوٹوں پر شفقت کرنا، علماء کی عزت کرنا۔

عـن عبـادة بن الصامت رضي اللّٰه عنه أن رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم قـال: ليـس مـن أمتـي مـن لـم يُجلَّ كبيرنا، ويرحم صغيرنا، ويعرف لعالمنا حقه. (المسند للإمام أحمد بن حنبل، مجمع الزوائد / باب في معرفة حق العالم ١/ ١٢٧)

عـن أبـي أمـامة رضـي اللّٰه عنه قال: قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: أُوصِـي الـخـليـفة مـن بـعـدي بتـقـوى اللّٰه، وأوصيه بجماعة المسلمين أن يعظم كبيرهم، ويرحم صغيرهم، ويوقر عالمهم، وأن لا يضربهم فيذلهم، ولا يوحِشهم فيـكـفـرهـم، وأن لا يـخـصيَهـم فيقطع نسلهم، وأن لا يغلق بابه دونه فيأكل قويهم ضعيفهم. (السنن الكبرىٰ للبيهقي ٨/ ٣٩٦ رقم: ١٦٦٤٤ دار الحديث القاهرة)

www.besturdubooks.wordpress.com

(۱۴) بڑے لوگوں کی غلطیوں سے صرف نظر کرنا۔

عن عائشة رضي اللّٰه عنه قالت: قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: أقيلوا ذوی الهيئات عثراتهم إلا الحدود. (سنن أبي داؤد / باب في الحد يشفع فيه ٦٠١/٢ رقم: ٤٣٧٥ دار الفكر بيروت)

(۱۵) مسلمان بھائی سے مسکرا کر خندہ پیشانی سے پیش آنا۔

عن أبي ذر رضي اللّٰه عنه قال: قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: تبسمک في وجه أخيک لک صدقة الخ. (سنن الترمذي / باب ما جاء في صنائع المعروف ١٧/٢ رقم: ١٩٥٦)

(۱۶) مسلمان بھائی کی مدد کرنا، اس کے کام کاج میں ہاتھ بٹانا، اور اُس کی ضرورت پورا کرنا۔

عن ابن عباس رضي اللّٰه عنهما عن النبي صلى اللّٰه عليه وسلم قال: من مشى في حاجة أخيه كان خيرًا له من اعتكافه عشر سنين، ومن اعتكف يومًا ابتغاء وجه اللّٰه جعل اللّٰه بينه وبين النار ثلاث خنادق، كل خندق أبعدُ ما بين الخافقين. (رواه الطبراني في الأوسط وإسناده جيد، مجمع الزوائد / باب فضل قضاء الحوائج ١٩٢/٨)

(۱۷) مسلمان کی آبرو ریزی سے بچنا۔

عن جابر بن عبد اللّٰه وأبي طلحة بن سهل الأنصاري رضي اللّٰه عنهم يقولان: قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: ما من امرئ يخذلُ امرءًا مسلمًا في موضع يُنتهک فيه حرمته ويُنتقص فيه من عرضه إلا خذله اللّٰه في موطنٍ يحب فيه نصرته، وما من امرئ ينصر مسلمًا في موضع يُنتقص فيه من عِرضه ويُنتهک فيه من حرمته إلا نصره اللّٰه في موطن يُحبّ نصرته. (سنن أبي داؤد / باب الرجل يذب عن عرض أخيه ٦٦٩/٢ رقم: ٤٨٨٤ دار الفكر بيروت)

(۱۸) اگر کسی مسلمان کو کوئی برائی کرتا دیکھے تو حسن اخلاق سے اُس کو منع کرے اور اچھی

www.besturdubooks.wordpress.com

بات کی اُسے دعوت دے۔

عن أبي موسى الأشعري رضي اللّٰه عنه قال: قال النبي صلى اللّٰه عليه وسلم: على كل مسلم صدقة، قالوا: ...... فإن لم يفعل؟ قال: فليأمر بالخير أو قال: بالمعروف الخ. (صحيح البخاري / باب كل معروف صدقة رقم: ٦٠٢٢ دار الفكر بيروت)

(۱۹) مسلمان بھائی کو اپنی زبان اور ہاتھ سے تکلیف نہ دے، حدیث شریف میں سب سے اچھا مؤمن اُس شخص کو بتایا گیا ہے جس کے ہاتھ اور زبان کے شر سے دوسرے لوگ محفوظ رہیں۔

عن عبد اللّٰه بن عمرو رضي اللّٰه عنهما عن النبي صلى اللّٰه عليه وسلم قال: المسلم من سلم المسلمون من لسانه ويده، والمهاجر من هجر ما نهى اللّٰه عنه. (صحيح البخاري، كتاب الإيمان / باب المسلم من سلم المسلمون الخ ٦/١ رقم: ١٠)

عن أبي موسىٰ الأشعري رضي اللّٰه عنه قال: قالوا: يا رسول اللّٰه! أي الإسلام أفضل؟ قال: من سلم المسلمون من لسانه ويده. (صحيح البخاري / باب أي الإسلام أفضل ٦/١ رقم: ١١ دار الفكر بيروت)

(۲۰) مسلمان کے ساتھ خرید وفروخت، لین دین اور دیگر سبھی معاملات میں سچائی اور اَمانت داری کا معاملہ کرنا اور دھوکہ دہی اور خیانت سے باز رہنا۔

عن أبي هريرة رضي اللّٰه عنه قال: قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: المسلم أخو المسلم لا يخونه ولا يكذبه ولا يخذله، كل المسلم على المسلم حرام عرضه وماله ودمه، التقوىٰ ههنا، بحسب امرئ من الشر أن يحتقر أخاه المسلم.

(سنن الترمذي، أبواب البر والصلة / باب ما جاء في شفقة المسلم على المسلم ١٤/٢)

(۲۱) کسی کے سودے پر اپنا سودا نہ کرنا۔

عن عقبة بن عامر رضي اللّٰه عنه على المنبر يقول: إن رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم قال: المؤمن أخو المؤمن، فلا يحل للمؤمن أن يَبتاع على بيع

www.besturdubooks.wordpress.com

أخيـه، ولا يخطب على خطبة أخيه حتى يذر. (صحيح مسلم، كتاب النكاح / باب تحريم الخطبة على خطبة أخيه الخ ٤٥٤/١ رقم: ١٤١٤ بيت الأفكار الدولية)

(۲۲) کسی کے پیغامِ نکاح پر اپنا پیغامِ نکاح نہ بھیجنا۔

عن عقبة بن عامر رضي اللّٰه عنه على المنبر يقول: إن رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم قال: المؤمن أخو المؤمن، فلا يحل للمؤمن أن يَبتاع على بيع أخيه، ولا يخطب على خطبة أخيه حتى يذر. (صحيح مسلم، كتاب النكاح / باب تحريم الخطبة على خطبة أخيه الخ ٤٥٤/١ رقم: ١٤١٤ بيت الأفكار الدولية)

(۲۳) مسلمان کی خوشی اور اُس کے غم میں شریک ہونا۔

عن أبي موسىٰ الأشعري رضي اللّٰه عنه عن النبي صلى اللّٰه عليه وسلم قال: إن المؤمن للمؤمن كالبنيان يشد بعضه بعضًا. وشبّک صلى اللّٰه عليه وسلم أصابعه. (صحيح البخاري، كتاب الصلاة / باب تشبيك الأصابع في المسجد وغيره ٦٩/١ رقم: ٤٨١ دار الفكر بيروت)

(۲۴) کسی کے نسب میں طعن وتشنیع کرنے سے بچنا۔

عن أبي هريرة رضي اللّٰه عنه قال: قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: إثنتان في الناس هما بهم كفر: الطعن في النسب، والنياحة على الميت. (صحيح مسلم، كتاب الإيمان / باب إطلاق اسم الكفر على الطعن ٥٨/١ رقم: ٦٧ بيت الأفكار الدولية)

(۲۵) گاہے گاہے مسلمان بھائی کو ہدیہ دیتے رہنا، اس سے محبت میں اِضافہ ہوگا، اور اگر کوئی مسلمان بخوشی آپ کو ہدیہ پیش کرے تو اُسے قبول کرنا؛ کیوں کہ اِس سے ہدیہ دینے والے کو خوشی ہوگی۔

قال النبي صلى اللّٰه عليه وسلم: أجيبوا الداعي ولا تردوا الهدية. (الأدب المفرد / باب حسن الملكة ٦٧/١ رقم: ١٥٧)

عن عطاء الخراساني أن رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم قال: تصافحوا

www.besturdubooks.wordpress.com

يـذهـب عنكم الغِلُّ، وتهادَوا تحابوا وتذهب الشحناء. (المؤطا للإمام مالك ۹۰۸/۲،

الأدب المفرد / باب قبول الهدية ۲۰۸/۱ رقم: ٥٩٤)

(۲۶) کسی مسلمان کو حقیر نہ سمجھنا۔

عن أبي هريرة رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم في حديث طويل: ...... بحسب امرئ من الشر أن يحقر أخاه المسلم الخ. (صحيح مسلم،

كتاب البر والصلة / باب تحريم ظلم المسلم وخزله واحتقاره ۳۱۷/۱ رقم: ٢٥٦٤ بيت الأفكار الدولية)

(۲۷) حسد، بغض، باہمی نفرت وعداوت سے بچنا اور ایک دوسرے کے ساتھ اُخوت وہمدردی کا معاملہ کرنا۔

عـن أبـي هريرة رضي الله عنه عن النبي صلى الله عليه وسلم: إياكم والظن، فـإن الظن أكذب الحديث، ولا تحسسوا ولا تجسسوا ولا تحاسدوا ولا تدابروا ولا تبـاغـضوا وكونوا عباد الله إخوانًا. (صـحيـح البخاري، كتاب الأدب / باب ما يُنهى من

التـحـاسـد والتـدابـر رقـم: ٦٠٦٤، صـحيـح مسـلـم، كتاب البر والصلة / باب تحريم ظلم المسلم وخزله

واحتقاره ۳۱٦/۱ رقم: ٢٥٦٣ بيت الأفكار الدولية)

(۲۸) اپنے مسلمان بھائی کے لئے اُس کی پیٹھ پیچھے دعا کرنا۔

عن أبي الدرداء رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: مـا مـن عبـد مسـلـم يدعو لأخيه بظهر الغيب إلا قال الملكُ: ولک بمثل. (صحيح

مسلم، كتاب الذكر والدعاء / باب فضل الدعاء للمسلمين بظهر الغيب ۳۵۱/۲ رقم: ۲۷۳۲)

(۲۹) مسلمان کے مرنے کے بعد اُس کی خوبیوں کا تذکرہ کرنا۔

عـن ابن عمر رضي الله عنهما قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: أذكـروا مـحـاسن موتاكم وكفوا عن مساويهم. (سـنـن أبي داؤد، كتاب الأدب / باب في

النهي عن سب الموتىٰ ۶۷۱/۲ رقم: ٤٩٠٠) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۲۷/۳/۴ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

www.besturdubooks.wordpress.com

اِحسان کا بدلہ اِحسان؟

سوال (۱۳۸): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: اِسلام میں اِحسان ماننے سے متعلق کیا حکم ہے؟ اُس حدیث مقدسہ کی روشنی میں جو اِس طرح سنی ہے کہ ''جو انسان کا شکر گزار نہیں وہ خدائے پاک کا شکر گزار نہیں ہوسکتا''؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اِحسان کا بدلہ اِحسان کرکے ہی دینا چاہئے۔ آیت قرآنی: ﴿هَلْ جَزَآءُ الْإِحْسَانِ إِلَّا الْإِحْسَانُ﴾ [الرحمٰن: ٦٠] سے بھی یہی حکم مستفاد ہوتا ہے۔

نیز حدیث میں ہے کہ: ''جو شخص لوگوں کا شکریہ اَدا نہ کرے وہ اللہ تعالیٰ کا بھی کامل شکریہ ادا نہیں کرسکتا''۔

عن أبي هريرة رضي الله عنهما قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من لم يشكر الناس لم يشكر الله. (سنن الترمذي/ باب ما جاء في الشكر رقم: ١٩٥٤) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۵/۱۱/۱۴۱۴ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

اِمام صاحب پر اِحسان کرکے بے عزتی کرنا اور اِحسان جتلانا؟

سوال (۱۳۹): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: زید ایک مسجد میں ۹؍سال سے امام ہے، ۳؍سال پہلے زید کی ملاقات مسجد کے مؤذن صاحب کے ذریعہ ایک بزرگ صاحبہ سے ہوئی، جو آسیب کے اَثرات سے پریشان تھیں، زید نے اُن کا کرتا دیکھ کر کہا کہ آپ پر اَثرات ہیں؛ لیکن میں آپ کا علاج نہیں کرسکتا؛ کیوں کہ میں عامل نہیں ہوں؛ البتہ میرے جاننے والے ایک عامل ہیں اگر آپ کہیں تو آپ کا علاج اُن سے کرادوں، تو اُن صاحبہ نے کہا کہ بیٹا تمہارا بڑا اِحسان رہے گا اور تم مجھے اپنی ماں سمجھو، زید نے اپنی ماں کی طرح ہی سمجھ کر اُن صاحبہ کی ملاقات ایک عامل صاحب سے کرادی، علاج ہوا اور فائدہ بھی الحمدللہ بہت ہوا، اور زید نے مذکورہ صاحبہ کو یہ نہیں کہا کہ آپ علیل صاحبہ کو یہ دیں، انہوں نے جو

www.besturdubooks.wordpress.com

بھی دیا اپنی خوشی سے دیا اور اپنے لئے بھی کچھ سوال نہیں کیا، بعد میں یہ کہہ کر علاج بند کر دیا کہ اَب فائدہ نہیں ہورہا ہے، مذکورہ صاحبہ نے زید کو بیٹا بنا کر زید کے آپریشن میں بصد ہدیہ دیا اور ایک موبائل اور ایک بیڈ بھی بنوا کر دیا، اور اِس کے علاوہ بھی دیا، اور یہ کہا کہ بیٹا یہ تمہاری خدمت کا اَجر نہیں ہے، اَجر تو اللہ دے گا، میں تو اپنا بیٹا بنا کر دے رہی ہو، لوں میرا بھی تو کچھ فرض ہے، اور اللہ شاہد و ناظر ہے، زید نے کبھی کوئی سوال اُن صاحبہ سے نہیں کیا، اور بعد میں وہ اپنے طور پر ناراض ہوگئیں، اور زید کے مقتدیوں کو ورغلانہ شروع کر دیا کہ زید کو میں نے یہ دیا یہ دیا۔

اَب جواب طلب بات یہ ہے کہ اِحسان کر کے جتلانا یا لوگوں میں بے آبرو کرنے کی کوشش کرنا کیسا ہے؟ اور اُس احسان کا اَجر باقی رہتا ہے یا ختم ہوجاتا ہے؟ اور لوگوں کا یہ کہنا کہ زید نے یہ کام غلط کیا ہے، اور زید کے پیچھے اَب نماز جائز نہیں ہے۔ اَز روئے شرع زید کیا ایک مریض کو معالج سے ملوا کر اتنا بڑا مجرم بن گیا کہ اُس کے پیچھے نماز بھی جائز نہیں رہی، اگر ایسا نہیں ہے تو اُن لوگوں کے لئے کیا حکم ہے اور مذکورہ صاحبہ کے لئے بھی؟ اور کیا اِس وجہ سے زید کو اِمامت سے برطرف کرنے کا حق ہے یا نہیں؟ اور ایک مؤمن یا اِمام کی آبروریزی کرنا شریعت کی نظر میں کیسا ہے؟ قرآن وحدیث کی روشنی میں مدلل ومفصل جواب سے نوازیں، عین کرم ہوگا؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: سوال میں ذکر کردہ تفصیلات اگر واقعہ کے مطابق ہیں، اور مذکورہ صاحبہ نے اِمام صاحب کو بلاطلب ہدایا دئے ہیں، تو اَب ناراضگی کی وجہ سے اُن احسانات کو جتا کر اِمام صاحب کی بے عزتی کرنا سخت ناپسندیدہ عمل ہے، حدیث شریف میں ایسے شخص پر لعنت آئی ہے، جو اِحسان کر کے اُسے جتایا کرتا ہو۔ اور محض اِس بنیاد پر اِمام کی اِمامت میں کوئی فرق نہیں آتا، اور نہ ہی اِس وجہ سے اِمام مسجد سے برطرفی کا مستحق ہوسکتا ہے۔

قال اللّٰہ تعالیٰ: ﴿يٰٓأَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا لاَ تُبْطِلُوْا صَدَقَاتِكُمْ بِالْمَنِّ وَالْأَذٰى﴾

[البقرۃ، جزء آیت: ٢٦٤]

www.besturdubooks.wordpress.com

عن أبي ذر ﷺ عن النبي ﷺ أنـه قال: ثلاثة لا يكلمهم اللّٰه ولا ينظر إليهم يـوم القيامة، ولا يزكيهم ولهم عذاب أليم. قلت: من هم يا رسول اللّٰه! فقد خابوا وخسـروا؟ فـأعـادهـا ثـلاثًـا، قـلـت: مـن هم يا رسول اللّٰه! خابو وخسروا؟ قال: المسبل، والمنان، والمنفق سلعته بالحلف الكاذب أو الفاجر. (سنن أبي داؤد ۲/ ٥٦٥)

فـأمـا الـمـعـطـي إذا الـتـمس بعطائه الجزاء، وطلب به الشكر والثناء كان صـاحـب سمعةٍ ورياءٍ، وهذهين من الذم ما ينافي السخاء، وإن طلب الجزاء كان تأجرًا مربحًا، لا يستحق حمدًا ولا مدحًا. (تفسير القرطبي ۳/ ۳۰۸ بيروت) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

املاہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۳۲/۵/۲۶ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

اِحسان جتلانا اور مسلمان کو ذلیل کرنا؟

سوال (۱۴۰): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: کسی مسلمان پر اِحسان کر کے اُس احسان کو جتلانا؛ بلکہ اُس کو پریشان کرنا اور کسی نہ کسی بہانہ سے اِس موضوع کو چھیڑ کر ایک مسلمان کو شرمندہ کرنا کیسا ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: احسان جتلانا قابلِ لعنت عمل ہے، اور کسی مسلمان کو ذلیل کرنا قطعاً جائز نہیں۔

قـال اللّٰه تعالیٰ: ﴿اَلَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ثُمَّ لَا يُتْبِعُوْنَ مَآ اَنْفَقُوْا مَنًّا وَّلَآ اَذًى لَّهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ﴾ [البقرة: ۲۶۲]

قال اللّٰه تعالیٰ: ﴿لَا نُرِيْدُ مِنْكُمْ جَزَاءً وَّلَا شُكُوْرًا﴾ [الدهر، جزء آيت: ۹]

عـن أبـي ذر رضـي الـلّٰـه عـنه عن النبي صلى اللّٰه عليه وسلم قال: ثلاثة لا يـكـلـمهـم الـلّٰـه يـوم الـقيامة: المنان الذي لا يعطي شيئًا إلا مَنّهٗ، والمنفِّقُ سلعتَه

www.besturdubooks.wordpress.com

بالحلف الفاجر، والمسبلُ إزاره. (صحيح مسلم، كتاب الإيمان / باب بيان غلظِ تحريم إسبال الإزار والمنِّ بالعطية وتنفيقِ السِّلعة بالحلفِ و بيان الثلاثة ۱/ ۷۱ رقم: ۱۰٦ بيت الأفكار الدولية)

عن أبي هريرة رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: المسلم أخو المسلم لا يخونه ولا يكذبه ولا يخذله، كل المسلم على المسلم حرام، عرضه وماله ودمه، التقوىٰ هٰهنا، بحسب امرئ من الشر أن يحقر أخاه المسلم.

(سنن الترمذي، أبواب البر والصلة / باب ما جاء في شفقة المسلم على المسلم ۲/ ۱٤) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۳۲/۱۱/۲۴ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

کیا جھگڑالو پڑوسی بھی حسنِ سلوک کا مستحق ہے؟

سوال (۱۴۱): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: ہمارے یہاں کچھ لوگ نماز روزے کے پابند نہیں ہیں، لڑائی جھگڑے میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے ہیں، کیا یہ ہمسایہ کے حقوق کے مستحق ہیں؟ اُن کے ساتھ اچھا سلوک کرنا چاہئے یا علیحدگی اختیار کرنی چاہئے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: پڑوسی کے ساتھ حسنِ سلوک ہر حالت میں مسنون ہے، خواہ پڑوسی نیک ہو یا غلط کار، اِس لئے آپ کو اپنی جانب سے مذکورہ پڑوسی کے ساتھ اچھا برتاؤ ہی کرنا چاہئے، ممکن ہے کہ آپ کا برتاؤ بعد میں اُس کے لئے ہدایت و اِصلاح کا سبب بن جائے۔

قال اللّٰہ تعالیٰ: ﴿وَاعْبُدُوْا اللّٰهَ وَلَا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْئًا وَبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا وَبِذِی الْقُرْبٰى وَالْيَتَامٰى وَالْمَسَاكِيْنِ وَالْجَارِ ذِی الْقُرْبٰى وَالْجَارِ الْجُنُبِ وَالصَّاحِبِ بِالْجَنْبِ﴾ [النساء، جزء آیت: ۳٦]

عن عبد الله ابن عمرو رضي الله عنه قال: قال رسول الله الله صلى الله

www.besturdubooks.wordpress.com

عليه وسلم: خير الأصحاب عند اللّٰه خيرهم لصاحبه، وخير الجيران عند اللّٰه خيرهم لجاره. (سنن الترمذي، أبواب البر والصلة / باب ما جاء في حق الجوار ۲/ ۱٦)

عن جابر بن عبد اللّٰه رضي اللّٰه عنه قال: قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: الجيران ثلاثة: جار له حق واحدٌ وهو أدنى الجيران حقًا ...... فأما الذي له حق واحدٌ فجاء مشرك لا رحم له، له حق الجوار (رواه البزار والطبراني، تفسير ابن كثير مكمل ۳۲۳ دار السلام رياض)

عن مجاهد أن عبد اللّٰه ابن عمر رضي اللّٰه عنهما ذبحت له شاة في أهله، فلما جاء قال: أهديتم لجارنا اليهودي؟ أهديتم لجارنا اليهودي؟ سمعت رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم يقول: ما زال جبرئيل يوصيني بالجار حتى ظننت أنه سيورثه. (سنن الترمذي، أبواب البر والصلة / باب ما جاء في حق الجوار ۲/ ۱٦)

قوله: يوصيني بالجار أي بالإحسان إليه وحسن العشرة معه، واسم الجار يشمل المسلم والكافر والعابد والفاسق والصديق والعدو والغريب والبلدي والنافع والضار. (تكملة فتح المهلم / باب الوصية بالجار والإحسان إليه ٥/ ٤٤٥ مكتبة دار العلوم كراچی)

وقال ابن أبي جمرة: حفظ الجار من كمال الإيمان، وكان أهل الجاهلية يحافظون عليه، ويحصل امتثال الوصية به بإيصال ضروب الإحسان إليه بحسب الطاقة، كالهدية والسلام ...... وقد نفى النبي صلى اللّٰه عليه وسلم الإيمان عمن لم يأمن جاره بوائقه ...... وأن إضراره من الكبائر، ويفترق الحال في ذٰلک بالنسبة للجار الصالح وغير الصالح ...... وغير الصالح كفه عن الذي يرتكبه بالحسنىٰ على حسب مراتبِ الأمر بالمعروف والنهي عن المنكر ...... ويعظ الفاسق بما يناسبه بالرفق أيضًا ويستر عليه زلله عن غيره، وينهاه برفق. (تكملة فتح المهلم / باب الوصية بالجار والإحسان إليه ٥/ ٤٤٥-٤٤٦) فقط واللّٰہ تعالیٰ اعلم

املاہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۷/۱۰/۱۴۳۷ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللّٰہ عنہ

www.besturdubooks.wordpress.com

ناحق کسی مسلمان کورسوا کرنا؟

سوال (۱۴۲):- کیا فرماتے ہیں علماءِ دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: بکر کے کچھ شاگردوں نے بالکل مکمل طریقہ پر اپنے اُستاذ بکر کورسوا اور ذلیل کرنے کا پورا اِرادہ کرلیا ہے، کسی قسم کی کمی باقی نہیں رکھی ہے، تین چار شخصوں نے منظّم سازش ومشورہ کرکے ایک ہوکر بغرضِ دشمنی وعداوت کے تحت اپنے اُستاذ بکر کے کچھ عیوبِ مخفی کا اظہار کھلم کھلا بغرضِ دشمنی اور بکر کو عار دلانے اور رسوا ذلیل کرنے کے لئے اُس پر گناہِ کبیرہ کا جرم عائد کیا، وہ ایک طرف تھے اِس لئے بکر نے کہا جو کچھ یہ لوگ کہتے ہیں ٹھیک ہے۔ واضح ہو کہ جن مذکورہ شخصوں نے جرم عائد کیا ہے، وہ مذکورہ شخص نہ اپنے قول کے پابند ہیں نہ عہد کے، وہ خود ہی فسق وفجور میں مبتلا رہتے ہیں، اُنہوں نے ہر ممکن کوشش اپنے اُستاذ بکر کو مدرسہ سے رسوا وذلیل کرکے نکلوانے کی کی، اپنے اُستاذ یا کسی مسلمان کو ذلیل کرنا اور عار دلانا اور طعنہ دینا کیسا ہے؟ اَز راہِ شرع خدانخواستہ معاذ اللہ بکر سے یا کسی مسلمان سے کوئی گناہِ کبیرہ جیسے کہ لواطت وغیرہ کا جرم سرزد بھی ہوجائے، پھر وہ یعنی بکر یا کوئی دیگر شخص بالکل سچے دل سے توبہ کرلے، اُس کو ذلیل کرنا کیسا ہے؟ جب کہ بکر سے لوگ مانوس بھی ہیں اور ایک دینی کام بھی بکر کے ذریعہ چل رہا ہے، اور یہ خطرہ لاحق ہے کہ دینی کام بند ہوجائے گا، ایسی صورت میں بکر کو مدرس رکھنا اور نماز پڑھانے کے لئے اِمام رکھنا کیسا ہے؟ از روئے شرع اور اُن مذکورہ شخصوں کا فعل کس درجہ قباحت کا ہے، جنہوں نے اپنے اُستاذ کو رسوا کیا اور ایک بہت بڑا فتنہ پیدا کرنے کے کوشاں ہیں؟ ایسے وقت میں فتنہ کو دفع کرنے والے اور بکر کی حمایت کرنے والے حق پر ہیں یا نہیں؟ اور ایسے لوگ جو فتنہ پرور ہیں اور اُن کا منشا صرف اپنے اُستاذ کو بغرضِ دشمنی ذلیل کرنے کا ہے اُن کا عمل از روئے شرع کس درجہ مذموم ہے؟ قرآن وحدیث کی روشنی میں مدلل ومفصل جواب مطلوب ہے۔

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: کسی کو ناحق رسوا اور ذلیل کرنا اَچھا نہیں ہے، احادیث

www.besturdubooks.wordpress.com

میں اُس پر سخت وعیدیں وارد ہوئی ہیں، توبہ کرنے کے بعد گناہ کرنے والے کا گناہ معاف ہوجاتا ہے، اِس لئے ایسے شخص کو اِمام ومدرس بنانے میں کوئی حرج نہ ہوگا، اِلا یہ کہ مدرسہ یا مسجد کی بدنامی یا کسی اور فتنہ کا اَندیشہ ہوتو اور بات ہے۔

عن عبد اللّٰہ بن مسعود رضي اللّٰہ عنه قال: قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم: التائب من الذنب کمن لا ذنب له. (سنن ابن ماجة ٢٦٩/٥رقم: ٤٢٥٠، مشکوٰۃ المصابیح ٢٠٦، مرقاۃ المفاتیح ٢٦٩/٥ رقم: ٢٣٦٣ دار الکتب العلمیة بیروت)

عن ابن عباس رضي اللّٰہ عنهما عن النبي صلی اللّٰہ علیه وسلم قال: من ستر عورةَ أخیه ستر اللّٰہ عورته یوم القیامة، ومن کشف عورةَ أخیه المسلم کشف اللّٰہ عورته حتی یفضحه بها في بیته. (سنن ابن ماجة رقم: ٢٥٤٦، الترغیب والترهیب مکمل، کتاب الحدود وغیرها / الترغیب في ستر المسلم والترهیب من هتکه وتتبع عورته رقم: ٣٥٦٧ بیت الأفکار الدولیة)

عن ابن عمر رضي اللّٰہ عنهما قال: صعد رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم المنبر، فنادیٰ بصوت رفیع، فقال: یا معشر من أسلم بلسانه ولم یفض الإیمان إلی قلبه، لا تؤذوا المسلمین ولا تعیّروهم، ولا تتبعوا عوراتهم؛ فإنه من یتبع عورة أخیه المسلم یتبع اللّٰہ عورته، ومن یتبع اللّٰہ عورته یفضحه ولو في جوف رحله. (سنن الترمذي ٢٣/٢، مشکاة المصابیح، کتاب الآداب / باب ما ینهی عنه من التهاجر والتقاطع واتباع العورات، الفصل الثاني ٤٢٨-٤٢٩) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفر لہ
۲۳/۲/۱۴۱۳ھ

کسی پر مار پیٹ کرکے ظلم کرنا؟

سوال (۱۴۳): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: فی الوقت میری عمر ۶۲ ر سال سے زائد ہورہی ہے، میرے والد مرحوم نے میری شادی پر ذرہ

www.besturdubooks.wordpress.com

برابر بھی توجہ نہیں دی تھی، جب کہ میں اپنی بے شرمی سے کہتا بھی تھا، ایک دفعہ میرے والد مرحوم کے تینوں بھائیوں نے مجھے بے دردی سے متواتر تین گھنٹے تک مارا، جس کو چالیس سال کا عرصہ گذر گیا، یہ لوگ جنھوں نے مجھے مارا گنہگار رہوں گے یا میں گنہگار رہوں؟ جب کہ نکاح کرنا سنت ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: جن لوگوں نے آپ کو مارا پیٹا اور ظلم کیا وہ گنہگار ہیں، آپ اُنہیں معاف کردیں تو فبہا ورنہ اُنہیں آپ سے معافی مانگ لینی چاہئے؛ تاکہ آخرت میں گرفت سے بچ جائیں۔

عن أبي هريرة رضي اللّٰه عنه قال: قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: من كانت له مظلمة لأخيه من عرضه أو شيء فلتحلله منه اليوم قبل أن لا يكون دينار ولا درهم، إن كان له عمل صالح أخذ منه بقدر مظلمته، وإن لم يكن له حسنات أخذ من سيئات صاحبه فحمل عليه. (مشكاة المصابيح / باب الظلم ۲/۴۳۵) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۱/۷/۱۴۱۴ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

جس سے بات نہ بنتی ہو اُس کے لئے بددُعا کرنا؟

سوال (۱۴۴): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: کیا جس سے بات نہ بنتی ہو، اُس کو بددعا کرنا درست ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: افضل تو یہی ہے کہ کسی ذاتی وجہ سے کسی پر بدعا نہ کی جائے؛ لیکن اگر کسی شخص کے ذریعہ قومی وملی نقصان ہو تو ایسے شخص کے شر سے بچنے کے لئے اُس پر بددعا کرنا مباح ہے، ایسے معاملات میں بعض صحابہ رضی اللہ عنہم کا بددعا کرنا ثابت ہے۔

عن عروة رضي اللّٰه عنه أن أروى بنت أويس ادعت على سعيد بن زيد أنه

www.besturdubooks.wordpress.com

أخـذ شيـئًـا من أرضها، فخاصمته إلى مروان – إلى قوله – فقال: اللّٰهم إن كانت كـاذبة فعم بصرها واقتلها في أرضها، قال: فما ماتت حتى ذهب بصرها، ثم بينا هـي تمشي في أرضها إذا وقعت في حفرة فماتت. (صحيح مسلم، كتاب المساقاة / باب تحريم الظلم وغصب الأرض وغيرها ۲/۳۳ رقم: ۱۶۱۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۲۹/۷/۴ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

دوسرے کی اَولاد کو بہکانا اور گمراہ کرنا؟

سـوال (۱۴۵): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: اگر کوئی شخص کسی دوسرے کی اَولاد کو بہکائے اور گمراہ کردے، تو کیا وہ شیطان کے درجہ میں آتا ہے؟ اُس کے لئے روزِ قیامت کیا عذاب اور سزا ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجـواب وبـالـلّٰه التوفيق: بہکانا اور گمراہ کرنا شیطانی عمل ہے؛ لہٰذا جو شخص بھی دوسرے کو برائی پر آمادہ کرے وہ گنہگار اور موجبِ سزا ہے، اگر اُس نے توبہ نہ کی تو جہنم کا مستحق ہوگا۔

قـال الـلّٰه تعالىٰ: ﴿اِنَّ الشَّيْطٰنَ لَكُمْ عَدُوٌّ فَاتَّخِذُوْهُ عَدُوًّا، اِنَّمَا يَدْعُوْا حِزْبَهٗ لِيَكُوْنُوْا مِنْ اَصْحٰبِ السَّعِيْرِ﴾ [الفاطر: ٦]

وقـال الـلّٰـه سبـحانه تعالىٰ: ﴿وَاِنَّ الظّٰلِمِيْنَ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ﴾ [الشورىٰ، جزء آيت: ٢١] فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۳۰/۱/۲۰ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

پسِ پشت دشمنانہ رویہ اختیار کرنے والے کا حکم؟

سـوال (۱۴۶): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے

www.besturdubooks.wordpress.com

میں کہ: کوئی شخص جب ہمارے سامنے ہوتا ہے تو ہمیں اپنا بھائی کہہ کر پکارتا ہے، مگر ہمارے پس پشت دشمنانہ رویہ اختیار کرتا ہے، کیا روز قیامت اُس کا شمار منافقین میں کیا جائے گا، اُس کے لئے روز قیامت کیا عذاب یا سزا ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: قرآنِ کریم اوراَحادیثِ شریفہ میں پیٹھ پیچھے برائی کرنے اور کسی بھی مسلمان کی بدخواہی کی سخت ممانعت آئی ہے، اور ایسا کام کرنے والوں کے لئے جہنم کی وعیدیں وارد ہیں؛ اِس لئے ہر مسلمان کو اِن بری باتوں سے بچنے کا اہتمام کرنا چاہئے۔

عن أبي هريرة رضي اللّٰه عنه قال: قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: تجدون من شر الناس ذي الوجهين الذي يأتي هؤلاء بوجه وهؤلاء بوجهٍ. (صحيح مسلم ۲/۵ ۳۲)

عن حذيفة رضي اللّٰه عنه قال: سمعت رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم يقول: لا يدخل الجنة قتات (متفق عليه) **وفي رواية مسلم: نمام.** (مشكاة المصابيح ۴۱۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۲۰/۱/۱۴۳۰ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

لوگ آپس میں جلن حسد اور بغض کیوں رکھتے ہیں؟

سوال (۱۴۷): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: لوگوں کو جب معلوم ہے کہ اللہ رب العزت کے سوا کوئی نفع ونقصان کا اختیار نہیں رکھتا، تو آپس میں جلن حسد اور بغض کیوں رکھتے ہیں؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: دنیا کی محبت کی بناپر جب عقل پر پردہ پڑجاتا ہے، تو پھر حسد وبغض جیسے امراض جنم لیتے ہیں، ورنہ اگر آدمی اللہ تعالیٰ کی ذات کا واقعی استحضار رکھے، تو پھر

www.besturdubooks.wordpress.com

حسد اور بغض کا سوال ہی پیدا نہ ہوگا، اِسی لئے قرآنِ کریم اور اَحادیثِ شریفہ میں حسد وغیرہ سے بچنے کی تلقین فرمائی گئی ہے۔ ایک حدیث میں ارشادِ نبوی ہے کہ: ''حسد سے بچتے رہو؛ کیوں کہ حسد نیکیوں کو اِس طرح کھا جاتا ہے جیسے آگ لکڑی کو جلا کر خاکستر کر دیتی ہے''۔ (مشکوٰۃ شریف ۲/۴۲۸)

عن الزبير رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: دبَّ إليكم داء الأمم قبلَكم الحسدُ، والبغضاءُ هي الحالقةُ، لا أقول: تحلقُ الشعر، ولكن تحلقَ الدين. (رواه أحمد والترمذي)

عن أبي هريرة رضي الله عنه عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: إياكم والحسد؛ فإن الحسد يأكل الحسنات كما تأكل النارُ الحطبَ. (سنن أبي داؤد، كتاب الأدب / باب الحسد ٢/٦٧٢)

عن أبي هريرة رضي الله عنه عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: إياكم وسوءَ ذاتِ البين؛ فإنها الحالقةُ. (سنن الترمذي ٢/٧٧، مرقاة المفاتيح، كتاب الآداب / باب ما ينهى عنه من التهاجر والتقاطع واتباع العورات ٩/٢٤١-٢٤٣ رقم: ٥٠٣٩-٥٠٤٠-٥٠٤١ دار الكتب العلمية بيروت) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۰/۴/۱۴۲۴ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

کیا معافی مانگنے کے لئے تفصیل بتانا بھی ضروری ہے؟

سوال (۱۴۸): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: کیا کسی معافی مانگنے کے لئے تفصیل بھی بتانی ضروری ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: تفصیل بتانا بہتر ہے؛ تاکہ معاف کرنے والا شرح صدر کے ساتھ معاف کرسکے؛ لیکن اگر کسی مصلحت سے تفصیل نہ بتائے مجمل معافی مانگ لے، اِس کی بھی گنجائش ہے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

قال الشامي رحمه اللّٰه تعالیٰ: والمراد أن يبين له ذٰلک ويعتذر إليه ليسمح عنه بأن يبالغ في الثناء عليه، والتودد إليه ويلازم ذٰلک حتى يطيب قلبه ...... وقال ملا علي القاري في شرح المشكاة: وهل يكفيه أن يقول: اغتبتک فاجعلني في حل أم لا بد أن يبين ما اغتاب؟ قال بعض علمائنا في الغيبة إلا بعلمه بها: بل يستغفر اللّٰه به إن علم أن إعلامه يثير فتنة. (شامي، كتاب الحظر والإباحة / باب الاستبراء ۵۸۸/۹-۵۸۹ زكريا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفر لہ ۱۴۲۹/۷/۸ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

معذرت کے وقت پیر پکڑنا؟

سوال (۱۴۹): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: اپنے کسی رشتہ دار یا دوست سے معذرت معافی کی ضرورت پیش آئے، تو کیا اُن کو منانے کے لئے اُن کے پیر بھی پکڑے جاسکتے ہیں؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفيق: معذرت کے موقع پر پیر پکڑنا ثابت نہیں ہے؛ البتہ بطور اِکرام کسی عظمت والے شخص کی قدم بوسی کی بعض فقہاء نے اِجازت دی ہے؛ لیکن آج کے بدعت زدہ دور میں کسی بڑے شخص کے ساتھ بھی ایسا عمل کرنا دینی مصلحت کے خلاف ہے۔

طلب من عالم أو زاهد أن يدفع إليه قدمه يمكنه من قدمه ليقبله أجابه، وقيل: لا يرخص فيه. (الدر المختار، كتاب الحظر والإباحة / باب الاستبراء ۵۵۰/۹، كذا في الفتاویٰ الهندية، كتاب الكراهية / الباب الثامن والعشرون في ملاقاة الملوك والتواضع لهم ۳۶۹/۵ زكريا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفر لہ ۱۴۳۰/۵/۲۴ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

www.besturdubooks.wordpress.com

داڑھی والے کو ’’ملا جی‘‘ کہنا؟

سوال (۱۵۰): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: ایک شخص جو جاہل ہے اور اُس نے داڑھی رکھ لی ہے، تو اُس شخص کو صرف ملا جی کہہ سکتے ہیں، یا ایسے شخص کو مولانا بھی کہہ سکتے ہیں؟ یا صرف عالم وفاضل کو ہی مولانا کہنا صحیح ودرست ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: مولانا عرف میں ایسے شخص کو کہتے ہیں، جس نے باقاعدہ دینی تعلیم حاصل کی ہو؛ لہٰذا جو شخص اِس صفت کا حامل نہ ہو اُسے مولانا نہ کہا جائے اور محض داڑھی رکھنے والے کو ملا جی کہنے کی بھی ضرورت نہیں ہے، اُس کا نام لے کر پکارا جائے۔

قال اللّٰہ تعالیٰ: ﴿وَلاَ تَنَابَزُوْا بِالْاَلْقَابِ، بِئْسَ الْاِسْمُ الْفُسُوْقُ بَعْدَ الْاِیْمَانِ﴾ [الحجرات، جزء آیت:] فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصورپوری غفرلہ

۲/۱۱/۱۴۱۳ھ

نیک بوڑھی عورت کو اِحترام میں ’’اَمّاں‘‘ اور ’’آپا‘‘ کہنا؟

سوال (۱۵۱): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: ہمارے یہاں ایک نیک خاتون ہے، اُن کے شوہر بھی بزرگ اور نیک ہیں، اِس نیک خاتون کو ہمارے گاؤں کی سب ہی عورتیں ’’اَماں‘‘ کہتی ہیں، چاہے جوان ہو یا بوڑھی ہو، جب کہ کسی عورت سے چچی کا رشتہ کسی سے بھتیجی کا رشتہ کسی سے بہن کا رشتہ کسی سے دیورانی یا جٹھانی کا رشتہ؛ مگر سب ہی عورتیں ’’اَماں‘‘ کہتی ہیں، کیا شرعاً یہ اصطلاح درست ہے؟ ایسے ہی ہمارے نہٹور میں ایک نیک عورت کو سارے شہر کی عورتیں ’’آپا‘‘ کہتی ہیں، کیا شرعاً یہ اصطلاح درست ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: کسی بزرگ عورت کو احترام کی بناپر ’’اَمّاں‘‘ یا ’’آپا‘‘

www.besturdubooks.wordpress.com

کہہ دینا یا کسی چھوٹے شخص کو شفقت کے طور پر بیٹا یا بھتیجہ کہہ دینا فی نفسہٖ درست ہے؛ کیوں کہ اِس سے حقیقت مراد نہیں ہوتی؛ بلکہ مجاز مراد ہوتا ہے۔

عن القاسم بن محمد قال: دخلت على عائشة فقلت: يا أماه اكشفي لي من قبر النبي صلى اللّٰه عليه وسلم وصاحبيه الخ، قوله: فقلت: يا أماه وهي عمته، لكن قال: يا أماه؛ لأنها بمنزلة أمه. (مرقاة المفاتيح ٧٨/٤)

فلما انصرفوا قال: يا ابن أخي! أحسن. (الموطأ لإمام مالك ٣٧٢)

وقال الزرقاني: يا ابن أخي في الإسلام. (أوجز المسالك ٤٣٦/١٦)

عن أنس بن مالک رضي اللّٰه عنه قال لي رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم يا بني. (صحيح مسلم ٢١٠/٢)

قوله: يا بني: فيه جواز قول الإنسان لغير ابنه ممن هو أصغر سنًا منه، يا ابني ويا بني مصغرًا، ويا ولدي، ومعناه تلطف، وإنک عندي بمنزلة ولدي في الشفقة، وكذا يقال له: ولمن هو في سن المتكلم :يا أخي للمعنى الذي ذكرناه. (تكملة فتح الملهم ٢٢٨/٤) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۲۹/۳/۸ ۱۴۲ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

راستہ میں کولھو لگانا؟

سوال (۱۵۲): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: راستے میں سڑک پر جو کولھو کی لکڑی گھومتی ہے، راستہ چلنے والوں کو سخت تکلیف ہوتی ہے، کیا یہ درست ہے؟ شریعت کی روشنی میں جواب عنایت فرمائیں۔

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اِس طرح راستہ میں کولھو لگانا شرعاً جائز نہیں ہے؛ کیوں کہ اس سے عوام کو تکلیف ہوتی ہے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

عن أبي هريرة رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: الإيمان بضع وسبعون، أو بضعٌ وستون شعبة، فأفضلها قول لا إله إلا الله، وأدناها إماطة الأذى عن الطريق، والحياء شعبة من الإيمان. (صحيح مسلم، كتاب الإيمان / باب بيان عدد الإيمان وأفضلها وأدناها، وفضيلة الحياء وكونه من الإيمان ٤٧/١ رقم: ٣٥ بيت الأفكار الدولية، صحيح البخاري رقم: ٩، سنن أبي داؤد، كتاب السنة / باب في رد الإرجاء ٦٤٣/٢ رقم: ٤٦٧٦ دار الفكر بيروت، سنن الترمذي، أبواب الإيمان / باب ما جاء في التكمال الإيمان ٨٩/٢ رقم: ٢٦١٤، سنن ابن ماجة رقم: ٥٧، سنن النسائي ١١٠/٨، مشكاة المصابيح ١٢/١)

عن أبي ذرٍ رضي الله عنه عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: عُرضت علي أعمالُ أمتي حسنها وسيئها، فوجدت في محاسن أعمالها الأذى يُماطُ عن الطريق الخ. (صحيح مسلم، كتاب المساجد ومواضع الصلاة / باب النهي عن البصاق الخ ٢٠٧/١ رقم: ٥٥٣ بيت الأفكار الدولية، سنن ابن ماجة، كتاب الأدب / باب إماطة الأذى عن الطريق رقم: ٣٦٨٣)

عن أبي ذرٍ رضي الله عنه أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: إن أبواب الخير لكثيرة، وتميط الأذى عن الطريق. (المسند لابن حبان رقم: ٣٣٦٨، شعب الإيمان للبيهقي رقم: ٧٦١٨، الترغيب والترهيب مكمل، كتاب الأدب / الترغيب في إماطة الأذى عن الطريق وغير ذلك مما يذكر ص: ٦٢٢ رقم: ٤٥٠١ بيت الأفكار الدولية) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۱۴۱۱/۱/۱۴ھ

ظالم کے مقابلہ میں مظلوم کی مدد کرنا؟

سوال (۱۵۳): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: میرے پڑوس میں معین الدین بھائی رہتے ہیں، جو کافی غریب ہیں، آئے دن پڑوسیوں کے لڑانے کی وجہ سے آپس میں لڑائی ہوتی رہتی ہے، کئی بار مجھ سے کہا کہ میں کیا کروں، کیسے

www.besturdubooks.wordpress.com

سمجھاؤں؟ اِس لڑائی میں دو حاجی صاحبان بھی سرگرم ہیں، میں چاہتا ہوں کہ دینی روشنی میں جواب ارسال فرمائیں کہ ایسے حاجیوں کو خدا کی طرف سے کیا عذاب یا ثواب ملے گا، جو ایک غریب خاندان کے لئے مصیبت بنے ہوئے ہیں؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اگر سوال میں ذکر کردہ واقعہ صحیح ہے، تو اہلِ محلّہ کو حق کے معاملہ میں مذکورہ غرباء کا ساتھ دینا چاہئے، جو لوگ اُنہیں پریشان کررہے ہیں اُنہیں مؤثر انداز میں سمجھانا چاہئے، اگر وہ آسانی سے نہ سمجھیں تو برادری اور محلّہ کے بااَثر افراد قانونی طریقہ پر اُنہیں ظلم سے باز رکھنے کی کوشش کریں؛ تاکہ دوسروں کو بھی اِس سے عبرت حاصل ہو۔

عن أنس بن مالک رضي اللّٰه عنه یقول: قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم: انصر أخاک ظالمًا أو مظلومًا(صحیح البخاري، کتاب المظالم والغضب / باب أعِن أخاك ظالمًا أو مظلومًا ۱/ ۳۳۰ رقم: ۲٤٤۳ دار الفکر بیروت)

عن ابن عمر رضي اللّٰه عنه عن النبي صلی اللّٰه علیه وسلم قال: الظلم ظلماتٌ یوم القیامة. (سنن الترمذي، أبواب البر والصلة / باب ما جاء في الظلم ۲/ ۲۳) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصورپوری غفرلہ
۲۴/۱/۱۴۲۵ھ

لوجہ اللہ کسی سے محبت کرنا؟

سوال (۱۵۴): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: ایک مسلمان کا اپنے مسلمان بھائی کی نیکی اور دین داری وصلاح وتقویٰ کی وجہ سے اُس سے محبت کرنا اور اُسے اپنا دوست بنانا کیسا ہے؟ کیا شریعت میں کسی کو اپنا دوست بنانا جائز ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: محض خواہشات اور حصولِ دنیا اور مال وجاہ طلبی کی

www.besturdubooks.wordpress.com

غرض سے کسی سے دوستی کرنا کوئی اَچھی بات نہیں، اور نہ ہی شریعت میں محمود ہے؛ البتہ کسی کی ذاتی دین داری اور صلاح وتقویٰ کی وجہ سے لوجہ اللہ اُس سے محبت کرنا اور دوستی کرنا نہ صرف یہ کہ شرعاً جائز ہے؛ بلکہ عند اللہ یہ چیز کمالِ ایمان کی علامتوں میں سے ہے، حدیث شریف میں ہے کہ جس نے اللہ کے لئے محبت کی، اللہ کے لئے دشمنی کی، اللہ کے لئے دیا اور اللہ ہی کے لئے روکا، تو بس اُس کا ایمان کامل ہوگیا، نیز حدیث میں یہ حکم بھی دیا گیا ہے کہ جب تمہیں کسی سے لوجہ اللہ مخلصانہ محبت ہو، تو اُس سے اُس کا اظہار کردو، چناں چہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے فرمایا تھا: ''**یـا معاذ! واللّٰه إني لأحبک**.'' (سنن أبي داؤد رقم: ١٥٢٢) لہٰذا ایسی مخلصانہ محبتیں معاشرہ میں عام کرنے کی ضرورت ہے۔

عـن أبي أمامة رضي اللّٰه عنه عن رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم أنه قال: مـن أحـب لـلّٰه وأبغض للّٰه، وأعطیٰ للّٰه، ومنع للّٰه، فقد استکمل الإیمان. (سنن أبي داؤد، کتاب الإیمان / باب الدلیل علی زیادة الإیمان ونقصانه ٦٤٣/٢ رقم: ٤٦٨١ دار الفکر بیروت)

عـن أنـس رضـي الـلّٰه عنه قال: ثلاث من کل فیه وجد حلاوة الإیمان: أن یـکـون اللّٰه ورسوله أحب إلیه مما سواهما، وأن یحب المرءَ لا یحبه إلا للّٰه، وأن یکره أن یعود في الکفر کما یکره أن یُقذف في النار. (صحیح البخاري، کتاب الإیمان / باب حلاوة الإیمان ٧/١ رقم: ١٦ دار الفکر بیروت، صحیح مسلم رقم: ٤٣)

عـن الـمـقـدام بـن معدیکرب – وقد کان أدرکه عن النبي صلی اللّٰه علیه وسـلم قال: إذا أحب الرجل أخاه فلیخبره أنه یحبه. (سنن أبي داؤد، کتاب الأدب / باب إخبار الرجل: بمحبته إیاه ٦٩٨/٢ رقم: ٥١٢٤، سنن الترمذي رقم: ٢٣٩٢) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

املاہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۱/۳/۱۴۳۷ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

دوستی کس سے کی جائے؟

ســــوال (۱۵۵): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے

www.besturdubooks.wordpress.com

میں کہ: اگر کوئی شخص کسی سے دوستی کرنے کا اِرادہ کرے، تو اُسے دوست بنانے کے لئے کن چیزوں کو اپنے ہونے والے دوست میں تلاش کرنا چاہئے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: حدیث میں آتا ہے کہ آدمی کو اپنے جگری دوست کے ساتھ ہم رائے سمجھا جاتا ہے، اِس لئے خوب غور کرلو کہ کس کو دوست بنا رہے ہو، اِس لئے ایسے آدمی کو دوست بنانا چاہئے کہ جس کے اَخلاق وکردار اور دین داری سے نفع پہنچنے کی اُمید ہو۔

عن عبد اللّٰه رضي اللّٰه عنه عن النبي صلی اللّٰه علیه وسلم أنه قال: المرء مع من أحب. (صحیح البخاري، کتاب الأدب / باب علامة الحب في اللّٰه عز وجل ۱/۲ ۹۱ رقم: ٦١٦٨ بیروت)

عن أبي هریرة رضي الله عنه قال: قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم: الرجل علی دین خلیله، فلینظر أحدکم من یُخاللُ. (سنن الترمذي / أبواب الزهد ٦٣/٢ رقم: ٢٣٨٧)

عن أبي سعید رضي اللّٰه عنه عن النبي صلی اللّٰه علیه وسلم قال: لا تصاحب إلا مؤمنًا ولا یأکل طعامک إلا تقي (سنن أبي داؤد، کتاب الأدب / باب من یؤمر أن یجالس رقم: ٤٨٣٢، سنن الترمذي ٦٥/٢ رقم: ٢٣٩٥) فقط واللّٰہ تعالیٰ اعلم

املاہ: احقر محمد سلمان منصورپوری غفرلہ ۱۱/۳/۱۴۳۷ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللّٰہ عنہ

دوستی کے آداب

سوال (۱۵٦): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: دوستی نبھانے کا شریعت میں کیا طریقہ ہے؟ اُس کے کیا اُصول وآداب ہیں؟ اور ایک دوست کو اپنے دوست کے ساتھ کس طرح رہن سہن اور معاملات کرنا چاہئے، جس سے دونوں کی دوستی باقی رہے۔

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: شریعت میں ہر چیز کے اندر اعتدال اور میانہ روی پسند

www.besturdubooks.wordpress.com

ہے، اِفراط وتفریط اور غلو کسی چیز میں بھی جائز نہیں، اس لئے محبت اور دوستی میں بھی اعتدال اور میانہ روی کا معاملہ رکھنا چاہئے، ممکن ہے کہ آج تم نے جس سے بہت زیادہ محبت کا اظہار کیا ہے، کل وہ تمہارا دشمن بن جائے، اور جس سے تم نے حد درجہ عداوت اختیار کر رکھی ہے، ہوسکتا ہے آئندہ چل کر تمہیں اُس سے نظریں ملانا پڑے، اور پھر شرمندگی کا سامنا ہو؛ اِس لئے کوتاہی اور غلطیوں سے صرف نظر کرتے ہوئے دوستی کے حقوق ادا کرنے چاہئیں۔

عن أبي هريرة رضي اللّٰه عنه أُراه رفعه قال: احبب حبيبک هونامًا، عسىٰ أن يكون بغيضک يوماما، وأبغض بغيضک هوناما عسىٰ أن يكون حبيبک يومامًا.

(سنن الترمذي، أبواب البر والصلة / باب ما جاء في الاقتصاد في الحب والبغض ٢٠/٢ رقم: ١٩٩٧)

هٰذا حديث غريبٌ لا نعرفه بهٰذا الإسناد إلا من هٰذا الوجه، وقد روى هٰذا الحديث عن أيوب بإسناد غير هٰذا، رواه الحسن بن أبي جعفر وهو حديثٌ ضعيفٌ أيضًا بإسناد له عن علي عن النبي صلى اللّٰه عليه وسلم، والصحيح هٰذا عن علي موقوف. (سنن الترمذي ٢٠/٢)

وفي شعب الإيمان عن علي رضي اللّٰه عنه عن النبي صلى اللّٰه عليه وسلم ورُوي من أوجه آخر ضعيفة والمحفوظ موقوف. (شعب الإيمان ٢٦٠ رقم: ٦٥٩٧)

قال النبي صلى اللّٰه عليه وسلم: ما تواد اثنان في اللّٰه فيفرق بينهما، إلا بذنب يحدثه أحدهما. (الأدب المفرد / باب هجرة المسلم ١٤٥/١ رقم: ٤٠١)

قال الإمام الشافعي: من صدق في أخوة أخيه قبل عِلَلِه، وسدَّ خللَه، وغفر زللَه. (مقدمة شرح المهذب / فصل في تلخيص جملة من حال الشافعي ١٣/١) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

املاه: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۲/۳/۱۴۳۷ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

www.besturdubooks.wordpress.com

اِسلامی نام

''آلِ خدا'' اَور ''آلِ اللہ'' نام رکھنا ؟

سوال (۱۵۷): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: ہمارے محلّہ میں دولڑکے پیدا ہوئے، اُن کے والد نے اُن کا نام آلِ خدا اور آلِ اللہ رکھا ہے، اُن ناموں میں کسی قسم کی کوئی شرعی قباحت ہے یا نہیں؟ جواب سے نوازیں۔

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: ''آل'' کے لغوی معنی اَولاد اور اَہل خانہ کے آتے ہیں، اور اللہ تعالیٰ اَولاد سے قطعاً منزہ ہے، اِس لئے ''آلِ خدا'' اور ''آل اللہ'' نام رکھنا جائز نہ ہوگا۔

قال اللّٰہ تعالیٰ: ﴿لَمْ یَلِدْ وَلَمْ یُوْلَدْ. وَلَمْ یَکُنْ لَّهٗ کُفُوًا اَحَدٌ﴾ [الاخلاص: ۳-۴]

وقال اللّٰہ تعالیٰ: ﴿اَنّٰی یَکُوْنُ لَهٗ وَلَدٌ وَّلَمْ تَکُنْ لَّهٗ صَاحِبَةٌ﴾ [الانعام، جزء آیت: ۱۰۱] فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۱۴۱۲/۲/۱۴ھ

''عاقب'' نام رکھنا؟

سوال (۱۵۸): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: عاقب نام رکھنا درست ہے یا نہیں؟ اور سلف میں کسی کا نام گذرا ہے یا نہیں؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: عاقب کے معنی نائب اور اَچھے جانشین کے آتے ہیں۔

www.besturdubooks.wordpress.com

(مصباح اللغات ۵٦٥) نیز یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اسم مبارک بھی ہے، اِس لئے فی نفسہٖ یہ نام رکھنا درست ہے؛ لیکن امام زہریؒ نے اِس لفظ کے معنی آخری نبی کے کئے ہیں، جو صرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصیت ہے؛ لہٰذا مناسب ہے کہ ایسا نام رکھنے میں احتیاط برتی جائے۔

وفي الحديث الطويل قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: وأنا العاقب، والعاقب الذي ليس بعده نبي. (شمائل الترمذ ۲۵) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصورپوری غفرلہٗ ۱۴۱۲/٦/۱۴ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

''پرویز'' نام رکھنا؟

سوال (۱۵۹):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: بچے کا نام پرویز عالم ہے، یہ نام شریعتِ محمدی کی نظر میں درست ہے یا نہیں؟ کوئی اچھا نام تحریر فرمائیں؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: پرویز کے معنی فاتح اور خوش نصیب کے ہیں۔ (فیروز اللغات ۱٦۵) اِس اعتبار سے یہ نام رکھنا مباح ہے، مگر اَفضل اور اَولیٰ یہ ہے کہ عربی نام رکھے جائیں اور نیکوں کے نام اختیار کئے جائیں۔

قال سعيد بن المسيب: أحب الأسماء إلى الله أسماء الأنبياء. (المصنف لابن أبي شيبة، كتاب الأدب / باب ما تستحب من الأسماء ۱۳/۲٤٦ رقم: ۲٦٤۳۰ المجلس العلمي بيروت) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصورپوری غفرلہٗ

۱۴۱۴/۵/۷ھ

''اَرسلان'' کے معنی؟

سوال (۱٦۰):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں

www.besturdubooks.wordpress.com

کہ: اَرسلان اور سلیم کے معنی لکھ کر دے دیجئے، اَرسلان اتوار کی رات ۹/بج کر ۳۰/منٹ پر پیدا ہوئے تھے، پیدائش کی تاریخ ۱۲/۶/۱۹۹۴ء ہے، اَرسلان کے بڑے بھائی کا نام سلمان سلیم ہے، اِسی وزن پر اور نام لکھ دیں اور اَرسلان کے معنی بھی لکھ دیں؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اَرسلان کے معنی شیر کے آتے ہیں۔ (فیروز اللغات ۵۷) بہتر ہے کہ اِس کے بجائے حضراتِ انبیاء وصالحین کے نام رکھے جائیں، مثلاً سلمان کے وزن پر، عثمان، سلیمان، عمران وغیرہ۔

عن أبي وهب الجُشمي، وكانت له صحبةٌ رضي اللّٰه عنه قال: قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: تسمّوا بأسماء الأنبياء، وأحب الأسماء إلى اللّٰه: عبد اللّٰه، وعبد الرحمن. وأصدقها: حارثٌ، وهمّامٌ. وأقبحها: حربٌ ومُرّةٌ. (سنن أبي داؤد ۲/۶۷۶ رقم: ۴۹۵۰، الترغيب والترهيب مكمل، كتاب النكاح وما يتعلق به / الترغيب في الأسماء الحسنة رقم: ۳۰۶۳ بيت الأفكار الدولية) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۹/۲/۱۴۱۵ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

’’غلام غوث‘‘ اور ’’غلام محمد‘‘ وغیرہ نام رکھنا کیسا ہے؟

سوال (۱۶۱):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: غلام غوث، غلام محمد، غلام علی، غلام حسین، کیا یہ نام رکھنا شرکِ جلی ہیں؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اِن ناموں کو شرکِ جلی تو نہیں کہہ سکتے؛ کیوں کہ ناموں سے عموماً معانی مقصود نہیں ہوتے؛ بلکہ محض تعارف مقصود ہوتا ہے، باقی ایسے نام رکھنا بہتر نہیں ہے؛ کیوں کہ اِن میں شرک کا واہمہ پایا جاتا ہے۔ (امداد الفتاویٰ ۴/۱۵۷)

www.besturdubooks.wordpress.com

التسمية باسم ...... لا استعمله المسلمون والأولىٰ أن لا يفعل. (الفتاوىٰ البزازية، كتاب الكراهية / الباب الثاني والعشرون في تسمية الأولاد وكناهم والعقيقة ٥/٤١٨ زكريا)

لكن التسمية بغير هٰذه الأسماء في هٰذا الزمان أولىٰ؛ لأن العوام يصغّرون هٰذه الأسماء عند النداء. (الفتاوىٰ السراجية، كتاب الحظر والإباحة / باب التسمية ٧٢ كراچی)

ولا عبد فلان أقول ويؤخذ من قوله ولا عبد فلان منع التسمية بعبد النبي، ونقل المناوي عن الدميري أنه قيل بالجواز بقصد التشريف النسبة، والأكثر على المنع خشية اعتقاد حقيقة العبودية كما لا يجوز عبد الدار. (شامي، كتاب الحظر والإباحة / باب الاستبراء ٦/٤١٨ كراچی، ٩/٥٩٩ زكريا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۱۷/۷/۱۹ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

لڑکے کا ’’ہمام‘‘ نام رکھنے کے لئے محمد لگائیں یا اَحمد؟

سوال (۱۶۲): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: لڑکے کا نام ’’ہمام‘‘ رکھا ہے، ہمام سے پہلے یا آخر میں کوئی اور نام ملایا جاسکتا ہے یا نہیں؟ اگر کوئی نام ملایا جاسکتا ہے تو وہ نام بتانے کی مہربانی فرمائیں؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: ’’ہمام‘‘ عربی لفظ ہے، جس کے معنی لغت میں ’’عالی ہمت، بادشاہ، بہادر، سخی، سردار‘‘ کے آتے ہیں، ہمام سے پہلے احمد ہمام، محمد ہمام اور آخر میں ہمام احمد وغیرہ ملایا جاسکتا ہے۔ (مصباح اللغات ۱۰۰۲)

عن أبي وهب الجشمي رضي اللّٰه عنه قال: قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: ...... أصدقها حارث وهمام. (سنن أبي داؤد ٢/٦٧٦) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۲۱/۵/۲۸ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

www.besturdubooks.wordpress.com

’’خالد‘‘ اور’’ اَمان‘‘ کے کیا معنی ہیں؟

سوال (۱۶۳): -کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: محمد خالد اور محمد اَمان کے کیا معانی ہیں؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: خالد کے معنی ہمیشہ رہنے والا ہے۔ (فیروز اللغات ۳۱۰) اور اَمان کے معنی پناہ، حفاظت اور آرام کے ہیں۔ (فیروز اللغات ۸۳) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۳؍۷؍۱۴۲۱ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

’’عبد النور‘‘ نام رکھنا؟

سوال (۱۶۴): -کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: کیا نور ’’اللہ‘‘ کا صفاتی نام ہے یا ذاتی اور عبد النور نام رکھنا کیسا ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: ’’نور‘‘ اللہ کا صفاتی نام ہے، اللہ تعالیٰ کے جو اَسماءِ حسنیٰ قرآن وحدیث سے ثابت ہیں، جن کی تعداد بخاری ومسلم ترمذی وغیرہ کے بیان کے مطابق ۹۹؍ ہیں، اِنہی میں سے ایک اسم نور بھی ہے؛ لہٰذا عبد النور نام رکھنا شرعاً درست ہے۔ (مستفاد: معارف القرآن ۱۲۹/۴، روح المعانی ۱۶۴/۱۸، ترمذی شریف ۱۸۸/۲)

أحب الأسماء إلی اللّٰہ تعالیٰ عبد اللّٰہ وعبد الرحمٰن، ولکن التسمیة بغیر هٰذه الأسماء في هٰذا الزمان أولیٰ؛ لأن العوام یصغرون هٰذه الأسماء للنداء، والتسمیة باسم یوجد في کتاب اللّٰہ تعالیٰ کالعلي والکبیر والرشید والبدیع جائزة؛ لأنه من الأسماء المشترکة ویراد في حق العباد غیر ما یراد في حق اللّٰہ تعالیٰ، کذا في السراجیة. وفي الفتاویٰ: التسمیة باسم لم یذکره اللّٰہ تعالیٰ في

www.besturdubooks.wordpress.com

عباده ولا ذكره رسول الله صلى الله عليه وسلم ولا استعمله المسلمون تكلموا فيه، والأولىٰ أن لا يفعل، كذا في المحيط. (الفتاوىٰ الهندية، كتاب الكراهية / الباب الثاني والعشرون في تسمية الأولاد ٥/٣٦٢ زكريا، وكذا في المحيط البرهاني، كتاب الاستحسان والكراهية / الفصل الرابع والعشرون في تسمية الأولاد ٦/١٢٩ المكتبة الغفارية كوئٹه) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۱۴۲۱/۱۱/۲۷ھ

''عبدالسبحان'' نام رکھنا؟

سوال (۱۶۵):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: ''عبدالسبحان'' نام رکھنا کیسا ہے؟ اگر جائز نہیں تو عدمِ جواز کس درجہ کا ہے؟ نیز نام رکھنے والا مسلسل گنہگار رہوگا یا ایک مرتبہ؟ یہ گناہ نام رکھنے والے کے ساتھ خاص ہے یا مسمی کو بھی لاحق ہوگا؟

ناجائز ہونے کی صورت میں یہ بھی بتلا دیجئے کہ عدمِ جواز معنی کی خرابی کی وجہ سے ہے یا اُس کے بے معنی ہونے کی وجہ سے؟ درصورتِ اول: سبحان کے ایسے کیا معنی ہیں جس سے اِیہامِ شرک یا کوئی اور خرابی لازم آتی ہے؟ درصورتِ ثانی: کیا بے معنی نام رکھنا صحیح نہیں؟ نیز اگر ''عبد السبحان'' کی کوئی صحیح تاویل ہوتو واضح فرمادیں۔

اگر مسمی کی عمر کافی ہوچکی ہو، اور اسی نام سے لوگوں میں مشہور ہو، نیز سرکاری اور غیر سرکاری کاغذات میں یہی نام درج ہو، اور اِس نام کی تبدیلی میں خاصی مشکل اور کئی پیچیدہ مراحل ہوں تو کیا اِس کی کوئی اور صورت نکل سکتی ہے؟ تفصیلی جواب عنایت فرماکر عنداللہ ماجور ہوں۔

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفيق: ''سبحان'' یا تو بابِ تفعیل کے مصدر ''تسبیح'' کا ہم معنی مصدر ہے، جس کے معنی ''پاکی بیان کرنے'' کے آتے ہیں، یا تسبیح کرنے کے فعل کا اسم علم ہے، بہرکیف جب اِس لفظ کو صرف مصدری معنی میں رکھ کر اِس کی طرف عبدیت کی نسبت کی جائے گی، تو یہ بے معنی نام ہوگا؛ کیوں کہ ایسی صورت میں ''عبدالسبحان'' کا ترجمہ ہوگا: ''پاکی بیان کرنے کا

www.besturdubooks.wordpress.com

بندہ'' اِسی پہلوکو سامنے رکھتے ہوئے ہمارے بعض اَکابر جیسے حضرت مولانا عبدالحیٔ لکھنوی رحمۃ اللہ علیہ اور فقیہ الامت حضرت مولانا مفتی محمود حسن صاحب گنگوہی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ''عبدالسبحان'' نام رکھنے سے منع فرمایا ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ۱۹/۳۸۵-۳۸۶ ڈابھیل)

لیکن یہاں دوسرا پہلو یہ ہے کہ ''سبحان'' میں مصدری معنی مراد نہ لے کر صفاتی معنی مراد لئے جائیں (جو ہر مصدر میں مضمر ہوتے ہیں) گویا ''سبحان'' کو ''سبوح'' کے معنی میں لے کر اُس کی طرف عبدیت کی نسبت کی جائے، تو قیاساً جواز کی گنجائش نکل سکتی ہے، ایسی صورت میں ''عبدالسبحان'' کا مطلب یہ ہوگا کہ اُس ذات کا بندہ جس کی بہت پاکی بیان کی جائے۔ بریں بنا اگرچہ بہتر یہی ہے کہ ایسا مختلف فیہ نام نہ رکھا جائے؛ لیکن اگر رکھ لیا گیا ہے تو اِس کی وجہ سے رکھنے والے کو یا مسمّی کو گنہگار قرار نہیں دیا جائے گا۔ اِسی طرح اگر نام بدلنے میں دشواری ہو تو اُسے تبدیل کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔

"سبحان'' كلمة تنزيه عبرية، سبحان اللّٰه أي أنزه اللّٰه عن كل ما لا يليق بجلاله. (المنجد في اللغة العربية المعاصرة ص: ٦٤٢)

''سبحان" علم للتسبيح ولذٰلک منع صرفه للعلمية وزيادة الألف والنون ...... فالسبّوح والقدّوس فعول من التسبيح. (عمدة الحفاظ في تفسير أشرف الألفاظ ٢٢٨-٢٢٩)

قلت: ومن هٰهنا وضع ذٰلک أن تسمية العوام أطفالهم بعبد السبحان مما لا معنى لها، ويجب نهيهم عنه؛ فإن العبودية لا تضاف إلا إلى أسماء اللّٰه تعالىٰ، والسبحان ليس علمًا له ولا وصفًا له؛ بل هو مصدر فاحفظ، فإنه من الفوائد النفيسة. (السعاية ٢/١٦٤)

ثم العدول عن المصدر إلى الاسم الموضوع له خاصةً لا سيما، وعلم يشير إلى الحقيقة الحاضرة في الذهن وما فيه من قيامه مقام المصدر مع الفعل؛ فإن انتسابه بفعل متروك، ولهٰذا لم يجز استعماله إلا فيه تعالىٰ أسماءه وعظم كبرياءه. (روح المعاني ٥/٩ زكريا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

املاہ: احقر محمد سلمان منصورپوری غفرلہ ۲۹/۲/۱۴۳۷ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

www.besturdubooks.wordpress.com

’’محمد قرآن‘‘ نام رکھنا؟

سوال (۱۶۶):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: کسی کا نام محمد قرآن علی نام رکھنا کیسا ہے؟ تحریر فرمادیجئے۔

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: لفظ ’’قرآن‘‘ کلام اللہ کے ساتھ خاص ہے، اور یہ اللہ کی صفاتِ ذاتیہ میں سے ہے؛ لہٰذا کسی شخص کا قرآن نام رکھنا درست نہیں ہے۔

المستفاد: أكثر العلماء على أن الرحمٰن مختص بالله عز وجل لايجوز أن يسمى به غيره. (الجامع لأحكام القرآن للقرطبي ۱۰۶/۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

املاہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۳۵/۱۱/۱۹ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

لڑکی کا ’’حسنات‘‘ نام رکھنا؟

سوال (۱۶۷):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: ہم نے لڑکی کا نام حسنات رکھا ہے، حسنات سے پہلے یا آخر میں کوئی اور نام ملایا جاسکتا ہے؟ اگر کوئی نام ملایا جاسکتا ہے تو وہ نام بتانے کی زحمت فرمائیں؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: حسنات کے معنی ہے: ’’نیکیاں‘‘ اِس طرح کا نام رکھنے میں شرعاً کوئی ممانعت نہیں ہے، اور اِس کے آگے خاتون وغیرہ جیسے الفاظ بھی لگائے جاسکتے ہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۲۴/۱/۲۸ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

www.besturdubooks.wordpress.com

’’اِرمؔ‘‘ نام رکھنا

سوال (۱۶۸): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: اَزروئے شرع ’’اِرم‘‘ نام رکھنا کیسا ہے؟ جائز ہے یا ناجائز؟ یا مکروہ حرام؟ جب کہ اِسی نام سے قرآن شریف کی سورۂ فجر میں ایسی قوم کا ذکر آیا ہے، جس پر اللہ تعالیٰ کا نہایت سخت اور عبرت ناک عذاب آیا ہے؟

اگر کسی نے اپنی بچی کا یہ نام رکھ لیا ہے، تو اُس کے لئے شریعت کا کیا حکم ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: ’’ارم‘‘ کے معنی ’’نشانی کے طور پر رکھے گئے پتھر‘‘ کے آتے ہیں، اِس معنی کے اعتبار سے اِرم نام رکھنے میں کوئی حرج نہیں ہے؛ البتہ چوں کہ قرآن میں ’’اِرم‘‘ نام کی ایک قوم کا ذکر ہے جو قومِ عاد کی ایک ذیلی شاخ تھی، اور اپنے جداعلیٰ ارم بن عاد بن سام بن نوح علیہ السلام کی طرف منسوب تھی، اور اِس پوری قوم پر نافرمانی کی وجہ سے عذاب آیا تھا؛ اِس لئے اگر یہ نام نہ رکھا جائے تو بہتر ہے؛ تاکہ نام میں معذب قوم کے ساتھ تشبیہ نہ ہو، اور ہمیشہ نیک لوگوں اور اَچھے معانی والے نام رکھنے چاہئیں، اور مشتبہ نام رکھنے سے احتراز کرنا چاہئے۔

الإرَم والأرِم میدان میں رہنمائی کے لئے نصب کئے ہوئے پتھر۔ (مصباح اللغات ۳۲)

وإنها اسم قبيلة من عاد كان فيهم الملك وكانوا، وكان في الأصل اسمًا لأبي قبيلة وهو إرم بن عاد بن سام بن نوح عليه السلام. (تفسير المظهري ۲۳۰/۱۰ زكريا)

عن أبي الدرداء رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: إنكم تدعون يوم القيامة بأسماء كم وأسماء آباء كم، فأحسنوا أسماء كم. (سنن أبي داؤد ٦٧٦/٢ رقم: ٤٩٤٨، المسند للإمام أحمد بن حنبل ١٩٤/٥) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

املاہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۳۱/۶/۳۰ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

www.besturdubooks.wordpress.com

بچوں کے دو نام رکھنا؟

سوال (۱۶۹): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: آج کے زمانہ میں دیکھا جاتا ہے کہ لوگ بچوں کے دو نام رکھتے ہیں، مدرسہ میں ایک نام ہوتا ہے اور گھر میں دوسرا، جب کہ ہم نے سنا ہے کہ قیامت کے دن اُسی نام سے پکارا جائے گا جو دنیا میں لیا جاتا ہے، تو کیا دو نام رکھنا صحیح ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: فی نفسہٖ متعدد نام رکھنا جائز ہے، اور قیامت میں بظاہر اُسی نام سے پکارا جائے گا جس سے وہ شخص زیادہ مشہور ہو، اور جس آدمی کے دو نام ہوتے ہیں تو ایسا نہیں ہوتا کہ دونوں نام یکساں استعمال ہوتے ہوں، یقیناً ایک کا استعمال دوسرے کے مقابلہ میں زیادہ ہوتا ہے، اور وہی اُس کا عرفی نام سمجھا جاتا ہے۔ (اَحسن الفتاویٰ ۸/۱۷۵)

عن أبي الدرداء رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: **إنكم تدعون يوم القيامة بأسماء كم وأسماء آباء كم، فأحسنوا أسماء كم.** (سنن أبي داؤد ۲/۶۷۶ رقم: ۴۹۴۸، المسند للإمام أحمد بن حنبل ۵/۱۹۴)

التسمية باسم ...... **لا استعمله المسلمون والأولیٰ أن لا يفعل.** (الفتاویٰ البزازية، كتاب الكراهية / الباب الثاني والعشرون في تسمية الأولاد وكناهم والعقيقة ۵/۴۱۸ زكريا) فقط واللّٰہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصورپوری غفرلہ ۱۹/۱۱/۱۴۳۲ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

اُم المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہؓ کی کنیت ''اُم عبد اللہ'' کیسے پڑی؟

سوال (۱۷۰): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: ''ریاض الصالحین'' کے باب ''الاخلاص للہ تعالیٰ'' میں ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی روایت ہے، اُس میں آپ کے نامِ نامی سے پہلے ''اُم عبد اللہ'' لکھا ہوا ہے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

یہ دیکھ کر حیرت ہوئی؛ اِس لئے کہ ہماری معلومات کے مطابق حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے یہاں کوئی اَولاد نہیں ہوئی، تو اُن کی کنیت ''اُم عبداللہ'' کیسے رکھی گئی؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب باللّٰہ التوفیق: عرب کے معاشرہ میں بطورِ اَعزاز نام کے ساتھ کنیت رکھنے کا بھی دستور رہا ہے، اِس بناپر اُم المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے نبی اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے درخواست کی تھی کہ میرے علاوہ آپ کی دیگر اَزواج مطہرات کی اپنی اپنی کنیت اور اَلقاب ہیں، تو آپ میری بھی کوئی کنیت مقرر فرمادیں۔ تو اُن کی اِس درخواست پر نبی اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دل جوئی فرماتے ہوئے اُنہیں مشورہ دیا کہ اپنے بھانجے حضرت عبداللہ بن الزبیر (جو حضرت اَسماء رضی اللہ عنہا کے صاحب زادہ ہیں) کے نام پر اَپنی کنیت رکھ لیں؛ کیوں کہ بھانجہ بھی ایک طرح سے خالہ کے لئے بیٹے کے درجہ میں ہوتا ہے۔

حدیث سے یہ ثابت ہوا کہ کنیت مقرر کرنے کے لئے حقیقی اَولاد کا ہونا ضروری نہیں؛ بلکہ دیگر قریبی اَعزہ کی طرف منسوب کرکے بھی کنیت رکھی جاسکتی ہے۔

عن هشام بن عروة عن أبيه عن عائشة رضي الله عنها أنها قالت: يا رسول اللّٰه! كل صواحبي لهن كني، قال: فاكتني بابنك عبد الله – يعني ابن اختها – قال مسدد: عبد اللّٰه بن الزبير، قالت: فكانت تُكنَيَّ بأم عبد اللّٰه. (سنن أبي داؤد، كتاب الأدب / باب في المرأة تكني رقم: ٤٩٧٠)

وأخرج البيهقي بهذا الإسناد وقالت: قلت يا رسول اللّٰه! كل نسائك لهن كني غيري، قال: تكني بابنك عبد اللّٰه بن الزبير، فكانت تكني بأم عبد اللّٰه حتى ماتت. (السنن الكبرىٰ للبيهقي ٥٢٢/٩ رقم: ١٩٣٣٤ دار الكتب العلمية بيروت، كذا في المعجم الكبير للإمام الطبراني: عبد الله بن الزبير بن العوام جزء: ١٧٥/١٤ الشاملة) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری ۱۴۳۶/۲/۲۲ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

www.besturdubooks.wordpress.com

سلام ومصافحہ اور معانقہ

سلام کا مسنون طریقہ

سوال (۱۷۱): - کیافرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلۂ ذیل کے بارے میں کہ: سلام کرنے کا سنت طریقہ کیا ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: سلام کرنے کا سنت اور بہتر طریقہ یہ ہے کہ مسلمان سے ملاقات اور جدائی کے وقت ''السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ'' کے الفاظ کے ساتھ پورا سلام کرے۔

عن عمران بن حصين رضي اللّٰه عنه قال: جاء رجل إلى النبي صلى اللّٰه عليه وسلم، فقال: السلام عليكم، فرد عليه، ثم جلس، فقال النبي صلى اللّٰه عليه وسلم: عشرٌ، ثم جاء آخر، فقال: السلام عليكم ورحمة اللّٰه، فرد عليه فجلس، فقال: عشرون، ثم جاء آخر، فقال: السلام عليكم ورحمة اللّٰه وبركاته، فرد عليه فجلس، فقال: ثلاثون. (سنن أبي داؤد، كتاب الأدب / باب كيف السلام ٢/ ٧٠٦ رقم: ٥١٩٥ دار الفكر بيروت، سنن الترمذي ٢/ ٩٨ رقم: ٢٦٨٩)

والأفضل للمسلم أن يقول: السلام عليكم ورحمة اللّٰه وبركاته، والمجيب كذٰلك يرد، ولا ينبغي أن يزاد على البركات شيء (الفتاوىٰ التاتارخانية ١٨/ ٧٧ زكريا)

ثم إن أكثر ما ينتهي إليه السلام إلى البركة، فتقول: السلام عليكم ورحمة اللّٰه وبركاته، وهو الذي عليه العمل. (الموسوعة الفقهية ٢٥/ ١٥٨ كويت)

في النوازل: إذا أتى إنسان باب دار غيره يجب أن يستأذنه ثم إذا دخل

www.besturdubooks.wordpress.com

يسـلـم، م: وهذا في البيوت، أما في الفضاء يسلم أولاً ثم يتكلم. (الفتاویٰ التاتارخانية ۱۸/ ۷٦ زكريا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۲؍۳؍۱۴۳۷ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

سلام کرنے پر نیکی؟

سـوال (۱۷۲): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: سلام کرنے پر کتنی نیکی ملتی ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجـواب وبـالـلّٰـه التوفيق: اگر پورا سلام کرے گا، یعنی ''السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ'' تو تیس نیکیاں ملیں گی، اور اگر سلام میں دو کلمات کا تلفظ کیا ہے، یعنی ''السلام علیکم ورحمۃ اللہ'' تو بیس نیکیاں ملیں گی، اور اگر صرف ''السلام علیکم'' کہا ہے، تو صرف دس نیکیاں ملیں گی۔

عـن عـمـران بن حصين رضي اللّٰه عنه قال: جاء رجل إلى النبي صلى اللّٰه عليه وسلم، فقال: السلام عليكم، فرد عليه، ثم جلس، فقال النبي صلى اللّٰه عليه وسـلـم: عشرٌ، ثم جاء آخر، فقال: السلام عليكم ورحمة اللّٰه، فرد عليه فجلس، فـقـال: عشـرون، ثـم جـاء آخر، فقال: السلام عليكم ورحمة اللّٰه وبركاته، فرد عـلـيـه فجلس، فقال: ثلاثون. (سـنـن أبي داؤد، كتاب الأدب / باب كيف السلام ۲/ ۷۰٦ رقم: ٥١٩٥ دار الفكر بيروت، سنن الترمذي ۲/ ۹۸ رقم: ۲٦۸۹) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

املاہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۲؍۳؍۱۴۳۷ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

سلام میں پہل کرنا؟

سـوال (۱۷۳): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے

www.besturdubooks.wordpress.com

میں کہ: جو شخص سلام میں پہل کرے اُس کے لئے کیا انعام ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: جب کسی مسلمان سے ملاقات ہوتو سلام میں پہل کرنا مزید فضیلت کا باعث ہے، ایک حدیث میں وارد ہے کہ لوگوں میں اللہ تعالیٰ کے قرب کا سب سے مستحق وہ شخص ہے جو سلام کرنے میں پہل کرے، اور ایک دوسری حدیث میں ہے کہ سلام میں پہل کرنے والا تکبر سے بری ہے۔

عن أبي أمامة رضي اللّٰه عنه قال: قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم: إن أولی الناس باللّٰه تعالیٰ من بدأهم بالسلام. (سنن أبي داؤد، کتاب الأدب / باب في فضل من بدأ بالسلام ۷۰۶/۲ رقم: ۵۱۹۷ دار الفکر بیروت)

عن عبد اللّٰه رضي اللّٰه عنه عن النبي صلی اللّٰه علیه وسلم قال: البادئ بالسلام بریئٌ من الکبر. (رواه البیهقي في شعب الإیمان ۴۳۳/۶ رقم: ۸۷۸۶ دار الکتب العلمیة بیروت)

عن أبي الدرداء رضي اللّٰه عنه قال: قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم: أفشوا السلام کي تعلوا. (رواه الطبراني، وإسناده حسن، کذا في مجمع الزوائد ۳۰/۸) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

املاہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۱/۳/۱۴۳۷ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

کسی کے یہاں اِجازت طلبی کے لئے کتنی مرتبہ سلام کریں؟

سوال (۱۷۴): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: اگر کسی کے یہاں داخل ہونے کی اِجازت لینے کے لئے دستک دی یا سلام کیا؛ لیکن اندر سے کوئی جواب نہ ملے، تو کتنی مرتبہ دستک دینا یا سلام کرنا چاہئے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: کسی سے ملاقات کے لئے جانا ہوتو تین مرتبہ سلام

www.besturdubooks.wordpress.com

کرکے اِجازت طلب کریں، اگر اِس کے بعد بھی اِجازت نہ ملے اور جواب نہ آئے، تو واپس آجائیں۔

عن أبي سعيد الخدري رضي اللّٰه عنه قال: كنت في مجلس من مجالس الأنصار، إذ جاء أبو موسىٰ كأنه مذعورٌ، فقال: استأذنتُ على عمر ثلاثًا فلم يؤذن لي، فرجعت، فقال: ما منعک؟ قلت: استأذنت ثلاثًا فلم يؤذن لي فرجعت، وقال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: إذا استأذن أحدكم ثلاثًا فلم يؤذن له فليرجع. (صحيح البخاري، كتاب الاستئذان / باب التسليم والاستئذان ثلاثًا ۹۲۳/۲ رقم: ٦٢٤٤-٦٢٤٥ دار الفكر بيروت)

عن أبي سعيد الخدري رضي اللّٰه عنه يقول: كنا في مجلس عند أبي بن كعب فأتى أبوموسىٰ الأشعري مغضبًا حتى وقف، فقال: أنشدكم اللّٰه هل سمع أحد منكم رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم يقول: الاستئذان ثلاث، فإن أذن لک وإلا فارجع. (شعب الإيمان للبيهقي / باب في مقاربة وموادة أهل الدين ٤٤١/٦ رقم: ۸۸۱۷ دار الكتب العلمية بيروت) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

املاہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۱/۳/۱۴۳۷ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

اپنے گھر میں اِطلاع دے کر جانا؟

سوال (۱۷۵): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: ایک مولوی صاحب بیان کررہے تھے کہ جب گھر میں داخل ہو تو اِجازت اور اطلاع دے کر جاؤ، خواہ صراحۃً ہو یا دلالۃً ۔ تو دریافت یہ کرنا ہے کہ کیا اپنے گھر میں جہاں صرف بیوی بچے ہوں، وہاں بھی اِجازت اور اطلاع کی ضرورت ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰه التوفيق: اپنے ذاتی گھر میں جانے کے لئے اطلاع واجازت کی

www.besturdubooks.wordpress.com

ضرورت نہیں؛ البتہ بہتر ہے کہ داخل ہوتے وقت بلند آواز سے سلام کرے یا کھانس کر اندر آجائے۔ ممکن ہے کہ گھر والے غیر محتاط حالت میں ہوں، یا کوئی پردہ والی عورت ہو تو وہ پردہ کر لے۔

عن زینب رضي اللّٰہ عنہا قالت: ...... کان عبد اللّٰہ إذا دخل تنحنح وصوّت.

(سنن ابن ماجۃ، کتاب الطب / باب تعلیق التمائم ۲/۲۵۲ رقم: ۳۵۳۰ دار الفکر بیروت) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

املاہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۱/۳/۱۴۳۷ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

محرم زنان خانہ میں جاتے وقت اِجازت لینا؟

سوال (۱۷۶): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: کیا اپنے گھر میں جہاں والدہ یا بہن وغیرہ رہتی ہوں، اُن کے کمرہ میں جانے کے لئے بھی اِجازت واطلاع ضروری ہے؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اِنسان مرد ہو یا عورت، محرم ہو یا غیر محرم، جب بھی اُس کے خلوت کدہ میں جانے کا اِرادہ ہو تو اِجازت لے کر ہی جانا چاہئے، ممکن ہے کہ وہ کسی ایسی حالت میں ہو جس کا دیکھنا آپ کے لئے جائز نہ ہو، اِس لئے محرم زنان خانہ میں بھی اِجازت لے کر ہی جانا چاہئے۔

عن عطاء بن یسار رحمہ اللّٰہ أن رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم سألہ رجلٌ، فقال: یا رسول اللّٰہ! استأذن علیٰ أمي؟ فقال: نعم، فقال الرجل: إني معہا في البیت، فقال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم: استأذِن علیہا، فقال الرجل: إني خادمہا، فقال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم: استأذِن علیہا، أتحبُ أن تراہا عریانۃً؟ قال: لا، قال: فاستأذِن علیہا. (المؤطا للإمام المالک / باب الاستئذان ص: ۳۸۰) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

املاہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۱/۳/۱۴۳۷ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

www.besturdubooks.wordpress.com

خالی گھر میں داخل ہوتے وقت سلام کرنا؟

سوال (۱۷۷): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: حدیث میں ہے کہ جب گھر میں داخل ہوتو اہل خانہ کوسلام کرو، اَب اگر کوئی شخص خالی مکان میں داخل ہو، تو کیا سلام کرے گا یا نہیں؟ اگر سلام کرے گا تو کن الفاظ سے سلام کرنا چاہئے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: جب خالی مکان میں داخل ہوں تو اِس طرح سلام کرنا چاہئے: "**السلام علینا وعلی عباد اللّٰہ الصالحین**".

وإن دخل بیتًا لیس فیہ أحدٌ یقول: السلام علینا وعلیٰ عباد اللّٰہ الصالحین، فالملائکۃ ترد علیہ السلام. (شامي، کتاب الحظر والإباحۃ / باب الاستبراء وغیرہ ۹/ ۵۹۲ زکریا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصورپوری غفرلہ ۱۴۳۷/۳/۴ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

ہاتھ کے اِشارہ سے سلام کرنا؟

سوال (۱۷۸): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: موجودہ انتہائی مصروفیت کے دور میں اَکثر لوگ ہاتھ کے اِشارے سے سلام کردیتے ہیں، اور اگر قریب ہوں تو ہاتھ ملا لیتے ہیں، کیا اِس طرح سلام ہوجاتا ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: ہونٹ ہلائے بغیر محض ہاتھ سے سلام کرنا ایک مہمل عمل ہے، اِس سے سلام کی سنت اَدا نہیں ہوتی؛ البتہ اگر جس کوسلام کیا جارہا ہے وہ دور ہو، تو زبان سے سلام کرنے کے ساتھ ساتھ ہاتھ سے اِشارہ کردیا جائے، تو اِس کی گنجائش ہے۔

عن عمرو بن شعیب عن أبیہ عن جدہ رضي اللّٰہ عنہ أن رسول اللّٰہ صلی

www.besturdubooks.wordpress.com

اللّٰـه عليه وسلم قال: ليس منا من تشبه بغيرنا، لا تشبهوا باليهود ولا بالنصارىٰ؛ فإن تسليم اليهود الإشارة بالأصابع، وتسليم النصارىٰ الإشارة بالكف. (سنن الترمذي ۹۹/۲ رقم: ۲٦۹٥، المسند للإمام أحمد بن حنبل ٤۹۹/۲)

لا تشبهوا بهم جميعًا في جميع أفعالهم خصوصًا في هاتين الخصلتين، ولعلهم كانوا يكتفون في السلام، أو رده، أو فيهما بالإشارتين من غير نطق بلفظ السلام الذي هو سنة آدم وذريته من الأنبياء والأولياء. (مرقاة المفاتيح، كتاب الآداب / باب السلام ٤۷۰/۸ دار الكتب العلمية بيروت، ٥۷/۹ المكتبة الأشرفية ديوبند)

كراهية إشارة اليد في السلام أي مكتفيًا بها مقتصرًا عليها، أما إذا كان التلفظ بلفظ التسليم أيضًا فلا. (الكوكب الدري ۱۳٦/۲ سهارن فور)

فإن كانت الإشارة مقرونة بالنطق بحيث وقع التسليم أو الرد باللسان مع الإشارة، أو كان المسلم عليه بعيدًا من المسلم، بحيث لا يسمع صوته فيشير إليه بالسلام بيده أو رأسه ليعلمه أنه يسلم فلا كراهة. (الموسوعة الفقهية ۱٥۹/۲٥ إدارة الأوقاف والشئون الإسلامية الكويت) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصورپوری غفرلہ ۱۹/۱۱/۱۴۳۲ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

دور والے شخص کو ہاتھ کے اِشارہ سے سلام کرنا؟

سوال (۱۷۹): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: اگر کوئی شخص دور ہو، جہاں تک آواز پہنچنا بظاہر مشکل ہو، یا قریب ہی ہو؛ لیکن اُس تک آواز پہنچنے میں کوئی مانع ہو، تو ایسے شخص کو سلام کرنے کا کیا طریقہ ہے؟ کیا صرف ہاتھ کے اِشارہ سے سلام کرنا کافی ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: دور والے شخص کا سلام کرنے کے لئے صرف ہاتھ کا

www.besturdubooks.wordpress.com

اِشارہ کافی نہ ہوگا؛ بلکہ ہاتھ کے اِشارہ کے ساتھ ساتھ زبان سے بھی سلام کے الفاظ بولنا ضروری ہے۔

عن عمرو بن شعيب عن أبيه عن جده رضي الله عنهم أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: ليس منا من تشبه بغيرنا ولا تشبهوا باليهود ولا بالنصارىٰ، فإن تسليم اليهود الإشارةُ بالأصابع، وإن تسليم النصارىٰ بالأكف. (سنن الترمذي ۹۹/۲ رقم: ۲۶۹۵، الترغيب والترهيب مكمل، كتاب الأدب / الترغيب في المصافحة والترهيب من الإشارة في السلام ۵۷۷ رقم: ٤١٤١ بيت الأفكار الدولية)

عن جابر رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: تسليم الرجل بإصبع واحدة يشير بها فعل اليهود. (المسند لأبي يعلى الموصلي رقم: ١٨٧٥)

عن جابر رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: لا تسلموا تسليم اليهود والنصارىٰ؛ فإن تسليمهم إشارة (بالكفوف) والحواجب.

ويحتمل والله أعلم أن يكون المراد به كراهية الاقتصار على الإشارة في التسليم دون التلفظ بكلمة التسليم إذا لم يكن في صلاة تمنعه من التكليم. (شعب الإيمان للبيهقي / باب في مقاربة وموادة أهل الدين ٤٦٤/٦ رقم: ٨٩١١–٨٩١٥ دار الكتب العلمية بيروت) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۳۷/۳/۴ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

وضو، اَذان اور کھانا کھاتے وقت سلام کرنا یا جواب دینا؟

سوال (۱۸۰): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: وضو کرتے وقت، اَذان کے وقت اور کھاتے وقت سلام کرنا جب کہ آدمی اِن تینوں اَوقات میں دنیاوی باتوں میں مشغول ہو، اور عام طور پر ذہنوں میں یہ بات ہے کہ اِن تینوں حالتوں میں سلام نہیں کرنا چاہئے، تو اِن اَوقات میں سلام کرنا کیسا ہے؟

www.besturdubooks.wordpress.com

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: وضوء، اَذان اور کھانا کھاتے وقت سلام کرنا مسنون نہیں، اور اگر کوئی کرے تو اُس کا جواب دینا واجب نہیں؛ لیکن اگر جواب دیدے تو کوئی حرج بھی نہیں ہے۔

یکره السلام علی العاجر عن الجواب حقیقة کالمشغول بالأکل أو الاستفراغ، أو شرعًا کالمشغول بالصلاة وقراءة القرآن، لو سلّم لا یستحق الجواب ...... یأثم بالسلام علی المشغولین بالخطبة ...... أو الأذان والإقامة ویردون في الباقي لإمکان الجمع بین فضیلتي الرد. (شامي، کتاب الصلاة / باب ما یفسد الصلاة وما یکره فیها، مطلب: المواضع التي یکره فیها السلام ۲/ ۳۷۵ زکریا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

املاہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۳۰/۱۰/ ۱۴۳۳ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

وضو کرتے ہوئے کو سلام کرنا اور سلام کا جواب دینا؟

سوال (۱۸۲): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: اگر کوئی شخص وضو کر رہا ہے، اور اُس کو کسی نے سلام کیا، تو وہ جواب دے سکتا ہے یا نہیں؟ اور وضو کرنے والے کو سلام کرنا کیسا ہے؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اگر وضو کرنے والا بوقتِ وضو دعائیں پڑھ رہا ہو، تو اُس کو سلام نہ کیا جائے، اور اگر یہ معلوم ہو کہ دعائیں نہیں پڑھ رہا ہے، تو اُس کو سلام کرنے میں کوئی حرج نہیں۔ (فتاویٰ محمودیہ ۵/ ۲۳۰، فتاویٰ رحیمیہ ۱/ ۱۲۴)

والأظهر کما ذکر النووي: أنه إن کان مستغرقًا بالدعاء مجمع القلب علیه، فالسلام علیه مکروه للمشقة التي تلحقه من الرد، والتي تقطعه عن الاستغراق بالدعاء. (الموسوعة الفقهیة ۲۵/ ۱۶۴) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۳/ ۶/ ۱۴۲۳ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

www.besturdubooks.wordpress.com

عورت کوسلام کرنا یا اُس کے سلام کا جواب دینا؟

سوال (۱۸۳): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: کیا عورت کوسلام کرنا یا اُس کے سلام کا جواب دینا جائز ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: محرم عورتوں کوسلام کرنا اور جواب دینا دونوں جائز ہے، اور نامحرم بوڑھی عورت کوبھی سلام کرنا جائز ہے؛ البتہ جوان عورت کوسلام کی ابتداء نہ کی جائے، اگر وہ سلام کرلے تو آہستہ سے جواب دے دیں۔

عن يحى بن أبي كثير قال: بلغني أنه يكره أن يسلم الرجل على النساء، والنساء على الرجل. ...... قلت لعطاء: أَ أُسلِّم على النساء؟ قال: إن كن شواب فلا. (شعب الإيمان للبيهقي / باب في مقاربة وموادة أهل الدين ٦/٤٦٠ رقم: ٨٨٩٦-٨٨٩٨ بيروت)

كان قتادة يقول: أما امرأة من القواعد فلا بأس أن يسلم عليها، وأما الشابة فلا. (شعب الإيمان للبيهقي، باب في مقاربة وموادة أهل الدين / فصل في السلام على النساء ٦/٤٦٠ رقم: ٨٨٩٧ دار الكتب العلمية بيروت)

الفتيات جمع فتية: المرأة الشابة، ومفهومه جوازه على العجوز؛ بل صرحوا بجواز مصافحتها عند أمن الشهوة. (شامي ٢/٣٧٤)

رد السلام واجب إلا على ...... أو سلم الطفل أو السكران أو شابة يخشى بها افتتان. (شامي ٢/٣٧٦ زكريا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

املاہ: احقر محمد سلمان منصورپوری غفرلہ ۱۱؍۳؍۱۴۳۷ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

غیر محرم عورت کوسلام کرنا اور اُس کے سلام کا جواب دینا؟

سوال (۱۸۴): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے

www.besturdubooks.wordpress.com

میں کہ: ہمارے علاقہ میں کچھ لوگ یہ مسئلہ بتاتے ہیں کہ غیر محرم عورت کوسلام کرنا جائز نہیں ہے، اور اگر غیر محرم سلام کرے تو زبان سے جواب نہیں دینا چاہئے، دل ہی دل میں جواب دے دو، ایک عالم بھی اِسی طرح بغیر قید کے مسئلہ بتارہے ہیں، ہم لوگوں کے سامنے بڑی پریشانی ہوگئی؛ کیوں کہ ہم رشتہ داری میں ماموں ممانی کے یہاں جاتے ہیں، یا دوسری رشتہ داری میں جاتے ہیں اور گھر میں اکثر غیر محرم ہی ہوتی ہیں، اور وہ پردہ بھی کرتی ہیں، ہم اِس مسئلہ کی وجہ سے اپنے رشتہ داروں کی عورتوں کوسلام نہیں کرتے، چپ چاپ جا کر بیٹھ جاتے ہیں، تو رشتہ داروں کو شکایت ہے، ہم نے آپ کی کتاب انوار رحمت میں مسئلہ پڑھا کہ اگر فتنہ اور ہیجان کا خطرہ نہ ہو تو غیر محرم سے سلام کرنے میں کوئی قباحت نہیں، ہم کو تفصیل سے اس کا فتوی لکھ دیں؛ تاکہ ہم یہاں سب کو سنادیں؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: جہاں فتنہ کا اندیشہ ہو، وہاں اَجنبی عورت کوسلام کرنا ممنوع ہے؛ لیکن جہاں فتنہ کا اندیشہ نہ ہو، مثلاً بہت بوڑھی عورت ہو یا کسی عورت کو خاص کر کے سلام نہ کیا جائے؛ بلکہ عمومی سلام کرلیا جائے، تو اِسی طرح اَجنبی رشتہ دار عورتوں کوسلام کرنے میں حرج نہیں۔ (انوار رحمت ۱۱۰)

عن شهر بن حوشب يقول: أخبرته أسماء بنت يزيد رضي اللّٰه عنها مر علينا النبي صلى اللّٰه عليه وسلم في نسوة، فسلم علينا. (سنن أبي داؤد ۷۰۷/۲ رقم: ٥٢٠٤، سنن الترمذي ۹۹/۲ رقم: ٢٦٩٧)

وكثير من العلماء لم يكرهوا تسليم كل منهما على الآخر، وقال الحليمي: كان صلى اللّٰه عليه وسلم مامونًا عن الفتنة فمن وثق من نفسه بالسلامة، فليسلم وإلا فالصمت أسلم. (بذل المجهود ۵۸۸/۱۳ مركز الشيخ أبي الحسن الندوي) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۱/۲/۱۴۲۹ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

www.besturdubooks.wordpress.com

سر کھلے ہونے کی حالت میں محرم عورت کو سلام کرنا؟

سوال (۱۸۵): -کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: کیا محرم عورت کو ایسی حالت میں سلام کرنا جائز ہے، جب کہ وہ اِن اعضاء کو کھولے ہوئے ہو، جن اعضاء کو محرم کا دیکھنا جائز ہے؛ لیکن اَجنبی مرد کا دیکھنا جائز نہیں، جیسے ناف، آستین، کپڑے پہننے کے وقت سر کھلا ہونے کے وقت، جیسا کہ اُس کی تفصیل عالمگیری ۳۲۸ پر مذکور ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: مسئولہ صورت میں محرم عورت کو سلام کرنے کی اِجازت ہے۔

عن أنس رضي اللّٰه عنه قال: قال لي رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم: یا بُنيَّ! إذا دخلت علیٰ أهلک فسلَّم یکون برکةً علیک وعلیٰ أهل بیتک. (سنن الترمذي / باب ما جاء في التسلیم إذا دخل بیته ۲/۹۹ رقم: ۲۶۹۸)

عن قتادة رحمه اللّٰه عنه قال: قال النبي صلی اللّٰه علیه وسلم: إذا دخلتم بیتًا فسلموا علی أهله، وإذا خرجتم فاودِعوا أهله السلام. (المصنف لعبد الرزاق ۱۰/۳۸۹ رقم: ۱۹۴۵۰)

إذا دخل الرجل في بیته یسلم علی أهل بیته الخ، ویسلم في کل دخلة. (الفتاویٰ الهندیة، کتاب الکراهیة / الباب السابع في السلام ۵/۳۲۵) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۲۹/۸/۱۶ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

فون یا خط کے اختتام پر ''خدا حافظ'' یا ''اللہ حافظ'' کہنا؟

سوال (۱۸۶): -کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: آج کل ''خدا حافظ'' کے بجائے ''اللہ حافظ'' کہتے ہیں، فون پر یا خط کے اختتام پر یا ملاقات کے بعد واپسی پر ''خدا حافظ'' یا ''اللہ حافظ'' کہنا کیسا ہے؟

www.besturdubooks.wordpress.com

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: فون یا خط کے اختتام پر اصل سنت ’’السلام علیکم‘‘ کہنے کی ہے، سلام کے ساتھ کوئی شخص خدا حافظ بھی لگائے تو حرج نہیں؛ لیکن بات ختم کرنے کی علامت کے طور پر ’’خدا حافظ‘‘ یا ’’اللہ حافظ‘‘ کہنا اور سلام کو چھوڑ دینا، جیسا کہ آج کل نئے طبقہ کا دستور ہوگیا ہے، یہ صحیح نہیں ہے، یہی حکم ملاقات کے بعد واپسی کے وقت سلام ودعا کرنے کا ہے۔

عن أبي هريرة رضي اللّٰه عنه قال: قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: إذا انتهى أحدكم إلى مجلس فليسلم، فإن بدا له أن يجلس فليجلس، ثم إذا قام فليسلم فليست الأولىٰ بأحق من الآخرة. (سنن الترمذي، أبواب الاستيذان والآداب / باب التسليم عند القيام والقعود ۲/ ۱۰۰)

إذا كان جالسًا مع قومٍ ثم قام ليفارقهم فالسنة أن يسلم. (الموسوعة الفقهية ۲۵/ ۱۷۲ كويت) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصورپوری غفرلہ ۱۵/ ۷/ ۱۴۲۳ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

محفل میں آنے پر سلام واجب ہے یا جانے پر؟

سوال (۱۸۷): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: محفل میں آنے پر سلام واجب ہے یا محفل سے جانے پر؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: محفل میں آنے اور جانے پر سلام واجب تو نہیں؛ لیکن مسنون ہے۔

عن أبي هريرة رضي اللّٰه عنه أن رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم قال: إذا انتهىٰ أحدكم إلىٰ مجلسٍ فليُسلم، فإن بدا له أن يجلس فليجلس، ثم إذا قام

www.besturdubooks.wordpress.com

فليُسلِّم فليست الأولىٰ بأحق من الآخرة. (سنن الترمذي / باب ما جاء في التسليم عند القيام ۲/ ۱۰۰ رقم: ۲۷۰٦)

ويسلم على القوم حين يدخل عليهم وحين يفارقهم. (شامي ۵۹۲/۹ زكريا)

فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۱۴۱۹/۸/۱۹ھ

مجلس والوں کوسلام کرنے پر جواب کس پر واجب ہے؟

سوال (۱۸۸): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: اگر کسی جگہ بہت سے لوگ بیٹھے ہوں، اور ایک آدمی اُن کے پاس سے گذرتا ہوا سلام کرے، تو اُس کا جواب دینا کس پر واجب ہے؟ آیا سب پر الگ الگ واجب ہے یا کسی ایک کا جواب دینا سب کی طرف سے کافی ہوجائے گا؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اہل مجلس میں سے اگر کوئی ایک بھی جواب دیدے، تو سب کی طرف سے کافی ہوجائے گا، اور اگر کسی نے بھی جواب نہ دیا تو تمام اہل مجلس ذمہ دار رہوں گے، ہاں اگر سلام کرنے والے نے کسی کا نام لے کر سلام کیا ہے، تو پھر صرف اُسی کے ذمہ جواب دینا واجب ہوگا۔

عن أبي هريرة رضي الله عنه عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: يسلم الصغير على الكبير، والمار على القاعد، والقليل على الكثير. (صحيح البخاري، كتاب الاستئذان / باب تسليم القليل على الكثير ۲/ ۹۲۱ رقم: ٦۲۳۱ دار الفكر بيروت)

لو دخل شخص مجلسًا فإن كان الجمع قليلاً يعمهم سلام واحد فسلم كفاه، فإن زاد فخصّص بعضهم فلا بأس ويكفي أن يرد منهم واحد، فإن زاد فلا

www.besturdubooks.wordpress.com

بأس، وإن كانوا كثيرًا بحيث لا ينتشر فيهم فيبتدئ أول دخوله إذا شاهدهم وتتأدى سنة السلام في حق جميع من يسمعه، ويجب على من سمعه الرد على الكفاية. (فتح الباري ١١/١٤-١٥ رياض)

قال الفقيه أبو الليث: إذا دخل جماعة على قوم، فإن تركوا السلام فكلهم آثمون في ذٰلك، وإن سلم واحد منهم جاز عنهم جميعًا، وإن تركوا الجواب فكلهم آثمون، وإن ردّ واحد منهم أجزأهم. (تكملة فتح الملهم ٤/٢٤٣ المكتبة الأشرفية ديوبند) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

املاہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۱/۳/۱۴۳۷ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

رخصتی کے وقت سلام ومصافحہ کرنا؟

سوال (۱۸۹): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: (۱) ندائے شاہی نومبر ۱۹۹۷ء موضوع ''رخصتی کے وقت مصافحہ'' صفحہ ۳۸/ پر پڑھنے کا شرف حاصل ہوا، جس میں سلام ومصافحہ کے جواز پر فتویٰ دیا گیا ہے، بطور استدلال جو حدیث درج ہے اُس حدیث میں صرف مصافحہ کا تذکرہ ہے نہ کہ سلام کا۔

(۲) رخصتی کے وقت سلام اور مصافحہ کے موضوع پر کیا اختلافِ ائمہ بھی ہے، احناف کا مسلک مصافحہ کے حق میں ہے یا نہیں؟ واضح فرمائیں۔

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: (۱) حدیث شریف میں مصافحہ کو متمم سلام فرمایا گیا ہے؛ لہٰذا رخصتی کے وقت سلام ومصافحہ کے جواز پر جو عبارت: ''والمشهور على الألسنة أن المصافحة عند الوداع لا يثبت وليس بصحيح لروايات ذكرتها على هامش جمع الفوائد''. (بذل المجهود ٢/١٤٨) ندائے شاہی میں پیش کی گئی ہے، اگرچہ اِس میں صرف

www.besturdubooks.wordpress.com

مصافحہ کا تذکرہ ہے، مگر اِس سے سلام کا عدم ثبوت لازم نہیں آتا۔

عن أبي أمامة رضي اللّٰه عنه أن رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم قال: ...... وتمام تحياتكم بينكم المصافحة. (مشكاة المصابيح / باب المصافحة والمعانقة ٤٠٢)

(۲) بعض علماء کرام وداعی مصافحہ کو بدعت کہتے ہیں، مگر ہمارے علماء اَحناف کے نزدیک وہ جائز ہے؛ اِس لئے کہ رُخصتی کے وقت سلام نصوص سے ثابت ہے، اور مصافحہ متمم سلام ہے، تو مصافحہ رُخصتی کے وقت درست ہوا۔ اِسی بنا پر ندائے شاہی میں شائع کردہ مسئلہ میں سلام ومصافحہ کا جواز ثابت کیا گیا ہے۔

عن قتادة رضي اللّٰه عنه قال: قال النبي صلى اللّٰه عليه وسلم: إذا دخلتم بيتًا فسلموا على أهله، وإذا خرجتم فاودعوا أهله بسلام. (مشكاة المصابيح، باب السلام / الفصل الثاني ٣٩٩، معارف الحديث ١٥٨/٦)

عن أبي هريرة رضي اللّٰه عنه قال: قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: إذا انتهى أحدكم إلىٰ مجلس فليسلم ......، ثم إذا قام فليسلم، فليست الأولىٰ بأحق من الاٰخرة. (سنن الترمذي / باب ما جاء في التسليم عند القيام ١٠٠/٢ رقم: ٢٧٠٦، بذل المجهود ١٤٥/٢، دليل الفالحين ٣٤٢/٣، عون المعبود ٥٢٠/٢، مرقاة المفاتيح ٥٦٦/٤)

حصن حصین میں ذکر کردہ ایک حدیث سے تو معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے سفر کے موقع پر سلام ومصافحہ دونوں فرمایا ہے:

وإن كان سفرًا صافح، وقال أي المقيم: استودع اللّٰه دينك وأمانتك وخواتيم عملك، واقرأ: عليك السلام. (حصن حصين ٧٤/٤) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصورپوری غفرلہ ۱۵/۶/۱۴۱۹ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

سلام نہ کرنے پر لعن طعن کرنا؟

سوال (۱۹۰): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں

www.besturdubooks.wordpress.com

کہ: نسیم الدین صاحب و اِحسان علی صاحب راستہ میں چل رہے تھے، محمد احمد پیچھے سے گزرا، اُس نے سلام نہیں کیا، کیا اُس پر اِسلام کی رو سے سلام کرنا واجب تھا؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: صورتِ مسئولہ میں محمد احمد کو سلام کرنا چاہئے تھا؛ لیکن اگر اُس نے بھول کر یا کسی اور بنا پر سلام نہیں کیا تو اُس پر لعن طعن کرنا درست نہ ہوگا۔

ويسلم الذي يأتيک من خلفک. (الفتاویٰ الهندية، كتاب الكراهية / الباب السابع في السلام ۳۲۵/۵) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصورپوری غفرلہ

۱۴۱۳/۹/۲۳ھ

کیا سلام کا جواب دینا واجب ہے؟

سوال (۱۹۱): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: کیا سلام کا جواب دینا شرعاً واجب ہے؟ اگر واجب ہے تو اُس سے واجب اصطلاحی مراد ہے یا صرف بیانِ تاکید کے لئے وجوب کا لفظ استعمال کیا جاتا ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: ایک مسلمان کے دوسرے مسلمان پر من جملہ حقوق کے سلام کا جواب دینا بھی ہے، اور یہ معاشرتی واجبات میں سے ہے۔

عن أبي هريرة رضي اللّٰه عنه قال: سمعت رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم يقول: حق المسلم على المسلم خمس: رد السلام ...... الخ. (صحيح البخاري، كتاب الجنائز / باب الأمر باتباع الجنائز ١٦٦/١ رقم: ١٢٤٠ دار الفكر بيروت، صحيح مسلم رقم: ٢١٦٢ بيت الأفكار الدولية)

السلام ابتداء وجوابًا، والأول أفضل مع أنه سنة، ومن القواعد أن

www.besturdubooks.wordpress.com

الـواجـب ثـوابه أكمل، ولعل وجهه أنه مشتمل على التواضع مع كونه سببًا لأداء الفرض، ونظيره النظرة عن المعسر إلى الميسرة؛ فإنها واجبة. (مرقاة المفاتيح، كتاب الآداب / باب السلام ۹/۴۵-۴٦ المكتبة الأشرفية ديوبند)

قـال الـنـووي: نـقل ابن عبد البر إجماع المسلمين على أن ابتداء السلام سنة وأن رده فرض (أي واجب). (تكملة فتح الملهم ٤/٤٥ ٢ المكتبة الأشرفية ديوبند)

إن السـلام سنة واستماعه مستحب، وجوابه أي رده فرض كفاية، وإسماع رده واجب. (شامي / كتاب الحظر والإباحة ٦/٤١٣ كراچی، ٩/٥٩٣ زكريا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۲/۳/۱۴۳۷ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

کیا سلام کا جواب بلند آواز سے ہی دینا ضروری ہے؟

سوال (۱۹۲): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: کیا سلام کا جواب بلند آواز سے ہی دینا ضروری ہے؟ اگر کوئی آہستہ سے جواب دیدے، اِس طور پر کہ سلام دینے والے کو سنائی نہ دے، تو کیا حکم ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: سلام کا جواب اتنی آواز میں دینا واجب ہے کہ سلام کرنے والا جواب سن لے۔

إن السلام سنة واستماعه مستحب، وجوابه أي ردّه فرض كفاية وإسماع رده واجب. (شامي / كتاب الحظر والإباحة ٦/٤١٣ كراچی) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

املاہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۱/۳/۱۴۳۷ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

کیا سلام کرنے والے کو سلام کا جواب سنانا ضروری ہے؟

سوال (۱۹۳): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے

www.besturdubooks.wordpress.com

میں کہ: حضرت مفتی محمد تقی عثمانی دامت برکاتہم نے فتح الملہم ۲۴۵ کے اخیر میں لکھا ہے کہ:

”کتب شیخ مشایخنا الإمام محمّد أشرف علی التهانوي رحمه اللّٰه إن رد السلام واجب وإسماعه مستحب، وفیه سعة لمن یشکل علیه الإسماع، ولکني لم أجده في کتب الفقهاء القذافي“.

اِس مسئلہ کی تحقیق کے لئے روح المعانی دیکھی تو اُس میں یہ عبارتیں ملیں:

”ولا بد في الابتداء والرد من رفع الصوت بقدر ما یحصل به السماع بالفعل الخ“ واستظهر أنه لا بد من سماع جمیع الصیغة ابتداء وردًا. (روح المعاني ۵/ ۱۰۰ بیروت تحت قوله تعالی: إذا حییتم بتحیة فحیوا بأحسن منها)

تو اَب سوال یہ ہے کہ کیا اِن عبارات سے اسماع کا وجوب ثابت ہوتا ہے یا استحباب؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰه التوفیق: آپ کے مسئولہ مسئلہ سے متعلق ایک فقہی عبارت مل گئی، جس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ سلام کے جواب میں اِسماع ضروری ہے، اور اگر کسی وجہ سے اِسماع ممکن نہ ہو، تو ایسا اِشارہ ضروری ہے کہ سلام کرنے والے کو پتہ چل جائے کہ اس نے جواب دیا ہے، عبارت ملاحظہ فرمائیں:

قال في شرح الشرعة: واعلم أنهم قالوا: إن السلام سنة، وإسماعه مستحب وجوابه: أي رده فرض کفایة وإسماع رده واجب، بحیث لو لم یسمعه لا یسقط هٰذا الفرض عن السامع حتی قیل: لو کان المسلم أصم یجب علی الراد أن یحرک شفتیه ویریه بحیث لو لم یکن أصم لسمعه. (شامي، کتاب الحظر والإباحة / باب الاستبراء ۹/ ۵۹۳ زکریا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۲/۱۰/ ۱۴۲۹ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

www.besturdubooks.wordpress.com

خط میں ''السلام علیکم'' لکھنے والے کے جواب میں ''وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ'' لکھنا؟

سوال (۱۹۴):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: السلام علیکم زبان اور تحریری کہنے لکھنے والوں کو جواب میں صرف وعلیکم السلام ہی کہنا لکھنا چاہئے یا وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ اور وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ بھی کہہ اور لکھ سکتے ہیں؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: السلام علیکم کے جواب میں وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ بھی کہہ سکتے ہیں؛ بلکہ یہ زیادہ اَفضل ہے۔

قال تعالیٰ: ﴿وَإِذَا حُيِّيتُمْ بِتَحِيَّةٍ فَحَيُّوا بِأَحْسَنَ مِنْهَا﴾ قال العلامة الآلوسي: أي بتحية أحسن من التحية التي حييتم بها، بأن تقولوا: وعليكم السلام ورحمة اللّٰه تعالىٰ. (روح المعاني ۹۹/۵)

عن عمران بن حصين رضي اللّٰه عنهما قال: جاء رجلٌ إلى النبي صلى اللّٰه عليه وسلم فقال: السلام عليكم، فردّ عليه السلام، ثم جلس، فقال النبي صلى اللّٰه عليه وسلم: عشرٌ، ثم جاء آخرُ، فقال: السلام عليكم ورحمة اللّٰه، فرد عليه فجلس، فقال: عشرون، ثم جاء آخرُ، فقال: السلام عليكم ورحمة اللّٰه وبركاته، فرد عليه فجلس، فقال: ثلاثون. (سنن أبي داؤد، كتاب الأدب / باب كيف السلام ۷۰٦/۲ رقم: ۵۱۹۵ دار الفكر بيروت، سنن الترمذي ۹۸/۲ رقم: ۲٦۸۹) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۲۰/۱۱/۱۴۱۹ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

غائبانہ سلام

سوال (۱۹۵):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے

www.besturdubooks.wordpress.com

میں کہ: مسلمان بھائیوں یا رشتہ داروں کا آپس میں ایک دوسرے کو غائبانہ سلام پہنچانے کا کیا طریقہ ہے؟ اور جو شخص سلام لے کر آئے گا، اُس کو جوابی الفاظ کس طرح کہے جائیں گے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: غائبانہ سلام کے لئے تو کوئی خاص الفاظ مخصوص نہیں ہے؛ بلکہ یہ کہہ دینا کافی ہے کہ فلاں سے ہمارا سلام کہہ دینا یا پہنچا دینا، وغیرہ؛ البتہ جو شخص دوسرے کا سلام لے کر آئے، اُس کے جواب میں سلام لانے والے اور سلام کہلوانے والے دونوں کو سلامتی کی دعا دی جائے گی، اور اِس طرح سے جواب دیں گے: "**علیک وعلیه السلام**" اگر سلام کہلوانے والی عورت ہے، تو: ''**علیک وعلیها السلام**'' کے الفاظ کہیں گے۔ ایک صحابی نے حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں اپنے والد کا سلام پیش کیا، تو آپ نے جواب میں فرمایا: "**علیک وعلی أبیک السلام**" اِسی طرح ایک روایت میں ہے کہ خود نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اُم المؤمنین سیدتنا حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو حضرت جبرئیل علیہ الصلوٰۃ والسلام کا سلام پیش کیا تھا۔

قال اللّٰه تعالیٰ: ﴿وَاِذَا حُيِّيْتُمْ بِتَحِيَّةٍ فَحَيُّوْا بِاَحْسَنَ مِنْهَا اَوْ رُدُّوْهَا اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ حَسِيْبًا﴾ [النساء: ۸٦]

عن عائشة رضي اللّٰه عنها حدثته أن النبي صلی اللّٰه علیه وسلم قال لها: إن جبرئیل یقرئک السلام، قالت: وعلیه السلام ورحمة اللّٰه (صحیح البخاري، کتاب الاستئذان / باب إذا قال: فلان یقرئك السلام ۲/۹۲۳ رقم: ٦۲۵۳ دار الفکر بیروت)

عن غالب قال: إنا لجلوس بباب الحسن إذ جاء رجلٌ، فقال: حدثني أبي عن جدي، قال: بعثني أبي إلی رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم فقال: ائته فاقرأه السلام، قال: فأتیته، فقلته: إن أبي یقرئک السلام، فقال: علیک وعلی أبیک السلام. (سنن أبي داؤد، کتاب الأدب / باب في الرجل یقول: فلان یقرئك السلام رقم: ۵۲۳۱ دار

www.besturdubooks.wordpress.com

الـفـكـر بيروت، صـحـيـح البخاري، كتاب الاستيذان / باب إذا قال: فلانٌ يقرئك السلام رقم: ٦٢٥٣ دار الفكر بيروت، سنن الترمذي ٢/ ٩٩٠) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۴/۳/۱۴۳۷ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

غیر مسلم اور اہلِ کتاب کو سلام کرنا؟

سوال (۱۹۶): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: ماہنامہ ''تحفۂ خواتین'' میں غیر مسلم کو سلام کرنے کے سلسلہ میں آپ کا فتویٰ بحوالہ مرقاۃ نظر نواز ہوا، حضرت حکیم الامت مولانا اشرف علی صاحب تھانویؒ کی درج ذیل عبارت:

''﴿وَاِذَا حُيِّيْتُمْ بِتَحِيَّةٍ﴾ فعل مجہول ہے، مگر اِجماعاً اِس کا فاعل مسلم ہے قطعاً یا احتمالاً، پس اگر یقینی کافر سلام کرے تو جواب دینا واجب نہیں گو جائز ہے۔ اور حدیث میں جو اِس کے جواب کا خاص صیغہ آیا ہے کہ صرف ''علیکم'' کہے، تو وہ جب ہے جب احتمال ہو کہ اُس نے شرارت سے سلام کیا ہے، ورنہ جائز ہے؛ بلکہ حاجت کے وقت ابتداء بھی درست ہے۔ **نقله في الروح عن الحسن وعن الشعبي وقتادة وابن عباس رضي الله عنهم**''. (بيان القرآن [النساء: ٨٦] ١/ ١٤٠ مكتبة الحق جوگيشوري ممبئي)

آپ کے نقل کردہ قول کے خلاف ہے، اِس سلسلہ میں راجح قول کیا ہے، اگر وضاحت فرمادیں تو نوازش ہوگی، اگر آپ کا نقل کردہ قول ہی راجح ہے، تو حضرت تھانویؒ کے قول کی وضاحت کیا ہوگی؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفيق: غیر مسلم کو سلام کرنے کی تحقیق کی گئی، جس سے یہ معلوم ہوا کہ اِس بارے میں شروع ہی سے علماء کے درمیان دو قول رہے ہیں، ایک بڑی جماعت اِس بات کی قائل ہے کہ کسی بھی غیر مسلم کو ''السلام علیکم'' کے لفظ سے ابتداءً سلام نہ کیا جائے، اور اگر کوئی غیر مسلم مسلمان کو سلام کرے، تو اُس کے جواب میں صرف ''وعلیکم'' یا ''وعلیک'' کہا جائے، ''وعلیکم

www.besturdubooks.wordpress.com

السلام ورحمۃ اللہ‘‘ نہ کہا جائے، اِس جماعت کا استدلال اُس حدیث سے ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لا تبدؤوا اليهود ولا النصارىٰ بالسلام، فإذا لقيتم أحدهم في طريقٍ فاضطروه إلى أضيقه. (صحيح مسلم، كتاب السلام / باب النهي عن ابتداء أهل الكتاب بالسلام وكيف يُردُّ عليهم ۲/ ۲۱٤ رقم: ۲۱٦۷، سنن أبي داؤد رقم: ۵۲۰۵، سنن الترمذي / باب ما جاء في كراهية التسليم على الذمي ۲/ ۹۹ رقم: ۲۷۰۰)

نیز دوسری روایت میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

إذا سلّم عليكم أهل الكتاب فقولوا: وعليكم. (صحيح البخاري / كيف الرد على أهل الذمة السلام ۲/ ۱٤۲٦ رقم: ٦۲۵۸، صحيح مسلم ۲/ ۲۱۳ رقم: ۲۱٦۳ بيت الأفكار الدولية، سنن أبي داؤد ۲/ ۷۰۷ رقم: ۵۲۰۷ دار الفكر بيروت)

جمہور علماء وفقہاء اور شارحین حدیث کی یہی رائے ہے، نیز اِمام ابوحنیفہ اور امام اَبویوسفؒ سے بھی صراحۃً یہی منقول ہے، اِس کے برخلاف ایک دوسری جماعت کی رائے یہ ہے کہ اگر کسی ضرورت سے کسی کافر کو ابتداءً سلام کرلیا جائے، یا اس کے جواب میں ’’وعلیکم السلام‘‘ کہہ دیا جائے تو کوئی حرج نہیں ہے، یہ رائے حضرت عبداللہ بن عباسؓ، حضرت ابوامامہؓ، حضرت حسن بصریؒ اور حضرت عمر بن عبدالعزیز رضوان اللہ علیہم اجمعین کی طرف منسوب ہے، یہ حضرات اُس حدیث سے استدلال کرتے ہیں جس میں یہ مضمون ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلم اور غیر مسلم کے مخلوط مجمع پر سلام سے ابتداء فرمانے کا ذکر ہے۔ (صحیح البخاری ۲/۹۲۴)

نیز سلام کو مطلقاً عام کرنے کی روایت سے بھی استدلال کرتے ہیں، اِسی اعتبار سے آیت: ﴿وَإِذَا حُيِّيْتُمْ بِتَحِيَّةٍ فَحَيُّوْا﴾ کی تفسیر میں دو رائے ہوگئیں: بعض نے اُسے مسلمانوں کے ساتھ خاص فرمایا اور بعض نے اُس کو عام فرمایا ہے۔ حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ نے بیان القرآن میں اِسی دوسری رائے کی طرف اِشارہ فرمایا ہے، مگر عموماً فقہی کتابوں اور

www.besturdubooks.wordpress.com

شروحاتِ حدیث میں فتویٰ پہلی رائے پر دیا گیا ہے، خاص کر اِس لئے کہ ''السلام علیکم'' محض ایک دعا ہی نہیں؛ بلکہ ایک اِسلامی شعار ہے، اِس لئے اُس کا استعمال اِسلامی علامت کے طور پر ہونا چاہئے، جیسا کہ دیگر شعار صرف مسلمانوں کے ساتھ مخصوص ہیں، اَب اِس سلسلہ میں چند عبارات برائے ملاحظہ تحریر کی جاتی ہیں:

۱:- ثم اختلف في أنه خاص في أهل الإسلام، أو عام في أهل الإسلام وأهل الكفر، فقال عطاء: هو في أهل الإسلام خاصة؛ وقال ابن عباس وإبراهيم وقتادة: هو عام في الفريقين. (أحكام القرآن لأبي بكر الجصاص ۲۱۸/۲)

۲:- ولو سلّم يهودي أو نصراني أو مجوسي فلا بأس بالرد، ولكن لا يزيد في الجواب على قوله: وعليک؛ كما في الخانية: وروي ذٰلک مرفوعًا في الصحيح، ولا يسلم ابتداء على كافر لقوله عليه الصلاة والسلام: لا تبدؤوا اليهود ولا النصارىٰ بالسلام، فإذا لقيتم أحدهم في طريق فاضطروه إلى أضيقه.

(صحيح البخاري رقم: ۲۱٦۷، سنن أبي داؤد ۷۰۷/۲ رقم: ۵۲۰۵)

وأوجب بعض الشافعية رد سلام الذمي بعليک فقط، وهو الذي يقتضيه كلام الروضة، لكن قال البلقيني والآذرعي والزركشي: إنه يسن ولا يجب، وعن الحسن يجوز أن يقال للكافر: وعليک السلام؛ ولا يقل: ورحمة اللّٰه تعالىٰ؛ فإنها استغفار، وعن الشعبي أنه قال لنصراني: سلم عليه ذلک، فقيل له فيه، فقال: أليس في رحمة اللّٰه يعيش؟

وأخرج ابن المنذر من طريق يونس بن عبيد الحسن أنه قال في الآية: إن حيوا بأحسن منها – للمسلمين – أو ردوها – لأهل الكتاب، وورد مثله عن قتادة، ورخّص بعض العلماء ابتداءهم به إذا دعت إليه داعية، ويؤدي حينئذ بالسلام، فعن ابن عباس رضي اللّٰه عنهما أنه كان يقول للذمي: والظاهر عند

www.besturdubooks.wordpress.com

الحاجة السلام عليك ويريد – كما قال اللّٰه تعالىٰ عليك – أي هو عدوك، ولا مانع عندي إن لم يقصد ذٰلک من أن يقصد الدعاء له بالسلامة بمعنى البقاء حيا ليسلم، أو يعطي الجزية ذليلاً. وفي الأشباه النص على ذٰلک في الدعاء له بطول البقاء. (روح المعاني ١٤٧/٤، تحت رقم الآية: ٨٦ زكريا)

٣:– لنذكر المواضع التي لا يسلم فيها، وهي ثمانية: الأول: روى أن النبي صلى اللّٰه عليه وسلم قال: "لا يبدأ اليهودي بالسلام" وعن أبي حنيفة أنه قال: لا يبدأ بالسلام في كتاب ولا في غيره ، وعن أبي يوسفؒ: لا تسلم عليهم ولا تصافحهم، وإذا دخلت فقل: السلام على من اتبع الهدىٰ، ورخص بعض العلماء في ابتداء السلام عليهم، إذا دعت إلى ذٰلک حاجة، وأما إذا سلموا علينا، فقال أكثر العلماء: ينبغي أن يقال: وعليک(تفسير الفخر الرازي الجزء العاشر، النساء: ٨٦، ٢٢١/٥ دار الفكر بيروت)

٤:– التاسعة: وأما الكافر فحكم الرد عليه أن يقال له: وعليكم؛ قال ابن عباس وغيره: المراد بالآية: ﴿وَإِذَا حُيِّيْتُمْ بِتَحِيَّةٍ﴾ فإذا كانت من مؤمن ﴿فَحَيُّوْا بِأَحْسَنَ مِنْهَا﴾ وإن كانت من كافرٍ فردوا على ما قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم أن يقال لهم: ''وعليكم''. وقال عطاء: الآية في المؤمنين خاصة، ومن سلّم من غيرهم، قيل له: "عليک'' كما جاء في الحديث(الجامع لأحكام القرآن لأبي عبد اللّٰه محمد بن أحمد القرطبي ٢٦١/٣ المكتبة التجارية، ٣٠٣/٥ بيروت)

٥:– وهو مفرع على منع ابتداء الكافر بالسلام، وقد ورد النهي عنه صريحًا في ما أخرجه مسلم والبخاري في ''الأدب المفرد" من طريق سهل بن أبي صالح عن أبيه عن أبي هريرة رفعه: لا تبدؤا اليهود والنصارى بالسلام، واضطروهم إلى أضيق الطريق؛ وللبخاري في ''الأدب المفرد" والنسائي من حديث أبي بصرة وهو بفتح الموحدة وسكون المهملة الغفاري أن النبي صلى

www.besturdubooks.wordpress.com

اللّٰه عليه وسلم قال: إني راكبٌ غدًا إلى اليهود فلا تبدء وهم بالسلام، وقالت طائفة: يجوز ابتداءهم بالسلام: فأخرج الطبري من طريق بن عيينة قال: يجوز ابتداء الكافر بالسلام لقوله تعالىٰ: ﴿لاَيَنْهَاكُمُ اللّٰهُ عَنِ الَّذِيْنَ لَمْ يُقَاتِلُوْكُمْ فِي الدِّيْنِ﴾ وقول إبراهيم لأبيه: سلام عليک. وأخرج ابن أبي شيبة من طريق عون بن عبد اللّٰه عن محمد بن كعب أنه سأل عمر بن عبد العزيز عن ابتداء أهل الذمة بالسلام، فقال: نرد عليهم ولا نبدء هم. قال عون: فقلت له: فكيف تقول أنت؟ قال: ما أرى بأسًا أن نبدؤهم، قلت: لم؟ قال: لقوله تعالى: ﴿فَاصْفَحْ عَنْهُمْ وَقُلْ سَلاَمٌ﴾ وقال البيهقي بعد أن ساق حديث أبي أمامة أنه كان يسلم على كل من لقيه، فسئل عن ذلک، فقال: إن اللّٰه جعل السلام تحية لأمتنا وأمانا لأهل ذمتنا، هٰذا رأي أبي أمامة، وحديث أبي هريرة في النهي عن ابتداء هم أولى، وأجاب عياض عن الآية، وكذا عن قول إبراهيم عليه السلام لأبيه، بأن القصد بذلک المتاركة والمباعدة، وليس القصد فيهما التحية. وقد صرح بعض السلف بأن قوله تعالى: ﴿وَقُلْ سَلاَمٌ فَسَوْفَ يَعْلَمُوْنَ﴾ نسخت بآية القتال. وقال الطبري: لا مخالفة بين حديث أسامة في سلام النبي صلى اللّٰه عليه وسلم على الكفار حيث كانوا مع المسلمين، وبين حديث أبي هريرة في النهي عن السلام على الكفار؛ لأن حديث أبي هريرة عام، وحديث أسامة خاص، فيختص من حديث أبي هريرة ما إذا كان الابتداء لغير سبب ولا حاجة من حق صحبة أو مجاورة أو مكافأة أو نحو ذلک، والمراد منع ابتداء هم بالسلام المشروع، فأما لو سلّم عليهم بلفظ يقتضي خروجهم عنه، كأن يقول: السلام علينا وعلى عباد اللّٰه الصالحين فهو جائز، كما كتب النبي صلى اللّٰه عليه وسلم إلى هرقل وغيره: سلام على من اتبع الهدى. (فتح الباري ١١/٣٩-٤٠ دار الكتب العلمية بيروت، ٤٧/١٤ رقم: ٦٢٥٤ دار الفكر بيروت)

www.besturdubooks.wordpress.com

٦:- واختلف العلماء في رد السلام على الكفار وابتداء هم به، فمذهبنا تحريم ابتداء هم به، ووجوب رده عليهم، بأن يقول: وعليكم أو عليكم فقط، ودليلنا في الابتداء قوله صلى اللّٰه عليه وسلم: لا تبدؤا اليهود ولا النصارىٰ بالسلام، وفي الرد قوله صلى اللّٰه عليه وسلم: فقولو: وعليكم، وبهذا الذي ذكرنا عن مذهبنا، قال أكثر العلماء وعامة السلف: وذهبت طائفة إلى جواز ابتداء نا لهم بالسلام، روى ذلك عن ابن عباس وأبي أمامة وابن أبي محيريز، وهو وجه لبعض أصحابنا، حكاه الماوردي، لكنه قال: يقول: السلام عليك، ولا يقول: عليكم بالجمع، واحتج هؤلاء بعموم الأحاديث بإفشاء السلام، وهي حجة باطلة؛ لأنه عام مخصوص بحديث: لا تبدؤا اليهود ولا النصارى بالسلام، وقال بعض أصحابنا: يكره ابتداء هم بالسلام ولا يحرم، وهذا ضعيف أيضًا؛ لأن النهي للتحريم، فالصواب تحريم ابتداء هم، وحكى القاضي عن جماعة أنه يجوز ابتداء هم به للضرورة والحاجة أو سبب، وهو قول علقمة والنخعي، وعن الأوزاعي أنه قال: إن سلمت فقد سلم الصالحون، وإن تركت فقد ترك الصالحون، وقالت طائفة من العلماء: لا يرد عليهم السلام، ورواه ابن وهب وأشهب عن مالك، وقال بعض أصحابنا: يجوز أن يقول في الرد عليهم: وعليكم السلام، ولكن لا يقول: ورحمة اللّٰه، حكاه الماوردي، وهو ضعيف، مخالف للأحاديث، واللّٰه أعلم. ويجوز الابتداء بالسلام على جمع فيهم مسلمون وكفار أو مسلم وكفار، ويقصد المسلمين للحديث السابق أنه صلى اللّٰه عليه وسلم: سلّم على مجلس فيه أخلاط من المسلمين والمشركين. (شرح النووي على صحيح مسلم ٢/ ٢١٤)

٧:- ولابأس برد السلام على أهل الذمة، ولكن لا يزاد على قوله وعليكم، قال الفقيه أبو الليث رحمه اللّٰه: إن مررت بقوم وفيهم كفار، فأنت بالخيار إن شئت قلت: السلام عليكم، وتريد به المسلمين، وإن شئت قلت:

www.besturdubooks.wordpress.com

السلام علی من اتبع الهدی، کذا في الذخیرة. (الفتاوی الهندیة ۵/ ۳۲۵) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۱۴۲۶/۱۱/۲۲ھ

جس مجلس میں مسلم وغیر مسلم دونوں ہوں وہاں سلام کرنا؟

سوال (۱۹۷): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: اگر کسی مجلس میں مسلم وغیر مسلم دونوں بیٹھے ہوں، تو کیا مسلم کو مخاطب کرکے یا اُس کی نیت کرکے سلام کر سکتے ہیں؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: ایسی مجلس میں مسلمانوں کو سلام کی نیت کرکے ابتداء بالسلام کر سکتے ہیں۔

عن عروة بن الزبیر أن أسامة بن زید رضي اللّٰہ عنه أخبره أن النبي صلی اللّٰہ علیه وسلم مر بمجلس فیه أخلاط من المسلمین والیهود والمشرکین عبدة الأوثان فسلّم علیهم أجمعین. (شعب الإیمان للبیهقي / فصل في التسلیم علی أهل المجلس فیه أخلاط المسلمین والمشرکین ۶/ ۴۶۴ رقم: ۸۹۱۶ دار الکتب العلمیة بیروت، صحیح البخاري، کتاب الاستئذان / باب التسلیم في مجلس فیه اخلاط من المسلمین والمشرکین ۲/ ۹۲۴ رقم: ۶۲۵۴ دار الفکر بیروت)

أما التسلیم علی أهل الذمة، فقد اختلفوا فیه: قال بعضهم: لا بأس بأن یسلم علیهم. وقال بعضهم: لا یسلم علیهم. وهٰذا إذا لم یکن للمسلم حاجة إلی الذمي، وإذا کان له حاجة، فلا بأس بالتسلیم علیه. ولا بأس برد السلام علی أهل الذمة، ولکن لا یزاد علی قوله: ''وعلیکم''. قال الفقیه أبو اللیث: إن مررت بقوم وفیهم کفار، فأنت بالخیار: إن شئت قلت: السلام علیکم، وترید به المسلمین، وإن شئت قلت: السلام علی من اتبع الهدیٰ الخ. (الفتاویٰ الهندیة، کتاب الکراهیة /

www.besturdubooks.wordpress.com

الباب السابع في السلام ٥/ ٣٢ زكريا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۴/۳/۱۴۳۷ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

غیر مسلم سے ملاقات ہونے پر کیا کہیں؟

سوال (۱۹۸): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: اگر غیر مسلم سے ملاقات ہو تو سلام کی جگہ اُس سے کن الفاظ سے گفتگو شروع کرنی چاہئے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: غیر مسلم سے اگر ملاقات ہو تو سلام کے بجائے ''آداب'' وغیرہ کلمات کہہ دینے چاہئیں۔

عن أبي نضرة رضي اللّٰه عنه أن رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم قال لهم: إني راكب إلى يهود فمن انطلق معي منكم فلا تبدأوهم بالسلام، فإن سلموا عليكم فقولوا: وعليكم، فلما جئناهم سلموا علينا، فقلنا: وعليكم.

عن قتادة قال: التسليم على أهل الكتاب إذا دخلت عليهم بيوتهم أن تقول: السلام على من اتبع الهدىٰ. (شعب الإيمان للبيهقي / فصل في السلام على أهل الذمة ٦/ ٤٦٢ رقم: ٨٩٠٤-٨٩٠٧ دار الكتب العلمية بيروت) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۴/۳/۱۴۳۷ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

''نمستے'' کہنا؟

سوال (۱۹۹): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: ''نمستے'' کے معنی کیا ہیں؟ اور سلام کی جگہ ''نمستے'' کہنا کیسا ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: ''نمستے'' کا لفظ ہمارے علاقہ میں غیر مسلموں کا سلام

www.besturdubooks.wordpress.com

ہے اور اُن کا خاص مذہبی شعار ہے؛ اِس لئے کسی مسلمان کو سلام کی جگہ ''نمستے'' کہنا ہرگز جائز نہیں۔

عن ابن عمر رضي الله عنهما قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من تشبه بقوم فهو منهم. (سنن أبي داؤد، كتاب اللباس / باب في لبس الشهرة ۵۵۹/۲ رقم: ۴۰۳۱ دارالفكر بيروت، مشكاة المصابيح، كتاب اللباس / الفصل الثاني ۳۷۵/۲)

عن أنس رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: إذا سلّم عليكم أهل الكتاب، فقولوا: وعليكم. متفق عليه. (مشكاة المصابيح، كتاب الأدب / باب السلام، الفصل الأول ۳۹۸)

قال النووي: اتفقوا على الرد على أهل الكتاب إذا سلموا، لكن لا يقال لهم: ''وعليكم السلام'' يعني ولا ''عليكم السلام'' ولا ''عليكم السلام'' بقرينة قوله: وأما إذا كان منفردًا فلا يأتي بصيغة الجمع؛ لإيهامه التعظيم، وإن كان المراد عليكم ما تستحقونه من إرادة التعظيم. (مرقاة المفاتيح / باب السلام ۴۲۱/۸ زكريا، وكذا في شرح النووي على صحيح مسلم، كتاب السلام / باب النهي عن ابتداء أهل الكتاب ۲۱۳/۲) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۶/۳/۱۴۲۵ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

سیاستدانوں کا غیر مسلم بھائیوں کی ملاقات پر ''نمستے، نمسکار'' کہنا؟

سوال (۲۰۰): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: توفیق خداوندی سے زید دین دار صوم وصلاۃ کا پابند، اِسلامی وضع قطع سے متصف وظیفہ یاب پولیس آفسر ہے، الحمد اللہ! دورانِ ملازمت بھی انتہائی دیانت دار فرض شناس رہا، رشوت ناجائز اور حرام کاموں، غیر اسلامی اُمور سے کوسوں دور رہا، اور عزم رکھتا ہے کہ آخر دم تک شریعتِ مقدسہ پر عمل پیرا رہے، آمین۔

www.besturdubooks.wordpress.com

زید کے بعض دوست واَحباب اور کرم فرماؤں کا کہنا ہے کہ سیاسی میدان سے نیک سیرت نیک کردار مسلمانوں کا دور رہنا بہت سی برائیوں کا سبب بن رہا ہے، اور حالات سنگین صورت اختیار کررہے ہیں، اِس بگاڑ کو دور کرنے کے لئے اچھے قابل اَفراد کا اِس میدان میں آنا اور آگے قدم بڑھانا بہت ضروری ہے، اُن کے اِسی مشورہ اور شدید اِصرار پر زید ملکی سیاست میں داخل ہونے کا اِرادہ رکھتا ہے، اور یہ بات سو فیصد سچ ہے کہ سچا پکا صحیح العقیدہ مسلمان سیاست دان دین کی ملک وملت کی بحسن وخوبی خدمت اَنجام دے سکتا ہے، نیز ایوانِ حکومت کے اندر ہو یا باہر، شریعت میں مداخلت ہو یا اسلام ومسلمانوں کے خلاف پیش آنے والے اقدامات پر آواز بلند کرسکتا ہے، اور ایسی نازیبا باتوں کو روکنے کی پوری پوری کوشش کرسکتا ہے، اور دنیا نے بارہا اِس کا مشاہدہ بھی کیا ہے۔ مذکورہ باتیں بالکل صحیح ہیں، یقیناً ہمدردِ قوم وملت مردِ مجاہد سے ضرور فائدہ پہنچ سکتا ہے، مگر زید کا خیال ہے کہ عملی سیاست میں داخلہ کے بعد انتخابات میں بھی حصہ لینا پڑتا ہے، مسلم غیر مسلم بھائیوں سے ملنا بھی پڑتا ہے، ایسے موقع پر ہمارے خالص دینی بھائی ہوں تو سلام ودعا کے الفاظ استعمال کئے جاسکتے ہیں، اور ایسا کرنے کی اِسلام ہمیں اِجازت ہی نہیں؛ بلکہ حکم کرتا ہے، رہی بات غیر مسلم برادرانِ وطن سے ملاقات پر اُن کو سلام ودعا تو نہیں کرسکتے؛ اِس لئے بادلِ ناخواستہ کبھی صرف ہاتھ ہلاکر اِشارہ کرنا پڑتا ہے، اور کبھی اُن لوگوں کے سامنے دونوں ہاتھ جوڑنا پڑتا ہے، تو کبھی (نفرت کے ساتھ غیر اِسلامی فعل سمجھتے ہوئے) نمستے، نمسکار کے صرف اور صرف زبانی الفاظ استعمال کرنے پڑتے ہیں، خط کشیدہ الفاظ زید کو اُلجھن میں مبتلا کئے ہوئے ہیں، کیا ایک عظیم مقصد کے حصول کے لئے اور سیاست میں رہ کر دین کی خدمت کے سچے جذبہ کے ساتھ واللہ ثم واللہ صرف مذکورہ طریقہ پر عمل کرنا اور اِن الفاظ کو بکراہت استعمال کرنے کی اِجازت ہے یا نہیں؟ بحیثیت مؤمن ومسلمان اِس کا ارتکاب صحیح ہے یا نہیں؟ دینِ اِسلام میں اِس کی گنجائش ہے یا نہیں؟ بصورتِ دیگر بتائیں کہ برادرانِ وطن سے ملاقات پر کن اَلفاظ کا استعمال مناسب رہے گا؟ برائے مہربانی شرعِ متین کی روشنی میں جواب مرحمت فرمائیں۔

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: ’’نمستے - نمسکار‘‘ غیر مسلموں کے مذہبی شعائر میں

www.besturdubooks.wordpress.com

سے ہے؛ اِس لئے کسی بھی مسلمان کے لئے اِس لفظ کا استعمال درست نہیں ہے، اِس کے بجائے مشترک الفاظ مثلاً ''آداب'' کا استعمال کرنا چاہئے ،اِسی طرح ہندوؤں کی طرح ہاتھ جوڑنا بھی جائز نہیں ہے، اِس سے احتراز لازم ہے۔ (مستفاد: محمودیہ ۹۶/۱۹-۹۸ ڈابھیل)

عن ابن عمر رضي اللّٰه عنهما قال: قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: من تشبه بقوم فهو منهم. (سنن أبي داؤد، كتاب اللباس / باب في لبس الشهرة ۵۵۹/۲ رقم: ۴۰۳۱ دار الفكر بيروت، مشكاة المصابيح، كتاب اللباس / الفصل الثاني ۳۷۵/۲)

قال الطيبي: هٰذا عام في الخَلق والخُلق والشعار، ولمّا كان الشعار أظهر في الشبه ذكر في هٰذا الباب. قلت: بل الشعار هو المراد بالتشبه لا غير. (مرقاة المفاتيح، كتاب اللباس / الفصل الثاني ۱۵۵/۸ المكتبة الحقانية پشاور)

وقال العلامة المناوي رحمه اللّٰه تعالىٰ: وقال بعضهم: قد يقع التشبه في أمور قلبية من الاعتقادات وإرادات وأمور خارجيةٍ من أقوال وأفعال، قد تكون عبادات وقد تكون عادات في نحو: طعام ولباس ومسكن ونكاح واجتماع وافتراق وسفر وإقامة وركوب وغيرها، وبين الظاهر والباطن ارتباط ومناسبة. وقد بعث اللّٰه المصطفىٰ صلى اللّٰه عليه وسلم بالحكمة التي هي سنة، وهي الشرعة والمنهاج الذي شرعه له، فكان مما شرعه له من الأقوال والأفعال ما يباين سبيل المغضوب عليهم والضالين، فأمر بمخالفتهم في الهدى الظاهر في هٰذا الحديث. وإن لم يظهر فيه مفسدة لأمور: منها أن المشاركة في الهدى تؤثر تناسبات وتشاكلاً بين المتشابهين، تعود إلى موافقة ما في الأخلاق والأعمال، وهٰذا أمر محسوس ...... الخ. (فيض القدير ۵۷۴۳/۱۱-۵۷۴۴ رقم: ۸۵۹۳ مكة المكرمة رياض) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصورپوری غفرلہ ۱۳/۱۱/۱۴۲۹ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

www.besturdubooks.wordpress.com

غیر مسلم کے سلام کا جواب دینا؟

سوال (۲۰۱):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: اگر غیر مسلم سلام کرے تو جواب میں کیا کہیں؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اگر غیر مسلم سلام کرے تو اُس کے جواب میں صرف ''وعلیکم'' کہنا چاہئے۔

عن أنس بن مالک رضي اللّٰه عنه قال: قال النبي صلی اللّٰه علیه وسلم: إذا سلم علیکم أهل الکتاب فقولوا: وعلیکم. (صحیح البخاري، کتاب الاستئذان / باب کیف یرد علی أهل الذمة السلام ۹۲۵/۲ رقم: ۶۲۵۸ دار الفکر بیروت، صحیح مسلم ۲۱۳/۲ رقم: ۲۱۶۳)

عن عائشة رضي اللّٰه عنها قالت: دخل رهطٌ من الیهود علی رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم فقالوا: السام علیک، ففهمتُها، فقلت: علیکم السام واللعنة، فقال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم: مهلاً یا عائشة! فإن اللّٰه یحب الرفق في الأمر کله، فقلت: یا رسول اللّٰه! أو لم تسمع ما قالوا؟ قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم: فقد قلت: وعلیکم. (صحیح البخاري، کتاب الاستئذان / باب کیف یرد علی أهل الذمة السلام ۹۲۵/۲ رقم: ۶۲۵۶ دار الفکر بیروت)

ولو سلم یهودي أو نصراني أو مجوسي علی مسلم فلا بأس بالرد ولکن لا یزید علی قوله وعلیک کما في الخانیة. (شامي ۴۱۲/۶-۴۱۳ کراچی)

ولا بأس برد السلام علی أهل الذمة ولکن لا یزاد علی قوله وعلیکم. (الفتاویٰ الهندیة ۳۲۵/۵ زکریا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

املاہ: احقر محمد سلمان منصورپوری غفرلہ ۱۱/۳/۱۴۳۷ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

www.besturdubooks.wordpress.com

غیر مسلم کے نمستے اور نمسکار کے جواب میں کیا کہنا چاہئے؟

سوال (۲۰۲): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: ایک مسلمان شخص کسی کمپنی میں کام کرتا ہے اور وہاں بہت سے غیر مسلم ورکر بھی ہیں، اُن میں بعض غیر مسلم تو مسلمان سے ''آداب، نمستے، نمسکار'' وغیرہ کے الفاظ سے لے کر ہاتھ ملاتے ہیں، اور بعض مسلمانوں کی طرح سلام تک کرتے ہیں، اَب بتائیں اِن دونوں کو کس طرح جواب دیں گے اور اِن کے علاوہ بھی غیر مسلم سے کس طرح ملیں گے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: غیر مسلم کے نمستے کے جواب میں آپ نمستے نہ کہیں؛ بلکہ ''آداب'' کہہ کر جواب دے دیں، اِسی طرح اُن سے ملاقات کے وقت سلام کے الفاظ نہ کہیں بلکہ ''آداب عرض ہے'' جیسے الفاظ کہہ دیں، اگر وہ سلام کریں تو آپ جواب میں صرف ''وعلیکم'' کہہ دیں، مسلمانوں کی طرح ''وعلیکم السلام'' نہ کہیں۔ (مستفاد: کفایت المفتی ۹؍۹۰-۹۱، فتاویٰ رحیمیہ ۱۰؍۱۳۲-۱۳۳)

عن عبد اللّٰه بن عمر رضي اللّٰه عنهما أن رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم قال: إذا سلم علیکم الیهود فإنما یقول أحدهم: السام علیک، فقل: وعلیک.

(صحیح البخاري ۲/ ۹۲۵ رقم: ٦۲۵۷-٦۲۵۸، سنن أبي داؤد ۲/ ۷۰۷ رقم: ۵۲۰٦)

عن أنس بن مالک رضي اللّٰه عنه قال: قال النبي صلی اللّٰه علیه وسلم: إذا سلّم علیکم أهل الکتاب فقولوا: وعلیکم. (صحیح البخاري، کتاب الاستئذان / باب کیف یرد علی أهل الذمة السلام ۲/ ۹۲۵ رقم: ٦۲۵۸ دار الفکر بیروت، صحیح مسلم، کتاب السلام / باب النهي عن ابتداء أهل الکتاب بالسلام وکیف یُرد علیهم رقم: ۲۱٦۳ بیت الأفکار الدولیة) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

املاہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۷؍۲؍۱۴۳۴ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

www.besturdubooks.wordpress.com

''سلام'' کی جگہ ''بندگی'' کہنا؟

سوال (۲۰۳):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: ''بندگی'' کے معنی کیا ہیں اور سلام کی جگہ ''بندگی'' کہنا کیسا ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: ''بندگی'' کے معنی عبادت کے آتے ہیں، اور اِسلام میں اللہ کے علاوہ کسی کی بندگی جائز نہیں ہے؛ لہٰذا ''سلام'' کی جگہ ''بندگی'' کا لفظ استعمال کرنا جائز نہیں۔ (مستفاد: بہشتی زیور ۷/۱۰، فیروز اللغات ۲۱۸) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۲۵/۳/۶ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

مصافحہ کی فضیلت

سوال (۲۰۴):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: مصافحہ کرنے کی فضیلت کیا ہے؟ کیا مصافحہ کرنے سے گناہ جھڑتے ہیں؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: مصافحہ دراَصل سلام کی تکمیل ہے، اور حدیث میں وارد ہے کہ جب دو مسلمان آپس میں ملتے ہیں اور مصافحہ کرتے ہیں، تو جدا ہونے سے پہلے دونوں کے گناہ معاف کردئے جاتے ہیں۔ اور ایک روایت میں ہے کہ دونوں کے گناہ اس طرح جھڑتے ہیں جیسے درخت کے پتے جھڑتے ہیں۔

عن البراء رضي اللّٰه عنه قال: قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم: ما من مسلمین یلتقیان فیتصافحان إلا غفر لهما قبل أن یفترقا. (سنن أبي داؤد، کتاب الأدب / باب ما جاء في الفصافحة ۲/۷۰۸ رقم: ۲۷۳۰ دار الفکر بیروت)

عن حذیفة بن الیمان رضي اللّٰه عنه عن النبي صلی اللّٰه علیه وسلم قال:

www.besturdubooks.wordpress.com

إن المؤمن إذا لقي المؤمن، فسلَّم عليه، وأخذ بيده فصافحه، تناثرت خطاياهما كما يتناثر ورق الشجر. (المعجم الأوسط للطبراني ۱/۸۵ رقم: ۲٤٥، مجمع الزوائد / باب المصافحة والسلام ونحو ذلك ۸/۳۷)

عن سلمان الفارسي رضي الله عنه أن النبي صلى الله عليه وسلم قال: إن المسلم إذا لقي أخاه المسلم فأخذ بيده تحاتَّتْ عنهما ذنوبهما كما يتحاتُّ الورق عن الشجرة اليابسة في يوم ريح عاصفٍ وإلا غفر لهما ولو كانت ذنوبهما مثل زبد البحر. (المعجم الأوسط للطبراني ٦/٣٧٩ رقم: ٧٦٧٢، مجمع الزوائد / باب المصافحة والسلام ونحو ذلك ۸/۳۷) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۳۷/۳/۴ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

کیا مصافحہ و معانقہ حضور ﷺ سے ثابت ہے؟

سوال (۲۰۵): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: کیا مصافحہ اور معانقہ کرنا حضور ﷺ سے ثابت ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفيق: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا معمول مبارک تھا کہ اکثر سلام کے ساتھ مصافحہ بھی فرماتے تھے، اور کبھی کبھار معانقہ کرنا بھی ثابت ہے۔ حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں جب بھی رسول اللہ ﷺ سے ملا، تو آپ نے ہمیشہ مجھ سے مصافحہ فرمایا، اور ایک مرتبہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے ساتھ بہت شاندار طریقہ پر معانقہ بھی فرمایا۔

عن رجل من عنزة رحمه الله أنه قال لأبي ذر: هل كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يصافحكم إذا لقيتموه؟ قال: ما لقيته قط إلا صافحني وبعث إلي ذات يوم ولم أكن في أهلي، فلما جئت أخبرتُ أنه أرسل إلي، فأتيته وهو على

www.besturdubooks.wordpress.com

سـريـرهٖ، فـالـتـزمني، فكانت تلك أجود وأجود (سـنـن أبي داؤد، كتاب الأدب / باب في المعانقة ٢/٨٠٧ رقم: ٥١٤٢ دارالفكر بيروت) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۳۷/۳/۴ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

مصافحہ ایک ہاتھ سے یا دونوں ہاتھ سے؟

سوال (۲۰۶): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: مصافحہ کا شرعی طریقہ کیا ہے؟ ایک طبقہ صرف ایک ہاتھ سے مصافحہ کرنے کو ترجیح دیتا ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے مصافحہ ایک ہاتھ سے ثابت ہے یا دونوں ہاتھوں سے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفيق: اَفضل یہ ہے کہ دونوں ہاتھوں سے مصافحہ کیا جائے، یہ طریقہ سنت سے ثابت ہے۔ سیدنا حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تشہد سکھلائی، جب کہ میرا ہاتھ آپ کے دونوں ہاتھوں کے بیچ میں تھا۔

باقی اگر ایک ہاتھ مشغول ہو تو ایک ہاتھ سے بھی مصافحہ کیا جا سکتا ہے۔

عن ابن مسعود رضي اللّٰه عنه يقول: علَّمني رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم – وكفِّي بين كفيه – التشهد، كما يعلمني السورةَ من القرآن: ''التحيات للّٰه والصلوات والطيبات، السلام عليك أيها النبي ورحمة اللّٰه وبركاته، السلام علينا وعلى عباد اللّٰه الصالحين، أشهد أن لا إلٰه إلا اللّٰه، وأشهد أن محمدًا عبده ورسوله" وهو بين ظهرانينا، فلما قُبِضَ، قلنا: السلامُ على، يعني على النبي صلى اللّٰه عليه وسلم. (صحيح البخاري، كتاب الاستئذان / باب الأخذ باليدين ٢/٩٢٦ رقم: ٦٢٦٥ دار الفكر بيروت)

السنة في المصافحة بكلتا يديه. (مجمع الأنهر، كتاب الكراهة / فصل في النظر ٤/٢٠٤ مكتبة فقيه الأمة ديوبند)

السنة أن تكون بكلتا يديه. (شامي ٩/٥٤٨ زكريا)

www.besturdubooks.wordpress.com

قال: رأيت حماد بن زيد وجاءه ابن المبارک بمكة فصافحه بكلتا يديه. (عمدة القاري ٢٥٣/٢٢ بيروت)

فذهب الحنفية وبعض المالكية إلى أن السنة في المصافحة أن تكون بكلتا اليدين. (الموسوعة الفقهية ٣٦٣/٣٧ كويت) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

املاہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۲/۳/۱۴۳۷ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

مصافحہ دونوں ہاتھوں سے یا ایک ہاتھ سے؟

سوال (۲۰۷): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: سلام ومصافحہ کا دونوں ہاتھوں سے کرنا مسنون ہے یا ایک ہاتھ سے؟ ہمارے غیر مقلدین بھائیوں کا کہنا ہے کہ ایک ہاتھ سے سلام ومصافحہ کرنا اَفضل ومسنون ہے اور یہی ثابت ہے۔

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفيق: مصافحہ دونوں ہاتھوں سے کرنا ثابت ہے، اِمام بخاریؒ نے بخاری شریف میں دونوں ہاتھوں سے مصافحہ کے ثبوت کے لئے باقاعدہ ایک ترجمۃ الباب قائم فرمایا ہے، اور اُس کے تحت حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی یہ روایت نقل فرمائی ہے:

عن عبد اللّٰه بن سخبَرَةَ أبو معمرٍ قال: سمعت ابن مسعود رضي اللّٰه عنه يقول: علّمني رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم – وكفي بين كفيه – التشهد، كما يُعلمني السورةَ من القرآن ...... الخ. (صحيح البخاري، كتاب الاستئذان / باب الأخذ باليدين ٩٢٦/٢ دار الفكر بيروت)

عن أبي أمامة رضي اللّٰه عنه أن رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم قال: إذا تصافح المسلمان لم تفرق أكفهما حتى يغفر لهما. (المعجم الكبير للطبراني ٢٨١/٨ رقم: ٨٠٧٦، مجمع الزوائد ٣٧/٨)

www.besturdubooks.wordpress.com

باب الأخذ باليدين وصافح حمادُ بن زيد ابن المبارک بيديه (صحيح البخاري ۹۲٦/۲)

السنة في المصافحة بكلتا يديه. (الدر المختار، كتاب الحظر والإباحة / باب الاستبراء ٥٤٨/٩ زكريا، مجمع الأنهر / كتاب الحظر والإباحة ٥٤١/٢، الفتاوى الهندية، كتاب الكراهية / الباب السابع ٣٦٩/٥) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۲۱/۸/۶ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

دو ہاتھ سے مصافحہ کرنا مسنون ہے

سوال (۲۰۸):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: مصافحہ دونوں ہاتھ سے کرنا چاہئے یا ایک ہاتھ سے؟ دونوں ہاتھوں سے کرنے کا ثبوت کہاں سے ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: مصافحہ کرنا دونوں ہاتھوں سے مسنون اور اَفضل ہے، اور اِس کا ثبوت بخاری شریف میں حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی روایت سے ہوتا ہے، اور جن روایتوں میں صرف ایک ہاتھ سے مصافحہ کا تذکرہ ہے، اُن میں دونوں ہاتھوں سے مصافحہ کا احتمال موجود ہے؛ اِس لئے بہتر یہی ہے کہ دونوں ہاتھوں سے مصافحہ کا اہتمام کیا جائے۔

عن عبد اللّٰه بن سخبَرَةَ أبو معمرٍ قال: سمعت ابن مسعود رضي اللّٰه عنه يقول: علّمني رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم – وكفي بين كفيه – التشهد، كما يُعلمني السورةَ من القرآن …… الخ. (صحيح البخاري، كتاب الاستئذان / باب الأخذ باليدين ٩٢٦/٢ دار الفكر بيروت)

عن أبي أمامة رضي اللّٰه عنه أن رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم قال: إذا تصافح المسلمان لم تفرق أكفهما حتى يغفر لهما. (المعجم الكبير للطبراني ٢٨١/٨ رقم: ٨٠٧٦، مجمع الزوائد ٣٧/٨)

www.besturdubooks.wordpress.com

صافح حمادُ بن زيد ابن المبارک بيديه(صحيح البخاري ۲/ ۹۲٦ رقم: ٦۰۲۳)
السنة في المصافحة بكلتا يديه. (الدر المختار، كتاب الحظر والإباحة / باب الاستبراء ۹/ ٥٤۸ زكريا، مجمع الأنهر / كتاب الحظر والإباحة ۲/ ٥٤۱، الفتاوى الهندية، كتاب الكراهية / الباب السابع ٥/ ۳٦۹) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

املاہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۲۳/۴/۱۴۳۴ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

کراس کر کے مصافحہ کرنا؟

سوال (۲۰۹): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: بہت سے لوگ مصافحہ کرتے ہیں وہ بھی کراس کر کے ملاتے ہیں کیوں؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: مصافحہ کا شرعی طریقہ یہ ہے کہ دونوں ہاتھوں سے ایک دوسرے کی ہتھیلیاں آپس میں ملائی جائیں، اور کراس کر کے مصافحہ کرنا جیسا کہ آج کل کے اہلِ بدعت کا شعار ہے، اُس کا التزام ہماری نظر سے نہیں گزرا، جو لوگ اِس طرح مصافحہ کرتے ہیں، اس کی دلیل اُنہیں سے پوچھی جائے۔ (مستفاد: فتاویٰ محمودیہ ۱۷/ ۳۸٦، کفایت المفتی ۹/ ۹۳) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۸/۴/۱۴۲۷ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

عورتوں سے مصافحہ کرنا کیسا ہے؟

سوال (۲۱۰): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: کیا مرد محرم عورتوں سے یا عورتیں آپس میں ایک دوسرے سے سلام مصافحہ کرسکتی ہیں؟ نیز غیر محرم عورت سے مصافحہ کرنا کیسا ہے؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: عورتوں کا آپس میں ایک دوسرے سے اور محرم مرد کا

www.besturdubooks.wordpress.com

محرم عورت سے مصافحہ کرنے میں شرعاً کوئی مضائقہ نہیں ہے؛ البتہ نامحرم مرد کے لئے نامحرم جوان عورت سے مصافحہ کرنا جائز نہیں ہے۔

أطلق الفقهاء القول بسنية المصافحة ولم يقصروا ذلک على ما يقع منها بين الرجال، وإنما استثنوا مصافحة الرجل للمرأة الأجنبية، فقالوا: بتحريمها ولم يستثنوا مصافحة المرأة للمرأة من السنية فيشملها هذا الحكم. (الموسوعة الفقهية ۳۷/۳۵۷ كويت) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۲/۳/۱۴۳۷ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

محرم عورتوں سے مصافحہ کرنا؟

سوال (۲۱۱): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: محرم عورتوں سے مصافحہ کرنا کیسا ہے؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفيق: جائز ہے۔

عن عائشة رضي الله عنها قالت: ما رأيت أحدًا كان أشبه ...... حديثًا وكلامًا برسول الله صلى الله عليه وسلم من فاطمة كانت إذا دخلت عليه قام إليها، فأخذ بيدها، فقبّلها وأجلسها في مجلسه. (مشكاة المصابيح، كتاب الأدب / باب المصافحة والمعانقة، الفصل الثاني ۲/۴۰۲)

قال الملا علي القاري: وكان إذا دخل عليها قامت إليه، فأخذت بيده فقبلته أي عضو من أعضائه الشريفة، والظاهر أنه اليد المنيفة. (مرقاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح، كتاب الأدب / باب المصافحة والمعانقة، الفصل الثاني ۸/۴۶۹ رشيدية)

وما حل النظر إليه حل مسه. (الفتاوى الهندية ۵/۳۲۸) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۳/۳/۱۴۱۸ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

www.besturdubooks.wordpress.com

غیر محرم مرد عورتوں کا آپس میں مصافحہ کرنا؟

سوال (۲۱۲): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: کیا غیر محرم لوگ (مرد عورت) آپس میں مصافحہ کرسکتے ہیں؟ قرآن و حدیث کی روشنی میں جواب سے نوازیں۔

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: نامحرم مرد وعورت کا آپس میں مصافحہ کرنا شرعاً ناجائز ہے، اِس میں سخت فتنہ کا اندیشہ ہے۔

وما حل نظره حل لمسه ...... إلا من أجنبية، فلا يحل مس وجهها وكفيها، و إن أمن الشهوة؛ لأنه أغلظ، ولذا تثبت به حرمة المصاهرة. (شامي / كتاب الحظر والإباحة ٥٢٨/٩ زكريا)

ولا يحل له أن يمسها وجهها ولا كفها، و إن كان يأمن الشهوة. (الفتاویٰ الهندية، كتاب الكراهية / الباب الثامن ٣٨١/٥ مكتبة الإتحاد ديوبند) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

املاہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۲۵/۱/۱۴۳۴ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

معانقہ کا مسنون طریقہ

سوال (۲۱۳): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: معانقہ کا مسنون طریقہ کیا ہے؟ بعض حضرات فرماتے ہیں کہ سیدھی جانب سے ملنا ثابت ہے۔ اور بعض حضرات فرماتے ہیں کہ بائیں جانب سے معانقہ کرنا چاہئے، اِس کی وجہ بیان فرماتے ہیں کہ بائیں جانب قلب ہے؛ لہٰذا دل سے دل ملنا چاہئے، اِس بارے میں حکم شرعی کی نشان دہی مع دلائل فرمائیں۔

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اِس بارے میں حدیث شریف میں کوئی صراحت تو

www.besturdubooks.wordpress.com

موجود نہیں؛ لیکن چوں کہ ہر اَچھے کام میں دائیں جانب کی پسندیدگی حدیث میں وارد ہے؛ اِس لئے بہتر یہی معلوم ہوتا ہے کہ معانقہ میں بھی دائیں جانب کا لحاظ رکھا جائے۔

عن عائشة رضي اللّٰه عنها قالت: كان النبي صلى اللّٰه عليه وسلم يحب التيمن ما استطاع في طهوره وتنعُّلهٖ وترجلهٖ، وكان قال بواسطٍ قبل هٰذا، في شأن كله. (صحيح البخاري، كتاب الأطعمة / باب التيمن في الأكل وغيره ۲/ ۸۱۰ دار الفكر بيروت)

المراد به الأمور التي فيها التكريم، كذا في الخير الجاري. (حاشية: صحيح البخاري ۲/ ۸۱۰) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۲۶/۷/۲۴ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

کتنی مرتبہ معانقہ کرنا سنت ہے؟

سوال (۲۱۴): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: معانقہ کا صحیح طریقہ کیا ہے، یعنی دائیں طرف سے ملنا ہے یا بائیں طرف سے؟ نیز ایک دفعہ یا دو دفعہ یا تین دفعہ، پوری وضاحت فرمائیں۔

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: نفس معانقہ کا ثبوت تو اَحادیثِ شریفہ سے ملتا ہے؛ لیکن اُس میں دو یا تین بار کی صراحت کہیں نہیں ہے؛ اِس لئے ایک مرتبہ معانقہ سے بھی سنت معانقہ اَدا ہوجائے گی، نیز اِس میں دائیں یا بائیں جانب کی بھی کوئی تخصیص منقول نہیں ہے؛ البتہ چوں کہ تمام کاموں میں دائیں طرف سے شروع کرنے کو مطلقاً مستحب کہا گیا ہے، اِس عموم کے پیش نظر اگر معانقہ میں بھی دائیں جانب کی رعایت رکھی جائے تو بہتر ہے؛ لیکن لازم نہیں ہے۔

(انوار نبوت ۳۰۸، فتاوی محمودیہ جدید ۱۹/ ۱۱۸ ڈابھیل، رسالہ مصافحہ ومعانقہ، احسن الفتاویٰ ۸/ ۳۹)

عن أبي هريرة الدوسي رضي اللّٰه عنه حديثًا طويلاً طرفه هٰذا: فجاء يشتد

www.besturdubooks.wordpress.com

حتّٰی عانقه وقبله، وقال: اللّٰهم أحبه وأحب من يحبه. (صحيح البخاري / باب ما ذكر في الأسواق ۲۸۵/۱ رقم: ۲۰۷۵)

وفيه جواز المعانقة، وروى الطحاوي عن جماعة من الصحابة أنهم كانوا يتعانقون الخ. (عمدة القاري ۲٤۰/۱۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

املاہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۳۱/۲/۳ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

تین مرتبہ معانقہ کرنا ثابت نہیں

سوال (۲۱۵): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: زید کہتا ہے کہ معانقہ میں مطلقاً صرف ایک بار ہی گلے لگانا سنت ہے اور یہی حدیث شریف میں ہے اور اس پر زیادتی کرنا خلافِ سنت ہے، جب کہ عمر یہ کہتا ہے کہ تین بار گلے لگانا معانقہ ہے اور یہی اصل ہے، اور زمانہ قدیم سے یہی چلتا آرہا ہے۔ آپ مدلل بحوالہ قرآن وحدیث وفقہ حنفی کی روشنی میں جواب مرحمت فرمائیں۔

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفيق: معانقہ کے متعلق جتنی روایتیں ہمارے سامنے سے گذریں اُن سب میں صرف ایک مرتبہ معانقہ کا ذکر ہے؛ لہٰذا معانقہ کی سنت ایک مرتبہ سے یقیناً ادا ہوجاتی ہے، تین مرتبہ پر اِصرار کرنا صحیح نہیں ہے، اِس کی تائید اِس سے بھی ہوتی ہے کہ مصافحہ بالاتفاق ایک مرتبہ سنت ہے، تین مرتبہ مصافحہ کہیں سے ثابت نہیں ہے؛ لہٰذا معانقہ بھی ایک ہی مرتبہ ہونا چاہئے۔

عن أبي ذر الغفاري ﷺ قال: أرسل إلـي في مرضه الذي توفي فأتيته وهو مضطجع فاكببت عليه، فرفع يديه فالتزمني. (شعب الإيمان للبيهقي ٤٧٥/٦ رقم: ٨٩٦٠)

عن عائشة رضي اللّٰه عنها قالت: قدم زيد بن حارثة المدينة، ورسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم في بيتهٖ، فأتاه فقرع الباب، فقام إليه رسول اللّٰه صلى اللّٰه

www.besturdubooks.wordpress.com

عليه وسلم عريانًا يجرّ ثوبه ...... فأعتنقه وقبله. (سنن الترمذي، أبواب الاستئذان والآداب / باب ما جاء في المعانقة والقبلة ۲/۱۰۲)

عن جعفر بن أبي طالب رضي اللّٰه عنه في قصة رجوعه من أرض الحبشة، قال: فخرجنا حتى أتينا، فتلقاني رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم، فأعتنقني.

(مشكاة المصابيح، كتاب الأدب / باب المصافحة والمعانقة، الفصل الثاني ۲/۴۰۲) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۲۷/۱۱/۱۴۲۴ھ

حج کو جاتے اور آتے وقت معانقہ

سوال (۲۱۶): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: حج بیت اللہ کی روانگی اور آمد پر ایک دوسرے سے گلے ملتے ہیں، شریعت کا کیا حکم ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰه التوفيق: حج کیلئے جاتے اور آتے وقت معانقہ کرنا درست ہے۔

عن الشعبي أن النبي صلى اللّٰه عليه وسلم تلقى جعفر بن أبي طالب، فالتزمه وقبّل ما بين عينيه. (مشكاة المصابيح ۲/۴۰۲) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۷/۱/۱۴۲۵ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

دروازہ کے سامنے کھڑا ہونا اور تانک جھانک کرنا؟

سوال (۲۱۷): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: بعض لوگ ہمارے گھروں پر ہم سے ملنے آتے ہیں، اور دروازوں کے باہر کھڑے ہوکر درازوں سے تانک جھانک کرتے ہیں، اُن سے نام پوچھتے ہیں تو ''میں میں'' کرتے ہیں، بلکہ کبھی تو دروازہ کے بالکل اس طرح سامنے کھڑے ہوجاتے ہیں کہ اگر اندر سے دروازہ کھلے تو گھر کے

www.besturdubooks.wordpress.com

اندر رہوں، اور بعض مرتبہ نامحرموں پر نظر پڑ جاتی ہے، ایسے لوگوں کے بارے میں شریعت کا کیا حکم ہے؟ اور اجازت طلبی اور ملاقات کے کیا آداب ہیں؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: کسی کے گھر کے بالکل دروازہ کے سامنے کھڑا ہوکر درجوں سے اندر کی تانک جھانک کرنا بہت بڑا گناہ ہے، ایک حدیث شریف میں ہے کہ ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر میں دروازے سے تانک جھانک کررہا تھا، اُس وقت آپ کے ہاتھ میں ایک لکڑی تھی، جس سے آپ اپنا سر مبارک کھجلا رہے تھے، آپ نے فرمایا کہ اگر مجھے معلوم ہوتا کہ تو جھانک رہا ہے، تو میں یہ لکڑی تیری آنکھوں میں گھونپ دیتا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی سے ملنے جاتے تو دروازہ کے دائیں یا بائیں جانب کھڑے ہوتے تھے۔

عن سهل بن سعد قال: اطَّلع رجل من حُجرٍ في حُجَرِ النبي صلى اللّٰه عليه وسلم، ومع النبي صلى اللّٰه عليه وسلم، مِدرًى يحكُّ به رأسه، فقال: لو أعلم أنك تنتظر لطعنت به في عينك، إنما جُعل الاستئذان من أجل البصر(صحيح البخاري، كتاب الاستئذان / باب الاستئذان من أجل البصر ٢/٩٢٢ رقم: ٦٢٤١ دار الفكر بيروت)

عن عبد اللّٰه بن بسر رضي اللّٰه عنه قال: كان رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم إذا أتى بابَ قومٍ لم يستقبل الباب من تِلقاء وجهه ولكن من ركنه الأيمن أو الأيسر، ويقول: السلام عليكم، السلام عليكم، وذٰلك أن الدُورَ لم تكن عليها يومئذٍ سُتورٌ. (سنن أبي داؤد، كتاب الأدب / باب كم مرة يسلم الرجل في الاستئذان ٢/٧٠٥ رقم: ٥١٨٦ دار الفكر بيروت) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

املاہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۱/۳/۷ ۱۴۳ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

○❖○

www.besturdubooks.wordpress.com

سونے کی سنتیں اور آداب

لیٹنے کا سنت طریقہ کیا ہے؟

سوال (۲۱۸): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: رات کو سوتے وقت اگر سر پچھّم کی طرف ہو اور پاؤں پورب کی طرف ہوں اور سونے والا داہنی کروٹ پر سوئے تو کیا یہ طریقہ سونے کا مسنون طریقہ نہیں کہلائے گا۔ زید عالم دین کا کہنا ہے کہ مسنون طریقہ تو سونے کا صرف یہی ہے کہ سر شمال کی جانب ہو اور پاؤں جنوب کی جانب اِس سلسلہ میں اَحادیث کی روشنی میں وضاحت مطلوب ہے، کیا پہلا طریقہ خلافِ سنت ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفيق: یہاں دو سنتیں الگ الگ ہیں، ایک داہنی کروٹ پر لیٹنا یہ مستقل مسنون ہے، خواہ قبلہ رخ ہو یا نہ ہو، اور دوسری سنت یہ ہے کہ آدمی قبلہ رخ ہو، اَب اگر داہنی کروٹ پر قبلہ رو لیٹے گا تو دونوں سنتوں کو اَدا کرنے والا ہوگا، اور اگر اِس طرح لیٹا کہ داہنی کروٹ تو ہوئی؛ لیکن قبلہ کی طرف رخ نہیں ہوا تو قبلہ رخ ہونے کی سنت پر عمل نہیں ہوسکا؛ لیکن واضح رہے کہ یہ دونوں چیزیں سنن زوائد میں سے ہیں، جن کے ترک پر کوئی گناہ لازم نہیں آتا۔

عن عائشة رضي اللّٰه عنها أنها قالت: كان رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم يأمر بفراشة فيفرش له فيستقبل القبلة فإذا آوىٰ إليه توسّد كفه اليمنى ثم همس. (مجمع الزوائد ۱۰/۱۲۱)

عن حذيفة رضي اللّٰه عنه قال: كان رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم إذا أخذ مضجعه من الليل وضع يد على خده، ثم قال: باسمك (عمل اليوم والليلة ۶۵۰)

www.besturdubooks.wordpress.com

وكـان إذا عـرس بـليل اضطجع على شقه الأيمن، وإذا عرس قبيل الصبح نصب ذراعه ووضع رأسه على كفه. (زاد المعاد ١٥٨/١)

يستـحـب أن يـؤجـه إلـى الـقبلة لما روي ...... والسنة أن يكون على شقه الأيمن، كما هو السنة في النوم. (غنية المستملي ٥٧٦) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

املاہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۲۷/۲/۱۴۳۴ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

سونے کی مسنون ہیئت

سوال (۲۱۹): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: سونے کے لئے لیٹنے کا سنت طریقہ کیا ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجـواب وبـالله التوفيق: سونے کے لئے لیٹنے کا سنت طریقہ یہ ہے کہ دائیں کروٹ پر دایاں ہاتھ رخسار کے نیچے رکھ کر سوئے۔ اور منہ کے بل اُلٹا لیٹ کر سونا ناپسندیدہ اور ممنوع ہے، اِسی طرح اگر ستر کھلنے کا اندیشہ ہوتو ایک پیر کھڑا کر کے دوسرا پیر اُس کے اُوپر رکھ کر سونا منع ہے۔

عـن البراء بن عازب رضي الله عنهما قال: كان رسول الله صلى الله عليه وسـلم إذا اٰوى إلى فراشه نام على شقه الأيمن. (صـحيح البخاري، كتاب الدعوات / باب النوم على الشق الأيمن ٩٣٤/٢ رقم: ٦٣١٥ دار الفكر بيروت)

عـن حـذيـفة رضـي الله عنه قال: كان النبي صلى الله عليه وسلم إذا أخذ مـضـجـعـه من الليل وضع يده تحت خده، ثم يقول: اللّٰهم باسمک أموت وأحيا، وإذا استيـقظ قال: الحمد لله الذي أحيانا بعد ما أماتنا وإليه النشور. (صحيح البخاري، كتاب الدعوت / باب وضع اليد اليمنى تحت الخد الأيمن ٩٣٤/٢ رقم: ٦٣١٤ دار الفكر بيروت)

www.besturdubooks.wordpress.com

عـن حفصة زوج النبي صلى الله عليه وسلم أن رسول الله صلى الله عليه وسـلـم كـان إذا أراد أن يـرقـد وضع يده اليمنىٰ تحت خدّه، ثم يقول: اللّهم قني عـذابک يوم تبعث عبادک، ثلاث مرات. (سنن أبي داؤد، كتاب الأدب / باب ما يقول عند النوم ٦٨٨/٢ رقم: ٥٠٤٥ دار الفكر بيروت)

عـن البراء بن عازب رضي الله عنه قال: قال لي رسول الله صلى الله عليه وسلم: إذا آويت إلى فراشک وأنت طاهرٌ فتوسّد يمينک. (سنن أبي داؤد، كتاب الأدب / باب ما يقول عند النوم ٦٨٨/٢ رقم: ٥٠٤٧ دار الفكر بيروت)

عـن أبي هـريرة رضي الله عنه قال: رأى رسول الله صلى الله عليه وسلم رجلاً مضطجعًا على بطنه، فقال: إن هٰذه ضجعة لا يحبها الله. (سنن الترمذي / باب ما جاء في كراهية الاضطجاع على البطن ١٠٥/٢)

عـن جـابر رضي الله عنه أن رسول الله صلى الله عليه وسلم نهى عن ...... وأن يرفع الرجل إحدى رجليه على الأخرىٰ، وهو مستلقٍ على ظهره. (سنن الترمذي / باب ما جاء في كراهية ذٰلك ١٠٥/٢) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

املاہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۵؍۳؍۱۴۳۷ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

سونے سے پہلے کیا کام کرنے چاہئیں؟

سوال (۲۲۰): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: اَحادیثِ شریفہ میں سونے سے پہلے کرنے کے کیا کیا کام مذکور رہیں؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: ایک حدیث میں ہے کہ جب سونے کا اِرادہ کرو، تو گھر کا دروازہ بند کردو، کھانے پینے کے برتن ڈھک دو، چراغ گل کردو، آگ بجھادو، رات کو دروازہ کھلا چھوڑنے سے گھر میں شیطان گھس جاتا ہے، اسی طرح سونے سے پہلے سرمہ لگانا، کنگھی کرنا،

www.besturdubooks.wordpress.com

بستر جھاڑنا بھی مسنون اعمال میں ہے۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں سوتے وقت آپ کے لئے وضوکا پانی، پینے کا پانی اور مسواک کا انتظام کرکے سوتی تھی۔

عن أبي موسیٰ رضي اللّٰه عنه قال: احترق بيتٌ بالمدينة على أهله من الليل، فحُدِّث بشأنهم النبي صلى اللّٰه عليهم قال: إن هٰذه النار إنما هي عدوٌّ لكم فإذا نِمتم فأطفؤوها عنكم. (صحيح البخاري، كتاب الاستئذان / باب لا تترك النار في البيت عند النوم ۹۳۱/۲ رقم: ٦٢٩٤، صحيح مسلم رقم: ٢٠١٦)

عن جابر رضي اللّٰه عنه قال: قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: اطفؤوا المصابيح بالليل إذا رقدتم، وأغلقوا الأبواب وأوكوا الأسقيةَ، وخمِّروا الطعام والشراب. (صحيح البخاري، كتاب الاستئذان / باب لا تترك النار في البيت عند النوم رقم: ٦٢٩٦ دار الفكر بيروت)

عن عائشة رضي اللّٰه عنها قالت: كنت أصنع لرسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم ثلاثة آنية من الليل مخمَّرةً: إناءً لطهوره، وإناءً لسواكه، وإناءً لشرابه. (سنن ابن ماجة، كتاب الطهارة / باب تغطية الإناء رقم: ٣٦١ دار الفكر بيروت)

عن ابن عباس رضي اللّٰه عنهما قال: كان النبي صلى اللّٰه عليه وسلم يكتحل قبل أن ينام بالإثمد. (شمائل ترمذي / باب ما جاء في كحل رسول اللّٰه ﷺ ص: ٤)

عن أبي هريرة رضي اللّٰه عنه قال: قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: إذا قام أحدكم من فراشه ثم رجع إليه فليفضه بداخله إزاره؛ فإنه لا يدري ما حدث بعده، وإذا وضع جنبه فليقل: باسمک يا رب وضعت جنبي وباسمک أرفعه، فإن أمسکت نفسي فاغفر لها، وإن أرسلتها فاحفظها بما تحفظ به عبادک الصالحين.

(كتاب الدعاء للطبراني / باب القول عند أخذ المضاجع رقم: ٢٥٢ دار الكتب العلمية بيروت) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۳۷/۳/۵ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

www.besturdubooks.wordpress.com

باوضو سونے کا حکم

سوال (۲۲۱): -کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: باوضو سونے کی کیا فضیلت ہے؟ اور حدیث میں سونے سے پہلے وضو کرنے کا حکم کیوں دیا گیا ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: باوضو سونا مسنون ہے۔ حدیث شریف میں ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم جب سونے کا اِرادہ کروتو نماز کی طرح وضو کیا کرو۔ ایک حدیث میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص پاکی کی حالت میں رات گذارے، پھر اُسی رات انتقال کر جائے، تو وہ شہید ہوگا، باوضو سونے والے کے ساتھ ایک فرشتہ رات گذارتا ہے، اور ہر کروٹ پر اُس کے لئے مغفرت کی دعا کرتا ہے۔ ایک حدیث میں یہ بھی ہے کہ وضو کے ساتھ سونے والا پوری رات عبادت میں شمار ہوتا ہے، اور اُس کی دعائیں قبول ہوتی ہیں، اس لئے ہر مسلمان کو سونے سے پہلے وضو کرنا چاہئے۔

عن البراء بن عازب رضي اللّٰه عنه قال: قال لي النبي صلى اللّٰه عليه وسلم: إذا أتيت مضجعك فتوضأ وضوءك للصلاة. (صحيح البخاري، كتاب الوضوء / باب فضل من بات على الوضوء ۱/۳۸ رقم: ۲٤۷ دار الفكر بيروت، سنن أبي داؤد، كتاب الأدب / باب ما يقول عند النوم ۲/٦۸۸ رقم: ٥۰٤٦ دار الفكر بيروت)

عن أنس بن مالك رضي اللّٰه عنه قال: قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: من بات على طهارة ثم مات من ليلته مات شهيدًا. (عمل اليوم والليلة / باب فضل من بات طاهرًا رقم: ۷۳۳ دار الزمان المدينة المنورة)

عن ابن عمر رضي اللّٰه عنهما قال: قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: من بات طاهرًا بات في شِعاره ملكٌ فلا يستيقظ إلا قال الملك: اللّٰهم اغفر

www.besturdubooks.wordpress.com

لعبدك فلانٍ؛ فإنه بات طاهرًا (صحيح بن حبان رقم: ١٠٤٨، الترغيب والترهيب مكمل، كتاب النوافل / الترغيب في أن ينام الإنسان طاهرًا ناويًا للقيام رقم: ٨٨٥ بيت الأفكار الدولية)

عن مجاهد قال: قال لي ابن عباس: لا تبيتن إلا على وضوء، فإن الأرواح تبعث على ما قبضت عليه. ...... ومن طريق أبي مراية العجلي قال من اوٰى إلى فراشه طاهرًا ونام ذاكرًا كان فراشه مسجدًا وكان في صلاة وذكر حتى يستيقظ.

(فتح الباري، كتاب الدعوت / باب إذا بات طاهرًا ١٣٢/١٤ تحت رقم: ٦٣١١ دار الكتب العلمية بيروت)

عن معاذ بن جبل رضي اللّٰه عنه عن النبي صلى اللّٰه عليه وسلم قال: ما من مسلم يبيت على ذكر طاهرٍ فيتعارُّ من الليل فيسأل اللّٰه خيرًا من أمر الدنيا والآخرة إلا أعطاه إياه. (سنن أبي داؤد، كتاب الأدب / باب في النوم على طهارة ٦٨٧/٢ رقم: ٥٠٤٢ دار الفكر بيروت، سنن ابن ماجة رقم: ٣٨٨١) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

املاہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۵/۳/۱۴۳۷ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

کیا سوتے وقت عطر لگانا مسنون ہے؟

سوال (۲۲۲): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: احقر ابھی قریب میں تبلیغی جماعت میں گیا تھا، اس میں ایک بات یہ آئی کہ رات میں سوتے وقت عطر لگا کر سونا سنت ہے، خدا معاف فرمائے یہ تو میں نے کبھی نہیں سنا تھا، اِس لئے اِس مسئلہ کو آپ بتائیں؛ تاکہ عمل کرنے میں سہولت ہو، اور رات کی کیا کیا سنتیں ہیں، وہ بھی تحریر فرمادیں؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: عطر لگانا مطلقاً مسنون ہے؛ لیکن خاص سوتے وقت لگانے کی تخصیص ثابت نہیں ہے؛ البتہ سوتے وقت سرمہ لگانا، باوضو ہونا، داہنی کروٹ پر لیٹنا، بستر کو جھاڑنا وغیرہ مسنون ہے۔ (رسول اللہ ﷺ کی سنتیں)

www.besturdubooks.wordpress.com

عن أبي هريرة رضي اللّٰه عنه قال: قال النبي صلى اللّٰه عليه وسلم: من نام وفي يده غمرٌ ولم يغسله فأصابه شيء فلا يلومن إلا نفسه. (سنن أبي داؤد، كتاب الأطعمة / باب في غسل اليد من الطعام ۵۳۸/۲ رقم: ۳۸۵۲ دار الفكر بيروت)

عن عون بن أبي جحيفة عن أبيه رضي اللّٰه عنه قال: ...... فقال: إن لنفسك عليك حقًا (سنن الترمذي، أبواب الزهد / باب ۶۷/۲ رقم: ۲۴۱۳)

عن البراء بن عازبٍ رضي اللّٰه عنه قال: قال لي النبي صلى اللّٰه عليه وسلم: إذا أتيت مضجعك فتوضأ وضوءك للصلاة (صحيح البخاري، كتاب الوضوء / باب فضل من بات على الوضوء ۳۸/۱ رقم: ۲۴۷ دار الفكر بيروت)

عن ابن عباس رضي اللّٰه عنهما قال: كان النبي صلى اللّٰه عليه وسلم يكتحل قبل أن ينام بالإثمد ثلاثًا في كل عينٍ. (شمائل ترمذي / باب ما جاء في كحل رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم ص: ۴) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴۲۴/۱۱/۲۸ھ

سونے سے پہلے اور بعد میں مسواک کرنا؟

سوال (۲۲۳): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: سونے سے پہلے اور بعد میں مسواک کرنا کیسا ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰه التوفيق: سونے سے پہلے مسواک کرنا سنت ہے، اور دانتوں کی صفائی کا ذریعہ ہے، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سونے سے پہلے اور اُٹھنے کے بعد مسواک کا اہتمام فرماتے تھے۔ اور رات میں بھی جب آپ نماز وغیرہ کے لئے بیدار ہوتے، تو پہلے مسواک فرمانے کا معمولِ مبارک تھا۔

عن أبي هريرة رضي اللّٰه عنه أن النبي صلى اللّٰه عليه وسلم قال: لو لا أن

www.besturdubooks.wordpress.com

أشق علـى أمتـي لأمـرتهم بتأخير العشاء والسواك عند كل صلاة (شعب الإيمان للبيهقي / باب في الطهارات ٢٦/٣ رقم: ٢٧٧٠ دار الكتب العلمية بيروت)

عـن حـذيـفة رضي اللّٰه عنه قال: كان رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم إذا قام من الليل يشوص فاه بالسواك (سنن النسائي، كتاب الطهارة / باب السواك إذا قام من الليل ٢/١ رقم: ٢ دار الفكر بيروت، صحيح البخاري ٣٨/١ رقم: ٢٤٥، صحيح مسلم ١٢٨/١ رقم: ٢٥٥)

عـن عبـد اللّٰـه بن عباس رضي اللّٰه عنه قال: بتُّ ليلةً عند النبي صلى اللّٰه عـليـه وسلم، فلما استيقظ من منامه أتى طهوره فأخذ سواكه فاستاک، ثم تلا هٰذه الآية: ﴿إِنَّ فِيْ خَلْقِ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَاخْتِلَافِ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ لَآيَاتٍ لِأُوْلِيْ الْأَلْبَابِ﴾ حتّٰى قارب أن يختم السورة حتى قارب أن يختم السورة أو ختمها، ثم توضأ فأتى مصلاه فصلّٰى ركعتين، ثم رجع إلى فراشه فنام ما شاء اللّٰه، ثم استيقظ فـفـعـل مثل ذٰلک، کـل ذٰلک يستاک ويصلي ركعتين ثم أوتر (سنن أبي داؤد، كتاب الطهارة / باب السواك لمن قام بالليل ٨/١ رقم: ٥٨ دار الفكر بيروت، المسند للإمام أحمد بن حنبل رقم: ٤٥٦٩، كنز العمال ٦٩/٧ رقم: ١٨٥٧٣)

عـن ابـن عبـاس رضـي اللّٰـه عـنهـمـا قال: قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسـلـم: عليكم بالسواک، فإنه مطهرة للفم مرضاة للرب، مفرحة للملائكة، يزيد فـي الـحسـنـات، وهـو مـن السـنة، ويـجـلوا البصر، ويذهب الحفر ويشد اللثة، ويذهب البلغم ويطيب الفم. (شعب الإيمان للبيهقي ٢٧/٣ رقم: ٢٧٧٦)

قـال أبوهريرة رضي اللّٰه عنه: لقد كنت استن قبل أن أنام وبعدما استيقظ، وقبـل أن آكـل حين سمعت رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم يقول ما قال. (شعب الإيمان للبيهقي ٢٦/٣ رقم: ٢٧٧١)

عـن أبي هريرة رضـي اللّٰـه عنه قال: السواک شفاء من كل داءٍ إلا السام،

www.besturdubooks.wordpress.com

والسام: الموت. (المسند للإمام أحمد بن حنبل ٤٣٦/٣) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

املاہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۲/۳/۱۴۳۷ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

جنابت کی حالت میں سونا؟

سوال (۲۲۴): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: اگر کسی شخص کو سوتے ہوئے غسل کی حاجت پیش آجائے، یا بیوی سے صحبت کرنے کے بعد سونے کا اِرادہ ہو تو شرعاً کیسا ہے؟ کیا جنابت کی حالت میں سونا ممنوع ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اگر کسی شخص کو جنابت لاحق ہوجائے، تو بہتر تو یہ ہے کہ وہ غسل کرکے طہارت حاصل کرلے؛ تاہم اگر کسی عذر کی وجہ سے اُسی حالت میں سونے کا اِرادہ ہو تو چاہئے کہ شرم گاہ کو دھوکر نماز کی طرح وضو کرکے سوجائے۔

عن ابن عمر أن عمر بن الخطاب رضي اللّٰہ عنه سأل رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم: أیرقد أحدنا وهو جنب؟ قال: نعم! إذا توضأ أحدکم فلیرقد وهو جنب. (صحیح البخاري، کتاب الغسل / باب نوم الجنب ٤٣/١ رقم: ٢٨٧ دار الفکر بیروت، صحیح مسلم ١٤٤/١ رقم: ٣٠٦ بیت الأفکار الدولیة)

عن عائشة رضي اللّٰہ عنها قالت: کان النبي صلی اللّٰہ علیه وسلم إذا أراد أن ینام وهو جنب غسل فرجه وتوضأ للصلاة. (صحیح البخاري، کتاب الغسل / باب الجنب یتوضأ ثم ینام ٤٣/١ رقم: ٢٨٨ دار الفکر بیروت، صحیح مسلم ١٤٤/١ رقم: ٣٠٥)

عن عائشة رضي اللّٰہ عنها أن النبي صلی اللّٰہ علیه وسلم کان إذا أراد أن ینام أو یأکل وهو جنبٌ توضأ. (المسند للإمام أحمد بن حنبل ١٩٢/٦ رقم: ٢٥٤٧٣ دار الحدیث القاهرة) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

املاہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۱/۳/۱۴۳۷ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

www.besturdubooks.wordpress.com

مکان میں تنہا سونا؟

سوال (۲۲۵): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: خالی مکان میں تنہا سونا کیسا ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: بلاعذر یا بلا کسی خاص وجہ کے خالی مکان میں اکیلے سونا مناسب نہیں ہے، خدانخواستہ کوئی ڈر یا بیماری لاحق ہوجائے، یا اور کوئی بات پیش آ جائے، جس میں دوسرے کے تعاون کی ضرورت ہو، تو کون اُس کی مدد کرے گا؟ اِس لئے حدیث میں گھر میں اکیلے سونے سے منع فرمایا گیا ہے۔

عن ابن عمر رضي اللّٰه عنهما أن رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم نهى عن الوحدة أن يبيت الرجل وحده. (المسند للإمام أحمد بن حنبل، كذا في الكنز العمال، كتاب المعيشة والعادات / محظورات النوم ١٤/١٥٣ رقم: ٤١٣٥٨ دار الكتب العلمية بيروت)

عن أبي هريرة رضي اللّٰه عنه أن رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم قال: يعتري الشيطان المرءَ عند أربع خصال: إذا نام وحده الخ. (كنز العمال، كتاب المعيشة والعادات / محظورات النوم ١٤/١٥٤ رقم: ٤١٣٦٧ دار الكتب العلمية بيروت، حاشية: المسند للإمام أحمد بن حنبل ٦/٢١٩ دار الفكر بيروت) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

املاہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۲/۳/۱۴۳۷ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

سونے کے ممنوع اَوقات کیا ہیں؟

سوال (۲۲۶): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: کن اَوقات میں سونا ممنوع ہے؟

www.besturdubooks.wordpress.com

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اَحادیثِ شریفہ میں مغرب کے بعد سونے سے منع فرمایا گیا ہے؛ کیوں کہ اس میں عشاء کی نماز فوت ہونے کا قوی اندیشہ ہے۔ نیز بعض روایات میں عصر کے بعد اور فجر کے بعد سونے کا معمول بنانے کی ممانعت بھی وارد ہے۔

عن أبي برزة الأسلمي رضي اللّٰه عنه قال: كان – رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم – يصلي الهجير، وهي التي تدعونها الأولىٰ حين تدحض الشمس ...... وكان يستحب أن يؤخر العشاء، قال: وكان يكره النوم قبلها والحديث بعدها الخ. (صحيح البخاري، كتاب مواقيت الصلاة / باب ما يكره من السمر بعد العشاء ۸۴/۱ ف: ۵۹۹)

عن عبد اللّٰه ابن مسعود رضي اللّٰه عنه قال: ذُكر عند النبي صلى اللّٰه عليه وسلم رجلٌ، فقيل: ما زال نائمًا حتى أصبح، ما قام إلى الصلاة! فقال: بال الشيطان في أذنيه. (صحيح البخاري، كتاب التهجد / باب إذا نام ولم يصل بال الشيطان في أذنه ۱۵۳/۱ رقم: ۱۱۴۴ دار الفكر بيروت، صحيح مسلم رقم: ۷۷۴، الترغيب والترهيب مكمل رقم: ۹۵۹)

عن فاطمة بنت رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم قالت: مرّ بي رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم وأنا مضجعة متصحبة، فحرّكني برجله، وقال: يا بنيَّةَ! قومي فاشهدي رزق ربک، ولا تكوني من الغافلين، فإن اللّٰه يقسم أرزاق الناس ما بين طلوع الفجر إلى طلوع الشمس. (كنز العمال، كتاب المعيشة والعادات / باب محظور النوم ۲۲۲/۱۵ رقم: ۴۲۰۲۱ دار الكتب العلمية بيروت)

عن أسلم قال: كتب عمر أن لا ينام قبل أن يصلي العشاء، فمن نام فلا نامت عينه. (كنز العمال، كتاب المعيشة والعادات / باب أدب النوم وأذكارها ۲۰۹/۱۵ رقم: ۴۱۹۴۶ دار الكتب العلمية بيروت)

عن عائشة رضي اللّٰه عنها أن رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم قال: من نام

www.besturdubooks.wordpress.com

بعد العصر فاختلس عقله، فلا يلومن إلا نفسه. (كنز العمال، كتاب المعيشة والعادات / محظورات النوم ١٥/ ١٥٣ رقم: ٤١٣٥٥ دار الكتب العلمية بيروت) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصورپوری غفرلہ ۱۴۲۷/۳/۵ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

نماز فجر کے بعد سونے کا معمول بنانا؟

سوال (۲۲۷): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: اگر کوئی شخص نماز فجر کے بعد سونے کا معمول بناتا ہے، تو کیا یہ طریقہ صحیح ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: فجر کے بعد بلاضرورت سونا اگر چہ شرعاً حرام نہیں؛ لیکن طبی اور جسمانی اعتبار سے نقصان دہ ہے، نیز رزقِ خداوندی سے محرومی کا سبب بھی ہے، اِس لئے اِس طرح کی عادت سے باز آجانا چاہئے۔

وأردؤه نوم أول النهار وأردأ منه النوم اٰخره بعد العصر، ورأى عبد اللّٰه بن عباس ابنًا له نائمًا نومة الصبحة، فقال له: أتنام في الساعة التي تقسم فيها الأرزاق. ونوم الصبحة يمنع الرزق؛ لأن ذٰلک وقت تطلب فيه الخليقة أرزاقها، وهو وقت قسمة الأرزاق فنومه حرمان إلا لعارضٍ أو ضرورة وهو مضر جدا بالبدن لا رخائه البدن. (زاد المعاد لابن القيم ٤/ ٢٤١-٢٤٢) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصورپوری غفرلہ

۱۴۲۱/۱۱/۱۲ھ

تکیہ لگانا؟

سوال (۲۲۸): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: تکیہ لگانا کیسا ہے؟

www.besturdubooks.wordpress.com

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: تکیہ لگانا سنت ہے، اور خاص طور سے چمڑے کا تکیہ جس میں کھجور کی چھال بھری ہوتی تھی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم استعمال فرماتے تھے۔

عن عائشة رضي اللّٰه عنها قالت: كان وسادة رسول اللّٰه ﷺ الذي يتكئ عليها من أدمٍ حشوه ليف. (صحيح مسلم، كتاب اللباس والزينة / باب التواضع في اللباس الخ ۱۹٤/۲ رقم: ۲۰۸۲ بيت الأفكار الدولية، مشكاة المصابيح / كتاب اللباس ۳۷۳) **فقط واللہ تعالیٰ اعلم**

املاہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱/۳/۱۴۳۷ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

حضور ﷺ کا تکیہ کیسا تھا؟

سوال (۲۲۹): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا تکیہ کیسا تھا؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اُم المؤمنین سیدتنا حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہے کہ: ’’حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا تکیہ چمڑے کا ہوتا تھا، جس پر آپ ٹیک لگاتے تھے، اور اُس کا بھراؤ کھجور کی چھال ہوتی تھی‘‘۔

عن عائشة رضي اللّٰه عنها قالت: كان وسادة رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم الذي يتكئ عليها من أدم حشوها ليف. (صحيح مسلم، كتاب اللباس والزينة / باب التواضع فى اللباس الخ ۱۹٤/۲ رقم: ۲۰۸۲ بيت الأفكار الدولية، صحيح البخاري رقم: ٦٤٥٦ دار الفكر بيروت)

عن جابر بن سمرة رضي اللّٰه عنه قال: رأيت النبي ﷺ متكأً على وسادةٍ على يساره. (سنن الترمذي، أبواب الآداب / باب ما جاء في الاتكاء ۱۰٥/۲) **فقط واللہ تعالیٰ اعلم**

املاہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۲/۳/۱۴۳۷ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

www.besturdubooks.wordpress.com

تکیہ، عطر اور دودھ کا ہدیہ

سوال (۲۳۰):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: ہم نے سنا ہے کہ تکیہ، عطر اور دودھ کا ہدیہ اگر کسی کو پیش کیا جائے تو اُسے قبول کرلینا چاہئے، رد کرنا منع ہے، اس کی کیا حقیقت ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: حدیث شریف میں آتا ہے کہ تین چیزیں: تکیہ، تیل اور دودھ۔ (اور ایک روایت میں خوشبو کا ذکر ہے) اِن چیزوں کا اگر کوئی شخص ہدیہ پیش کرے، تو اُسے انکار نہیں کرنا چاہئے؛ کیوں کہ عموماً اِن چیزوں کے لینے دینے میں گرانی محسوس نہیں ہوتی۔

عن ابن عمر رضي اللّٰه عنه قال: قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم: ثلاث لا ترد: الوسائد والدهن والطیب واللبن. (شمائل ترمذي / باب ما جاء في تعطر رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم ١٤ رقم: ٢١٨) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۳۷/۳/۵ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

بالغ اور قریب البلوغ لڑکے لڑکیوں کا ایک بستر پر سونا؟

سوال (۲۳۱):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: کیا مراہق اور مراہقہ بھائی بہن ایک چارپائی پر ایک جگہ سو سکتے ہیں؟ بڑی عمر کی عورتیں ایک چارپائی پر ایک چادر یا ایک لحاف میں سوسکتی ہیں؟ دو سگی بہنیں قریب البلوغ ایک چارپائی پر ایک چادر یا ایک لحاف میں سوسکتی ہیں؟ دو سگے بھائی ایک جگہ چارپائی پر ایک لحاف میں سو سکتے ہیں؟ مراہق لڑکا اپنی ماں یا اپنے باپ کے ساتھ ایک چارپائی پر ایک لحاف میں سوسکتا ہیں؟ اِس سلسلے میں ہماری رہنمائی فرمائیں اور حدیث ’’**فرقوا بینهم في المضاجع**‘‘ کا مصداق کیا ہے؟

www.besturdubooks.wordpress.com

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: قریب البلوغ اور بالغ لڑکے لڑکیوں کو ایک بستر اور ایک لحاف میں سونا حدیث شریف کی رو سے مطلقاً منع ہے، صرف زن وشوہر کے لئے اِس کی اِجازت ہے، اور کسی کے لئے اِجازت نہیں ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ۱۹/ ۲۱۱ ڈابھیل)

عن عمرو بن شعیب عن أبيه عن جده رضي اللّٰه عنه قال: قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم: مروا أولادکم بالصلاة وهم أبناء سبع سنین، واضربوهم علیها وهم أبناء عشر سنین، وفرقوا بینهم في المضاجع. (سنن أبي داؤد، کتاب الصلاة / باب متی یؤمر الغلام بالصلاة رقم: ٤٩٥ دار الفکر بیروت، مشکاة المصابیح، کتاب الصلاة / الفصل الثاني ٥٨/١)

قال الملا علي القاري رحمه اللّٰه تعالیٰ: أمر من التفریق بینهم: أي بین البنین والبنات علی ما هو الظاهر ...... وقال ابن حجر: بهٰذا الحدیث أخذ أئمتنا، فقالوا: یجب أن یفرق بین الإخوة والأخوات، فلا یجوز حینئذٍ تمکین ابنین من الاجتماع في موضع واحد ...... والفرق بینهم في المضاجع في الطفولیة تأدیبًا ومحافظةً لأمر اللّٰه تعالیٰ. (مرقاة المفاتیح / کتاب الصلاة ٢٥٧/٢ رقم: ٥٧٢ دار الکتب العلمیة بیروت) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصورپوری غفرلہ ۱۵/۱۱/۱۴۲۹ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

امام اور مؤذن کا ایک ساتھ ایک بستر پر سونا؟

سوال (۲۳۲): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: جوان بالغ لڑکے ایک ساتھ سو سکتے ہیں یا نہیں؟ اگر نہیں سو سکتے تو امام اور مؤذن دونوں ایک ساتھ سوتے ہیں، حدیث کی روشنی میں بتلایا جائے کہ یہ صحیح ہے یا غلط؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: جوان بالغ دو شخصوں کو خواہ دونوں مرد ہوں یا دونوں

www.besturdubooks.wordpress.com

عورتیں ہوں، ایک بستر پر اکٹھے سونا ممنوع ہے؛ لہٰذا مسئولہ صورت میں اِمام ومؤذن کا اِکٹھے ایک ہی بستر پر سونا صحیح نہیں۔ (احسن الفتاویٰ ۸/۱۷۱، فتاویٰ محمودیہ ۲۷۳/۱۷ ڈابھیل)

عن عمرو بن شعيب عن أبيه عن جده رضي اللّٰه عنه قال: قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: مروا أولادكم بالصلاة وهم أبناء سبع سنين، واضربوهم عليها وهم أبناء عشر سنين، وفرقوا بينهم في المضاجع. (سنن أبي داؤد، كتاب الصلاة / باب متى يؤمر الغلام بالصلاة رقم: ٤٩٥ دار الفكر بيروت، مشكاة المصابيح، كتاب الصلاة / الفصل الثاني ٥٨/١)

قال الملا علي القاري رحمه اللّٰه تعالىٰ: أمر من التفريق بينهم: أي بين البنين والبنات على ما هو الظاهر ...... وقال ابن حجر: بهٰذا الحديث أخذ أئمتنا، فقالوا: يجب أن يفرق بين الإخوة والأخوات، فلا يجوز حينئذٍ تمكين ابنين من الاجتماع في موضع واحد ...... والفرق بينهم في المضاجع في الطفولية تأديبًا ومحافظةً لأمر اللّٰه تعالىٰ. (مرقاة المفاتيح / كتاب الصلاة ٢٥٧/٢ رقم: ٥٧٢ دار الكتب العلمية بيروت)

ولا يجوز للرجل مضاجعة الرجل، وإن كان كل واحد منهما في جانب من الفراش، ولقوله عليه السلام: وفرقوا بينهم في المضاجع وهم أبناء عشر. (شامي ٥٤٨/٩ زكريا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۲۲/۶/۲۹ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

قیلولہ کا حکم

سوال (۲۳۳): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: قیلولہ کسے کہتے ہیں؟ قیلولہ کا شرعی حکم کیا ہے؟ قیلولہ میں کتنی دیر آرام کرنا چاہئے، دن میں کس وقت قیلولہ کرنا سنت ہے؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: ”دوپہر میں کھانا کھانے کے بعد تھوڑی دیر آرام کرنے کو

www.besturdubooks.wordpress.com

قیلولہ کہتے ہیں''۔ اس کے لئے نیند آنا ضروری نہیں، اور قیلولہ کرنا سنت ہے، اس سے رات کی عبادت میں مدد ملتی ہے۔ ایک حدیث میں ہے کہ ''قیلولہ کیا کرو؛ اس لئے کہ شیطان قیلولہ نہیں کرتا''۔

عن ابن عباس رضي اللّٰه عنهما عن النبي صلى اللّٰه عليه وسلم قال: استعينوا بطعام السحر على صيام النهار والقيلولة على قيام الليل. (سنن ابن ماجة، كتاب الصيام / باب ما جاء في السحور ١٢١ رقم: ١٦٩٣ دار الفكر بيروت)

وفي رواية: وبقيلولة النهار على قيام الليل. (صحيح ابن خزيمة رقم: ١٩٣٩، فيض القدير ٤٩٤/١، فتح الباري ٨٢/١٤ دار الكتب العلمية بيروت، الترغيب والترهيب مكمل رقم: ١٦٤١)

أخرج الطبراني في الأوسط بسنده عن أنس رضي اللّٰه عنه عن النبي صلى اللّٰه عليه وسلم: قيلوا؛ فإن الشيطان لا يقيل. (فتح الباري، كتاب الاستئذان / باب القائلة بعد الجمعة ٨٢/١٤ بيروت، مجمع الزوائد، كتاب الآداب / باب القيلولة ١٠٩/٨ رقم: ١٣٢٥٦ دار الفكر بيروت)

عن مجاهد قال: بلغ عمر أن عاملاً له لا يقيل، فكتب إليه عمرُ رضي اللّٰه عنه: قِل! فإني حُدِّثتُ أن الشيطان لا يقيل. (كنز العمال، كتاب المعيشة والآداب / ذيل النوم والقيلولة ٢١٨/١٥ رقم: ٤١٩٩٦ دار الكتب العلمية بيروت)

وتستحب القائلة أو القيلولة: أي الاستراحة وسط النهار، وإن لم يكن مع ذٰلک نوم، شتاءً أو صيفًا. (الفقه الإسلامي وأدلته ٤٠٤/١)

قال الأزهري: القيلولة والمقيلُ عند العرب الاستراحة نصف النهار، وإن لم يكن مع ذٰلک نوم بدليل قوله: ﴿وَاَحْسَنُ مَقِيْلاً﴾ والجنة لا نوم فيها. (مرقاة المفاتيح ٢٦٢/٣ المكتبة الأشرفية ديوبند)

القيلولة: وهي الاستراحة في نصف النهار. (حاشية ابن ماجة ٧٧) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

املاہ: احقر محمد سلمان منصورپوری غفرلہ ۱۲/۳/۱۴۳۷ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

www.besturdubooks.wordpress.com

قضاءحاجت اور بول وبراز کے آداب

قضاءحاجت کے آداب

سوال (۲۳۴): -کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: قضاء حاجت اور پیشاب پاخانہ سے فراغت حاصل کرنے میں کن اُمور وآداب کا لحاظ رکھنا ضروری ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: قضاء حاجت کے چند اہم آداب درج ذیل ہیں:

(۱) پیشاب اور پاخانہ کے وقت ستر اور پردہ کا خاص اہتمام کیا جائے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت شریفہ تھی کہ آپ بشری ضرورت سے فارغ ہونے کے لئے آبادی سے باہر دور تشریف لے جاتے تھے؛ تاکہ کسی کی نظر آپ پر نہ پڑے۔

عن جابر بن عبد اللّٰہ رضي اللّٰہ عنه أن النبي صلی اللّٰہ علیه وسلم کان إذا أراد البراز انطلق حتی لا یراہ أحد. (سنن أبي داؤد، کتاب الطهارة / باب التخلي عند قضاء الحاجة رقم: ۲ دار الفکر بیروت)

عن عبد الرحمن بن أبي قراد رضي اللّٰہ عنه قال: خرجت مع رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم إلی الخلاء، وکان إذا أراد الحاجة أبعد. (سنن النسائي، کتاب الطهارة / باب الإبعاد عند إرادة الحاجة ۱/۴ رقم: ۱۶ دار الفکر بیروت)

(۲) قضاء حاجت کے لئے نرم اور نشیبی زمین کا انتخاب کرنا چاہئے؛ تاکہ پیشاب کی چھینٹیں اُڑکر کپڑوں اور بدن پر نہ لگیں۔

عن أبي موسیٰ الأشعري رضي اللّٰہ عنه ...... ثم قال صلی اللّٰہ علیه وسلم:

www.besturdubooks.wordpress.com

إذا أراد أحدكم أن يبول فليرتد لبوله. (سنن أبي داؤد، كتاب الطهارة / باب الرجل يتبوأ لبوله ۲/۱ رقم: ۳ دار الفكر بيروت)

(۳) اگر بیت الخلاء بنا ہوا ہو، تو دعا پڑھ کر بائیں پیر سے اندر داخل ہوں، اور اگر صحراء میں جانے کا اِرادہ ہو تو جس جگہ ضرورت سے فارغ ہونے کا اِرادہ ہو تو اُس جگہ پر دعا پڑھیں۔

عن أنس بن مالک رضي اللّٰه عنه يقول: كان النبي صلى اللّٰه عليه وسلم إذا دخل الخلاء، قال: اللّٰهم إني أعوذ بک من الخبث والخبائث (صحيح البخاري، كتاب الوضوء / باب ما يقول عند الخلاء رقم: ۱٤۲ دار الفكر بيروت)

ويدخل الخلاء ...... برجله اليسرىٰ ابتداءً ا ...... استحبابًا تكرمة لليمنى؛ لأنه مستقذر يحضره الشيطان. (مراقي الفلاح مع حاشية الطحطاوي / فصل فيما يجوز به الاستنجاء ٥١)

(۴) جوتا چپل پہن کر اور سر ڈھانپ کر جائے۔

عن حبيب بن صالح قال: كان رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم إذا دخل الخلاء لبس حذاءه وغطّى رأسه. (السنن الكبرىٰ للبيهقي / باب تغطية الرأس عند دخول الخلاء الخ ۱/۱٥٦ رقم: ٤٥٦ دار الكتب العلمية بيروت، ۱/۲۳٤ دار الحديث القاهرة)

ويدخل مستور الرأس. (الفتاوىٰ الهندية / الفصل الثالث في الاستنجاء ۱/٥٠ كوئٹه)

(۵) کوئی قابلِ احترام چیز قرآن یا آیتِ قرآن والی انگوٹھی وغیرہ ساتھ ہو تو اُسے باہر نکال دے۔

عن أنس بن مالک رضي اللّٰه عنه قال: كان رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: إذا دخل الخلاء نزع خاتمه. (سنن الترمذي / باب ما جاء في لبس الخاتم في اليمين رقم: ۱۷٤٦)

ويكره الدخول للخلاء ومعه شيء مكتوب فيه اسم اللّٰه. (مراقي الفلاح مع حاشية الطحطاوي / فصيل فيما يجوز به الاستنجاء ٥٤)

(٦) جب بیٹھنے کے قریب ہو، تب شرم گاہ کھولے۔

عن ابن عمر رضي اللّٰه عنهما أن النبي صلى اللّٰه عليه وسلم كان إذا أراد

www.besturdubooks.wordpress.com

الحاجة لا يرفع ثوبه حتى يدنو من الأرض. (سنن أبي داؤد، كتاب الطهارة / باب كيف التكشف عند الحاجة ٣/١ رقم: ١٤ دار الفكر بيروت)

(۷) قبلہ کی طرف رخ یا پشت کر کے نہ بیٹھے، اگر کہیں جانبِ قبلہ غلطی سے بیت الخلاء بنا ہوا ہو، تو حتی الامکان بیٹھنے میں قبلہ سے انحراف کرے۔

عن أبي أيوب رضي الله عنه أن النبي صلى الله عليه وسلم قال: إذا أتيتم الغائط فلا تستقبلوا القبلة ولا تستدبروها، ببول ولا غائط، ولكن شرقوا أو غربوا. قال أبو أيوب: فقدمنا الشام فوجدنا مراحيض قد بنيت قبل القبلة، فننحرف عنها ونستغفر الله. (صحيح مسلم، كتاب الطهارة / باب الاستطابة رقم: ٢٦٤ بيت الأفكار الدولية، صحيح البخاري، كتاب الوضوء / باب لا تُستقبل القبلة بغائط أو بولٍ إلا عند البناء، جدارٍ أو نحوه رقم: ١٤٤ و ٣٩٤ دار الفكر بيروت)

عن أبي هريرة رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: إذا جلس أحدكم على حاجته فلا يستقبل القبلة ولا يستدبرها. (صحيح بن خزيمة / باب النهى عن التختم في قبلة المسجد رقم: ١٣١٣)

حق الله على كل مسلم أن يكرم قبلة الله. (المصنف لابن أبي شيبة / فصل في استقبال القبلة رقم: ١٦٠٧، ١٥٨/٢ رقم: ١٦١٧ المجلس العلمي)

وإذا اضطر إلى أحدهما ينبغي أن يختار الاستدبار. (حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح / فصل فيما يجوز به الاستنجاء ٥٢)

لو كانت الريح تهب عن يمين القبلة أو شمالها فإنهما لا يكرهان للضرورة. (حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح / فصل فيما يجوز به الاستنجاء ٥٢)

(۸) اگر صحراء میں ہو تو اُس کا بھی خیال رکھے کہ ہوا کے رخ کی مخالف سمت میں نہ بیٹھے، ورنہ پیشاب کی چھینٹیں اُڑ کر کپڑے اور جسم پر گریں گی۔

www.besturdubooks.wordpress.com

إذا بال أحدكم فلا يستقبل الريح ببوله فيرد عليه. (مسند فردوس / باب الألف رقم: ۱۲۰۸)

ويكره استقبال ...... مهب الريح لعوده به فينجسه. (مراقي الفلاح مع حاشية الطحطاوي / فصل فيما يجوز به الاستنجاء ۵۳)

(۹) قضاء حاجت کے وقت کوئی بھی ذکر کرنا یا بلاضرورت دنیاوی باتیں کرنا، تھوکنا، ناک صاف کرنا، شرم گاہ کو دیکھنا، اس سے کھیلنا، اُسے دائیں ہاتھ سے چھونا، بول وبراز کو دیکھنا، اور بلاضرورت دیر تک وہاں بیٹھے رہنا، یہ سب چیزیں آداب اور فطرت کے خلاف ہیں، ان سے بچنا چاہئے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

املاہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۵؍۳؍۱۴۳۷ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

قضاء حاجت کے لئے بیٹھنے کا سنت طریقہ

سوال (۲۳۵): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: جب ہم قضاء حاجت کے لئے بیٹھیں، تو اُس کا مسنون ومستحب طریقہ کیا ہے؟ کس طرح بیٹھنا چاہئے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: قضاء حاجت کے لئے بیٹھنے کا سنت طریقہ یہ ہے کہ بائیں طرف کو جھک کر بائیں پیر پر زور دے کر بیٹھنا چاہئے، اِس طریقہ میں اِجابت بسہولت ہوجاتی ہے، یہ طریقہ بہت سی بیماریوں سے بھی بچنے کا سبب ہے۔ (سنتِ نبوی اور جدید سائنس ۱؍۱۹۰)

عن محمد بن عبد الرحمٰن عن رجل من بني مدلج عن أبيه قال: قدم علينا سراقة بن جعشم، فقال: علمنا رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم إذا دخل أحدنا الخلاء أن يعتمد اليسرىٰ وينصب اليمنىٰ. (السنن الكبرىٰ للبيهقي، كتاب الطهارة / باب تغطية الرأس عند دخول الخلاء الخ ۱/۱۵٦ رقم: ٤۵۷ دارالكتب العلمية بيروت) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

املاہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴؍۳؍۱۴۳۷ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

www.besturdubooks.wordpress.com

قضاءحاجت کے لئے بائیں پیر پر وزن ڈال کر بیٹھنا؟

سوال (۲۳۶): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: بیت الخلاء (قضاء حاجت) کے لئے بیٹھنے کا سنت طریقہ کیا ہے؟ کوئی کہتا ہے کہ بائیں پیر پر وزن ڈال کر سیدھا ہاتھ سیدھے کان پر اور اُلٹا ہاتھ پیٹ کے بائیں کنارے پر دبائیں، یا اُلٹے ہاتھ کی کلائی پورے پیٹ پر رکھیں، کیا یہ طریقہ سنت ہے یا اِس کے علاوہ کوئی اور طریقہ ہو تو بتائیں؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: بیت الخلاء میں بیٹھنے کا کوئی لازمی شرعی طریقہ متعین نہیں؛ بلکہ جس طرح بھی سہولت ہو بیٹھنے کی گنجائش ہے؛ تاہم آداب کے ضمن میں کتبِ فقہ وحدیث میں یہ طریقہ لکھا ہے کہ پیروں کو کشادہ کرکے بائیں جانب زیادہ جھک کر دائیں پیر کو کھڑا کرکے بیٹھے، اِس سے زائد بیٹھنے کی ہیئت کا کوئی طریقہ کسی کتاب میں نظر سے نہیں گذرا۔

عن رجل من مدلج عن أبيه قال: جاء سراقة بن مالک بن جعشم عند النبي صلی اللّٰه تعالیٰ علیه وسلم، فقال: علمنا رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم کذا وکذا، فقال رجل کالمستهزئ: أيعلمکم کیف تخرؤن؟ قال: بلی! هو الذي بعثه بالحق لقد أمرنا أنتوکأ علی الیسریٰ وأن ننصب الیمنی. (المعجم الکبیر ۱۳۶/۷ رقم: ٦٦٠٥، مجمع الزائد ۲۰٦/۱ بیروت)

وفي إعلاء السنن تحت هٰذا الحدیث قلت: هٰکذا ذکر أصحابنا في کیفیة الجلوس للحاجة. (إعلاء السنن ۱۳٦/۱ دار الکتب العلمیة بیروت)

ویوسع بین رجلیه ویمیل علی الیسریٰ. (البحر الرائق / کتاب الطهارة ۲٤۳/۱ کوئٹه)

ویجلس معتمدًا علی یساره؛ لأنه أسهل للخروج، ویوسع فیما بین رجلیه. (مراقي الفلاح ٥۲)

فالأدب أن یجلس متفرجًا الخ. (صغیري ۱۱، کبیري ۲۸، الفتاویٰ الهندیة / کتاب

www.besturdubooks.wordpress.com

الطهارة ٤٨/١ زكريا، عمد القاري ٢٧٩/٢، غنية الطالبين ٥٥) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفر لہ ۲۴/۷/۱۴۲۸ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

کھڑے ہوکر پیشاب کرنا؟

سوال (۲۳۷): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: کھڑے ہوکر پیشاب کرنے کا کیا حکم ہے؟ اور جس روایت میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے کھڑے ہوکر پیشاب کرنے کا ثبوت ہے، اُس کا کیا جواب ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: بلا عذر کھڑے ہوکر پیشاب کرنے کی عادت بنالینا پسندیدہ نہیں ہے، یہ مروت ووقار کے خلاف ہے۔ نیز اِس میں کشف عورت اور بدن اور کپڑوں کے پیشاب میں ملوث ہونے کا زیادہ احتمال ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عام عادتِ شریفہ بیٹھ کر پیشاب کرنے کی تھی، اور جن بعض روایات میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کھڑے ہوکر پیشاب کرنے کا ذکر ہے، وہ عذر پر محمول ہے۔ شراحِ حدیث نے ایسی اَحادیث کی شرح فرماتے ہوئے درج ذیل اعذار کا ذکر کیا ہے:

الف:- کمر میں تکلیف کی وجہ سے آپ کے لئے بیٹھنا دشوار تھا۔

ب:- گھٹنے کی تکلیف کی وجہ سے بیٹھنے میں دشواری تھی۔

ج:- اُس مقام پر گندگی کی وجہ سے بیٹھنے کی مناسب جگہ نہ تھی، وغیرہ۔

بہرحال بلا عذر کھڑے ہوکر پیشاب نہیں کرنا چاہئے۔

عن عائشة رضي اللّٰه عنها قالت: من حدثكم أن النبي صلى اللّٰه عليه وسلم كان يبول قائمًا فلا تصدقوه، ما كان يبول إلا قاعدًا. (سنن الترمذي، أبواب الطهارة / باب النهي عن البول قائمًا ٩/١)

www.besturdubooks.wordpress.com

عـن عـمر رضي اللّٰه عنه قال: رآني النبي صلى اللّٰه عليه وسلم أبول قائمًا، وقـال: يا عمر! لا تبل قائمًا فما بُلتُ قائمًا بعد. (سنن الترمذي، أبواب الطهارة / باب النهي عن البول قائمًا ۹/۱)

أكثر ما كان يبول وهو قاعدٌ. (زاد المعاد / فصل في هديه ﷺ عند قضاء الحاجة ۱۶٤/۱)

عـن عبـد اللّٰه بن مسعود رضي اللّٰه عنه قال: إن من الجفاء أن تبول وأنت قائم. (سنن الترمذي، أبواب الطهارة / باب النهي عن البول قائمًا ۹/۱)

عـن حذيفة رضي اللّٰه عنه قال: أتى النبي صلى اللّٰه عليه وسلم سُباطة قومٍ فبـال قـائـمًا، ثم دعا بماءٍ فجئته بماءٍ فتوضأ. (صحيح البخاري، كتاب الوضوء / باب البول قائمًا وقاعدًا رقم: ۲۲٤ دار الفكر بيروت، سنن الترمذي ۲/۱، صحيح مسلم رقم: ۲۷۳ بيت الأفكار الدولية، مسند البزار رقم: ٤٤۲٤، زاد المعاد / فصل في عند قضاء الحاجة ۱۹٤/۱)

عـن أبـي هـريرة رضي اللّٰه عنه أن النبي صلى اللّٰه عليه وسلم بال قائمًا من جرح كان بمأبضه. (السنن الكبرىٰ للبيهقي، كتاب الطهارة / باب البول قائمًا رقم: ٤۸۹ بيروت)

قـال الإمـام الـنـووي: وأمـا سبـب بـوله صلى اللّٰه عليه وسلم قائمًا فذكر الـعـلـماء فيه أوجهًا حكاها الخطابي والبيهقي وغيرهما من الأئمة، أحدها: قالا: وهـو مـروي عـن الشـافعيؒ: إن العرب كان تستشفى لوجع الصلب بالبول قائمًا، قـال: فـذي أنـه كـان بـه صلى اللّٰه عليه وسلم وجع الصلب إذ ذٰلك، والثاني: أن سببـه مـا روي في رواية ضعيفة رواها البيهقي وغيره أنه صلى اللّٰه عليه وسلم بال قـائمًا لعله بمأضبه وإنما بض همزة ساكنة بعد الميم ثم باء موحدة وهو باطن الركبة، والثـالـث: أنـه لـم يـجـد مـكـانًا للعقود فاضطر إلى القيام لكون الطرف الذي يليه من السباطة كان عاليًا مرتفعًا الخ. (شرح النووي على صحيح مسلم ۱۳۳/۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

املاہ: احقر محمد سلمان منصورپوری غفرلہ ۱۹؍۳؍۱٤۳۷ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

www.besturdubooks.wordpress.com

پچھّم پورب رخ بنے ہوئے بیت الخلاء

سوال (۲۳۸): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: اگر کسی مسجد یا مکان میں غلطی سے استنجاء خانہ پچھّم اور پورب رخ کا بنادیا گیا ہو، تو کیا اُسے توڑ دینا ضروری ہے؟ اگر جگہ کی تنگی کے باعث رخ کو ٹیڑھا ترچھا پچھّم یا پورب کی طرف کردیا جائے، تو ایسا کرنا جائز ہوگا یا نہیں؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اَصل حکم تو یہی ہے کہ ایسے استنجاء خانوں کو توڑ کر دوسرے کسی رخ پر بنایا جائے؛ اِس لئے کہ ہر آدمی کراہت کا خیال نہیں رکھ سکتا؛ تاہم اگر وہ ویسے ہی بنے رہیں اور بیٹھنے والے آڑے ترچھے ہوکر بیٹھیں تو ان سے کراہت رفع ہوجائے گی۔

عن أبي أیوب رضي اللّٰہ عنہ أن النبي صلی اللّٰہ علیہ وسلم قال: إذا أتیتم الغائط فلا تستقبلوا القبلۃ ولا تستدبروھا، ببول ولا غائط، ولکن شرقوا أو غربوا. قال أبو أیوب: فقدمنا الشام فوجدنا مراحیض قد بنیت قبل القبلۃ، فننحرف عنھا ونستغفر اللّٰہ. (صحیح مسلم، کتاب الطھارۃ / باب الاستطابۃ رقم: ٢٦٤ بیت الأفکار الدولیۃ، صحیح البخاري، کتاب الوضوء / باب لا تُستقبل القبلۃ بغائط أو بولٍ إلا عند البناء، جدارٍ أو نحوہ رقم: ١٤٤ و ٣٩٤ دار الفکر بیروت)

وإن غفل وقعد مستقبل القبلۃ یستحب لہ أن ینحرف بقدر الإمکان. (الفتاویٰ الھندیۃ / کتاب الطھارۃ ١/ ٥٠، بھشتی زیور ٢/ ٨) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصورپوری غفرلہ ۶/۷/۱۴۱۳ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

قضاء حاجت کے وقت قبلہ کا اِستقبال واِستدبار کرنا؟

سوال (۲۳۹): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے

www.besturdubooks.wordpress.com

میں کہ: ہمارے بیت الخلاء میں سیٹ پورب پچھّم رکھی ہوئی ہے، یعنی پیشاب پاخانہ کے وقت استقبالِ قبلہ یا استدبارِ قبلہ ہوتا ہے، اِس لئے دریافت یہ کرنا ہے کہ از روئے شرع اِس کی اِصلاح ضروری ہے یا کچھ گنجائش ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: پیشاب پاخانہ کے وقت استقبالِ قبلہ اور استدبارِ قبلہ کرنا مکروہِ تحریمی ہے؛ لہٰذا اُس بیت الخلاء کی سیٹ کو قبلہ رخ سے ہٹا کر درست کرنا چاہئے۔ (مستفاد: فتاویٰ محمودیہ ۱۳/۴۴۹، فتاویٰ رحیمیہ ۳/۱۱)

عن أبي أيوب رضي اللّٰه عنه أن النبي صلى اللّٰه عليه وسلم قال: إذا أتيتم الغائط فلا تستقبلوا القبلة ولا تستدبروها، ببول ولا غائط، ولكن شرقوا أو غربوا. قال أبو أيوب: فقدمنا الشام فوجدنا مراحيض قد بنيت قبل القبلة، فننحرف عنها ونستغفر اللّٰه. (صحيح مسلم، كتاب الطهارة / باب الاستطابة رقم: ٢٦٤ بيت الأفكار الدولية، صحيح البخاري، كتاب الوضوء / باب لا تُستقبل القبلة بغائط أو بولٍ إلا عند البناء، جدارٍ أو نحوه رقم: ١٤٤ و ٣٩٤ دار الفكر بيروت، سنن الترمذي، كتاب الطهارة / باب النهي عن استقبال القبلة بغائط أو بول ١/٨ رقم: ٨، سنن أبي داؤد، كتاب الطهارة / باب كراهية استقبال القبلة عند الحاجة ١/٣ رقم: ٩ دار الفكر بيروت)

ويكره تحريمًا استقبال القبلة واستدبارها ولو في البنيان. (نور الإيضاح مع مراقي الفلاح ٢٩، شامي ١/٥٥٤ زكريا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۲۱/۶/۲۶ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

کس سمت میں بیٹھ کر پیشاب یا پاخانہ کرنا منع ہے؟

سوال (۲۴۰): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے

www.besturdubooks.wordpress.com

میں کہ: چاروں سمتوں میں سے کون کون سی سمت پیشاب و بیت الخلاء کرنا چاہئے، نیز گاؤں میں نوے فیصد بیت الخلاء کا رخ پورب کی طرف ہے اور پچھّم کی طرف بیٹھ کر کرتے ہیں، اور لوگوں کا خیال بھی یہ ہے کہ قبلہ کی طرف اور اتر کی طرف رخ نہ کرنا چاہئے، پچھّم اور پورب دکھن کی طرف کرنا چاہئے، کسی مولوی صاحب نے اُن سے کہا کہ پورب اور پچھّم کی طرف رخ نہ کرنا چاہئے، منع ہے، تو گاؤں کے لوگ بولے کہ قبلہ کی طرف منع ہے، پچھّم کی طرف منع نہیں ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: قضاءِ حاجت کے وقت قبلہ رو بیٹھنا یا اُس کی جانب پیٹھ کرنا ممنوع ہے؛ بلکہ ہندوستان جیسے ممالک میں شمال یا جنوب (اُتر دکھن) کی جانب رخ کرنا چاہئے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے قضاء حاجت کے وقت قبلہ رو بیٹھنے یا اُس کی طرف پیٹھ کرنے سے منع فرمایا ہے؛ لہٰذا جن لوگوں کے بیت الخلاء کا رخ پورب پچھّم کی جانب ہے، اُن پر اُس کا رخ بدلنا لازم ہے، اور مذکورہ مولوی صاحب نے جو مسئلہ بتایا ہے وہ اپنی جگہ درست ہے، اور اُسی کے مطابق عمل کرنا چاہئے، اور پورب پچھّم کی جانب رخ کرنے والے بیت الخلاء نہیں بنانے چاہئیں، ہمارے یہاں چوں کہ قبلہ پچھّم کی جانب ہے؛ اِس لئے پچھّم کی جانب استنجے خانے بنانا درست نہیں ہے۔

عن أبي أیوب الأنصاري رضي اللّٰہ عنہ قال: قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم: إذا أتیتم الغائط فلا تستقبلوا القبلۃ بغائط ولا بولٍ ولا تستدبروھا. (سنن الترمذي، کتاب الطھارۃ / باب النھي عن استقبال القبلۃ بغائط أو بول ۸/۱ رقم: ۸، صحیح البخاري، کتاب الوضوء / باب لا تُستقبل القبلۃ بغائط أو بولٍ إلا عند البناء، جدارٍ أو نحوہ رقم: ۱۴۴ و ۳۹۴ دار الفکر بیروت)

ویکرہ تحریمًا استقبال القبلۃ واستدبارھا ولو في البنیان. (شامي ۵۵۴/۱ زکریا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۱۴۲۱/۱۱/۲ھ

www.besturdubooks.wordpress.com

قضاء حاجت کے ممنوع مقامات

سوال (۲۴۱): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: کن کن جگہوں پر استنجاء کرنا منع ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: درج ذیل مقامات پر استنجاء اور قضاء حاجت سے احتراز کرنا چاہئے: (۱) عام راستہ اور لوگوں کی گذرگاہوں پر (۲) قبرستان میں (۳) سایہ دار درخت کے نیچے (۴) نہر، کنواں، حوض کے قریب (۵) عیدگاہ اور مسجد میں (۶) سردی میں دھوپ لینے کے لئے لوگ جس جگہ بیٹھتے ہوں (۷) پانی میں (۸) سوراخ کے اندر؛ اس لئے کہ ممکن ہے کہ اُس میں کوئی موذی جانور ہو، جو ایذاء پہنچادے (۹) غسل خانہ اور حمام میں (۱۰) وضوخانہ میں (۱۱) پھل دار درخت کے نیچے (۱۲) آگ کے اوپر؛ کیوں کہ اِس سے بیماری لاحق ہوسکتی ہے (۱۳) راکھ کے اندر (۱۴) سخت جگہ پر، اِس میں خطرہ ہے کہ پیشاب کی چھینٹ اُڑکر کپڑوں اور منہ پر گریں، اور اگر سخت جگہ قضائے حاجت کی ضرورت ہو تو زمین کو کھود کر نرم کرلینا چاہئے؛ تاکہ چھینٹیں نہ اُڑیں۔

عن أبي هريرة رضي اللّٰه عنه قال: سمعت رسول اللّٰه صلی اللّٰه عليه وسلم يقول: من سل سخيمته على طريق عامر من طريق المسلمين فعليه لعنة اللّٰه والملائكة والناس أجمعين. (السنن الكبرىٰ للبيهقي، كتاب الطهارة / باب النهي عن التخلي في طريق الناس ۱/۱۵۸ رقم: ۴۷۰ دار الكتب العلمية بيروت، ۱/۲۳۸ رقم: ۴۷۰ دار الحديث القاهرة، المستدرك للحاكم ۱/۲۹۶ رقم: ۶۶۵، حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح / فصل فيما يجوز به الاستنجاء ۵۳ المكتبة الأشرفية ديوبند)

عن أبي هريرة رضي اللّٰه عنه عن النبي صلى اللّٰه عليه وسلم قال: من جلس على قبر يبول عليه أو يتغوط فكأنما جلس على جمرة نار. (شرح معاني الآثار / باب الجلوس على القبور رقم: ۲۹۵۱)

www.besturdubooks.wordpress.com

عـن أبـي هـريـرة رضي اللّٰه عنه أن رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم قال: اتقوا اللـعـانيـن، قـالوا: وما اللعانان يا رسول اللّٰه؟ قال: الذي يتخلى في طريق الناس أو في ظلهم. (صحيح مسلم، كتاب الطهارة / باب لنهي عن التخلي في الطرق والظلال ص: ٢٧٥ رقم: ٢٦٩ بيت الأفكار الدولية، صحيح مسلم ١/ ١٣٢)

ويكره أن يبول في الماء والظل، قال الأبهري: موضع الشمس في الشتاء كالظل في الصيف. (حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح / فصل فيما يجوز له الاستنجاء ٥٣)

عـن أبي هريرة رضي اللّٰه عنه عن النبي صلى اللّٰه عليه وسلم قال: لا يبولن أحدكم في الماء الدائم ثم يتوضأ منه. (سنن الترمذي، كتاب الطهارة / باب كراهية البول في الماء الراكد ١/ ٢١ رقم: ٦٨)

عـن عبـد الـلّٰه بن سرجِسَ رضي اللّٰه عنه أن نبي اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم قال: لا يبولن أحدكم في جحر. (سنـن النسائي، كتاب الطهارة / باب كراهية البول في الجحر ١/ ٧ رقم: ٣٤ دار الفكر بيروت)

عـن عبـد الـلّٰـه بـن سـرجِـسَ رضي اللّٰه عنه أن رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسـلـم نهـى أن يبال في الجحر، قالوا لقتادة: ما يكره من البول في الجحر؟ قال: كـان يقالُ إنها مساكن الجن. (سنـن أبي داؤد، كتاب الطهارة / باب النهي عن البول في الجحر ١/ ٥ رقم: ٢٩ دار الفكر بيروت)

عـن عبـد الـلّٰـه بـن مـغـفـل رضي اللّٰه عنه قال: قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسـلـم: لا يبـولـن أحـدكم في مستحمه ثم يغتسل فيه، قال أحمد: ثم يتوضأ فيه؛ فإن عـامة الوسواس منه. (سنـن أبي داؤد، كـتـاب الطهارة / باب في البول في المستحم ١/ ٥ رقم: ٢٧ دار الفكر بيروت، سنن الترمذي ١/ ١٢ رقم: ٢١)

ويـكره في محل التوضأ؛ لأنه يورث الوسوسة. (حـاشية الـطحطاوي على مراقي الفلاح / فصل فيما يجوز به الاستنجاء ٥٤ المكتبة الأشرفية ديوبند)

www.besturdubooks.wordpress.com

عن عبد اللّٰه بن عمر رضي اللّٰه عنهما قال: نهى رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم أن يتخلى الرجل تحت شجرة مثمرة. (المعجم الأوسط / باب من اسمه إبراهيم ٣٠/٢ رقم: ٢٣٩٢ دار الفكر للنشر والتوزيع عمان)

ويكره بوله في نار؛ لأنه يورث السقم. (كشاف القناع / باب الاستطابة وآداب التخلي ٦٢/١)

وكان إذا أراد أن يبول في عزاز من الأرض – وهو الموضع الصلب – أخذ عودًا من الأرض فنكت به حتى يثرى ثم يبول. (زاد المعاد / فصل في هديه صلى اللّٰه عليه وسلم عند قضاء الحاجة ١٧١/١ مكتبة المنار الإسلامية الكويت)

فإذا أراد أن يبول وكانت الأرض صلبة دقها بحجر أو حفر حفيرة حتى لا يترشش عليه البول. (الفتاوىٰ الهندية / الفصل الثالث في الاستنجاء ٥٠/١) فقط واللّٰہ تعالیٰ اعلم

املاہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴/۳/۱۴۳۷ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللّٰہ عنہ

کن چیزوں سے استنجاء کرنا چاہئے اور کن سے نہیں؟

سوال (۲۴۲): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: کن کن چیزوں سے استنجاء اور طہارت حاصل کرنی چاہئے، اور کن سے نہیں؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: پانی سے استنجاء کرنا سب سے زیادہ پاکی اور طہارت کا موجب ہے، اگر کسی جگہ پانی دستیاب نہ ہو، تو مٹی کے ڈھیلے (یا مٹی کی جنس کی اشیاء) سے بھی استنجاء کرسکتے ہیں۔ اور جاذب (ٹیشوپیپر) کا حکم بھی مٹی کے ڈھیلے کے مانند ہے، اور اگر کوئی شخص پانی اور ڈھیلے دونوں کو جمع کرلے تو یہ طریقہ سب سے اچھا ہے۔ اور پانی اور ڈھیلے کے علاوہ گوبر، لیدا ور ہڈی وغیرہ سے استنجاء کرنا منع ہے؛ اس لئے کہ یہ جنات کی غذا ہے، اور قابل احترام اشیاء: کاغذ، کپڑا، اور روٹی وغیرہ سے بھی استنجاء کرنا جائز نہیں ہے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

عن أنس بن مالك رضي اللّٰه عنه يقول: كان رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم يدخل الخلاء فأحمل أنا وغلامٌ إداوةً من ماء وعنزةً يستنجي بالماء. (صحيح البخاري، كتاب الوضوء / باب حمل العنزة مع الماء في الاستنجاء ٢٧/١ رقم: ١٥٢ دار الفكر بيروت)

عن سلمان رضي اللّٰه عنه قال: قيل له: قد علَّمكم نبيكم صلى اللّٰه عليه وسلم كل شيءٍ، حتى الخراء ة، قال، فقال: أجل! لقد نهانا أن نستقبل القبلة لغائط أو بولٍ، أو أن نستنجي باليمين أو أن نستنجي بأقل من ثلاثة أحجارٍ، أو أن نستنجي برجيع أو بعظم. (صحيح مسلم، كتاب الطهارة / باب الاستطابة ١٣٠/١ رقم: ٢٦٢ بيت الأفكار الدولية)

عن عبد اللّٰه بن مسعود رضي اللّٰه عنه قال: قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: لا تستنجوا بالروث ولا بالعظام؛ فإنه زاد إخوانكم من الجن. (سنن الترمذي، أبواب الطهارة / باب كراهية ما يستنجى به ص: ١١ رقم: ١٨)

عن عائشة رضي اللّٰه عنها أن رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم قال: إذا ذهب أحدكم إلى الغائط فليذهب معه بثلاثة أحجارٍ يستطيب بهن فإنها تجزئ عنه. (سنن أبي داؤد، كتاب الطهارة / باب الاستنجاء بالحجارة ٦/١ رقم: ٤٠ دار الفكر بيروت)

عن أبي هريرة رضي اللّٰه عنه عن النبي صلى اللّٰه عليه وسلم قال: ...... من استجمر فليوتر، من فعل فقد أحسن ومن لا فلا حرج، الخ .(سنن أبي داؤد، كتاب الطهارة / باب الاستتار في الخلاء ٦/١ رقم: ٣٥ دار الفكر بيروت)

عن خزيمة بن ثابت رضي اللّٰه عنه قال: سُئل النبي صلى اللّٰه عليه وسلم عن الاستطابة، فقال: بثلاثة أحجار ليس فيها رجيع. (سنن أبي داؤد، كتاب الطهارة / باب الاستنجاء بالحجارة رقم: ٤١ دار الفكر بيروت)

والاستنجاء بالحجر أو ما يقوم مقامه كالأعيان الظاهرة والعود والخرقة سنة. (البناية شرح الهداية / حكم الاستنجاء ٧٤٩/١ المكتبة النعيمية ديوبند)

www.besturdubooks.wordpress.com

السنة هو الاستنجاء بالأشياء الطاهرة. (بدائع الصنائع / فصل في سنن الوضوء ۱۸/۱)

النهي عن الاستنجاء بالفحم؛ لأنه رخو يتفتت إذا ناله غمز، ويتعلق بالمحل ولا يقلع الأذىٰ. (شرح السنة / باب أدب الخلاء ۳٦٦/۱)

والاستنجاء سنة، ويجوز فيه الحجر وما قام مقامه. (الهداية / فصل في الاستنجاء ۲٤/۱ مكتبه بلال ديوبند)

وإذا نهي عن الاستنجاء بزاد الجن فزاد الإنس أولىٰ بالنهي. (غنية المتملي / مطلب استقبال القبلة عند الاستنجاء مكروه كراهة تحريم ۳۹)

إن كان للمزال به حرمة أو قيمة كره كقرطاس وخرقة وقطنة الخ. (فتح القدير / فصل في الاستنجاء ۲۱۳/۱ زكريا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

املاہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۳۷/۳/۱۴ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

غسل خانہ میں برہنہ غسل کرنا؟

سوال (۲۴۳): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: آج کل عوام ہی نہیں؛ بلکہ خواص کا بھی یہ حال ہے کہ نہاتے اور غسل کرتے وقت تہبند یا کسی دوسرے کپڑے کے باندھے بغیر غسل خانہ میں ننگے رہتے ہیں، اور برہنگی کی حالت میں غسل کرتے ہیں۔ دریافت طلب امر یہ ہے کہ غسل خانہ میں ننگے نہانا جائز ہے یا ناجائز؟ بحوالۂ معتبر ومستند جواب تحریر فرمائیں، اور یہ بھی تحریر فرمائیں کہ اس اَمر میں سنتِ نبوی کیا ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اگر ایسی جگہ نہائے جہاں کوئی اور نہ دیکھ پائے جیسا کہ آج کل غسل خانے وغیرہ ہوتے ہیں، تو وہاں پر برہنہ ہوکر نہانے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

عن يعلىٰ أن رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم راى رجلاً يغتسل بالبراز بلا إزار، فصعد المنبر فحمد اللّٰه وأثنى عليه، ثم قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم:

www.besturdubooks.wordpress.com

إن اللّٰـه عـزو جلّ حيِيٌّ ستِّيرٌ يحب الحياء والستر، فإذا اغتسل أحدكم فليستتر.

(سنن أبي داؤد، كتاب الحمام / باب النهي عن التعري رقم: ٤٠١٢ دار الفكر بيروت)

ويكره مع كشف العورة ولو في مكان لا يراه فيه أحد، ويستحب أن يغتسل بمكان لا يراه فيه أحد لا يحل له النظر لعورته لاحتمال ظهورها في حال الغسل أو لبس الثياب. (مراقي الفلاح / فصل وآداب الاغتسال الخ ١٠٦، بهشتی زیور اختری ٥٦/١) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۱۲/۱۲/۲۸ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

چڈی پہن کر غسل کرنا؟

سوال (۲۴۴): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: زید نے چڈی (نیکر) پہن کر غسل خانہ سے باہر غسل کیا اور فرائض بھی ادا کئے، تو ایسی صورت میں غسل ہوا یا نہیں؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اگر تمام بدن پر پانی پہنچ گیا اور نجاست صاف کرلی ہے، تو غسل شرعاً صحیح ہوگیا؛ لیکن عام لوگوں کے سامنے ستر کھولنے کا گناہ ہوا۔

عن يعلیٰ أن رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم رأى رجلاً يغتسل بالبراز بلا إزار، فصعد المنبر فحمد اللّٰه وأثنى عليه، ثم قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: إن اللّٰـه عـزو جلّ حيِيٌّ ستِّيرٌ يحب الحياء والستر، فإذا اغتسل أحدكم فليستتر.

(سنن أبي داؤد، كتاب الحمام / باب النهي عن التعري رقم: ٤٠١٢ دار الفكر بيروت)

وهي ثلاثة: المضمضة والاستنشاق وغسل جميع البدن. (الفتاویٰ الهندية / كتاب الطهارة ١٣/١) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۱۵/۴/۱۹ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

www.besturdubooks.wordpress.com

برہنہ غسل کرنا اور بیت الخلاء میں بات چیت کرنا؟

سوال (۲۴۵):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: غسل خانہ میں برہنہ ہوکر غسل کرنا کیسا ہے؟ اِسی طرح غسل کرتے وقت یا بیت الخلاء میں حاجت پوری کرتے وقت بات چیت کرنا کیسا ہے؟ کیا ضرورت کے موقع پر بات کرنے کی گنجائش ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اگر ستر کی پوری طرح حفاظت کا نظم ہو، تو غسل خانہ میں برہنہ ہوکر غسل کرنے کی گنجائش ہے۔

عن ميمونة رضي اللّٰه عنها قالت: سترتُ النبي صلى اللّٰه عليه وسلم وهو يغتسل من الجنابة ...... الخ. (صحيح البخاري، كتاب الغسل / باب التستر في الغسل عند الناس ٤٢/١ رقم: ٢٨١ دار الفكر بيروت)

بیت الخلاء میں بلاضرورت بات چیت کرنا مکروہ ہے، شدید ضرورت کے موقع پر بقدر ضرورت جواب دینے کی گنجائش ہے۔

عن أبي سعيد الخدري أن رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: لا يتناجى إثنان علىٰ غائطهما. ينظر كل واحد منهما إلىٰ عورة صاحبه؛ فإن اللّٰه عزوجل يَمقتُ علىٰ ذٰلك (سنن ابن ماجة، أبواب الطهارة وسننها / باب النهي عن الاجتماع على الخلاء والحديث عنده ٢٩ رقم: ٣٤٢، سنن أبي داؤد رقم: ١٥ دار الفكر بيروت)

قال الشرنبلالي: ويستحب أن لا يتكلم بكلام مطلقًا. (شامي / كتاب الطهارة ٢٩١/١ زكريا، الفتاوىٰ الهندية ٥٠/١) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصورپوری غفرلہ ۱۴۲۷/۸/۹ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

www.besturdubooks.wordpress.com

مسواک کی سنتیں اور آداب

مسواک کرنے کا سنت طریقہ

سوال (۲۴۶): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: مسواک کرنے کا سنت طریقہ کیا ہے؟ اور مسواک کس طرح پکڑنی چاہئے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: مسواک دائیں ہاتھ سے اِس طرح پکڑے کہ سب سے چھوٹی انگلی کو مسواک کے نیچے رکھ کر اُس کے برابر والی تینوں انگلیاں مسواک کے اوپر رکھے، اور انگوٹھا مسواک کے سر کی طرف نیچے رکھے۔ مراقی الفلاح میں یہی طریقہ لکھا ہوا ہے۔

والسنة في أخذه أن تجعل خنصر يمينک أسفله، والبنصر والسبابة فوقه، والإبهام أسفل رأسه، كما رواه ابن مسعود. (مراقي الفلاح ٦٨)

بعد اَزاں دائیں طرف سے دانتوں پر چوڑائی میں تین مرتبہ مسواک کرے، اور مسواک سے زبان اور گلے کو صاف کرنا بھی مسنون ہے۔

عن حذيفة رضي اللّٰه عنه قال: كان النبي صلى اللّٰه عليه وسلم إذا قام من الليل يشوص فاه بالسواک (صحيح البخاري، كتاب الوضوء / باب السواك ۳۸/۱ رقم: ٢٤٥)

عن أبي موسیٰ الأشعري رضي اللّٰه عنه قال: دخلت على رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم وهو يستاک وطرف السواک على لسانه، وهو يقول: "عأعأ".

(صحيح مسلم، كتاب الطهارة / باب السواك ۱۲۷/۱ رقم: ٢٥٥ بيت الأفكار الدولية، سنن أبي داؤد رقم: ٤٩، سنن النسائي، كتاب الطهارة / باب كيف يستاك ۷/۱ رقم: ۳ دار الفكر بيروت)

www.besturdubooks.wordpress.com

والمستحب فيه ثلاث بثلاث مياه. (شامي ۲۳٤/۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۳/۵/۱۴۳۷ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

دوست کی مسواک استعمال کرنا؟

سوال (۲۴۷): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: اگر کسی کے پاس مسواک نہ ہو تو کیا دوسرے کی مسواک لے کر استعمال کرسکتا ہے؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اگر دوسرے شخص سے بے تکلفی نہ ہو تو بلا اِجازت اُس کی مسواک کرنا منع ہے، اور اگر کسی بے تکلف دوست کی مسواک ہو اور اِس بات کا اندازہ ہو کہ وہ مسواک استعمال کرنے کو ناگوار نہ سمجھے گا تو اُس کی مسواک استعمال کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

عن عائشة رضي اللّٰه عنها قالت: كان نبي اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم يستاك فيُعطيني السواك لأَغسلَه فأَبدأُ به فأستاكُ ثم أغسِله وأدفعه إليه. (أبي داؤد، كتاب الطهارة / باب غسل السواك ۷/۱ رقم: ٥۲ دار الفكر بيروت)

استعمال سواك الغير برضاه غير مكروه. (مرقاة المفاتيح، كتاب الطهارة / باب السواك ۷/۲ المكتبة الأشرفية ديوبند)

لا بأس به والكراهة لكراهة نفوسهم الاشتراك. (حاشية بذل المجهود / باب في الرجل يستاك بسواك غيره ۳۲/۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

املاہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱/۳/۱۴۳۷ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

کن اَوقات میں مسواک کرنا مستحب ہے؟

سوال (۲۴۸): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے

www.besturdubooks.wordpress.com

میں کہ: حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم، صحابہ کرام اور اس کے علاوہ فقہاء کرام کی عبارتوں سے کن کن مواقع میں مسواک کرنا مستحب اور مسنون ہونا معلوم ہوتا ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰه التوفيق: درج ذیل مواقع پر مسواک کرنا سنت یا مستحب ہے:

○ وضو کرتے وقت۔ ○ تیمّم وغسل کرتے وقت۔ ○ نماز جمعہ کے لئے۔ ○ سجدۂ تلاوت کے وقت۔ ○ تلاوت۔ ○ اور دیگر اَذکار کے وقت۔ ○ سونے سے پہلے۔ ○ سوکر اٹھنے کے بعد۔ ○ منہ میں بدبو پیدا ہوجانے پر۔ ○ قریب المرگ کے لئے بھی مسواک کرنا سنت ہے۔ ○ روزہ دار کے لئے مسواک کرنا۔ ○ گھر میں داخل ہوتے وقت۔ ○ کسی مجلس میں شرکت کے وقت۔ ○ تہجد کی ہر دو رکعت سے فارغ ہونے کے بعد۔ ○ نماز وتر کے بعد۔ ○ نفل کی دو رکعتوں سے پہلے۔ ○ صبح کے وقت۔ ○ نماز عید۔ ○ نماز استسقاء۔ ○ نماز کسوف۔ ○ نماز خسوف کے وقت۔ ○ کھانے سے پہلے۔ ○ کھانے کے بعد۔ ○ جماع کے وقت، وغیرہ۔

عن أبي هريرة رضي اللّٰه عنه قال: قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: لو لا أن أشق على أمتي لأمرتهم بالسواک مع كل وضوء. (المسند للإمام أحمد بن حنبل ٢٤٥/٢ رقم: ٩٩٢٨ دار الفكر بيروت)

والسواک مستحب في جميع الأوقات لكن في خمسة أوقات أشد استحبابًا أحدها عند الصلاة، سواء كان مطهرًا بماء أو تراب الخ. (فتح الملهم / باب السواك ٤١٥/١-٤١٦ المكتبة الأشرفية ديوبند)

عن أبي هريرة رضي اللّٰه عنه أن رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم قال: لولا أن أشق على أمتي – أو على الناس – لأمرتهم بالسواک مع كل صلاة.

(صحيح البخاري، كتاب الجمعة / باب السواك يوم الجمعة ١٢٢/١ رقم: ٨٨٧ دار الفكر بيروت، صحيح مسلم رقم: ٢٥٢ بيت الأفكار الدولية)

www.besturdubooks.wordpress.com

ويستحب في خمسة مواضع: اصفرار السن وتغير الرائحة والقيام من النوم والقيام إلى الصلاة وعند الوضوء. (فتح القدير / كتاب الطهارة ٢٣/١ المكتبة الأشرفية ديوبند)

عن ابن عباس رضي الله عنهما قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: إن هٰذا يوم عيد جعله الله للمسلمين، فمن جاء منكم إلى الجمعة فليغتسل، وإن كان طيب فليمس منه وعليكم بالسواک(سنن ابن ماجة، كتاب إقامة الصلاة والسنة / باب ما جاء في الزينة يوم الجمعة ٧٧/١ رقم: ١٠٩٨ دار الفكر بيروت)

عن حذيفة رضي الله تعالىٰ عنه قال: كنا نؤمر بالسواک إذا قمنا من الليل.

(سنن النسائي، كتاب قيام الليل وتطوع النهار / باب ما يفعل إذا قام من الليل من السواك ١٨٤/١ رقم: ١٦١٩ دار الفكر بيروت)

عن عبد الله بن عباس رضي الله عنهما قال: بتُّ ليلةً عند النبي صلى الله عليه وسلم، فلما استيقظ من منامه أتى طوره فأخذ سواكه فاستاک الخ(سنن أبي داؤد، كتاب الطهارة / باب السواك لمن قام بالليل رقم: ٥٨ دار الفكر بيروت)

يستحب الاستياک لإذهاب رائحة الفم وترطيبه، وإزالة صفرة الأسنان قبل الاجتماع بالناس لمنع التأذي، وهٰذا من تمام هيئة المسلم، وكذٰلک يستحب في مواطن أخرىٰ، مثل دخول المسجد؛ لأن هٰذا من تمام الزينة التي أمر الله سبحانه وتعالىٰ بها عند كل مسجد، ولما فيه من حضور الملائكة واجتماع الناس، وكذٰلک عند دخول المنزل للالتقاء بالأهل والاجتماع بهم، لما روى مسلم عن عائشة رضي الله عنها حينما سئلت بأي شيء يبدأ الرسول صلى الله عليه وسلم إذا دخل بيته، قالت: "كان إذا دخل بيته بدأ بالسواک".

ويستحب كذٰلک عند النوم، والجماع، وأكل ماله رائحة كريهة، وتغير الفم بعطش أو جوع، أو غيرهما، أو قيام من نوم، أو اصفرار سن، وكذٰلک لإرادة أكل أو فراغ منه. (الموسوعة الفقهية / مواضع أخرىٰ لاستحباب الاستياك ١٤٠/٤ كويت)

www.besturdubooks.wordpress.com

على أن السواک مستحب في جميع الأوقات من ليل أو نهار؛ لأنه مطهرة للفم مرضاة للرب كما ورد في الحديث. (شامي ١/١١٤-١١٥ كراچی، ١/٢٣٤-٢٣٥ زكريا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

املاہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۵/۳/۱۴۳۷ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

مسواک کس لکڑی کی ہو؟

سوال (۲۴۹): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: سب سے اچھی مسواک کس لکڑی کی ہوتی ہے، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو کونسی پسند تھی؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: پیلو اور زیتون کے درخت کی مسواک کی تاکید بعض اَحادیث میں وارد ہے۔

عن أبي خيرة الصباحي رضي الله عنه قال: كنت في الوفد فزودنا رسول اللّٰه صلى الله عليه وسلم بالإراک، وقال: استاكوا بهٰذا. (عمدة القاري / باب السواك يوم الجمعة ٦/١٨١)

عن ابن مسعود رضي الله عنه قال: كنت أجتني لرسول الله صلى الله عليه وسلم سواكًا من إراک. (المسند لأبي يعلى الموصلي / مسند عبد الله بن مسعود رقم: ٥٣١٠، المسند للإمام أحمد بن حنبل رقم: ٣٩٩١)

قال النبي صلى الله عليه وسلم: نعم السواک الزيتون من شجرةٍ مباركةٍ يطيب الفم ويذهب بالحفر وهو سواكي وسواک الأنبياء قبلي. (المعجم الأوسط ١/٢٠١ رقم: ٦٧٨ مكتبة دار الفكر عمان) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

املاہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۱/۳/۱۴۳۷ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

www.besturdubooks.wordpress.com

دانتوں کی صفائی کے لئے ٹوتھ پیسٹ کا استعمال کرنا؟

سوال (۲۵۰):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: دانتوں کی صفائی کے لئے ٹوتھ برش اور ٹوتھ پیسٹ کے استعمال کا کیا حکم ہے؟ یہ جو بعض حضرات میں مشہور ہے کہ ٹوتھ برش میں خنزیر کا بال استعمال کیا جاتا ہے، اس کے متعلق آپ حضرات کی تحقیق کیا ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: ٹوتھ برش میں پلاسٹک کا برش ہوتا ہے، خنزیر کے بال اس میں کہیں استعمال نہیں کئے جاتے، اِسی طرح ٹوتھ پیسٹ میں بھی خنزیر کے اَجزاء کی ملاوٹ متحقق نہیں ہے؛ لہٰذا اُن کے استعمال میں شرعاً کوئی حرج نہیں ہے۔ (ایضاح المسائل ۱۴۶) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۲۴/۱/۱۴۲۱ھ

جس ''کول گیٹ'' اور ''ٹوتھ پیسٹ'' میں سور کی چربی مخلوط ہو اُس کا حکم

سوال (۲۵۱):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: ''اِیضاح المسائل ۱۴۶'' میں لکھا ہے کہ خنزیر یا دوسرے جانوروں کی چربی سے جو صابن بنایا جاتا ہے، وہ شرعی طور پر پاک ہے، مسالہ وغیرہ سے اُس کی حقیقت بدل گئی۔ تو سوال یہ ہے کہ اگر کول گیٹ، ٹوتھ پیسٹ میں بھی یقینی طور پر معلوم ہوجائے کہ سور کی چربی ملائی جاتی ہے، تو کیا وہ بھی مسالہ وغیرہ کے ملانے سے حقیقت بدل کر پاک رہے گا، جیسا کہ صابن پاک ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: ماہیت کی تبدیلی سے حکم میں تبدیلی کا اُصول مسلم ہے، جیسا کہ شراب سرکہ بننے کے بعد پاک قرار دی جاتی ہے، اور کول گیٹ وغیرہ کے سلسلہ میں ناپاک چربی کی ملاوٹ کی بات اَولاً محقق نہیں اور اگر محقق ہو بھی تو یہ اَمر قابلِ تحقیق ہے کہ اُس میں ملائی جانے والی چربی کی ماہیت دیگر کیمیکل ملانے کی وجہ سے بدل جاتی ہے یا نہیں؟ جب تک اِس

www.besturdubooks.wordpress.com

بارے میں حتمی تحقیق سامنے نہ آجائے اُس وقت تک اِس طرح کی اَشیاء کی حرمت کا فتویٰ نہیں دیا جائے گا، باقی اگر کوئی شخص بطور تقویٰ یا بطور احتیاط ایسی اشیاء کے استعمال سے پرہیز کرے تو الگ بات ہے۔ (مستفاد: کفایت المفتی ۲/ ۲۷۷-۲۸۴)

وجه قول محمد: أن النجاسة لما استحالت وتبدلت أوصافها ومعانيها خرجت عن كونها نجاسة؛ لأنها اسم لذات موصوفة، فتنعدم بانعدام الوصف، وصارت كالخمر إذا تخللت. (بدائع الصنائع، كتاب الطهارة / باب الدباغة ١/ ٢٤٣ زكريا)

فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۲۱/۱۱/۱۴۲۶ھ

www.besturdubooks.wordpress.com

لباس کی سنتیں اور آداب

آپ ﷺ کا پسندیدہ لباس

سوال (۲۵۲):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو کونسا لباس سب سے زیادہ پسندیدہ تھا، اور کس رنگ کا پسند تھا؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو قمیص (کرتا، جبہ) سب سے زیادہ پسند تھی، جس کی لمبائی نصف ساق تک اور آستین گٹوں تک تھی، آپ کو لباس میں سفید رنگ زیادہ پسند تھا۔

عن ابن عباس رضي اللّٰه عنهما قال: قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: البَسوا من ثيابكم البياض، فإنها من خير ثيابكم، وكفنوا فيها موتاكم، وإن خير أكحالكم الإثمد، يجلو البصر وينبت الشعر. (سنن الترمذي ١/١٩٣ رقم: ٩٩٤، سنن أبي داؤد، كتاب اللباس / باب في البياض رقم: ٤٠٦١ دار الفكر بيروت)

عن أم سلمة رضي اللّٰه عنها قالت: كان أحب الثياب إلى رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم القميصُ. (سنن الترمذي ١/٣٠٦ رقم: ١٧٦٢)

عن أم سلمة رضي اللّٰه عنها قالت: لم يكن ثوبٌ أحب إلى رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم من قميص.

عن أسماء بنت يزيد رضي اللّٰه عنها قالت: كانت يدُ كُمِّ رسول اللّٰه صلى

www.besturdubooks.wordpress.com

اللّٰه عليه وسلم إلى الرصغ [الرسغ] (سنن الترمذي رقم: ١٧٦٥، سنن أبي داؤد، كتاب اللباس / باب ما جاء في القميص رقم: ٤٠٢٥-٤٠٢٦-٤٠٢٧ دار الفكر بيروت)

وقال شمس الحق العظيم آبادي: (والقميص: اسم لما يلبس من المخيط الذي له كُمَّان وجَيبٌ) ومن أهم أحكامه وآدابه:

١:- أن يكون كمه إلى الرسغ.

٢- أن يكون طوله إلى نصف الساق.

٣- أن يكون أبيض.

٤- يحرم أن يطوي عن الكعبين ويجر في الأرض عُجبًا واختيالاً هٰذا بالنسبة للرجل. (عون المعبود ٦٨/٩، بحواله: اللباس والزينة من السنة المطهرة ١٨ دار الحديث القاهرة) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۳۷/۳/۵ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

کرتا پہننے کا سنت طریقہ

سوال (۲۵۳): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: کرتا پہننے کا مسنون طریقہ کیا ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: کرتا پہننے کا مسنون طریقہ یہ ہے کہ پہلے دائیں آستین میں ہاتھ ڈالے، پھر بائیں ہاتھ کی آستین پہنے، اِسی طرح پاجامہ وغیرہ پہننے میں پہلے دائیں پیر میں پہنے، پھر بائیں پیر میں، ہر لباس کے پہننے کا یہی مسنون طریقہ ہے کہ دائیں طرف سے شروع کیا جائے۔ اور اُتارتے وقت اس کے برعکس کریں، یعنی اَولاً بائیں طرف سے اُتاریں پھر دائیں طرف سے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

عن أبي هريرة رضي اللّٰه عنه كان رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم إذا لبس قميصًا بدأ بميامنه. (سنن الترمذي، كذا في المشكاة المصابيح ٣٧٤)

أي بجانب يمين القميص ولذٰلك جمعه. والمعنى أنه كان يخرج اليد اليمنىٰ من الكم قبل اليسرىٰ. (مرقاة المفاتيح / كتاب اللباس ٢٠٨/٨ تحت رقم: ٤٣٣٠ دار الكتب العلمية بيروت، ٢٤٥/٨ المكتبة الأشرفية ديوبند) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

املاہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۵/۳/۱۴۳۷ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

سرخ لباس پہننا؟

سوال (۲۵۴): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: مردوں کے لئے سرخ رنگ کا کپڑا پہننا کیسا ہے؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰه التوفيق: ایسا سرخ لباس جو عورتوں کے مشابہ ہو یا غیر مسلموں کا مذہبی شعار ہو، جیسے زعفرانی رنگ، تو اِس طرح کا لباس مردوں کے لئے پہننا درست نہیں ہے۔ اور اگر ایسا مخلوط رنگ ہو جو تشبہ سے خالی ہو، تو اُس کے پہننے میں حرج نہیں ہے۔

عن عبد اللّٰه بن عمرٍو رضي اللّٰه عنه قال: مر على النبي صلى اللّٰه عليه وسلم رجل عليه ثوبانِ أحمران، فسلم عليه فلم يردَّ عليه النبي صلى اللّٰه عليه وسلم. (سنن أبي داؤد، كتاب اللباس / باب في الحمرة ٥٦٣/٢ رقم: ٤٠٦٩ دار الفكر بيروت، سنن الترمذي رقم: ٢٨٠٧)

عن عبد اللّٰه بن عمرو بن العاص رضي اللّٰه عنه قال: رأى رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم عليَّ ثوبين مُعصفرين، فقال: إن هٰذه من ثياب الكفار، فلا تلبسهما. (صحيح مسلم ١٩٣/٢ رقم: ٢٧-٢٠٧٧ بيت الأفكار الدولية، سنن النسائي ٢٥٣/٢ رقم: ٥٣١٦ دار الفكر بيروت، المسند للإمام أحمد بن حنبل ١٦٢/٢)

www.besturdubooks.wordpress.com

عـن أبـي إسحاق قال: سمعت البراء بن عازب رضي الله عنه يقول: كان سـول الـلّٰه صلى الله عليه وسلم رجلاً مربوعًا بعيد ما بين المنكبين عظيم الجمة إلـىٰ شـحمة أذنيه، عليه حلة حمراء، ما رأيت شيئًا قط أحسن منه. (شمائل الترمذي ص: ۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

املاہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۳۷/۳/۱ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

کیا اچھا کپڑا پہننا تکبر کی علامت ہے؟

سوال (۲۵۵): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: کیا خوب اچھا کپڑا پہننا تکبر، فخر اور ریا کاری کی علامت ہے؟ بعض لوگ جب کسی کو عمدہ لباس میں ملبوس دیکھتے ہیں، تو کہتے ہیں کہ یہ متکبر اور مغرور ہے، وغیرہ۔

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفيق: اظہارِ نعمت کے لئے اچھا کپڑا پہننا شرعاً مستحسن اور مطلوب ہے، اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر اپنی نعمت کو دیکھ کر خوش ہوتے ہیں، جو شخص وسعت کے باوجود بوسیدہ ہیئت اختیار کرتا ہو، تو یہ ایک طرح سے اللہ کی نعمت کی ناشکری ہے، اور اگر کسی کے محض اچھا کپڑا پہننے پر لوگ لعن طعن کرتے ہوں، تو وہ قابلِ توجہ نہیں؛ اِس لئے کہ محض اچھا کپڑا پہننا تکبر اور غرور کی علامت نہیں ہے۔

عـن عـمـرو بن شعيب عن أبيه عن جده رضي الله عنهما قال: قال رسول اللّٰه صلى الله عليه وسلم: إن اللّٰه يُحبُّ أن يرى أثرَ نعمتِه على عبدِهٖ. (سنن الترمذي ۱۰۹/۲ رقم: ۲۸۱۹، المسند للإمام أحمد بن حنبل ۱۸۲/۲)

عـن جابر رضي الله عنه قال: أتانا رسول اللّٰه صلى الله عليه وسلم زائرًا، فـرأى رجلاً شـعِثًـا قـد تـفـرق شعره، فقال: أما كان يجدُ هٰذا ما يُسكِّنُ به رأسه؟

www.besturdubooks.wordpress.com

ورأى رجلاً عـليه ثيابٌ وسِخةٌ، فقال: ما كان يجدُ هٰذا ما يغسِلُ به ثوبه؟ (سنن أبي داؤد / بـاب فـي غسـل الثوب وفي الخلقان ٥٦٢/٢ رقم: ٤٠٦٢ دار الفكر بيروت، سنن النسائي، كتاب الزينة / باب تسكين الشعر ٢٤٨/٢ رقم: ٥٢٣٦، المسند للإمام أحمد بن حنبل ٣٥٧/٣)

عـن أبـي الأحوص عن أبيه رضي اللّٰه عنه قال: أتيتُ النبي صلى اللّٰه عليه وسـلـم فـي ثوب دونٍ، فقال: ألك مالٌ؟ قال: نعم. قال: من أي المالِ؟ قال: قد آتـانـي الـلّٰـه من الإبل والغنم والخيل والرقيق. قال: فإذا آتاك اللّٰه مالاً فليُرَ أثرُ نـعمةِ اللّٰه عليك وكرامتِه. (سـنـن أبي داؤد، كتاب اللباس / باب في غسـل الثوب وفي الخلقان ٥٦٢/٢ رقـم: ٤٠٦٣، سنن الترمذي ١٠٩/٢ رقم: ٥٢٣٩، سنن النسائي، كتاب الزينة / باب ذكر ما يستحب من الثياب ٢٥٢/٢ رقم: ٥٢٩٤ دار الفكر بيروت)

عـن أبـي رجـاءٍ قال: خرج علينا عمران بن حصين وعليه مِطرفٌ من خزٍّ، وقـال: إن رسـول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم قال: من أنعم اللّٰهُ عليه نعمةً؛ فإن اللّٰه يحبُّ أن يرى أثر نعمته على عبده. (المسند للإمام أحمد بن حنبل ٤٣٨/٤)

عـن ابـن عبـاس رضـي الـلّٰـه عنهما قال: كل ما شئتَ، وألبس ما شئتَ ما أخطأَتْك اثنتان: سَرَف ومِخيلةٌ. (صحيح البخاري، كتاب اللباس / باب قول اللّٰه تعالىٰ: ﴿قل من حرم زينة اللّٰه﴾ ٨٦٠/٢ رقم: ٥٧٨٣ دار الفكر بيروت) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

املاہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۲/۳/ ۱۴۳۷ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

عیدین اور جمعہ کے دن نئے کپڑے پہننا؟

سـوال (۲۵۶): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: عیدین، جمعہ اور کسی خاص تقریب کے موقع پر نئے کپڑے یا عام دنوں میں پہنے جانے والے کپڑوں سے اچھے کپڑے استعمال کرنا شرعاً کیسا ہے؟

www.besturdubooks.wordpress.com

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: عیدین اور جمعہ کے دن نیا کپڑا پہننا شرعاً پسندیدہ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنتِ مبارکہ ہے، اِسی طرح کسی خاص مہمان کی آمد پر یا دیگر کسی تقریب کے موقع پر عمدہ لباس پہننا بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے۔

قال اللّٰہ تعالیٰ: ﴿قُلْ مَنْ حَرَّمَ زِيْنَةَ اللّٰهِ الَّتِيْ اَخْرَجَ لِعِبَادِهٖ وَالطَّيِّبٰتِ مِنَ الرِّزْقِ﴾ [الاعراف، جزء آیت: ۳۲]

فقد دلت على استحباب لباس الرفيع من الثياب والتجمل بها في الجمع والأعياد وعند لقاء الناس وزيارة الإخوان. (الموسوعة الفقهية ۱۳۹/۶)

عن أنس رضي اللّٰه عنه قال: كان رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم إذا استجد ثوبًا لبسه يوم الجمعة. (سبل الهدىٰ والرشاد / جماع أبواب سيرته ﷺ في لباسه ۲۶۹/۷)

عن نافع قال: كان ابن عمر رضي اللّٰه عنهما يلبس أحسن ثيابه في العيدين. (شرح السنة للبغوي، كتاب الجمعة / باب العيدين، باب لا أذان الخ ۳۰۲/۴) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصورپوری غفرلہ ۱۲؍۳؍۱۴۳۷ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

ریشم کی کتنی مقدار جائز ہے؟

سوال (۲۵۷): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: مرد کے لئے ریشم کتنی مقدار میں استعمال کرنا جائز ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: مردوں کے لئے اَصلی ریشمی کپڑا پہننا جائز نہیں ہے؛ البتہ اگر کپڑے میں بطور نقش ونگار کے ۴؍انگل سے کم چوڑی پٹی ریشم کی لگائی جائے تو اُس کی گنجائش ہے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

عـن ابن عمر رضي اللّٰه عنهما قال: قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: إنـما يلبسُ الحريرَ في الدنيا من لا خلاقَ له في الآخرة. (صحيح البخاري ٨٦٧/٢ رقم: ٥٨٣٥ دار الـفـكـر بيـروت، صـحيـح مسـلـم ١٩٠/٢ رقم: ٧-٢٠٦٨ بيت الأفكار الدولية، سنن أبي داؤد ٥٦٠/٢ رقم: ١٠٧٦ بيروت)

عـن عـمـر رضـي الـلّٰـه عـنـه أن النبي صلى اللّٰه عليه وسلم نهى عن لبس الـحـريـر إلا هٰـكـذا، ورفـعَ رسـول الـلّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم إصبعيه: الوُسطىٰ والسبـابة وضمَّهما. (صـحيـح البـخـاري ٨٦٧/٢ رقـم: ٥٨٢٩ دار الـفكر بيروت، صحيح مسلم ١٩٢/٢ رقم: ١٢-٢٠٦٩ بيت الأفكار الدولية)

عـن عـمـر رضي اللّٰه عنه أنه خطب بالجابية، فقال: نهى رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم عن لبس الحرير إلا موضع إصبعين أو ثلاثٍ أو أربعٍ. (صحيح مسلم ١٩٢/٢ رقـم: ١٥-٢٠٦٩ بيـت الأفـكـار الـدولية، سنن أبي داؤد ٥٦٠/٢ رقم: ٤٠٤٢، سنن الترمذي، أبواب اللباس / باب ما جاء في الحرير والذهب للرجال ٣٠٢/١ رقم: ١٧٢١)

فـي هٰـذه الـرواية إبـاحة الـعلم من الحرير في الثوب إذا لم يزد على أربع أصـابـع، وعـليـه الـجـمهور. قال قاضي خان: روى بشر عن أبي يوسف عن أبي حـنيـفة: أنـه لا بـأس بالعلم من الحرير في الثوب إذا كان أربعة أصابع أو دونها، ولـم يـحـك فيهـا خـلافًـا، وذكـر شـمـس الأئمة السرخسي في السير: لا بأس بـالعلم؛ لأنه تبع ولم يقدر. (مـرقـلـة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح / كتاب اللباس تحت رقم: ٤٣٢٤ دار الكتب العلمية بيروت، ٢٤١/٨ النسخة الهندية)

لا بـأس بـالـعـلم من الحرير في الثوب إذا كان أربعة أصابع أو دونها ولم يحك فيه خلافًا. (الفتاوىٰ الهندية ٣٣٢/٥)

يـحـرم لبس الحرير ولو بحائل بينه وبين بدنه على المذهب الصحيح أو

www.besturdubooks.wordpress.com

فـي الحرب؛ فإنه يحرم أيضًا عنده، وقالا: يحل في الحرب على الرجل لا المرأة إلا قدر أربع أصابع كإعلام الثوب. (الدر المختار مع الشامي ۹/ ۵۰۶ زكريا)

حـرم لـلـرجـل لا لـلـمـرأة لبس الحرير إلا قدر أربع أصابع لما روى أبو موسىٰ الأشعري إن النبي صلى الله عليه وسلم قال: أحلّ الذهب والحرير للإناث من أمتي، وحرم علىٰ ذكورها. (رواه أحمد والنسائي والترمذي وصححه) إلا أن اليسير معفو عنه، وهو مقدار أربع أصابع، لما روى أحمد ومسلم البخاري نهى عن لبس الحرير إلا موضع إصبعين أو ثلاثة أو أربع. (البحر الرائق، كتاب الكراهية / فصل في اللبس ۸/ ۳۴۷، وكذا في مجمع الأنهر ۴/ ۱۹۲) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۲/ ۳/ ۱۴۳۷ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

تصویر والا کپڑا پہننا؟

سوال (۲۵۸): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: تصویر نما کپڑا پہننا کیسا ہے؟ اور اُس کو پہن کر نماز پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: تصویر والا کپڑا پہننا مرد وعورت کسی کے لئے جائز نہیں، اور ایسا کپڑا پہن کر نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے۔

عن عائشة رضي الله عنها قالت: صلى رسول الله صلى الله عليه وسلم في خميصة لها أعلام، فقال: شغلتني أعلام هٰذه، اذهبوا بها إلى أبي جهم وائتوني بأَنبجانِيَّتِهِ. (سنن ابن ماجة، كتاب اللباس / باب لباس رسول الله ﷺ رقم: ۳۵۵۰ دار الفكر بيروت)

ولبس ثوب فيه تصاوير (كنز) لأنه يشبه حامل الصنم فيكره، وفي الخلاصة: تكره التصاوير على الثوب صلى فيه أو لم يصل، وهٰذه الكراهة تحريمية. (البحر الرائق، كتاب الصلاة / باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها ۲/ ۴۶-۴۷ زكريا، شامي ۲/ ۴۱۵ زكريا)

www.besturdubooks.wordpress.com

ويكـره أن يـصلي وبين يديه أو فوق رأسه أو على يمينه أو علىٰ يساره أو في ثوبه تصاوير . (خانية ١١٩/١، الفتاوىٰ الهندية ١٠٧/١)

ولبس ثوب فيه تصاوير ذي روح؛ لأنه يشبه حامل الصنم هٰذه العلة تبيح كراهته ولو في غير صلاة. (طحطاوي على المراقي ٣٦٢) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

املاہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۱؍۳؍۱۴۳۷ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

کالے رنگ کا کپڑا پہننا؟

سوال (۲۵۹): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: کسی کا کہنا ہے کہ کالے رنگ کا کپڑا پہننا ٹھیک نہیں ہے، چاہے وہ کچھ بھی ہو، کرتا پائجامہ یا پینٹ شرٹ، کیا یہ شریعت کی نظر میں ناجائز ہے یا جائز؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: سیاہ لباس پہننا اگرچہ شرعاً مطلقاً ممنوع نہیں ہے؛ لیکن جب یہ لباس کسی جماعت فساق کا شعار بن جائے، جیسا کہ محرم کے مہینہ میں روافض کا شعار ہے، تو اُن کی مشابہت سے احتراز کرنا چاہئے۔ (مستفاد: فتاویٰ محمودیہ ۱۲؍۲۳۱، احسن الفتاویٰ ۸؍۶۳)

عن عمرو بن شعيب عن أبيه عن جده رضي اللّٰه عنه أن رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم قال: ليس منا من تشبه بغيرنا . (سنن الترمذي، أبواب الاستيذان / باب ما جاء في كراهية إشارة اليد في السلام ٩٩/٢ رقم: ٢٦٩٥)

قال القاري: أي من شبّه نفسه بالكفار مثلاً في اللباس وغيره، أو بالفساق أو الفجار، أو بأهل التصوف والصلحاء الأبرار "فهو منهم": أي في الإثم أو الخير عند اللّٰه تعالىٰ ...... الخ . (بذل المجهود، كتاب اللباس / باب في لبس الشهرة ٥٩/١٢ مكتبة دار البشائر الإسلامية، وكذا في مرقاة المفاتيح، كتاب اللباس / الفصل الثاني ٢٥٥/٨ رقم: ٤٣٤٧

www.besturdubooks.wordpress.com

رشيدية، وكذا في فيض القدير شرح الجامع الصغير ۱۱/ ۵۷٤۳ رقم: ۸۵۹۳ نزار مصطفیٰ الباز رياض)

ويستحب الثوب الأبيض والأسود. (مجمع الأنهر ۲/ ۵۳۲) **فقط واللہ تعالیٰ اعلم**

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۲۱/۱/۲۵ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

کالا جوتا اور کالی پینٹ پہننا؟

سوال (۲۶۰): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: کالے رنگ کی پینٹ یا کالے رنگ کا جوتا پہننے میں کوئی قباحت ہے یا نہیں؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: کالے رنگ کا جوتا وغیرہ پہننے میں کوئی حرج نہیں، پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام سے چمڑے کے کالے موزے پہننا ثابت ہے، اور کپڑوں میں سب سے بہتر رنگ سفید ہے؛ لیکن اگر کوئی شخص کالے کپڑے پہن لے تو اُس کی بھی گنجائش ہے، بشرطیکہ کسی کافر یا بدعتی فرقہ کی مشابہت نہ ہو، اگر مشابہت ہوگی تو منع ہوگا۔

عن ابن بريدة عن أبيه رضي اللّٰه عنه أن النجاشي أهدىٰ لرسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم خفين ساذجين أسودين فلبسهما. (سنن ابن ماجة، كتاب اللباس / باب الخفاف السود رقم: ۳٦۲۰ دار الفكر بيروت، سنن أبي داؤد ۱/ ۲۱ رقم: ۱۵۵، سنن الترمذي رقم: ۲۸۲۹)

وروي أنه عليه الصلاة والسلام أمسک خفًا أسود أهدي له خفان أسودان، فقبض ولبس. (الفتاوى الهندية، كتاب الكراهية / الباب التاسع ۵/ ۳۳٤) **فقط واللہ تعالیٰ اعلم**

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۲۷/۶/۲۲ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

مردوں کے لئے سرخ اور زرد لباس پہننا؟

سوال (۲۶۱): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے

www.besturdubooks.wordpress.com

میں کہ: سرخ لباس اور زرد لباس کے استعمال میں مرد وعورت سب کا حکم یکساں ہے یا فرق ہے؟ اِسی طرح مرد کے لئے سرخ سوئٹر استعمال کرنا کیسا ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: عورتوں کے لئے ہر قسم کا رنگ جائز ہے؛ البتہ مردوں کے لئے سرخ وزرد رنگ کے استعمال کرنے میں اختلاف ہے؛ لیکن راجح قول کے مطابق مردوں کے لئے بھی سرخ وزرد رنگ کی اِجازت ہے، بشرطیکہ عورتوں سے مشابہت نہ ہو، اِسی طرح مرد سرخ سوئٹر بھی استعمال کرسکتا ہے۔ (فتاویٰ رشیدیہ ۵۸۵، امداد الفتاویٰ ۴/۱۲۵)

وكره لبس المعصفر والمزعفر الأحمر والأصفر للرجال مفاده أنه لا يكره للنساء – إلى قوله – ولا بأس بلبس الأثواب الأحمر ومفاده أن الكراهة تنزيهة. (الدر المختار مع الشامي ٦/٣٨٥ كراچی، ٩/٥١٥ زكريا، الفتاویٰ الهندية ١٩٢/٤، فتاویٰ قاضي خان ٣/٤١٢) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۱۵/۶/۱۶ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

مردوں کے لئے سرخ لباس کی ممانعت کیوں ہے؟

سوال (۲۶۲): -کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: سرخ رنگ مردوں کے لئے ممنوع عورتوں کا شعار ہونے کی وجہ سے تھا؛ لیکن اَب جب کہ مرد بھی سرخ کپڑے پہننے لگے، تو کیا اَب اِس کی ممانعت ہے؟ چاہے وہ لحاف کا اَستر ہی کیوں نہ ہو؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: سرخ لباس پہننے کی ممانعت عورتوں سے مشابہت اور تکبر نیز عجمیوں کا لباس ہونے کی وجہ سے ہے؛ البتہ اگر یہ علت ختم ہوجائے تو کراہت بھی ختم ہوجائے گی؛ لیکن چوں کہ ابھی مردوں میں سرخ لباس پہننے کا رواج اِس قدر عام نہیں ہے، جس کی

www.besturdubooks.wordpress.com

وجہ سے عورتوں کا شعار ہونا ختم ہوجائے؛ لہٰذا اِس کے پہننے کی کراہت بحالہ باقی ہے اور لحاف کا اَستر لباس میں داخل نہیں ہے۔

ووجدنا النهي عن لبسه لعلة قامت بالفاعل من تشبه بالنساء أو بالأعاجم أو التكبر وبانتفاع العلة تزول الكراهة بإخلاص النية لإظهار نعمة اللّٰه تعالىٰ.

(شامي ٣٥٨/٦ كراچی، ٥١٦/٩ زكريا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۱۵/۷/۴ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

کپڑے کی تصویر پر کڑھائی کر کے اُسے چھپا دینا؟

سوال (۲۶۳): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: میں نے ایک سوٹ کا کپڑا خرید کر سلوا لیا، جب پہنا گیا تو معلوم ہوا کہ اس میں مور کی تصویر بنی ہوئی ہے، اگر اُس تصویر پر کسی قسم کی کڑھائی کر لی جائے کہ اُس سے تصویر کی شکل ختم ہو جائے، تو کیا اُس کپڑے کو پہن کر نماز پڑھ سکتے ہیں؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰه التوفيق: اگر تصویر بالکلیہ ختم کر دی جائے کہ دیکھنے والے کو تصویر کا احساس نہ ہو، تو ایسا سوٹ پہن کر نماز پڑھنے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔

عن عائشة رضي اللّٰه عنها قالت: صلى رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم في خميصة لها أعلام، فقال: شغلني أعلام هٰذه، اذهبوا بها إلى أبي جهمٍ وائتوني بأنبجانيَّته؛ فإنها ألهتني آنفًا عن صلاتي. (صحيح البخاري، كتاب الصلاة / باب إذا صلى في ثوب له أعلام ونظر إلى علَمِها رقم: ٣٧٣ دار الفكر بيروت، صحيح مسلم، رقم: ٥٥٦، سنن أبي داؤد رقم: ٤٠٥٢-٤٠٩١ دار الفكر بيروت، سنن ابن ماجة، كتاب اللباس / باب لباس رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم رقم: ٣٥٥٠ دار الفكر بيروت)

www.besturdubooks.wordpress.com

أو ثوب اٰخر بأن كان فوق الثوب الذي فيه صورة ثوب ساتر له فلا تكره الصلاة فيه لاستتارها بالثوب. (شامي ٦٤٨/١ كراچی، ٤١٨/٢ زكريا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۱۵/۹/۲۳ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

پینٹ، شرٹ پہننا کیسا ہے؟

سوال (۲۶۴): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: پینٹ، شرٹ پہننا کیسا ہے؟ اِسلام میں جائز ہے یا ناجائز؟ کیا اِس سے کچھ گناہ ہے؟ وضاحت کے ساتھ جواب تحریر فرمائیں؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اگر پینٹ اتنی چست ہو کہ اَعضاءِ مستورہ ظاہر ہوتے ہوں، جیسا کہ آج کل جینس کے نام سے نوجوانوں میں اِس کا فیشن چل پڑا ہے، تو اُس کے پہننے کی قطعاً اِجازت نہیں ہے، نہ مردوں کو پہننا جائز ہے اور نہ عورتوں کو، ہاں ڈھیلی ڈھالی شرٹ اور پینٹ جب کہ ٹخنے سے اوپر رکھنے کا اہتمام ہو تو اُس کے پہننے کی گنجائش ہے؛ لیکن چوں کہ یہ نیک لوگوں کا لباس نہیں ہے؛ اِس لئے بالخصوص دین داروں کو ایسے لباس سے بہرحال احتراز لازم ہے۔

(مستفاد: فتاویٰ محمودیہ ۳۴۹/۱۷، ۳۵۱/۱۵ ڈابھیل)

لا يجوز لبس الرقيق من الثياب إذا كان يشف عن العورة فيعلم لون الجلد من بياض أو حمرة، سواء في ذٰلك الرجل والمرأة ولو في بيتها ...... وهو بالإضافة إلىٰ ذٰلك مخل بالمروءة ولمخالفته لزي السلف ...... أما ما كان رقيقًا يستر العورة؛ ولكنه يصف حَجمَها حتى يرى شكل العضو فإنه مكروه، لقول جرير بن عبد اللّٰه: إن الرجل ليلبس وهو عار يعني الثياب الرقاق. (الموسوعة الفقهية ١٣٦/٦)

عن أسامة بن زيد رضي اللّٰه عنه قال: كساني رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم قبطية كثيفة مما أهداها له دحية الكلبي فكسوتها امرأتي، فقال: مالك

www.besturdubooks.wordpress.com

لم تلبس القبطية؟ قلت: كسوتها امرأتي، فقال: مرها فلتجعل تحتها غلالة، فإني أخاف أن تصف حجام عظامها. (المسند للإمام أحمد ٥/ ٢٠٥)

عن ابن عمر قال في حديث شريک يرفعه، قال: من لبس ثوب شُهرة ألبسه اللّٰه يوم القيامة ثوبًا مثله. (سنن أبي داؤد، كتاب اللباس / باب في لبس الشهرة ٢/ ٥٥٨ رقم: ٤٠٢٩ دار الفكر بيروت)

عن أبي هريرة رضي اللّٰه عنه عن النبي صلى اللّٰه عليه وسلم قال: ما أسفل من الكعبين من الإزار في النار. (صحيح البخاري، كتاب اللباس / باب ما أسفل من الكعبين فهو في النار ٢/ ٨٦١ رقم: ٥٧٨٧ دار الفكر بيروت، سنن ابن ماجة، كتاب اللباس / باب موضع الإزار رقم: ٣٥٧٣ دار الفكر بيروت، مشكاة المصابيح، كتاب اللباس / الفصل الأول ٣٧٣)

وعلىٰ هٰذا لا يحل النظر إلى عورة غيره فوق ثوب ملتزق بها يصف حجمها فيحمل على ما مر. (شامي، كتاب الحظر والإباحة / فصل في النظر واللمس ٦/ ٣٦٦ دار الفكر بيروت، ٦/ ٣٦٦ كراچی)

عن ابن عمر رضي اللّٰه عنهما قال: قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: من تشبه بقوم فهو منهم. (سنن أبي داؤد، كتاب اللباس / باب في لبس الشهرة رقم: ٤٠٣١ دار الفكر بيروت، مشكاة المصابيح، كتاب اللباس / الفصل الثاني ٢/ ٣٧٥)

قال القاري: أي من شبّه نفسه بالكفار مثلاً في اللباس وغيره، أو بالفساق أو الفجار، أو بأهل التصوف والصلحاء الأبرار "فهو منهم": أي في الإثم أو الخير عند اللّٰه تعالىٰ ...... الخ. (بذل المجهود، كتاب اللباس / باب في لبس الشهرة ١٢/ ٥٩ مكتبة دار البشائر الإسلامية، وكذا في مرقاة المفاتيح، كتاب اللباس / الفصل الثاني ٨/ ٢٥٥ رقم: ٤٣٤٧ رشيدية، وكذا في فيض القدير شرح الجامع الصغير ١١/ ٥٧٤٣ رقم: ٨٥٩٣ نزار مصطفىٰ الباز رياض) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۳۷/۳/۵ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

www.besturdubooks.wordpress.com

کوٹ، پتلون اور پینٹ پہننا فسق ہے یا خلافِ سنت؟

سوال (۲۶۵): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: اِس دور میں جب کہ کوٹ پتلون، شرٹ اور پینٹ کا پہننا عام ہوتا جارہا ہے، اور بہت سے مسلمان اِس لباس کو پہن رہے ہیں، تو کیا اِس لباس کے پہننے سے یہود کی مشابہت لازم آئے گی یا نہیں؟ نیز ''من تشبہ بقوم فھو منھم'' کا مصداق ایسے مسلمان ہوں گے یا نہیں؟ نیز یہ لباس شعائرکفر میں داخل ہے یا نہیں؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اَب چوں کہ کوٹ پتلون وغیرہ صرف غیر مسلموں کا شعار نہیں رہا ہے، اِس لئے ایسا لباس پہننا فسق تو نہ کہلائے گا؛ البتہ خلافِ سنت بہرحال ہے۔

(مستفاد: فتاویٰ محمودیہ ۱۹/ ۲۵۵ ڈابھیل)

والمراد بالسنة هنا أقواله وأفعاله وأحواله. (مرقاة المفاتيح، كتاب الإيمان / باب الاعتصام بالكتاب والسنة، الفصل الأول ۱/ ۳٦٥ رشيدية، ۱/ ٤۲۱ المكتبة الأشرفية ديوبند)

قال القاري: أي من شبّه نفسه بالكفار مثلاً في اللباس وغيره، أو بالفساق أو الفجار، أو بأهل التصوف والصلحاء الأبرار "فهو منهم": أي في الإثم أو الخير عند الله تعالىٰ ...... الخ. (بذل المجهود، كتاب اللباس / باب في لبس الشهرة ۱۲/ ٥۹ مكتبة دار البشائر الإسلامية، وكذا في مرقاة المفاتيح، كتاب اللباس / الفصل الثاني ۸/ ۲٥٥ رقم: ٤۳٤۷ رشيدية، وكذا في فيض القدير شرح الجامع الصغير ۱۱/ ٥۷٤۳ رقم: ۸٥۹۳ نزار مصطفىٰ الباز رياض) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصورپوری غفرلہ

۳/ ۱۱/ ۱۴۱۳ھ

علماء اور طلباء کے لئے پینٹ پہننا کیسا ہے؟

سوال (۲۶٦): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے

www.besturdubooks.wordpress.com

میں کہ: پینٹ پہننا جائز ہے یا نہیں؟ اور خاص کر کے علماء حضرات اور طلبہ کے لئے پہننا کیسا ہے؟ بعض علماء حضرات پہنتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ اِس میں کوئی خرابی نہیں ہے، یہ تو ایک لباس ہے۔ اور بعض حضرات اِس کو ناجائز فرماتے ہیں، ٹھیک کیا ہے؟ اور پینٹ پہن کر نماز پڑھنا کیسا ہے؟ اور اگر خوب ڈھیلی ہے، تو کیا حکم ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفيق: پینٹ پہننا صلحاء کے لباس کے بالکل برخلاف ہے؛ لہٰذا علماء اور طلبہ کو ہمیشہ صلحاء والا لباس پہننا چاہئے۔ (فتاویٰ محمودیہ ۱۹/۲۸۶ ڈابھیل)

عن ابن عمر رضي الله عنهما قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من تشبه بقوم فهو منهم. (سنن أبي داؤد، كتاب اللباس / باب في لبس الشهرة رقم: ٤٠٣١ دار الفكر بيروت، مشكاة المصابيح، كتاب اللباس / الفصل الثاني ٣٧٥/٢)

قال علي القاري: أي من تشبّه نفسه بالكفار مثلاً في اللباس وغيره، أو بالفساق أو الفجار، أو بأهل التصوف والصلحاء الأبرار "فهو منهم": أي في الإثم أو الخير عند الله تعالىٰ ...... الخ. (بذل المجهود، كتاب اللباس / باب في لبس الشهرة ٥٩/١٢ مكتبة دار البشائر الإسلامية، وكذا في مرقاة المفاتيح، كتاب اللباس / الفصل الثاني ١٥٥/٨ رقم: ٤٣٤٧ رشيدية، وكذا في فيض القدير شرح الجامع الصغير ٥٧٤٣/١١ رقم: ٨٥٩٣ نزار مصطفىٰ الباز رياض) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصورپوری غفرلہ ۱۰/۲۴/ ۱۴۲۳ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

ایئرفورس میں پینٹ شرٹ پہننا؟

سوال (۲۶۷): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: میں نے ایئرفورس (ہوائی فوج) میں جانے کے لئے فارم بھرا ہے، مگر اُس میں پینٹ شرٹ پہننا ضروری ہے؛ اِس لئے آپ سے یہ معلوم کرنا ہے کہ کیا اُس میں یہ لباس پہننا جائز ہے یا نہیں؟

www.besturdubooks.wordpress.com

دوسری بات یہ ہے کہ اس ہوائی فوج میں اگر لڑائی کسی مسلمان ملک سے ہوجائے تو ہمیں مسلمانوں کی طرف سے لڑائی لڑنی ہوگی یا پھر اپنے ملک کی طرف سے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: مسئولہ صورت میں پینٹ شرٹ پہننے کی گنجائش نکل سکتی ہے جب کہ ٹخنے کھلے رکھے جائیں۔ (فتاویٰ محمودیہ ۳۵۲/۵ قدیم زکریا)

عن أبي هريرة رضي اللّٰه عنه عن النبي صلى اللّٰه عليه وسلم قال: ما أسفل من الكعبين من الإزار في النار. (صحيح البخاري، كتاب اللباس / باب ما أسفل من الكعبين فهو في النار ۸٦۱/۲ رقم: ۵۷۸۷ دار الفكر بيروت، سنن ابن ماجة، كتاب اللباس / باب موضع الإزار رقم: ۳۵۷۳ دار الفكر بيروت، مشكاة المصابيح، كتاب اللباس / الفصل الأول ۳۷۳)

فما نزل عن الكعبين فهو ممنوع، فإن كان للخيلاء فهو ممنوع منع تحريم، وإلا فمنع تنزيه. (شرح النووي على مسلم، كتاب اللباس / باب تحريم جر الثوب خيلاء، وبيان حد ما يجوز إرخاؤه إليه وما يستحب ۱۹۵/۲، وكذا في مرقاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح، كتاب اللباس / الفصل الأول ۱۲۹/۸ رقم: ٤۳۱٤ رشيدية، ۱۳۹/۸ المكتبة الأشرفية ديوبند)

اور کسی مسلم ملک سے لڑنے کی جب صورت پیش آئے تو اُس وقت علماء سے سوال کرکے اُن کے مشورہ پر عمل کیا جائے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصورپوری غفرلہ ۹/۳/۱۴۱۹ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

موزوں سے ٹخنہ ڈھک جانا مکروہ نہیں

سوال (۲٦۸): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرعِ متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: ایسا پائجامہ یا لنگی جس سے ٹخنہ ڈھک جائے وہ درست نہیں، تو موزہ اور جرابوں کا کیا حکم ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: مطلقاً ٹخنوں کا ڈھکنا مکروہ نہیں؛ بلکہ لنگی یا پائجامہ اتنا نیچا

www.besturdubooks.wordpress.com

پہننا مکروہ ہے کہ اُن کی وجہ سے ٹخنہ ڈھک جائے؛ لہٰذا موزوں سے ٹخنہ ڈھک جانا مکروہ نہ ہوگا۔

ولا يجوز الإسبال تحت الكعبين إن كان للخيلاء، وبغير الخيلاء منع للتنزيه لا للتحريم. (مرقاة المفاتيح / الفصل الأول من كتاب اللباس ١٢٩/٨ تحت رقم: ٤٣١٤)

وإسبال الإزار والقميص بدعة. (الفتاوى الهندية ٣٣٣/٥ كوئٹه) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۱۴۱۳/۱۱/۳ھ

نرسری اسکولوں میں انگریزی لباس کے ساتھ بچوں کو بھیجنا؟

سوال (۲۶۹): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: بعض انگلش میڈیم اسکول نرسری چھوٹے بچے اور بچیوں کے ہیں، جس میں مسلمان اپنے نونہالوں کو انگریزی لباس میں ملبوس کر کے بھیجتے ہیں، جب کہ متعدد دینی مکاتب موجود ہیں، اور شروع ہی سے اُن کا رجحان غیروں کی طرف مائل کراتے ہیں؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: ایسے نرسری اِسکولوں میں انگریزوں کا مخصوص لباس (نیکر قمیص اور اِسکرٹ اور ٹائی) پہنا کر بچوں کو بھیجنا شرعاً ممنوع ہے، اِس کا گناہ والدین کو ہوگا۔

وكره إلباس الصبي ذهبًا أو حريرًا؛ فإن ما حرم لبسه وشربه حرم إلباسه وإشرابه (الدر المختار) **وفي الشامي: والإثم على من ألبسهم؛ لأنا أمرنا بحفظهم ذكره التمرتاشي، وفي البحر الزاخر: ويكره للإنسان أن يخضب يديه ورجليه، وكذا الصبي إلا لحاجة بناية.** (شامي ٣٦٢/٦ كراچی، ٥٢٢/٩ زكريا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۱۷/۳/۱۹ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

کلی دار اور گول کرتے میں سے کونسا کرتا سنت ہے؟

سوال (۲۷۰): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں

www.besturdubooks.wordpress.com

کہ: کلی دار یعنی دامن والے کرتے پہننا سنت ہے یا نہیں یا بالکل گول کرتا؟ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ وتابعین رضوان اللہ علیہم اجمعین سے کیا ثابت ہے؟ کرتا کتنا لمبا ہونا چاہئے؟ کیا اَحادیث وآثار سے نصف ساق تک ہونا ثابت ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا کرتا کتنا لمبا اور کیسا تھا؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: کلی دار کرتا اور گول کرتا دونوں پہننا بالاتفاق جائز ہے، اور حدیثوں کو دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے قمیص کو بھی پسند فرمایا اور جبہ کو بھی پسند فرمایا؛ لہٰذا کسی ایک کو لازم پکڑنا اور دوسرے کو قابلِ ترک قرار دینا صحیح نہیں ہے۔

عن أم سلمة رضي اللّٰه عنها قالت: كان أحب الثياب إلى رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم القميص. وفي رواية: يلبسه القميص. (شمائل الترمذي ص: ٥ أشرفية)

عن أسماء بنت أبي بكر رضي اللّٰه عنها: أنها أخرجت جبةَ طيالسةٍ كِسُروانيةً ...... وقالت: هٰذه جبة رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم كانت عند عائشة، فلما قبضت قبضتها، وكان النبي ﷺ يلبسها. (صحيح مسلم رقم: ٢٠٦٩)

قال القاري: وهو من لباس العجم مدور أسود. (مرقاة المفاتيح ٢٠٢/٨ بيروت)

آدھی پنڈلی تک کرتا پہننا مسنون ہے، اور اِس سے نیچے تک بھی پہن سکتے ہیں، جب کہ ٹخنے نہ ڈھکیں۔

عن عون بن أبي جحيفة عن أبيه رضي اللّٰه عنه قال: رأيت النبي صلى اللّٰه عليه وسلم وعليه حلة حمراء، كأني انظر إلى بريق ساقيه، وفي الهامش: إشارة إلى أن ثوبه صلى اللّٰه عليه وسلم إلى نصف ساقيه. (شمائل الترمذي ص: ٥ الأشرفية) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصورپوری غفرلہ ۱۴۱۴/۵/۸ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

تہبند باندھنا؟

سوال (۲۷۰): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: موجودہ دور میں جو لوگ تہبند باندھتے ہیں، کیا وہ سنت کے خلاف ہے؟

www.besturdubooks.wordpress.com

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: شرعی طریقہ پر تہبند باندھنا جس میں نہ تو غیر مسلموں سے مشابہت ہو اور نہ ٹخنوں سے نیچے ہو، سنتِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف نہیں ہے؛ بلکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کا پہننا صراحۃً ثابت ہے۔

عن يزيد بن أبي سمية قال: سمعت ابن عمر رضي اللّٰه عنهما يقول: ما قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم في الإزار فهو في القميص. (سنن أبي داؤد، كتاب اللباس / باب في قدر موضع الإزار ٥٦٦/٢ رقم: ٤٠٩٥ دار الفكر بيروت)

عن عمران بن مسلم قال: رأيت على أنس بن مالك رضي اللّٰه عنه إزارًا أصفر. (رواه الطبراني، مجمع الزوائد ١٣٠/٥، اللباس والزينة من السنة المطهرة ص: ٣٣ رقم: ٢٧ – ٢٨ دار الحديث القاهرة، شمائل الترمذي ص: ٨) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصورپوری غفرلہ ۱۴۱۲/۶/۹ ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

حضور اکرم ﷺ کا تہبند کیسا تھا؟

سوال (۲۷۱): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: حضور اَقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے کہاں تک تہبند باندھنا ثابت ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کتنا لمبا اور کس رنگ کا تہبند باندھتے تھے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے تہبند باندھنا ثابت ہے، جو عموماً آدھی پنڈلی تک رہتا تھا، اور آپ کو سفید کپڑا زیب تن فرمانا زیادہ پسند تھا، دیگر بعض ہلکے رنگوں کا پہننا بھی ثابت ہے۔ (شمائل ترمذی مع خصائل نبوی ۱۰۴-۱۷۰)

عن عبد اللّٰه بن عمرو رضي اللّٰه عنه قال: قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه

www.besturdubooks.wordpress.com

وسلم: ائتذروا كما رأيت الملائكة تأتزر، قالوا: يا رسول اللّٰه كيف رأيت؟ قال: إلى أنصاف سوقها. (رواه الطبراني في الأوسط، مجمع الزوائد، كتاب اللباس / باب الإزار ٥/١٢٣)

عن العلاء بن عبد الرحمن عن أبيه قال: قلت لأبي سعيد: هل سمعت من رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم شيئًا في الإزار؟ قال: نعم. سمعت رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم يقول: إزرة المؤمن إلى أنصاف ساقيه، لا جناح عليه ما بينه وبين الكعبين. وما أسفل من الكعبين في النار. يقول ثلاثًا: لا ينظر اللّٰه إلى من جر إزاره بطرًا. (سنن ابن ماجة، كتاب اللباس / باب موضع الإزار أين هو؟ رقم: ٣٥٧٣ دار الفكر بيروت، سنن أبي داؤد ٥٦٦/٢ رقم: ٤٠٩٣ دار الفكر بيروت)

عن سلمة بن الأكوع أن عثمان كان يتزر على نصف الساق، وقال: هٰكذا إزرة رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم. (رواه البزار، مجمع الزوائد، كتاب اللباس / باب في الإزار وموضعه ٥/١٢٢)

عن عبد اللّٰه بن مغفل قال: قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم إزرة المؤمن إلى نصف الساق وليس عليه حرج فيما بينه وبين الكعبين، وما أسفل من ذٰلک ففي النار. (رواه الطبراني، مجمع الزوائد، كتاب اللباس / باب الإزار ٥/١٢٦)

عن أبي هريرة رضي اللّٰه عنه أن رسول اللّٰه ﷺ كان يرى عضلة ساقه من تحت إزاره إذا ائتزر. (رواه أحمد، مجمع الزوائد، كتاب اللباس / باب الإزار وموضعه ٥/١٢٢)

عن حذيفة رضي اللّٰه عنه قال: أخذ رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم بعضلة ساقي أو ساقه، فقال: هٰذا موضع الإزار، فإن أبيت فأسفل، فإن أبيت فلا حق للإزار في الكعبين. (سنن الترمذي، كتاب اللباس / باب في مبلغ الإزار ٤٧/٤ ٢، اللباس والزينة ٤٨٨-٤٩٣ دار الحديث القاهرة) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۲/۷/۱۴۱۲ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

www.besturdubooks.wordpress.com

پائجامہ کوتہبند پرترجیح دینا؟

سوال (۲۷۲):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: پائجامہ کوتہبند پرترجیح دینا کیسا ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: پائجامہ پہننا تہبند کے مقابلہ میں زیادہ ستر کا باعث ہے، اِس لئے علماء نے اِسے بھی مسنون لکھا ہے؛ لیکن یہ بات تہبند کے جواز کے منافی نہیں ہے۔

عن سويد بن قيس رضي اللّٰه عنه قال: أتانا النبي صلى اللّٰه عليه وسلم فسَاوَمَنَا سراويل. (سنن ابن ماجة، كتاب اللباس / باب لبس السراويل رقم: ۳۵۷۹ دار الفكر بيروت، سنن الترمذي رقم: ۱۳۰۹، سنن أبي داؤد، كتاب البيوع والإجارة / باب في الرجحان في الوزن والوزن بالأجر ۲/۴۷۴ رقم: ۳۳۳۶ دار الفكر بيروت)

واشترى سراويل، والظاهر أنه إنما اشتراها ليلبسها، وقد روي في غير حديث أنه لبس السراويل، وكانوا يلبسون السراويلات بإذنه. (زاد المعاد / باب فضل الحج الأكبر، فصل في ملابسه صلى اللّٰه عليه وسلم ۵۴ دار الفكر بيروت)

لبس السراويل سنة وهو من أستر الثياب للرجال والنساء. كذا في الغرائب. (الفتاوى الهندية، كتاب الكراهية / الباب التاسع ۵/۳۳۳) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۲/۷/۱ ۱۴۱ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

غیر عالم کا نصف ساق تک کرتا اور ایک مشت داڑھی رکھنا؟

سوال (۲۷۳):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: غیر عالم شخص نصف پنڈلی تک کرتا یا ایک مشت داڑھی رکھ سکتا ہے یا نہیں؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: جس طرح ٹخنے سے اُوپر کپڑا رکھنا اور ایک مشت داڑھی

www.besturdubooks.wordpress.com

رکھنا عالم کے لئے ضروری ہے، اِسی طرح غیر عالم کے لئے اور ہر مسلمان کے لئے بھی یہی حکم ہے۔

عن عبد اللّٰہ بن مغفل رضي اللّٰہ تعالیٰ عنه قال: قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ تعالیٰ علیه و آله وسلم: إزرة المؤمن إلی نصف الساق ولیس علیه حرج فیما بینه وبین الکعبین، وما أسفل ذٰلک ففي النار. (رواه الطبراني، مجمع الزوائد، کتاب اللباس / باب الإزار ١٢٦/٥) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۱۹/۳/۹ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

کپڑوں میں نیل کی جگہ روشنائی لگانا؟

سوال (۲۷۴): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: روشنائی کا استعمال کپڑوں میں نیل کی جگہ جائز ہے یا نہیں؟ کیوں کہ بعض لوگ کہتے ہیں کہ اِس میں اسپرٹ ملی ہوئی ہوتی ہے، اگر کپڑوں میں اِس کا استعمال جائز نہیں تو اس سے آیاتِ قرآنی اوراَحادیثِ نبویہ بھی لکھی جاتی ہیں؛ لہٰذا اِس مسئلہ کو مدلل تحریر فرمائیں؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اولاً ہر روشنائی میں اِسپرٹ کا ملنا متحقق نہیں ہے، اوراگر اِس کا ثبوت ہو بھی جائے تو عموماً اسپرٹ اشربہ محرمہ اَربعہ کے علاوہ دیگر اشیاء آلو، بیر وغیرہ سے بنایا جاتا ہے، اور روشنائی وغیرہ میں اس کا استعمال ہوتا ہے، اور اِس طرح کی اسپرٹ کا قلیل خارجی استعمال شیخینؒ کے فتویٰ کے مطابق درست ہے؛ لہٰذا اُس پر نجاست کا اطلاق نہیں کیا جائے گا، اور کپڑوں کو نیل دینے اِسی طرح کتابت قرآنِ کریم وغیرہ میں اس کے استعمال میں کوئی حرج نہ ہوگا۔ (مستفاد: امداد الفتاویٰ حاشیہ ۳۱/۱ وغیرہ) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۱۵/۳/۹ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

www.besturdubooks.wordpress.com

غیر شرعی لباس سینا اور ٹخنے سے نیچے کپڑا پہننا؟

سوال (۲۷۵):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: میں پینٹوں کی سلائی کا کارخانہ کرنا چاہتا ہوں؛ لیکن طبیعت میں انقباض ہے، دل کو شرحِ صدر نہیں ہو رہا ہے، اِس وجہ سے میں چند سوال کرنا چاہتا ہوں:

(۱) شریعت میں ایسے لباس کی تجارت یا سلائی کرنا کیسا ہے، جو ٹخنوں سے نیچا ہو؟ اور اتنا تنگ ہو کہ اَعضاءِ مستورہ کا جسم ظاہر ہو۔

(۲) پینٹ کا استعمال دنیا کے اکثر ممالک میں عام سی بات ہوگئی، خواہ مسلم ممالک ہوں یا غیر مسلم ممالک، اِمام نوویؒ نے شرحِ مسلم میں لکھا ہے کہ جب کثرت کے ساتھ ٹخنوں سے نیچا لباس استعمال ہونے لگے تو عموم بلویٰ کی وجہ سے اُس میں کراہت نہیں رہتی، آیا کثرتِ بلویٰ عوام کا ہو یا علماء کا ہو، کس کا اعتبار رہوگا؟

(۳) اگر پینٹوں کی تجارت وسلائی جائز نہیں ہے، تو عدمِ جواز کی صورت میں اُس کی آمدنی کا کیا حکم ہوگا؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: چوں کہ پینٹ کا لباس غیر شرعی ہے، اور بالخصوص کسی ہوئی پینٹ بجائے خود بے حیائی کا مظہر ہے، اِس لئے ایسا لباس سینا اور اُس کی تجارت کرنا کراہت سے خالی نہیں؛ تاہم اِس کراہت کے باوجود اُس کی آمدنی بالکلیہ حرام قرار نہیں دی جاسکتی؛ کیوں کہ یہ آمدنی پینٹ میں لگائے جانے والے کپڑے کا عوض ہے اور کپڑے میں اپنی ذات کے اعتبار سے کوئی خبث نہیں، گویا کہ اِس عمل میں کراہت لغیرہ ہے اور اِس سے احتیاط اولیٰ ہے۔

فإذا ثبت کراهة لبسها للتختم ثبت کراهة بیعها و صیغها، لما فیه من الإعانة علی ما لا یجوز، و کل ما أدّی إلی ما لا یجوز لا یجوز، وتمامه في شرح الوهبانیة. (الدر المختار، کتاب الحظر والإباحة / فصل في اللبس ۶/۳۶۰ کراچی)

www.besturdubooks.wordpress.com

أو خياطًا أمره أن يتخذ له ثوبًا على زي الفساق يكره له أن يفعل. (شامي، كتاب الحظر والإباحة / فصل في اللبس ۹/۵٦۲ زكريا)

كما في الجارية المغنية والكبش النطوح تجب القيمة غير صالحة لهٰذه الأمور. (فتح القدير ۹/۳٦۷ دار الفكر بيروت)

اور مرد کے لئے ٹخنے سے نیچے پینٹ یا کوئی بھی لباس پہننا حدیث کی رو سے ممنوع ہے، اور امام نووی علیہ الرحمہ نے یہ نہیں لکھا ہے کہ عمومِ بلویٰ کی وجہ سے اُس میں کراہت ہی نہیں رہتی؛ بلکہ اُنھوں نے یہ لکھا ہے کہ تکبر کی وجہ سے ہوتو مکروہِ تحریمی ورنہ مکروہِ تنزیہی ہے، اِس لئے بہرحال ٹخنہ سے نیچے پینٹ یا پائجامہ وغیرہ پہننے سے اجتناب کرنا چاہئے۔

فما نزل عن الكعبين فهو ممنوع، فإن كان للخيلاء فهو ممنوع منع تحريم وإلا فمنع تنزيه. (نووي شرح صحيح مسلم ۲/۱۹۵) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصورپوری غفرلہ
۲۸/۷/۱۴۲۶ھ

ٹخنوں سے نیچے پائجامہ پتلون لٹکانے کا حکم؟

سوال (۲۷٦): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: ٹخنوں سے نیچے پائجامہ، پتلون لٹکانے کا کیا حکم ہے؟ اگر جواز کا حکم ہے تو بخاری شریف کی روایت کا کیا مطلب ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: ٹخنوں سے نیچے پائجامہ، پتلون یا لنگی وغیرہ بالقصد لٹکانا قطعاً ناجائز اور سخت گناہ ہے، اَحادیثِ شریفہ میں اِس کے بارے میں سخت وعیدیں وارد ہیں۔

(مستفاد: فتاویٰ محمودیہ ۱۹/۲۷۲ ڈابھیل، کفایت المفتی ۹/۱۴٦)

عن أبي ذر رضي الله عنه عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: ثلاثة لا يكلمهم

www.besturdubooks.wordpress.com

الـلّٰه يوم القيامة ولا ينظر إليهم ولايزكيهم ولهم عذاب أليم. قال: فقرأها رسول الـلّٰـه صـلـى الـلّٰه عليه وسلم ثلاث مرارًا. قال أبو ذر: خابوا وخسروا، من هم يا رسـول الـلّٰـه؟ قـال: المسبل، والمنان، والمُنفِّقُ سلعته بالحلف الكاذب. (صحيح مسلم، كتاب الإيمان / باب بيان غلظ تحريم إسبال الإزار الخ ۷۱/۱ رقم: ۱۰٦ بيت الأفكار الدولية)

عن أبي هريرة رضي اللّٰه عنه أن رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم قال: لا ينظر اللّٰه يوم القيامة إلى من جرّ إزاره بطرًا. (صحيح البخاري، كتاب اللباس / باب من جر ثوبه من الخُيلاء ۸٦١/۲ رقم: ۵۷۸۸ دار الفكر بيروت، صحيح مسلم ۱۹۵/۲ رقم: ۲۰۸۷ بيت الأفكار الدولية)

عـن أبـي هريرة رضي اللّٰه عنه قال: قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: مـا أسفل من الكعبين من الإزار ففي النار. (صحيح البخاري، كتاب اللباس / باب ما أسفل من الكعبين فهو في النار ۸٦١/۲ رقم: ۵۷۸۷ دار الفكر بيروت)

عـن ابـن عـمـر رضـي الـلّٰـه عـنهما يقول: قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: من جر ثوبه مَخِيلةً لم ينظر اللّٰه إليه يوم القيامة. (صحيح البخاري، كتاب اللباس / باب من جر ثوبه من الخُيلاء ۸٦۰/۲ رقم: ۵۷۹۱ دار الفكر بيروت) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۲۲/۷/۱۴۲۹ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

ٹائی باندھنے کا حکم؟

سوال (۲۷۷):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: ٹائی باندھنا کیسا ہے؟ اور اِس بارے میں علماء متقدمین اور علماء متاخرین کا کیا قول ہے؟ قرآن وحدیث کی روشنی میں مسئلہ کو واضح فرمائیں۔

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: ٹائی باندھنا ایک زمانہ میں عیسائیوں کا شعار اور اُن کی

www.besturdubooks.wordpress.com

مخصوص علامت تھی، جس کی بنا پر غیر قوموں سے تشبہ کی وجہ سے مسلمانوں کے لئے اُس کے استعمال کوحرام کہا جاتا تھا؛ لیکن آج کل ٹائی لگانا صرف عیسائیوں کی علامت نہیں رہا؛ بلکہ مسلمان بھی بکثرت اُسے استعمال کرنے لگے ہیں؛ اِس لئے اَب ٹائی لگانے کوحرام تو نہیں کہیں گے؛ البتہ مکروہ ضرور کہا جائے گا؛ کیوں کہ یہ صالحین کے لباس میں داخل نہیں ہے۔

النهي عنها من أجل التشبه بالأعاجم فهو لمصلحة دينية؛ لكن كان ذٰلک شعارهم حينئذ وهم كفار، ثم لما لم يصر الآن يختص بشعارهم، زال ذلک المعنی، فتزول الكراهة. (تکملة فتح الملهم ٤/٩٣ مکتبة دار العلوم کراچی)

فأما هئية اللباس: فتختلف باختلاف عادة كل بلدة. (فتح الباري / کتاب اللباس ١٠/٣٣٢ دار الکتب العلمية بيروت) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

املاہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۳۲/۶/۲۶ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

ٹائی لگانے کا شرعی حکم؟

سوال (۲۷۸): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: ٹائی لگانا جائز ہے یا ناجائز؟ یہاں کلکتہ میں بحث چھڑی ہوئی ہے، بعض لوگ جائز اور بعض لوگ ناجائز کہتے ہیں۔

۵/ مارچ کوڈاکٹر ذاکر نائک صاحب کلکتہ میں آئے تھے، تقریر کے بعد اُن کا پروگرام سوال وجواب کا ہوتا ہے، کسی نے سوال کیا آپ ٹائی کیوں پہنتے ہیں؟ اُنہوں نے جواب دیا کہ ٹائی پہننا مباح ہے، جس کا دل چاہے پہنے یا نہ پہنے، کیا اُن کی یہ بات صحیح ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: ٹائی کی ابتداء نصاریٰ کے مذہبی شعار کے طور پر ہوئی تھی؛ کیوں کہ اِس کی ہیئت صلیب سے ملتی جلتی ہوتی ہے؛ لیکن بعد میں اُسے لباس کا ایک جزو قرار دے

www.besturdubooks.wordpress.com

دیا گیا اور مذہبی شعار کی حیثیت ختم ہوگئی۔ اَب سارے عالم میں انگریزی لباس کے ساتھ اُسے مذہبی تصور کے بغیر پہنا جاتا ہے؛ لہٰذا اُس کو پہننے میں کراہت تو ضرور ہے مگر پہلے جیسی شدید ممانعت باقی نہیں رہی، بہرحال مسلمانوں کو ایسے مکروہ لباس سے احتراز کرنا چاہئے۔ (مستفاد: فتاویٰ محمودیہ ۱۹/۲۸۹ ڈابھیل)

وعنه (أي عن ابن عمر رضي اللّٰه عنهما) قال: قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: ''من تشبه بقوم'': أي من شبّه نفسه بالكفار مثلاً في اللباس وغيره، أو بالفساق أو الفجار، أو بأهل التصوف والصلحاء الأبرار. ''فهو منهم'': أي في الإثم والخير. قال الطيبي: هٰذا عام في الخَلق والخُلق والشعار، ولما كان الشعار أظهر في الشبه ذكر في هٰذا الباب. قلت: بل الشعار هو المراد بالتشبه لا غير، فإن الخلق الصوري لا يتصور فيه التشبه ...... وقد حكى حكايةً غريبةً ولطيفةً عجيبةً، وهي أنه لما أغرق اللّٰه سبحانه فرعون وآله لم يغرق مسخرته الذي كان يحاكي سيدنا موسىٰ عليه الصلاة والسلام في لبسه وكلامه ومقالاته، فيضحك فرعون وقومه من حركاته وسكناته، فتضرع موسىٰ إلى ربه: "يا رب! هٰذا كان يؤذيني أكثر من بقية آل فرعون، فقال الرب تعالىٰ: ما أغرقناه، فإنه كان لابسًا مثلاً لباسك، والحبيب لا يعذب من كان على صورة الحبيب". فانظر من كان متشبهًا بأهل الحق على قصد الباطل حصل له نجاة صورية، وربما أدت إلى النجاة المعنوية، فكيف بمن يتشبه بأنبيائه وأوليائه عليه قصد التشرف والتعظيم. (مرقاة المفاتيح، كتاب اللباس / الفصل الثاني ۸/۱۵۵ رقم: ۴۳۴۷ رشيدية) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصورپوری غفرلہ ۱۹/۲/۱۴۲۶ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

چھوٹے بچوں کو نئے فیشن کے کپڑے پہنانا؟

سوال (۲۷۹):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: کیا چھوٹے بچوں کو نئے فیشن کے کپڑے پہنانا درست ہے؟

www.besturdubooks.wordpress.com

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: چھوٹے بچے بچیوں کو نئے فیشن کے کپڑے پہنانے سے اجتناب کرنا چاہئے؛ کیوں کہ اگر ابھی سے اِس کا اہتمام نہ کیا جائے گا تو ممکن ہے کہ بڑے ہوکر وہ اِسی طرح کے لباس کو پسند کرنے لگیں۔ (مستفاد: فتاویٰ محمودیہ ۱۴/ ۳۹۸)

عن عمرو بن شعيب عن أبيه عن جده رضي اللّٰه عنه أن رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم قال: ليس منا من تشبه بغيرنا. (سنن الترمذي، أبواب الاستيذان / باب ما جاء في كراهية إشارة اليد في السلام ۲/ ۹۹ رقم: ۲٦۹٥) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصورپوری غفرلہ ۹/ ۱/ ۱۴۲٦ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

کرتا کلی دار پہنے یا بغیر کلی کے؟

سوال (۲۸۰): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: کرتا کلی دار پہننا چاہئے یا بغیر کلی دار؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اگر کرتا دیکھنے میں صلحاء کے لباس کے خلاف نہ ہو تو اس کا پہننا جائز ہے، خواہ کلی دار ہو یا بلا کلی دار؛ تاہم اکثر علماء اور صلحاء کا معمول کلی دار کرتا پہننے کا ہے، اِس لئے اس کا پہننا زیادہ پسندیدہ کہا جائے گا۔

وعلى هٰذا فما صار شعار العلماء يندب لهم لبسه. (الموسوعة الفقهية ٦/ ١٤٠)

قال القاري من تشبه نفسه بالكفار مثلاً في اللباس وغيره أو بالفساق – إلىٰ قوله – والصلحاء والأبرار فهو منهم في الإثم والخير. (مرقاة المفاتيح، كتاب اللباس / الفصل الثاني ٨/ ٢٥٥ رقم: ٤٣٤٧ رشيدية) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصورپوری غفرلہ ۱۴/ ۷/ ۱۴۲۳ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

www.besturdubooks.wordpress.com

عربوں کی طرح لمبا جبہ پہننا؟

سوال (۲۸۱):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: عربستان میں عرب صاحبان جو لمبا جبہ ٹخنوں کے نیچے تک پہنتے ہیں اُس کا پہننا کیسا ہے؟ جب کہ یہ کرتا ٹخنے کے نیچے تک ہوتا ہے جو سنت کے خلاف بھی رہتا ہے، اگر یہ کرتا یا جبہ ہم نے یہاں استعمال کیا تو لوگ کہتے ہیں کہ یہ نادر لوگوں کا پہنا وا ہے اور سنت کے خلاف بھی ہے، اگر اس جبہ کی لمبائی کاٹ دی جائے تو سنت کے مطابق ہو جائے گا؛ لیکن کاٹنے کے بعد اُس کی زیبائش ختم ہو جاتی ہے؛ لہٰذا ہم اس کو استعمال کریں یا نہیں؟ اگر اسی طرح استعمال کریں تو سنت اور خلافِ شرع ہوتا ہے، جب کہ پوری دنیا میں عربستان سے دین پھیلا ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: پائجامہ یا کرتا یا تہبند وغیرہ ٹخنے سے نیچے کر کے پہننا جائز نہیں ہے، اور اہل عرب جو لمبا کرتہ پہنتے ہیں اُسے بآسانی ٹخنے سے اوپر کر کے بھی پہنا جاسکتا ہے، جیسا کہ وہاں کے صلحاء وعلماء کا معمول ہے؛ لہٰذا ٹخنے سے اوپر کر کے اِس کرتے کو پہننے میں کوئی حرج نہیں؛ البتہ ٹخنے سے نیچے کر کے پہننا جیسا کہ فیشن زدہ لوگوں کا معمول ہے، اِس کی کسی طرح اِجازت نہیں۔

عن ابن عمر رضي اللّٰه عنهما يقول: قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: من جر ثوبه من مَخِيلةٍ لم ينظر اللّٰه إليه يوم القيامة. (صحيح البخاري، كتاب اللباس / باب من جر ثوبه من الخُيلاء ٢/ ٨٦١ رقم: ٥٧٩١ دار الفكر بيروت)

عن حذيفة بن اليمان رضي اللّٰه عنهما قال: أخذ رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم بعضلة ساقي أو ساقه، وقال: "هٰذا موضع الإزار، فإن أبيت فأسفل، فإن أبيت فلا حق للإزار في الكعبين". (شمائل الترمذي / باب ما جاء في إزار رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم ص: ٨)

www.besturdubooks.wordpress.com

وأما القدر المستحب فيما ينزل إليه طرف القميص والإزار، فنصف الساقين. (شرح النووي على الصحيح مسلم، كتاب اللباس / باب تحريم جر الثوب خيلاء، وبيان حد ما يجوز إرخاؤه إليه وما يستحب ١٩٥/٢)

كان رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم يلبس قميصًا فوق الكعبين. (جمع الوسائل شرح الشمائل / باب اللباس ١٣٤/١ تاليفات أشرفية)

عن عطاء قال: كان عبد الرحمن بن عوف يلبس قميصًا من كرابيس إلى نصف ساقيه ورداؤه يضرب إليته. (رواه الطبراني، مجمع الزوائد، كتاب اللباس / باب في القميص والكم ١٢١/٥، اللباس والزينة من السنة المطهرة ٤٩٣ دار الحديث القاهرة)

عن الخياط الذي قطع للحسين بن علي قميصًا قال: قلت: أجعله على ظهر القدم، قال: لا. قلت: فأجعله من أسفل الكعبين، قال: ما أسفل الكعبين في النار. (رواه الطبراني، مجمع الزوائد، كتاب اللباس / باب في الإزار ١٢٤/٥، اللباس والزينة من السنة المطهرة ٤٩٠ دار الحديث القاهرة) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۲۶/۶/۱۸ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

عورتوں کے لئے ’’کالا لباس‘‘ اور برقع پہننا؟

سوال (۲۸۲): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: ندائے شاہی میں لکھا ہے کہ اَمیر المؤمنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے اپنے ساتھیوں کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا کہ کالا لباس مت پہنا کرو؛ کیوں کہ یہ فرعون کا لباس ہے، اور پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بھی کالا رنگ ناپسند تھا، سوائے تین چیزوں کے: (۱) عمامہ (۲) موزہ (۳) چادر۔

(من لایحضرہ الفقیہ / باب فی اللباس المصلی ۸۱ مطبع جعفریہ نخاس لکھنؤ ۱۳۰۷)

اِمام جعفر صادق سے پوچھا گیا کہ کالی ٹوپی پہن کر نماز پڑھنا کیسا ہے؟ تو آپ نے جواب

www.besturdubooks.wordpress.com

دیا کہ کالی ٹوپی پہن کر نماز مت پڑھو؛ کیوں کہ یہ جہنمیوں کا لباس ہے۔ (بحوالۂ ندائے شاہی ۱۱) تو ہم عورتیں کالا لباس برقع، سویٹر، چوڑی، ٹوپی پہن سکتی ہیں یا نہیں؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: آپ نے ندائے شاہی کے جس مضمون کا حوالہ دیا ہے اُس میں شیعہ مذہب کی کتابوں سے کالے لباس پہننے کی کراہت ثابت کی گئی ہے، اُس کی عربی عبارت بھی اِس مضمون میں درج ہے اور اس حوالہ کو دینے کا مقصد یہ تھا کہ شیعہ محرم میں سوگ کے طور پر کالا لباس پہنتے ہیں، یہ بے اصل اور ممنوع ہے۔ اور کالی ٹوپی کے بارے میں جو حضرات حضرت جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ کا قول نقل کرتے ہیں اُس کی علت یہ ہے کہ یہودیوں کی خاص علامت کالی ٹوپی ہے۔ آج بھی وہ لوگ ایک خاص انداز کی کالی ٹوپی اوڑھتے ہیں تو تشبہ کی وجہ سے ایسی کالی ٹوپی پہننا ممنوع ہوگا اور جہاں کوئی تشبہ نہ ہو یا سوگ کا اظہار مقصود نہ ہو تو کالا لباس پہننے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ خود نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کالی چادر زیبِ تن فرمائی ہے۔ پس معلوم ہوا کہ آج کل جو عورتیں کالا برقع یا دیگر کالے کپڑے بطور زینت یا بطور ضرورت پہنتی ہیں اُن کو پہننے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

عن ابن عمر رضي اللّٰہ عنهما قال: قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم: من تشبه بقوم فهو منهم. (سنن أبي داؤد، کتاب اللباس / باب في لبس الشهرة ۲/۵۵۹ رقم: ۴۰۳۱ دار الفکر بیروت، مشکاة المصابیح، کتاب اللباس / الفصل الثاني ۲/۳۷۵)

قال القاري: أي من شبّه نفسه بالکفار مثلاً في اللباس وغیره، أو بالفساق أو الفجار، أو بأهل التصوف والصلحاء الأبرار "فهو منهم": أي في الإثم أو الخیر عند اللّٰہ تعالیٰ ...... الخ. (بذل المجهود، کتاب اللباس / باب في لبس الشهرة ۱۲/۵۹ مکتبة دار البشائر الإسلامیة، وکذا في مرقاة المفاتیح، کتاب اللباس / الفصل الثاني ۸/۲۵۵ رقم: ۴۳۴۷ رشیدیة، وکذا في فیض القدیر شرح الجامع الصغیر ۱۱/۵۷۴۳ رقم: ۸۵۹۳ نزار مصطفیٰ الباز ریاض)

www.besturdubooks.wordpress.com

عن عائشة رضي الله عنها قالت: خرج رسول الله صلى الله عليه وسلم ذات غلات وعليه مرط من شعر أسود. (شمائل ترمذي ٦) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۶/۷/۱۴۳۵ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

عورت کا شرعی لباس؟

سوال (۲۸۳): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: ایک عورت یا لڑکی کے لئے عام طور پر شرعی لباس طول وعرض کے اعتبار سے کس طرح کا ہونا چاہئے؟ نیز دوپٹہ اوڑھتے وقت گردن کا ڈھکنا شرعاً ضروری ہے یا نہیں؟ (فتویٰ وتقویٰ) اَدنی اور اَفضل کے اعتبار سے دونوں ہی طرح سے جواب بتادیں، مہربانی ہوگی؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفيق: عورت کو ایسا ڈھیلا ڈھالا ساتر لباس پہننا چاہئے جس سے نہ صرف اُس کا پورا بدن ڈھک جائے؛ بلکہ اعضاء کی بناوٹ اور اُبھار بھی ظاہر نہ ہو۔ اور عورت کے لئے اَجنبی مردوں کے سامنے گردن ڈھانکنا بھی لازم ہے۔

قال اللّٰه تعالیٰ: ﴿يَآيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِاَزْوَاجِکَ وَبَنَاتِکَ وَنِسَآءِ الْمُؤْمِنِيْنَ يُدْنِيْنَ عَلَيْهِنَّ مِنْ جَلَابِيْبِهِنَّ﴾ [الأحزاب، جزء آیت: ٥٩]

ومن للتبعيض، ويحتمل ذلک على ما في الكشاف وجهين: أحدهما أن يكون المراد بالبعض واحدًا من الجلابيب وإدناء ذلک عليهن أن يلبسنه على البدن كله، وثانيهما أن يكون المراد بالبعض جزءًا منه، وإدناء ذٰلک عليهن أن يتقنّعن فيسترن الرأس والوجه بجزء من الجلباب مع إرخاء الباقي على بقية البدن. (روح المعاني ١٢٨/١٢)

وقال تعالیٰ: ﴿وَقَرْنَ فِیْ بُيُوْتِكُنَّ وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ الْاُوْلٰى﴾ [الأحزاب، جزء آیت: ٣٣]

www.besturdubooks.wordpress.com

وعـن مقـاتـل: أن تلقى المرأة خـمـارهـا عـلى رأسها ولا تشده فيواري قلائدها وقرطها وعنقها ويبدو ذلک كلّه منها. (روح المعاني ١٢/١٢)

﴿وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلىٰ جُيُوْبِهِنَّ﴾ وفي ذلک دليل على أن صدر المرأة ونحوها عورة لا يجوز للأجنبي النظر إليها منها. (أحكام القرآن للجصاص ٣/٦ ٣١)

اتـفـق الـفـقـهاء على أنه يجب على المرأة أن تلبس من الملابس ما يغطي جميع عورتها. (الموسوعة الفقهية ١٩٢/٣٥ كويت)

وسـتـر عورته ووجوبه عام ولو في الخلوة على الصحيح. (الدر المختار، باب شروط الصلاة / مطلب في ستر العورة ٧٥/٢ زكريا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴/۴/۱۴۳۰ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

عورت کی قمیص کی کتنی لمبائی ہونی چاہئے؟

سـوال (۲۸۴): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: عورت کی قمیص کی لمبائی سنت کے مطابق کتنی ہونی چاہئے، گھٹنوں سے اوپر یا نیچے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفيق: عورت کا کرتا ڈھیلا ڈھالا اور گھٹنوں سے نیچے تک ہونا چاہئے۔ (بہشتی زیور ۳/۶۲)

وللحرة جميع بدنها حتى شعرها النازل في الأصح. (الدر المختار، باب شروط الصلاة / مطلب في ستر العورة ٧٧/٢ زكريا)

لأن تـلـک الثيـاب لا تواري منهن ما ينبغي لهن أن يسترنه من أجسادهن. (أوجز المسالك ٦ /١٧٣ مكتبة دار القلم دمشق)

فـمـن مـقـدمة هٰذه المبادي أن اللباس يجب أن يكون ساترًا لعورة الإنسان،

www.besturdubooks.wordpress.com

فالإسلام يلزم المرأة أن تستر كل جسدها ما عدا وجهها وكفيها وقدميها فستر العورة من أهم ما يقصد باللباس. (تكملة فتح الملهم / أول كتاب اللباس والزينة ٤/ ٨٨ المكتبة الأشرفية)

كل لباس ينكشف معه جزء من عورة الرجل والمرأة لا تقره الشريعة الإسلامية. (تكملة فتح الملهم / أول كتاب اللباس والزينة ٤/ ٨٨ المكتبة الأشرفية) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۲۴/۱۱/۱۴۳۲ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

عورتوں کو غرارہ، شرارہ پہننا کیسا ہے؟

سوال (۲۸۵): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: عورت کو لہنگا (شرارہ) پہننا کیسا ہے، اور غرارہ پہننا کیسا ہے؟ ہمارے شہر میں شرارہ اُس لہنگے کو بولتے ہیں جس میں صرف ایک ہی پائنچہ ہوتا ہے، اور غرارہ اُس لہنگے کو کہتے ہیں جس میں دو پائینچے ہوتے ہیں، اگر دونوں طرح کے لہنگے کے نیچے عورت چوڑی دار پائجامہ یا شلوار کا اہتمام کرتی ہو تو اُس کا پہننا کیسا ہے؟ اور ساڑی پہننے کا حکم کیسا ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: عورتوں کے لباس کے بارے میں شرعی اُصول یہ ہے کہ ایسا ڈھیلا ڈھالا لباس ہونا چاہئے جس سے جسم کی بناوٹ ظاہر نہ ہو، اور ایسا لباس بھی نہ ہو جو کسی غیر قوم کی علامت اور شعار ہو، اَب اِس اعتبار سے غرارہ پہننے میں تو کوئی حرج نہیں، اِس لئے کہ اس میں دو پائینچے ہوتے ہیں، اور کپڑا بہت زیادہ ہوتا ہے، اسی طرح شلوار کے اوپر سے شرارہ (لہنگا) پہننے میں بھی حرج نہیں؛ کیوں کہ اُس میں ستر کھلنے کا بظاہر احتمال نہیں ہوتا؛ البتہ ایک پائنچے کا شرارہ (لہنگا) اندرونی شلوار کے بغیر پہننا پسندیدہ نہیں، اس کی دو وجوہات ہیں:

(۱) اگر نیچے شلوار یا پائجامہ نہ ہو تو ایک پائنچے کا لہنگا پہننے میں چلتے وقت کشفِ عورت کا اندیشہ رہتا ہے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

(۲) دوسری وجہ یہ ہے کہ ہمارے علاقوں میں اِس طرح کا شرارہ عام طور پر غیر مسلم عورتوں کا لباس ہے، مسلمان بالخصوص دین دار عورتیں اُسے نہیں پہنتی؛ اِس لئے بہتر یہ ہے کہ شرارہ پہننے سے اجتناب کیا جائے۔ (امدادالفتاویٰ ۴/۲۶۶)

عن أبي هريرة رضي اللّٰه عنه أنه قال: نساء كاسيات عاريات مائلات مميلات لا يدخلن الجنة ولا يجدن ريحها، وريحها يوجد من مسيرة خمس مائة سنة الخ. (المؤطا للإمام مالك، كتاب الجامع / باب ما يكره للنساء لباسه من الثياب ۹ ۷۰ كراچی، صحيح مسلم، كتاب اللباس / باب النساء الكاسيات العاريات ۲/ ۲۰۵)

فمن مقدمة هٰذه المبادي: أن اللباس يجب أن يكون ساترًا لعورة الإنسان ......، فكل لباس ينكشف معه جزء من عورة الرجل والمرأة، لا تقره الشريعة الإسلامية ......، وكذلك اللباس الرقيق أو اللاصق بالجسم الذي يحكي الناظر شكل حصة من الجسم الذي يجب ستره، فهو في حكم ما سبق في الحرمة، وعدم الجواز، ...... والمبداء الثالث: أن اللباس الذي يتشبه به الإنسان بأقوام كفرة لا يجوز لبسه لمسلم إذا قصد بذلك التشبه بهم. (تكملة فتح الملهم / أول كتاب اللباس والزينة ٤/ ٨٨)

ہمارے جن علاقوں میں ساڑی غیر مسلموں کا لباس ہے، اُن میں مسلمان عورتوں کو ساڑی نہیں پہننی چاہئے؛ البتہ جن علاقوں میں مسلم وغیر مسلم سب عورتیں ساڑی پہنتی ہوں، تو اگر وہاں کوئی مسلمان عورت مکمل ساتر لباس کے ساتھ ساڑی پہنے تو اِس کی گنجائش ہے، جیسا کہ بہار و بنگال وغیرہ میں رائج ہے۔ (کفایت المفتی ۹/ ۱۶۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۶/ ۱/ ۱۴۲۸ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

عورت کے لئے بغیر آستین ''فراک'' پہننا؟

سوال (۲۸۶): - کیا فرماتے ہیں علماءِ دین ومفتیانِ شرعِ متین مسئلہ ذیل کے بارے

www.besturdubooks.wordpress.com

میں کہ: اگر کوئی عورت ایسا فراک پہنے جس میں آستین نہیں ہے، تو اُس کا پہننا کیسا ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: بے آستین فراک پہننا عورت کے لئے بالکل جائز نہیں ہے؛ کیوں کہ یہ لباس بے حیائی کا مظہر ہے۔

عن أم سلمة رضي اللّٰه عنها قالت: استيقظ النبي صلى اللّٰه عليه وسلم ذات ليلة ...... فقال: أيقظوا صواحب الحجر، فرب كاسية في الدنيا عارية في الآخرة. (صحيح البخاري، كتاب العلم / باب العلم والعظة بالليل ١/٢٢ رقم: ١١٥)

ومع هٰذا إذا مشت يرىٰ منها أكثر بدنها من نفس كمها فلا شك أنهن ممن يدخلن في هٰذا الحديث. (عمدة القاري ٢/٢٤٦ زكريا)

وللحرة جميع بدنها خلا الوجه والكفين والقدمين. (تنوير الأبصار مع الدر المختار، كتاب الصلاة / باب شروط الصلاة ١/٤٠٥ كراچی، كنز الدقائق مع البحر الرائق ١/٤٦٨ رشيدية)

وللحرة جميع بدنها حتى شعرها النازل في الأصح. (الدر المختار، شروط الصلاة / مطلب في ستر العورة ٢/٧٧ زكريا)

لأن تلك الثياب لا تواري منهن ما ينبغي لهن أن يسترنه من أجسادهن. (أوجز المسالك ١٦/١٧٣ مكتبة دار القلم دمشق) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۳۲/۱۱/۲۴ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

عورت کیلئے چست باریک چوڑی دار پائجامہ پہننا؟

سوال (۲۸۷): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: اگر کوئی عورت ایسا چوڑی دار پائجامہ پہنتی ہے جس کا کپڑا باریک ہے اور چست بھی ہے، جس سے بدن نظر آتا ہے، تو اُس کا پہننا کیسا ہے؟ نیز اگر چست پائجامہ کا کپڑا موٹا ہو تو کیا حکم ہے؟

www.besturdubooks.wordpress.com

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: عورت کے لئے ایسا چست کپڑا پہننا جس سے بدن کی ہیئت نظر آئے جائز نہیں ہے، اور اگر یہ کپڑا ایسا باریک ہو کہ کھال کی رنگت ظاہر ہوتی ہو تو یہ محض ننگے کے حکم میں ہے، اسے پہن کر نماز بھی جائز نہ ہوگی۔

قال اللّٰہ تعالیٰ: ﴿يَا بَنِيْ اٰدَمَ قَدْ اَنْزَلْنَا عَلَيْكُمْ لِبَاسًا يُوَارِيْ سَوْاٰتِكُمْ وَرِيْشًا، وَلِبَاسُ التَّقْوٰى ذٰلِكَ خَيْرٌ، ذٰلِكَ مِنْ اٰيَاتِ اللّٰهِ لَعَلَّهُمْ يَذَّكَّرُوْنَ﴾ [الأعراف: ٢٦]

فبين اللّٰه عزوجل أن مواراة السوءة وهو ستر العورة من أعظم مقاصد اللباس، وإن اللباس الذي يخل بهٰذا المقصد يهمل، فيحرم على الإنسان استعماله، فكل لباس ينكشف معه جزء من عورة الرجل والمرأة، لا تقره الشريعة الإسلامية، وكذٰلك اللباس الرقيق أو اللاصق بالجسم الذي يحكي للناظر شكل حصة من الجسم الذي يجب ستره. (تكمله فتح الملهم / أول كتاب اللباس والزينة ٤/ ٨٨ المكتبة الأشرفية ديوبند)

عن أبي هريرة رضي اللّٰه عنه قال: قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: صنفان من أهل النار لم أرهما قومٌ معهم سِياطٌ كأذناب البقر يضربون بها الناس، ونساء كاسياتٌ عارياتٌ مميلاتٌ مائلاتٌ رؤوسهن كأسنمة البخت المائلة، لا يدخلن الجنة ولا يجدن ريحها، وإن ريحها ليوجدُ من مسيرة كذا وكذا. (صحيح مسلم، كتاب اللباس والزينة / باب النساء الكاسيات العاريات المائلات المميلات ٢/ ٣٨٣ رقم: ٢١٢٨)

قال النووي: الكاسيات ففيه أوجه: الثالث: تكشف شيئًا من بدنها إظهارًا لجمالها فهن كاسيات عاريات. والرابع: يلبسن ثيابًا رقاقًا تصف ما تحتها كاسيات عاريات. (نووي على شرح لصحيح مسلم ٢/ ٣٨٣) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصورپوری غفرلہ ۲۴/۱۱/۱۴۳۲ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

www.besturdubooks.wordpress.com

عورتوں کا پنجابی ڈریس پہننا؟

سوال (۲۸۸):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: مستورات جو لباس پہنتی ہیں، جسے پنجابی ڈریس کہتے ہیں، جس میں عبا (گَوَنْ) جو ہوتا ہے وہ عام طور پر کندھے سے گھٹنے تک ہوتا ہے؛ لیکن کمر سے گھٹنے تک کا حصہ دونوں طرف کھلا ہوتا ہے، اور چند مدارس میں اُن میں کمر سے گھٹنے تک کا حصہ بھی سلا ہوا ہوتا ہے۔

اب سوال یہ ہے کہ دونوں میں کون سا طریقہ صحیح ہے؟ کیا حدیث میں کوئی خاص طریقہ موجود ہے؟ کیا دونوں جانب سلا ہوا عبا ضروری ہے؟ یا دونوں جانب کمر سے گھٹنے تک کا حصہ کھلا ہوا بھی پہننا درست ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: عورت کے لباس میں اَصل مقصد ساتر ہونا ہے، اور دامن سے چاک کا کھلا ہوا ہونا یا بند ہونا نہ تو منع ہے اور نہ ضروری ہے، یعنی لباس ڈھیلا ڈھالا ہو تو چاک بند کرنے میں بھی حرج نہیں، اور کھولنے کی بھی گنجائش ہے۔

قال اللّٰہ تعالیٰ: ﴿يَا بَنِيْ اٰدَمَ قَدْ اَنْزَلْنَا عَلَيْكُمْ لِبَاسًا يُوَارِيْ سَوْاٰتِكُمْ وَرِيْشًا، وَلِبَاسُ التَّقْوٰى ذٰلِكَ خَيْرٌ، ذٰلِكَ مِنْ اٰيَاتِ اللّٰهِ لَعَلَّهُمْ يَذَّكَّرُوْنَ﴾ [الأعراف: ٢٦]

فمن مقدمة هٰذه المبادي أن اللباس يجب أن يكون ساترًا لعورة الإنسان، فالإسلام يلزم المرأة أن تستر كل جسدها، فستر العورة من أهم ما يقصد باللباس. وكذٰلك اللباس الرقيق أو اللاصق بالجسم الذي يحكي للناظر شكل حصة من الجسم الذي يجب ستره. (تكملة فتح الملهم / أول كتاب اللباس والزينة ٤/ ٨٨ المكتبة الأشرفية ديوبند) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۳۲/۱۱/۲۵ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

www.besturdubooks.wordpress.com

چوڑی دار آستین کا برقع

سوال (۲۸۹): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: آج کل چوڑی دار آستین کا برقع چل رہا ہے اور برقع میں بہت ہی زیادہ فیٹنگ چل رہی ہے، تو کیا اِس طرح کا برقع پہننا جائز ہے یا نہیں؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: عورت کے لئے چوڑی دار آستین اور چست برقع پہننا درست نہیں ہے، اُس سے پردہ کے بجائے بے پردگی ہوتی ہے، اور برقع کا مقصد ہی فوت ہوجاتا ہے۔

عن أبي هريرة رضي اللّٰه عنه قال: قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: صنفان من أهل النار لم أرهما قومٌ معهم سِياطٌ كأذناب البقر يضربون بها الناس، ونساء كاسياتٌ عارياتٌ مميلاتٌ مائلاتٌ رؤوسهن كأسنمة البخت المائلة، لا يدخلن الجنة ولا يجدن ريحها، وإن ريحها ليوجدُ من مسيرة كذا وكذا. (صحيح مسلم، كتاب اللباس والزينة / باب النساء الكاسيات العاريات المائلات المميلات ۲۰۵/۲ رقم: ۲۱۲۸)

نظر لعورة غيره وهي غير بادية (الدر المختار) تحته في الشامية: ومتى كان يصف يكون ناظرًا إلى أعضائها. أقول: مفاده أن رؤية الثوب بحيث يصف حجم العضو ممنوعة، ولو كثيفًا لا ترى البشرة منه – إلى قوله – وعلى هٰذا لا يحل النظر إلى عورة غيره فوق ثوب ملتزق بها يصف حجمها. (شامي / كتاب الحظر والإباحة ۵۲۶/۹ زكريا) فقط واللّٰہ تعالیٰ اعلم

املاہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۳۴/۷/۸ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللّٰہ عنہ

عورت کا پینٹ، ٹائی وغیرہ پہننا؟

سوال (۲۹۰): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے

www.besturdubooks.wordpress.com

میں کہ: عورتوں کے لئے پینٹ، شرٹ اور ٹائی وغیرہ پہننا اور اوپر سے برقع اوڑھنا جائز ہے یا نہیں؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: سوال میں ذکر کردہ لباس عورتوں کے لئے پہننا تین وجوہات سے درست نہیں ہے: (۱) اِس لئے کہ یہ فاسق وفاجر اور بدکار عورتوں کا شعار ہے، جن کی مشابہت سے مؤمن عورتوں کو منع کیا گیا ہے۔

عن ابن عمر رضي اللّٰه عنهما قال: قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم: من تشبه بقوم فهو منهم. (سنن أبي داؤد، كتاب اللباس / باب في لبس الشهرة ۵۵۹/۲ رقم: ٤٠٣١ دار الفكر بيروت، مشكاة المصابيح، كتاب اللباس / الفصل الثاني ۳۷۵/۲)

(۲) نیز یہ لباس اکثر مرد پہنتے ہیں اور مردوں جیسا لباس پہننے والی عورتوں پر اللہ کی لعنت اور پھٹکار اَحادیث میں وارد ہے۔

عن ابن عباس رضي اللّٰه عنهما قال: لعن رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم المتشبهين من الرجال بالنساء والمتشبهات من النساء بالرجال. (صحيح البخاري، كتاب اللباس / باب المتشبهين بالنساء والمتشبهات بالرجال ۸۷٤/۲ رقم: ۵۸۸۵ دار الفكر بيروت، مشكاة المصابيح / باب الترجل ۳۸۰)

(۳) اور عورتوں کو ساتر اور ڈھیلا ڈھالا لباس پہننے کا حکم ہے؛ تاکہ پردہ مکمل ہو، جب کہ یہ لباس چھپانے کے بجائے اور اَعضاء کو اُبھارنے کا ذریعہ ہے جو سراسر بے حیائی، بے شرمی اور عریانیت کی علامت ہے، مسلمان عورتوں کو ایسے بے ہودہ لباس سے احتراز کرنا لازم ہے۔ ایک حدیث شریف میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کاسیات عاریات (لباس پہننے کے باوجود ننگی) یعنی عریاں لباس پہننے والی عورتوں کے بارے میں ارشاد فرمایا ہے کہ وہ جنت کی خوشبو بھی نہ پاسکیں گی، جب کہ اُس کی خوشبو بہت دور سے آنے لگتی ہے۔

عن أبي هريرة رضي اللّٰه عنه قال: قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم:

www.besturdubooks.wordpress.com

صنفان من أهل النار لم أرهما قومٌ معهم سِياطٌ كأذناب البقر يضربون بها الناس، ونساء كاسياتٌ عارياتٌ مميلاتٌ مائلاتٌ رؤوسهن كأسنمة البخت المائلة، لا يدخلن الجنة ولا يجدن ريحها، وإن ريحها ليوجدُ من مسيرة كذا وكذا. (صحيح مسلم، كتاب اللباس والزينة / باب النساء الكاسيات العاريات المائلات المميلات ٢٠٥/٢ رقم: ٢١٢٨)

وعلى هٰذا لا يحل النظر إلى عورة غيره فوق ثوب ملتزق بها يصف حجمها.

(شامي، كتاب الحظر والإباحة / فصل في النظر واللمس ٣٦٦/٦ كراچی) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۲۱/۳/۲ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

کیا مسلم عورتیں ساڑی پہن سکتی ہیں؟

سوال (۲۹۱):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: بعض صوبوں میں قوم مسلم کی عورتیں دائمی ساڑیاں پہنتی ہیں، گویا اِس لباس کو ہی اسلامی لباس سمجھتی ہیں، اگر اُن کو سمجھایا جاتا ہے کہ یہ غیر اسلامی لباس ہے، ترک کر دیا جائے تو اور بھی اہتمام سے پہنتی ہیں، مزید عورتیں جواباً سوال کرتی ہیں کہ گھڑی میں اسٹیل کی چین ہوتی ہے اور مردوں کے لئے لوہا، تانبا، پیتل، اسٹیل پہننا جائز نہیں ہے، پھر مرد حضرات کیوں پہنتے ہیں؟ مرد حضرات اسٹیل کی چین والی گھڑی پہننا بند کر دیں، تو ہم لوگ بھی ساڑیاں پہننا بند کر دیں گے، تو مذکورہ مسئلہ میں مسلم عورتیں ساڑی پہن سکتی ہیں یا نہیں؟ ساڑی اسلامی لباس ہے یا غیر اِسلامی، اگر غیر اِسلامی لباس ہے تو دلائل کے ساتھ جواب تحریر فرمائیں؛ تاکہ ساڑی پہننا ترک کر دیا جائے، اور گھڑی کی اسٹیل کی چین سے متعلق شرعی حکم کیا ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: جن علاقوں میں مسلم عورتوں میں بھی ساڑیاں پہننے کا عام رواج ہوا ور یہ غیر مسلم عورتوں کا خاص لباس نہ سمجھا جاتا ہو، تو وہاں کی مسلمان عورتوں کے لئے

www.besturdubooks.wordpress.com

ستر پوشی کے اہتمام کے ساتھ ساڑی پہننے کی اجازت ہوگی، اور جس جگہ ساڑی غیر مسلم عورتوں کا لباس ہو، تو وہاں ساڑی پہننا کھلی ہوئی بے پردگی اور غیر مسلموں سے مشابہت کی بناپر بالکل درست نہ ہوگا۔ (مستفاد: کفایت المفتی ۵/۱۶۱)

اور مردوں کے لئے گھڑی کی چین پہننے کی اِجازت ہے، یہ چین زیور میں شمار نہیں۔ (مستفاد: فتاویٰ احیاء العلوم ۱/۲۵۹)

عن عمرو بن شعيب عن أبيه عن جده رضي الله عنه أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: ليس منا من تشبه بغيرنا. (سنن الترمذي، أبواب الاستيذان / باب ما جاء في كراهية إشارة اليد في السلام ۹۹/۲ رقم: ۲۶۹۵)

قال الملا علي القاري رحمه الله: أي من شبّه نفسه بالكفار مثلاً في اللباس وغيره، أو بالفساق أو الفجار، أو بأهل التصوف والصلحاء الأبرار ''فهو منهم'': أي في الإثم أو الخير عند الله تعالىٰ ...... الخ. (بذل المجهود، كتاب اللباس / باب في لبس الشهرة ۵۹/۱۲ مكتبة دار البشائر الإسلامية، وكذا في مرقاة المفاتيح، كتاب اللباس / الفصل الثاني ۲۵۵/۸ رقم: ۴۳۴۷ رشيدية، وكذا في فيض القدير شرح الجامع الصغير ۵۷۴۳/۱۱ رقم: ۸۵۹۳ نزار مصطفىٰ الباز رياض) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصورپوری غفرلہ ۱۴۱۷/۵/۱۶ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

عورتوں کے ساڑھی بہتر ہے یا شلوار قمیص؟

سوال (۲۹۲): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: صوبہ بہار خصوصاً سیمانچل علاقہ میں دین کی برکت سے عورتیں ساڑھی لباس کو چھوڑ کر اَب شلوار اور جمپر استعمال کرنے لگی ہیں: لیکن کچھ لوگ شلوار اور جمپر کے استعمال کرنے پر اعتراض کرتے ہیں، اور کہتے ہیں کہ علاقائی لباس ساڑھی کومت چھوڑو، شلوار اور جمپر کا استعمال کرنا قرآن وحدیث سے ثابت نہیں ہے، کیا شلوار اور جمپر کا استعمال کرنا قرآن وحدیث سے ثابت ہے؟

www.besturdubooks.wordpress.com

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفيق: جن علاقوں میں مسلم اور غیرمسلم عورتیں بلا امتیاز سب ساڑھی پہنتی ہیں، وہاں اگر کوئی مسلمان عورت پورے ستر کے ساتھ ساڑی پہنے، تو اُس کی گنجائش ہے؛ لیکن ساڑی کے مقابلہ میں ڈھیلی ڈھالی قمیص پہننا عورت کے لئے زیادہ بہتر ہے؛ کیوں کہ اس میں بہرحال ساڑی سے زیادہ ستر پایا جاتا ہے۔ (بہشتی زیور ۳/۶۲، کفایت المفتی ۹/۱۶۱)

اتفق الفقهاء على أنه يجب على المرأة أن تلبس من اللباس ما يغطي جميع عورتها. (الموسوعة الفقهية ۱۹۲/۳۵)

اور دورِ نبوت میں عام طور پر خواتین ڈھیلے ڈھالے کرتے اور شلوار کا استعمال کرتی تھیں، جس کا اَحادیث سے ثبوت ملتا ہے، اور چست اور باریک لباس پہننا عورت کے لئے بہرحال جائز نہیں ہے، چاہے وہ قمیص اور شلوار ہی کیوں نہ ہو۔

"اتخذوا السراويلات؛ فإنها من استر ثيابكم وحسنوا بها نساءكم إذا خرجن". رواه العقيلي وابن عدي والبيهقي في الأدب عن علي رمز السيوطي لضعفه. (كشف الخفاء ومزيل الإلباس ۳۲/۱)

ويشترط في الساتر أن لا يكون رقيقًا يصف ما تحته؛ بل يكون كثيفًا لا يرىٰ منه لون البشرة. ويشترط كذٰلك أن لا يكون مهلهلاً ترىٰ منه أجزاء الجسم؛ لأن مقصود الستر لا يحصل بذٰلك. (الموسوعة الفقهية ۱۷٤/۲٤ كويت)

عن أم سلمة رضي اللّٰه عنها قالت: كان أحب الثياب إلى رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم القميص. (سنن الترمذي / أبواب اللباس ۳۰٦/۱ رقم: ۱۷٦۲)

أن النبي صلى اللّٰه عليه وسلم شبّر لفاطمة شبرًا من نطاقها. (سنن الترمذي، أبواب اللباس / باب ما جاء في ذيول النساء ۳۰۳/۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

املاہ: احقر محمد سلمان منصورپوری غفرلہ ۱۳/۱/۱۴۳۷ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

www.besturdubooks.wordpress.com

مغربی یوپی میں عورتوں کے لئے ساڑی کا کیا حکم ہے؟

سوال (۲۹۳):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: ہمارے مغربی علاقوں (مرادآ باد واَطراف) میں مسلم عورتوں کو ساڑی پہننے کی اِجازت ہے یا نہیں؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: ہمارے علاقہ میں ساڑی پہننا فاسقہ فاجرہ اور آوارہ عورتوں کا شعار ہے؛ اِس لئے کسی بھی پاک باز عورت کا اُسے پہننا جائز نہیں ہے۔

(مستفاد: فتاویٰ نظامیہ ۱/۴۲۴)

عن ابن عمر رضي اللّٰه عنهما قال: قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: من تشبه بقوم فهو منهم. (سنن أبي داؤد، كتاب اللباس / باب في لبس الشهرة ۵۵۹/۲ رقم: ۴۰۳۱ دار الفكر بيروت، مشكاة المصابيح، كتاب اللباس / الفصل الثاني ۳۷۵/۲) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفر لہ ۱/۳/۱۴۲۱ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

عورتوں کو ساڑی اور جمپر پہننا؟

سوال (۲۹۴):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: عورتوں کا شرعی لباس کیسا ہونا چاہئے؟ آج کل عورتیں ساڑیاں اور جمپر پہنتی ہیں، اِس کا شرعی حکم کیا ہے، اور جہاں پر ساڑی وجمپر پہننا خاص اہل ہنود کا شعار نہیں سمجھا جاتا؛ بلکہ مسلم اور غیر مسلم دونوں طرح کی عورتیں اِس طرح کا لباس پہنتی ہیں، تو وہاں پر مسلمان عورتوں کا اِس طرح لباس پہننا درست ہوگا یا نہیں؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: عورتوں کو ساتر اور ڈھیلا ڈھالا لباس پہننے کا حکم ہے؛

www.besturdubooks.wordpress.com

تا کہ پردہ مکمل ہو اور ساڑی، بلاوز پہننا ہمارے علاقہ میں عموماً فاسقہ فاجرہ اور آوارہ عورتوں کا شعار ہے؛ لہٰذا پاک باز مسلمان عورتوں کے لئے اس کا استعمال جائز نہیں ہے، اور جن علاقوں میں یہ لباس مسلم وغیر مسلم دونوں عورتیں پہنتی ہیں اور اُسے اہل ہنود اور اہل فسق کا شعار نہ سمجھا جاتا ہو تو ایسے علاقوں میں مسلم عورتوں کے لئے اس کی گنجائش ہوسکتی ہے، بشرطیکہ وہ ستر کا پورا اہتمام کریں، اور بازو اور پیٹ کا کوئی حصہ کھلا ہوا نہ رہے، اور بلاوز چست نہ ہو اور اُس کی آستین کٹوں تک ساتر ہوں، نیز بال بھی ستر میں رکھنے کا خاص اہتمام کریں۔ (مستفاد: فتاویٰ محمودیہ ۱۹/۳۰۷ ڈابھیل، فتاویٰ نظامیہ ۱/۴۲۴)

عن أبي هريرة رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: صنفان من أهل النار لم أرهما قومٌ معهم سِياطٌ كأذناب البقر يضربون بها الناس، ونساء كاسياتٌ عارياتٌ مميلاتٌ مائلاتٌ رؤوسهن كأسنمة البخت المائلة، لا يدخلن الجنة ولا يجدن ريحها، وإن ريحها ليوجدُ من مسيرة كذا وكذا. (صحيح مسلم، كتاب اللباس والزينة / باب النساء الكاسيات العاريات المائلات المميلات ۲/۲۰۵ رقم: ۲۱۲۸) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصورپوری غفرلہ ۱۴۲۱/۶/۶ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

عورت کا مرد سے کپڑے سلوانا؟

سوال (۲۹۵):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: عورت کسی آدمی سے اپنے کپڑے سلوا سکتی ہیں، ناپ کے کپڑے بھیج کر اور بغیر ناپ کے کپڑے بھیجے سلوا سکتے ہیں یا نہیں؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: کسی عورت کا اَجنبی مرد کے پاس اپنا سلا ہوا لباس بھیجنا بھی ایک طرح کی بے پردگی ہے، جس سے فتنہ پیدا ہونے کا اندیشہ ہے؛ اِس لئے عورتوں کو مرد ٹیلروں کے پاس ناپ کے لئے کپڑے نہیں بھیجنے چاہئیں؛ بلکہ اپنے کپڑے یا تو خود سینے کا اہتمام

www.besturdubooks.wordpress.com

کرے یا دیگر عورتوں سے سلوائے؛ البتہ ناپ کا کپڑا بھیجے بغیر سلے سلائے کپڑے خریدنا یا مقررہ سائز کے نمبر کا اندازہ لگا کر کپڑا سلوانا درست ہے، اور کپڑا بہرحال ایسا ہونا چاہئے جو پوری طرح ساتر ہو، اور اتنا چست اور باریک نہ ہو جس سے بدن کی بناوٹ ظاہر ہو؛ کیوں کہ اِس طرح کے کپڑے پہننا یا سلوانا بہرحال ناجائز اور ممنوع ہے۔

قال اللّٰه تعالیٰ: ﴿وَقَرْنَ فِيْ بُيُوْتِكُنَّ وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ الْاُوْلٰى﴾

[الأحزاب، جزء آیت: ۳۳]

عن عبد اللّٰه رضي الله عنه عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: المرأة عورة فإذا خرجت استشرفها الشيطان. (سنن الترمذي آخر أبواب النكاح ۲۲۲/۱)

وفي رواية: المرأة عورة مستورة. (نصب الراية لأحاديث الهداية ۲۹۸/۱ المكتبة المكية جدة، بحواله: تعليقاتِ فتاوى محموديه ۳۷۹/۳ ڈابھیل)

قال الشامی بعد نقل أقوال الفقهاء: وعلى هذا لا يحل النظر إلى عورة غيره فوق ثوب ملتزق بها يصف حجمها، فيحمل ما مرّ على ما إذا لم يصف حجمها. (شامي / كتاب الحظر والإباحة ۳٦٦/٦ دار الفكر بيروت) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

املاہ: احقر محمد سلمان منصورپوری غفرلہ ۱۵/۳/۱۴۳۱ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

www.besturdubooks.wordpress.com

ٹوپی کی سنتیں اور آداب

ٹوپی پہننے کی شرعی حیثیت کیا ہے؟

سوال (۲۹۶): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: ٹوپی پہننے کی شرعی حیثیت کیا ہے؟ سنت ہے یا مستحب؟ وضاحت کے ساتھ جواب تحریر فرمائیں؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب بالله التوفيق: ٹوپی پہننا نبی اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ثابت ہے، اِس بناء پر اِس کو سنت کہا جائے گا، اور عام حالات میں ننگے سر رہنا صالحین کے طریقوں کے خلاف ہونے کی وجہ سے قابلِ ترک ہے۔

عن ابن عمر رضي الله عنهما قال: كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يلبس كمة بيضاء. (المعجم الأوسط ٣٤٧/٤ رقم: ٦١٨٣، مجمع الزوائد ١٢١/٥)

عن عبد الله بن سويد رضي الله عنه قال: رأيت النبي صلى الله عليه وسلم وله قلنسوة طويلة، وقلنسوة لها اٰذان، وقلنسوة لاطية. (شمس الأفاق ١١٨، جامع الأحاديث ٥٥٨/٦ رقم: ١٦٨١٤)

عن عمر بن الخطاب رضي الله عنه يقول: سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول: الشهداء أربعة الخ – وفي آخره: ورفع رأسه حتى وقعت قلنسوته فلا أدري قلنسوة عمر أراد أم قلنسوة النبي صلى الله عليه وسلم. (سنن الترمذي، أبواب الجهاد / باب ما جاء في فضل الشهداء ٢٩٤/١ رقم: ١٦٤٤)

www.besturdubooks.wordpress.com

واعلم أنه صلى اللّٰه عليه وسلم كانت له عمامة سوداء تسمى السحاب، وكان يلبس تحتها القلانس – جمع قلنسوة – وهي غشاء مبطن يستتر به الرأس، قاله الفراء. وقال غيره: هي التي تسميها الشاشية والعراقية. وروى الطبراني وأبو الشيخ والبيهقي في شعب الإيمان من حديث ابن عمر رضي اللّٰه تعالىٰ عنهما: كان رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم يلبس قلنسوةً ذات آذان يلبسها في السفر، وربما وضعها بين يديه إذا صلى. وإسناده ضعيف، كذا في أبي داؤد والمصنف: "فرق ما بيننا وبين المشركين العمائم على القلانس" قال المصنف غريب، وليس إسناده بالقائم. وروى ابن أبي شيبة: "دخل مكة يوم الفتح، وعليه شقة سوداء، وأن عمامته كانت سوداء". (جمع الوسائل شرح الشمائل / باب ما جاء في عمامة رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم ۱۶۶/۱ مصطفى البابي الحلبي مصر) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصورپوری غفرلہ ۱۴۳۷/۳/۵ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

گول ٹوپی اور دوپلی ٹوپی میں اَقرب اِلی السنہ کون سی ہے؟

سوال (۲۹۷): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: شرعاً گول ٹوپی اور لمبی ٹوپی یعنی دوپلی ٹوپی کی کیا حیثیت ہے؟ اور سب سے اولیٰ اور سنت کے مطابق کونسی ہے؟ اگر لمبی ٹوپی سنت کے مطابق نہیں ہے تو اُس کا موجد کون ہے؟ اِسی طرح اگر زید صرف گول ٹوپی کو سنت کے مطابق کہے اور اِس کو لازمی سمجھے اور دوپلی ٹوپی کو خلافِ سنت اور قابل ترک سمجھے، تو کیا یہ صحیح ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ٹوپیاں سر سے چپٹی ہوتی تھیں اُوپر کو اُٹھی ہوئی نہیں ہوتی تھیں، جیسا کہ حدیثوں سے معلوم ہوتا ہے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

عـن أبـي كبشـة الأنـمـاري يقول: كانت كِمام أصحاب رسول اللّٰه صلى اللّٰـه عليه وسلم بُطحًا. (سنـن الترمـذي، أبواب اللباس / باب ما جاء في ترقيع الثوب ۳۰۸/۱، مشكاة المصابيح، كتاب اللباس / الفصل الثاني ٣٧٤)

قـال الـملا علي القاري تحته: بطحا جمع بطحاء أي كانت مبسوطة على رؤسهـم لازقة غير مرتفعة عنها. (مرقاة الـمـفاتيح شرح مشكاة المصابيح ۲۰۹/۸ تحت رقم: ٤٣٣٣ دار الكتب العلمية بيروت، جمع الوسائل ١٦٦/١)

واعـلـم أنـه صلى اللّٰه عليه وسلم ...... كان يلبس تحتها القلانس – جمع قـلـنسوة – وهي غشاء مبطن يستتر به الرأس ...... عن ابن عمر رضي اللّٰه عنهما كـان رسـول الـلّٰـه صـلـى الـلّٰـه عـليه وسلم يلبس قلنسوةً ذات آذان يلبسها في السفر، وربما وضعها بين يديه إذا صلى. (جـمع الوسائل / باب ما جاء في عمامة رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم ٢٠٤/١ تاليفاتِ أشرفية)

کشتی دار ٹوپی اگرچہ لگانا جائز ہے؛ لیکن بزرگوں اور اَکابرین کی پسند فرمودہ نہیں ہے، ہمارے اکابرین میں سے حضرت شیخ الہندؒ اور حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ وغیرہ گول ٹوپی استعمال کیا کرتے تھے، اور حضرت مولانا محمد الیاس صاحب کاندھلویؒ اور حضرت مولانا سید حسین احمد مدنیؒ دو پلی ٹوپی استعمال کرتے تھے، اِس لئے گول اور دو پلی ٹوپی لگانا کشتی دار دیوبندی ٹوپی کے مقابلہ میں زیادہ بہتر اور اَچھا ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ۳۸۵/۲ قدیم زکریا)

لمبی ٹوپی کا موجد معلوم نہیں ہے اور گول ٹوپی کو لازمی سمجھنا اور دو پلی ٹوپی یا دیوبندی ٹوپی کو قابل ترک سمجھنا جیسا کہ زید کا خیال ہے صحیح نہیں ہے، ہر وہ لباس جس کو صلحاء اور علماء نے استعمال کیا ہو، فساق وفجار کا شمار نہ ہو، شرعی لباس ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ۲۹۹/۱۹ ڈابھیل)

عـن أبـي الـدرداء رضـي الـلّٰه عنه قال: سمعت رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسـلـم يـقـول: ...... إن الـعـلـمـاء ورثة الأنبياء، وإن الأنبياء لم يورّثوا دينارًا ولا

www.besturdubooks.wordpress.com

درهمًا، وإنما ورثوا العلم. (سنن ابن ماجة، كتاب السنة / باب فضل العلماء، جزء رقم: ٢٢٣ دار الفكر بيروت، سن أبي داؤد رقم: ٣٦٤١ دار الفكر بيروت، سنن الترمذي ٩٧/٢ رقم: ٢٦٩١)

قال الملا علي القاري: وإنما ورّثوا العلم. لإظهار الإسلام ونشر الأحكام، أو بأحوال الظاهر والباطن على تباين أجناسه واختلاف أنواعه. (مرقاة المفاتيح شريح مشكاة المصابيح، كتاب العلم / الفصل الثاني ٤٧٢/١ رقم: ٢١٢ رشيدية) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۱۴۱۴/۵/۸ھ

کس طرح کی ٹوپی اور عمامہ استعمال کرنا سنت ہے؟

سوال (۲۹۸): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: کیا ہمیشہ سرکوڈھانکے رکھنا سنت ہے؟ یا ہمیشہ عمامہ پہننا اگر سنت ہے تو کیا آج کے دور میں جہاں غیر مسلم عمامہ والوں کو دشمنی کی نگاہ سے دیکھتے ہیں، اور ماحول نہ ہونے سے شرم بھی آتی ہے، اِس کو ترک کر سکتے ہیں؟ کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صرف ٹوپی کا استعمال کیا ہے؟ اگر کیا ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ٹوپی جالی والی تھی، جس میں سوراخ ہوں، یا سخت ٹوپی تھی جیسا کہ آج کل چلتی ہے؟ اور بہت سے علماء بھی یہ دونوں ٹوپی استعمال کرتے ہیں، اور کٹورے کی طرح ایک ٹوپی جس کو بنگلہ ٹوپی کہتے ہیں، کا رواج عام ہوگیا ہے، کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی ایسی ٹوپیوں کا استعمال کیا ہے، یا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ٹوپی سادے کپڑے کی سر سے چمٹی ہوئی ہوتی تھی؟ آپ بتائیں کہ ہم کیسی ٹوپی استعمال کریں، اور عمامہ کس طرح باندیں؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام اور حضراتِ صحابہ سے اہتمام کے ساتھ سرکوڈھانکنا ثابت ہے، خواہ عمامہ کے ذریعہ ہو یا ٹوپی کے ذریعہ، اِس لئے عام مسلمانوں کو بھی سر ڈھکے رکھنے کا اہتمام کرنا چاہئے، اور اِس بارے میں کسی کی اچھائی برائی کا خیال نہ کرنا

www.besturdubooks.wordpress.com

چاہئے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضراتِ صحابہ کی ٹوپیاں صرف ایک ہی طرح کی نہیں تھیں؛ بلکہ خود آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے متعدد نوعیت کی ٹوپیاں اوڑھنا ثابت ہے؛ لہٰذا کسی ایک ٹوپی کو لازمی قرار دے کر دوسرے پر طعن و تشنیع نہیں کی جاسکتی، جس کسی ٹوپی کو علماء و صلحاء نے پسند کیا ہو اور اُس میں اغیار کی ٹوپیوں کی علامت و شناخت نہ ہو تو اُس کے استعمال سے سنت ادا ہو جائے گی۔

عمامہ باندھنے کا اولیٰ طریقہ یہ ہے کہ عمامہ کے ایک سرے کو پشت کی جانب لٹکا کر عمامہ کو سر پر رکھ کر گول چکر لگا کر دوسرے سرے کو بھی لٹکا دے یا لٹکائے بغیر پیچ کے درمیان داخل کر دے، اور اگر دونوں کو لٹکائے تو دونوں سرے پیچھے یا ایک آگے اور دوسرا پیچھے رکھنا درست ہے۔ (احسن الفتاویٰ ۱۸۲/۸)

عن أبي كبشة الأنماري يقول: كانت كِمام أصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم بُطحًا. (سنن الترمذي، أبواب اللباس / باب ما جاء في ترقيع الثوب ۳۰۸/۱، مشكاة المصابيح، كتاب اللباس / الفصل الثاني ۳۷٤)

وقال الحسن: كان القوم يسجدون على العمامة والقلنسوة ويداه في كمه. (صحيح البخاري ٥٦/۱)

كان كِمام أصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم بطحًا جمع كمة، وهي القلنسوة المدورة التي كانت مبسوطة على رؤوسهم لازقة غير مرتفعة عنها، وكان يلبس القلانس اليمانية وهن البيض المضربة – إلى قوله – وكان ربما نزع قلنسوته، فجعلها سترة بين يديه وهو يصلي. (مرقاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح ۲۰۹/۸ تحت رقم: ٤۳۳۳ دار الكتب العلمية بيروت)

وأعلم أنه صلى الله عليه وسلم كانت له عمامة سوداء تسمى السحاب، وكان يلبس تحتها القلانس – إلى قوله – وقال غيره: هي التي تسميها الشامية العراقية الخ. (جمع الوسائل ۳۰٤/۱)

عن ابن عمر رضي الله عنهما كان رسول الله صلى الله عليه وسلم إذا اعتم سدل عمامته بين كتفيه. (الحديث)

www.besturdubooks.wordpress.com

وقـال الـمـلا عـلـي القاري تحته: أخبرني ابن عبد السلام قال: قلت لابن عـمـر: كيف كان رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم يعتم؟ قال: يدير كور العمامة عـلى رأسه ويفرشها بين رأسه ويرخي له ذؤابة بين كتفيه. (مرقاة المفاتيح ۲۱٤/۸ دار الـكتـب الـعـلـمية بيـروت، ۲٤۹/۸ الـمـكتبة الأشـرفية ديـوبند، سنن أبي داؤد ۱۰٥/۱، سنن الدارقطني ۱۰۷/۱، زاد المعاد ۱۳٥/۱، بيهقي ۱۷۲/٥-۱۷۷) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۲۴/۷/۱۴۲۸ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

ٹوپی اوڑھنے کا سنت طریقہ کیا ہے؟

سـوال (۲۹۹): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: ٹوپی سر پر کس طرح اوڑھنی چاہئے، سامنے کے بال چھپا کر اوڑھنا چاہئے یا سامنے کے بال نکال کر اوڑھنا چاہئے؟ دونوں میں کس طرح اوڑھنا اَچھا ہے؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: صلحاء کا طریقہ یہ رہا ہے کہ اُن کی ٹوپی کے سامنے کے بال ڈھکے رہتے ہیں، اور لباس میں صلحاء کا طریقہ ہی اختیار کرنا چاہئے؛ لہٰذا سامنے کے بال ڈھانک کر ٹوپی پہننا مسنون اور زیادہ بہتر ہے۔

عـن أبـي كبشـة الأنـمـاري يقول: كانت كِمام أصحاب رسول اللّٰه صلى اللّٰـه عليه وسلم بُطحًا. (سـنـن الترمـذي، أبواب اللباس / باب ما جاء في ترقيع الثوب ۳۰۸/۱، مشكاة المصابيح، كتاب اللباس / الفصل الثاني ۳۷٤)

كـمـام جـمـع كمة، وهي مدورة أي كانت مبسوطة على رؤسهم لازقة غير مرتفعة. (مـرقـاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح ۲۰۹/۸ تحت رقم: ٤۳۳۳ دار الكتب العلمية بيروت) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۵/۹/۱۴۱۷ھ

www.besturdubooks.wordpress.com

ٹوپی پر ’’یااللہ یامحمد‘‘ نقش کرنا؟

سوال (۳۰۰): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: ٹوپی پر اللہ یا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے نام کا نقش کر کے استعمال کرنا جائز ہے یا نہیں؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: ٹوپی پر اللہ محمد لکھنا ثابت نہیں ہے، نیز اِس طرح ٹوپی پہننے سے بے اَدبی بھی ہے؛ کیوں کہ اُسے پہن کرنا پاک جگہ بھی جانا ہوسکتا ہے، اور میلی ہونے پر اُسے دھونا بھی پڑے گا، وغیرہ۔

أو کتب علیہ اسم اللّٰہ فدخل المخرج معہ یکرہ. (الفتاوی الهندیة، کتاب الکراهیة / الباب التاسع ۵/۳۲۳) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۲۰/۵/۲۶ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

ٹوپی لگانا لباس کی سنت ہے یا نماز کی؟

سوال (۳۰۱): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: کیا ٹوپی لگانا سنت ہے؟ اگر سنت ہے تو لباس کی سنت ہے یا نماز کے وقت کی سنت ہے؟ پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے عمل سے اِس کی سنیت کا ثبوت فرمایئے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: ٹوپی لگانا ہر حال میں سنن عادیہ میں سے ہے، یعنی آدابِ لباس میں شامل ہے، نماز یا غیر نماز سے اِس کی کوئی تخصیص نہیں، جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضراتِ صحابہ رضی اللہ عنہم کے عام حالات میں سر کو ٹوپی اور عمامہ سے ڈھانپ کر رکھتے تھے؛ لہٰذا معلوم ہوا کہ سر کو ڈھانکنا اور ٹوپی پہننا صلحاء کے لباس میں شامل ہے۔

عن ابن عمر رضي اللّٰہ عنهما قال: کان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم

www.besturdubooks.wordpress.com

يلبس قلنسو ة بيضاء. (مجمع الزوائد ۱۲۱/۵)

عن ابن عمر رضي اللّٰه عنهما قال: كان رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم يلبس كمة بيضاء. (المعجم الأوسط للطبراني ۱۰۵/۷، مجمع الزوائد ۱۲۱/۵) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۲۳/۷/۸ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

نماز میں ٹوپی اوڑھنا؟

سوال (۳۰۲): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: ٹوپی اوڑھنا کوئی ضروری مانتا ہے کوئی غیر ضروری، اِس کا کیا حکم ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰه التوفيق: نماز میں ٹوپی اوڑھنا اَفضل مستحب اور پیغمبر علیہ السلام سے ثابت ہے؛ لیکن اگر کوئی شخص کسی وجہ سے ٹوپی اوڑھے بغیر نماز پڑھ لے تو بھی اُس کی نماز درست ہوجائے گی۔

عن ابن عمر رضي اللّٰه عنهما قال: كان رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم يلبس كمة بيضاء. (المعجم الأوسط للطبراني ۱۰۵/۷، مجمع الزوائد ۱۲۱/۵) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۲۳/۶/۲۴ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

کون سی ٹوپی اوڑھنا اَفضل ہے؟

سوال (۳۰۳): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: اِمام غزالی نے اِحیاء العلوم کے اندر صحیح ابن حبان سے ایک روایت نقل کی ہے، جس کا مضمون ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سفر میں اتنی اونچی ٹوپی لگاتے تھے کہ نماز کے وقت اُس سے سُترہ کا کام بھی لیتے تھے، اور ہم نے بعض اَکابرین کو دیکھا کہ دو پلی والی اور پانچ کلی والی اُونچی ٹوپی

www.besturdubooks.wordpress.com

لگاتے ہیں، تو حدیث شریف میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا عمل اور بعض اَ کابرین کے عمل سے معلوم ہوا کہ ٹوپی کا اوپر نیچے اور چاروں طرف سے چپکا رہنا ضروری نہیں ہے؛ بلکہ ایسی ٹوپی لگانا جس کا اوپر والا حصہ اگر ملصق بالرأس نہ ہو تب بھی سنت ادا ہوجائے گی، حالاں کہ ہم نے علماء کرام سے سنا ہے کہ ٹوپی ایسی ہونی چاہئے کہ سر کے اوپر نیچے چاروں طرف کا ملصق بالرأس ہونا چاہئے۔ تو دریافت طلب امر یہ ہے کہ ایسی اونچی ٹوپی لگانا جس کا اوپر والا حصہ ملصق بالرأس نہ ہو، اُس سے سنت ادا ہوگی یا نہیں؟ اگر نہیں تو حدیث شریف اور بعض اَ کابرین کے عمل کا کیا جواب ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دورانِ سفر لمبی ٹوپی بھی استعمال فرمائی ہے، بعض روایات سے اِس کا ثبوت ہوتا ہے؛ لیکن عام طور پر آپ کا اور صحابہ کا معمول سر سے چپکی ہوئی ٹوپی لگانے کا تھا، اِس لئے یہی زیادہ بہتر ہے۔ اور اگر کوئی شخص اونچی ٹوپی لگائے تو بھی کوئی حرج نہیں، بشرطیکہ وہ ٹوپی کسی دوسری قوم یا اہل بدعت کی علامت نہ ہو۔

عن أبي كبشة الأنماري يقول: كانت كِمام أصحاب رسول اللّٰه صلى اللّٰـه عليه وسلم بُطحًا. (سنن الترمذي، أبواب اللباس / باب ما جاء في ترقيع الثوب ٣٠٨/١، مشكاة المصابيح، كتاب اللباس / الفصل الثاني ٣٧٤)

وفي المرقاة أي كانت مبسوطة على رؤسهم لازقة غير مرتفعة عنها.

(مرقاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح ٢٠٩/٨ تحت رقم: ٤٣٣٣ دار الكتب العلمية بيروت)

اَب رہ گئی پانچ کلی یا دو پلی یا مطلقاً گول ٹوپی کی بات، تو اِس سلسلہ میں یہ اُصول پیشِ نظر رکھنا چاہئے کہ لباس میں اَفضل یا غیر اَفضل ہونے کا مدار اِس پر ہے کہ اِس زمانے اور علاقہ کے صلحاء اور دین دار حضرات جس لباس کی ہیئت کو عموماً استعمال کرتے ہوں، اُسے اَفضل کہا جائے گا، اور جو لباس دین داروں کے طبقہ میں ناگوار سمجھا جاتا ہو، اُسے مکروہ قرار دیا جائے گا۔ اِس اُصول کے اعتبار سے ہمارے برصغیر ہندو پاک میں دو پلی پانچ کلی اور مطلقاً گول ٹوپی پہننا طبقہ علماء وصلحاء

www.besturdubooks.wordpress.com

میں بالعموم رائج ہے؛ لہٰذا اِن میں سے کوئی بھی ٹوپی خواہ اُس کی دیوار مختصر ہو اور وہ چاروں طرف سے سر پر چپکی ہوئی ہو، یا قدرے بلند ہو یا اُس کے اوپر کا حصہ پوری طرح سر سے ملا ہوا نہ ہو، پہننا برابر درجہ میں مستحب ہوگا، اِن میں سے کسی ٹوپی کو لازم سمجھنا اور اُس کے برخلاف ٹوپی پہننے والوں کو اچھی نظر سے نہ دیکھنا یا مخالفِ سنت سمجھنا صحیح نہیں ہے، ہاں ایسی ٹوپی پہننا مکروہ ہوگا جو طبقہ صلحاء میں معیوب سمجھی جاتی ہے، جیسے گاندھی کیپ یا پلاسٹک کی ٹوپی وغیرہ۔ (مستفاد: فتاویٰ محمودیہ ۳۱۲/۱۲)

عن ابن عمر رضي اللّٰه عنهما قال: قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: من تشبه بقوم فهو منهم. (سنن أبي داؤد، كتاب اللباس / باب في لبس الشهرة ٥٥٩/٢ رقم: ٤٠٣١ دار الفكر بيروت، مشكاة المصابيح، كتاب اللباس / الفصل الثاني ٣٧٥/٢)

وعلىٰ هٰذا فما صار شعارًا للعلماء يندب لهم لبسه. (الموسوعة الفقهية ١٤٠/٦)

عن أبي أمامة رضي اللّٰه عنه قال: قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: تسرولوا وائتزروا وخالفوا أهل الكتاب. (اللباس والزينة من السنة المطهرة ص: ٢٤٢ رقم: ٣٣٠ دار الحديث القاهرة) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصورپوری غفرلہ ۱۴۲۳/۷/۸ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

پلاسٹک اور چٹائی والی ٹوپی پہن کر نماز پڑھنا؟

سوال (۳۰۴): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: آج کل رائج شدہ پلاسٹک کی ٹوپی پہن کر نماز وغیرہ اَدا کرنا نیز فی نفسہٖ اُس کا پہننا از روئے شرع کیسا ہے، کراہت ہے یا نہیں؟ اور چٹائی والی ٹوپی کا کیا حکم ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: پلاسٹک کے تاروں سے بنی ہوئی سفید ٹوپی جو دور سے بالکل کپڑے کی ٹوپی کے مشابہ معلوم ہوتی ہے اور کسی غیر قوم کا شعار بھی نہیں ہے، اُس کے اوڑھنے

www.besturdubooks.wordpress.com

میں کوئی کراہت معلوم نہیں ہوتی، اور اُن کو اوڑھ کر نماز پڑھنے میں بھی کوئی حرج نہیں ہے؛ البتہ رنگین ٹوپیاں جو صلحاء کی وضع قطع کے خلاف ہوں یا غیر قوموں کا شعار ہو، یا جنہیں اوڑھ کر شریف آدمی عام مجامع میں آنے سے احتراز کرتا ہو، اسی طرح چٹائی کی بنی ہوئی مکروہ صورت ٹوپیاں اوڑھنا خلافِ اولیٰ اور مکروہ ہے۔ (مستفاد: احسن الفتاویٰ ۳/۴۳۷)

المستفاد: ﴿يٰبَنِيْ اٰدَمَ خُذُوْا زِيْنَتَكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ﴾ [الأعراف، جزء آيت: ۳۱]

عن ابن عمر رضي الله عنهما قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: إذا صلى أحدكم فليلبس ثوبيه، فإن الله أحق أن يزين له. (رواه الطحاوي، كذا في التفسير المظهري للقاضي الباني فتي ۳/۳۷۰ زكريا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۱۴۱۳/۱۱/۶ھ

پلاسٹک کی ٹوپی اور ٹی شرٹ پہن کر نماز پڑھنا؟

سوال (۳۰۵):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: آج کل بہت سے بھائی پلاسٹک ٹوپی پہن کر نماز اَدا کرتے ہیں اور اہل مسجد کو اُن کے انتظام کی ترغیب بھی دیتے ہیں، اِس ٹوپی کو پہن کر نماز پڑھنا کیسا ہے؟ اور ایسے ہی ایک لباس ٹی شرٹ ہے، جس میں کرتے کی جگہ بنیان، اُس میں آستین بھی نہیں ہوتی، کہنیاں کھلی رہتی ہیں، اُس میں نماز پڑھنا کیسا ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفيق: پلاسٹک کی مروجہ ٹوپی ہمارے عرف میں باعزت لباس میں شامل نہیں ہے؛ اِس لئے اُسے اوڑھ کر نماز پڑھنا مکروہ ہوگا۔ اِسی طرح ٹی شرٹ پہن کر نماز پڑھنا بھی مکروہ اور ناپسندیدہ ہے، یہ صلحاء کا لباس نہیں ہے۔

وكره صلاته في ثياب بذلة. (الدر المختار) وفي الشامي: فسرها في شرح الوقاية بما يلبسه في بيته ولا يذهب به إلى الأكابر. (شامي، باب ما يفسد الصلاة

www.besturdubooks.wordpress.com

وما يكره فيها / مطلب في الكراهة التحريمة والتنزيهية ٢/ ٤٠٧ زكريا)

وكره كفه أي رفعه ولو لتراب كمشمر كم أو ذيل. (شامي، باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها / مطلب في الكراهة التحريمة والتنزيهية ٢/ ٤٠٦ زكريا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۲۵/۴/۱۴۲۵ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

پھول دار چکن کی ٹوپی اوڑھنا؟

سوال (۳۰۶): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: آج کل مروجہ پھول دار پانچ کلی والی ٹوپی بکثرت استعمال کی جاتی ہے، جب کہ وہ پھول دار کپڑا کسی علاقہ میں عورتوں کے لئے خاص ہے، تو ایسی ٹوپی پہننا جائز ہے یا نہیں؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: پھول دار چکن کا سفید کپڑا جب اُس کی ٹوپی بنالی جاتی ہے تو عورتوں سے اُس کا تشبہ باقی نہیں رہتا، اِس لئے اس کپڑے سے بنائی گئی پانچ کلی ٹوپی اوڑھنے میں کوئی حرج نہیں۔

عن أبي ريحانة رضي الله عنه يقول: سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول: لا يدخل شيء من الكبر الجنة، فقال قائل: يا نبي الله! إني أحب أن أتجمّل بحبلان سوطي وشسع نعلي، فقال النبي صلى الله عليه وسلم: إن ذٰلک ليس بالكبر، إن الله عزوجل جميل يحب الجمال، إنما الكبر من سفه الحق وغمض الناس بعينيه. (المسند للإمام أحمد بن حنبل ٤/ ١٣٤ رقم: ١٧٣٣٩، مجمع الزوائد ٥/ ١٣٣)

لبس الثياب الجميلة مباح إذا لم يتكبر. (شامي، كتاب الحظر والإباحة / باب في الاستبراء ٩/ ٥٠٥ زكريا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۵/۷/۱۴۲۶ھ

www.besturdubooks.wordpress.com

عمامہ کی سنتیں اور آداب

عمامہ کے فوائد؟

سوال (۳۰۷):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: عمامہ پہننے کے کیا فوائد ہیں؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اَحادیثِ شریفہ میں عمامہ کے بہت سے فوائد وارد ہوئے ہیں، عمامہ سر کا تاج ہے، اس سے آدمی کے حلم ووقار میں اِضافہ ہوتا ہے، عمامہ سے آدمی کی خوبصورتی بڑھ جاتی ہے، عمامہ اسلام کی خاص نشانی ہے، اور مسلمان اور کافروں کے درمیان ایک امتیازی شعار ہے، خاص کر جمعہ کے دن عمامہ باندھنے والوں پر فرشتے رحمت کی دعا کرتے ہیں۔

عن ابن عباس رضي اللّٰه عنهما قال: قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: اعتموا تزدادوا حلمًا. (مجمع الزوائد، كتاب اللباس / باب العمائم ۱۱۹/۵)

عن أبي الدرداء رضي اللّٰه عنه مرفوعًا: إن اللّٰه وملائكته يصلون على أصحاب العمائم يوم الجمعة في الجمعة. (مجمع الزوائد، كتاب اللباس / باب العمائم ۱۲۱/۵ دار الفكر بيروت) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۳۷/۳/۵ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

عمامہ کا شملہ؟

سوال (۳۰۸):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے

www.besturdubooks.wordpress.com

میں کہ: عمامہ کا شملہ کتنا لمبا چوڑا سنت ہے؟ اور شملہ کس جانب رہنا چاہئے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عادتِ مبارکہ تھی کہ جب آپ عمامہ باندھتے تو شملہ دونوں شانوں کے درمیان چھوڑ دیتے تھے، اور شملہ کی مقدار کے بارے میں شرحِ زرقانی میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کے سر پر عمامہ باندھا اور شملہ ۴؍ انگل یا ایک بالشت چھوڑا۔

عن عُبادة رضي اللّٰه عنه قال: قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: عليكم بالعمائم؛ فإنها سيماء الملائكة، وأرخوها خلف ظهوركم. (شعب الإيمان للبيهقي ١٧٦/٥ رقم: ٦٢٦٢، مرقاة المفاتيح / كتاب اللباس ٢٣٦/٨ رقم: ٤٣٧١ دار الكتب العلمية بيروت)

عن عبد اللّٰه بن عمر رضي اللّٰه عنهما قال: كنت عاشر عشرة في رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم ثم أمر ابن عوف فتجهز لسرية بعثه عليها، فأصبح وقد اعتم بعمامة كرابيس سوداء فأتاه النبي صلى اللّٰه عليه وسلم ثم نقضها فعممه فأرسل من خلفه أربع أصابع أو نحوها، ثم قال: هٰكذا يا ابن عوف اعتم فإنه أعرب وأحسن الخ. (رواه الطبراني في الأوسط، كذا في مجمع الزوائد، كتاب اللباس / باب العمائم ١٢٠/٥ دار الفكر بيروت) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۵؍۳؍۱۴۳۷ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

عمامہ کے نیچے ٹوپی پہننا؟

سوال (۳۰۹): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: عمامہ بغیر ٹوپی کے پہننا چاہئے یا ٹوپی لگانا بھی ضروری ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: عمامہ کے نیچے ٹوپی پہننا یہ مسلمانوں کا شعار ہے، اور

www.besturdubooks.wordpress.com

مشرکین کے اور ہمارے درمیان ایک امتیاز ہے، اس لئے بہتر یہی ہے کہ اولاً ٹوپی پہن کر اُس پر عمامہ باندھا جائے۔

عن أبي جعفر محمد بن ركانة عن أبيه رضي اللّٰه عنه أن ركانة صارع النبي صلى اللّٰه عليه وسلم صرعه النبي صلى اللّٰه عليه وسلم. قال ركانة: سمعت النبي صلى اللّٰه عليه وسلم يقول: إن فرق ما بيننا وبين المشركين العمائم على القلانس. (سنن الترمذي، كتاب اللباس / باب العمائم على القلانس ۳۰۸/۱ رقم: ۱۷۸٤) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۲/۳/۱۴۳۷ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

عمامہ کی لمبائی؟

سوال (۳۱۰): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: عمامہ کتنا لمبا ہونا چاہئے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: عموماً آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سات ہاتھ لمبا اور ایک ہاتھ چوڑا عمامہ استعمال فرماتے تھے۔ (جمع الوسائل ۱۶۸، شرح زرقانی ۵/۷، خصائل نبوی ۹۱) اور بعض مرتبہ ۱۲/ ہاتھ لمبائی والا عمامہ بھی آپ نے استعمال فرمایا ہے۔ (مستفاد: انوار رسالت ۵۶۲)

قال الجزري في تصحيح المصابيح قد تتبعت الكتب وتطلبت من السير والتواريخ لأقف على قدر عمامة النبي صلى اللّٰه عليه وسلم، فلم أقف على شيء حتى أخبرني من أثق به أنه وقف على شيء من كلام النووي، ذكر فيه أنه كان له صلى اللّٰه عليه وسلم عمامة قصيرة وعمامة طويلة، وأن القصيرة كانت سبعة أذرعٍ، والطويلة اثني عشر ذراعًا، وظاهر كلام المدخل أن عمامته كانت سبعة أذرع مطلقًا من غير تقييد بالقصير والطويل. (مرقاة المفاتيح ۲۵۰/۸ المكتبة الأشرفية ديوبند) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

املاہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۲/۳/۱۴۳۷ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

www.besturdubooks.wordpress.com

عمامہ کا رنگ؟

سوال (۳۱۱):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے کس کس رنگ کا عمامہ پہننا ثابت ہے؟ اور سب سے زیادہ کس رنگ کا عمامہ آپ پسند فرماتے تھے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: متعدد روایات میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کالے رنگ کا عمامہ زیب تن فرمانے کا ذکر ہے۔ اور بعض روایات میں زرد رنگ کے عمامہ کا بھی تذکرہ ملتا ہے؛ لیکن چوں کہ لباس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو سفید رنگ زیادہ پسند تھا، اور ایک موقع پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کو امیر لشکر بنا کر روانہ کرتے وقت اُن کا کالا عمامہ اُتار کر خود اپنے دستِ مبارک سے سفید عمامہ باندھا تھا، اور اُس کی تعریف بھی فرمائی تھی، اِس لئے اَفضل یہ ہے کہ سفید عمامہ استعمال کیا جائے۔ اور ایسا عمامہ جس سے گمراہ فرقوں کی مشابہت لازم آتی ہو (مثلاً شیعوں کے مذہبی لوگوں نے خاص انداز کا کالا عمامہ لازم کرلیا ہے، اِسی طرح اہل بدعت نے ہری پگڑی کو اپنا نشان بنالیا ہے، یا بعض غیر مسلم گیروے رنگ کے عمامے پہنتے ہیں) تو اُن کے تشبہ سے احتراز لازم ہے۔

عن جعفر بن عمرو بن حريث عن أبيه رضي اللّٰه عنه قال: رأيت على رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم عمامة سوداء.

عن إسماعيل بن عبد اللّٰه بن جعفر عن أبيه رضي اللّٰه عنه قال: رأيت على النبي صلى اللّٰه عليه وسلم ثوبين مصبوغين بزعفران رداء وعمامة. (فتح الباري ۱۰/۲۷۳، الموسوعة الفقهية ۳۰/۳۰۲ وزارة الأوقاف والشئون الإسلامية كويت)

عن جعفر بن عمرو بن حريث عن أبيه رضي اللّٰه عنه أن النبي صلى اللّٰه عليه وسلم خطب الناس وعليه عمامة سوداء. (الشمائل المحمدية / باب ما جاء في عمامة

www.besturdubooks.wordpress.com

رسول الله ﷺ ص: ٥١ رقم: ١١٥-١١٦ المكتبة الإسلامية داكا بنغلاديش)

عن جعفر بن عمرو بن حريث عن أبيه رضي اللّٰه عنه قال: رأيت على النبي صلى اللّٰه عليه وسلم عمامة حرقانية. (سنن النسائي، كتاب الزينة / باب لبس العمائم الحرقانية ٢/٢٥٥ رقم: ٥٣٥٣ دار الفكر بيروت، صحيح مسلم رقم: ١٣٥٩ بيت الأفكار الدولية، سنن أبي داؤد ٢/٥٦٢ رقم: ٤٠٧٧ دار الفكر بيروت، سنن الترمذي رقم: ١٠٨-١٠٩ دار الفكر بيروت، شمائل ترمذي ٨ مكتبة سعد ديو بند)

عمامة حرقانية بسكون الراي أي سوداء على لون ما أحرقته النار، كأنها منسوبة بزيادة النون والألف إلى الحرق بفتح الحاء والراء، قاله الزمخشري.

(حاشية سنن النسائي ٢/٢٥٥ مكتبة سعد ديوبند)

في الحديث الطويل: ...... ثم نقضه وعممه بعمامة بيضاء وأرسل من خلفه أربع أصابع أو نحو ذٰلك، وقال: هٰكذا يا ابن عوف اعتم؛ فإنه أعرب وأحسن. (المستدرك للحاكم ٨/٣٠٧٩ رقم: ٨٦٢٣ بحواله: انوار رسالت: ٥٥٦)

عن سمرة بن جندب رضي اللّٰه عنه قال: قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: البسوا البياض؛ فإنها أطيب وأطهر. (شمائل ترمذي ص: ٥ مكتبة البدر ديوبند) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

املاہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۲۷/۳/۱۴ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

رومال باندھنا؟

سوال (۳۱۲): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: اگر شرعی اور اصطلاحی مصنوعی عمامہ کسی کے پاس نہ ہو، تو کیا اُس کی جگہ رومال وغیرہ لپیٹ لینے سے عمامہ کی سنت ادا ہو جائے گی؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: عمامہ کے لئے کوئی خاص کپڑا یا ہیئت لازم نہیں ہے؛

www.besturdubooks.wordpress.com

لہٰذا رومال وغیرہ کو عمامہ کی طرح باندھ لینے سے بھی عمامہ کی سنت ادا ہو جائے گی۔

العمامة لغة: اللباس الذي يُلاف (يلف) على الرأس تكويرًا ...... ولا يخرج المعنى الاصلاحي عن المعنى اللغوي. (الموسوعة الفقهية ۳۰/۳۰۰ كويت)

عن ابن عباس رضي اللّٰه عنهما أن النبي صلى اللّٰه عليه وسلم خطب الناس وعليه عصابة دَسماء. (الشمائل المحمدية / باب ما جاء في عمامة رسول اللّٰه ﷺ ص: ۵۲ رقم: ۱۱۸ المكتبة الإسلامية داكا بنغلاديش)

عن ابن عمر رضي اللّٰه عنهما أن النبي صلى اللّٰه عليه وسلم دخل مكة يوم الفتح وعليه شقة سوداء. (المصنف لابن أبي شيبة ۵۴۰/۱۲ رقم: ۲۵۴۶۶ بيروت)

عن أبي صخرة قال: رأيت على عبد الرحمٰن بن يزيد عصابة سوداء. (المصنف لابن أبي شيبة ۵۴۰/۱۲ رقم: ۲۵۴۶۱ بيروت) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

املاہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفر لہ ۱۲/۳/۱۴۳۷ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

کن مواقع پر عمامہ باندھنا سنت ہے؟

سوال (۳۱۳): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: کن مواقع پر عمامہ باندھنا سنت ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: عمامہ باندھنا سنن زوائد میں سے ہے، اِس لئے زینت کے مواقع پر عمامہ باندھنا پسندیدہ ہے، مثلاً جمعہ وعیدین میں یا دیگر تقریبات میں۔ اور ضعیف روایت میں ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم عموماً جب کسی لشکر کو روانہ فرماتے تو امیر لشکر کے سر پر دستار باندھتے تھے۔ غالبًا اِسی سے دلیل پکڑتے ہوئے ہمارے مدارس میں فضلاء کے سر پر دستار بندی کا رواج ہے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

عن أبي أمامة رضي الله عنه قال: كان رسول الله صلى الله عليه وسلم لا يولي واليًا حتى يعممه ويرخي لها من جانب الأيمن نحو الأذن. (رواه الطبراني وفيه جميع بن ثقت وهو متروك)

عن أبي الدرداء رضي الله عنه إن الله وملائكته يصلون على أصحاب العمائم يوم الجمعة في الجمعة. (مجمع الزوائد، كتاب اللباس / باب العمائم ۵/ ۱۲۰-۲۱۲،

كتاب اللباس والزينة رقم: ۱۵۸-۱۵۹ دار الحديث القاهرة) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

املاہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۲/۳/ ۱۴۳۷ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

عمامہ سننِ ہدیٰ میں سے ہے یا سننِ زوائد میں سے؟

سوال (۳۱۴): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: عمامہ پگڑی باندھنا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنتِ مبارکہ ہے، آپ نے اکثر وبیشتر اِس پر عمل فرمایا ہے؛ لیکن اَجل صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین مثلاً خلفاء راشدین وتابعین کرام اور ہمارے بہت سے اَسلاف مثلاً ائمہ اربعہ، حضرت تھانوی، حضرت شیخ الحدیث اور موجودہ بزرگوں میں حضرت مولانا شاہ ابرار الحق صاحب، حضرت مولانا قاری صدیق احمد صاحب رحمہم اللہ تعالیٰ وغیرہم کی زندگیاں میری ناقص معلومات کے مطابق اِس اَہم سنت کی ادائیگی سے قاصر نظر آتی ہیں، جب کہ یہ سبھی حضرات متبعین سنت اور عاشقین رسول ہیں، بجز چند اَسلاف واکابر کے موجودہ دور کے مدارس کے اکثر علماء (خواہ وہ علماء دار العلوم دیوبند سے متعلق ہوں یا مظاہر علوم سہارن پور سے یا دار العلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ وغیرہ سے) کی زندگیاں بھی اِس سے خالی نظر آتی ہیں۔ تو دریافت طلب اَمر یہ ہے کہ:

(۱) کیا عمامہ میں آپ کی کچھ خصوصیت تھی یا نہیں؟ اگر نہیں تو پھر مذکورہ بالا شبہات کے کیا جوابات ہیں؟

www.besturdubooks.wordpress.com

(۲) اگر اِس وقت کوئی شخص اِس پر عمل کرے تو کیا اُس کے اِس فعل سے اَسلاف پر کوئی زد پڑتی ہے؟

(۳) عوام میں اس کی تبلیغ وترویج اور دعوت دی جائے یا نہیں؟

(۴) اگر اِس سنت کے داعی ومبلغ پر کوئی شخص اَسلاف کی زندگیوں کو سامنے رکھ کر نکیر کرے اور اِس فعل کو غلط قرار دے، تو شرعاً وہ شخص قابلِ ملامت ہے یا نہیں؟ مذکورہ بالا اُمور کا قرآن وحدیث کی روشنی میں مدلل ومفصل اور تشفی بخش جواب عنایت فرمائیں؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اَولاً یہ پیشِ نظر رہنا چاہئے کہ سنت کی دو قسمیں ہیں: (۱) سنن ہدیٰ (۲) سنن زوائد۔ اُن میں سنن ہدیٰ یعنی عبادات وغیرہ سے متعلق مؤکدہ سنتوں کا ترک موجب مؤاخذہ ہے۔ اِسی ذیل میں وہ سنتیں بھی آتی ہیں، جن کی تاکید خود جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی ہے، اور جو مذہبی شعار کی حیثیت رکھتی ہیں، مثلاً داڑھی بڑھانا، مونچھیں کترنا وغیرہ؛ لیکن سننِ زوائد یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لباس وغیرہ سے متعلق سنتیں استحباب کے درجہ کی ہیں، اُن کو اختیار کرنا بہتر ہے؛ لیکن اُن کے ترک پر نکیر نہیں کی جائے گی۔

السنة نوعان: سنة الهدیٰ وترکها یوجب إساءة وکراهیة کالجماعة والأذان والإقامة ونحوها وسنة الزوائد وترکها لا یوجب ذٰلک کسیر النبي صلی اللّٰه علیه وسلم في لباسه وقیامه وقعوده. (شامي، کتاب الطهارة / مطلب في السنة وتعریفها ۱۰۳/۱ کراچی، ۲۱۸/۱ زکریا)

اِنہی سننِ زوائد میں سر ڈھانکنے کے متعلق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے فی الجملہ تین طرح کی سنتوں کا ثبوت ہے: (۱) ٹوپی کے ساتھ عمامہ (۲) صرف عمامہ (۳) صرف ٹوپی۔ علامہ ابن القیم الجوزیؒ زاد المعاد میں لکھتے ہیں:

وکان یلبسها ویلبس تحتها القلنسوة، وکان یلبس القلنسوة بغیر عمامة

www.besturdubooks.wordpress.com

ویلبس العمامة بغیر قلنسوة. (زاد المعاد ۱۳۵/۱)

نیز مسند احمد کی روایت:

ورفع رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم رأسه حتی وقعت قلنسوته أو قلنسوة عمر رضي اللّٰه عنه. (المسند للإمام أحمد بن حنبل ۲۲/۱) سے پتہ چلتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور حضراتِ صحابہ رضی اللہ عنہم کبھی صرف ٹوپی بھی اوڑھا کرتے تھے۔

ہلال بن یساف کہتے ہیں کہ میں نے مقام رقہ میں ایک صحابی رسول سے ملاقات کی، جن کے سر پر چپکی ہوئی ٹوپی تھی۔ فإذا علیه قلنسوة لاطیة. (سنن أبي داؤد ۱۲۷/۱)

لہٰذا اگر کوئی شخص اکثر ٹوپی اوڑھے اور کبھی کبھی عمامہ پہن لے تو اُسے تارکِ سنت نہیں کہا جاسکتا، اور نہ اُس کے مذکورہ عمل پر کسی کو نکیر کرنے کی اِجازت ہوگی، ہمارے اَکابر رحمہم اللہ میں سے اکثر حضرات عمامہ کا استعمال فرماتے تھے، اور اُن میں جو حضرات زیادہ تر ٹوپی استعمال فرماتے ہیں، اِس سے یہ لازم نہیں آتا کہ اُنہوں نے کبھی بھی عمامہ استعمال ہی نہ فرمایا ہو، اور نہ اُن میں سے کسی سے کسی نے عمامہ کی کبھی مخالفت کی ہے کہ آج عمامہ پہننے والے کو اَسلاف کا مخالف قرار دیا جائے، یہ بے معنی بات ہے، عمامہ کی ترویج وترغیب دینے کی اِجازت ہے؛ لیکن اُسے واجب یا لازمی نہ قرار دیا جائے اور نہ زیادہ تشدد کیا جائے اور جو عمامہ نہ پہنے اُس کی تحقیر نہ کی جائے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصورپوری غفرلہ ۲۰/۶/۱۴۱۷ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

❍❖❍

www.besturdubooks.wordpress.com

پردے کے اَحکام

عورتوں کا ستر کتنا ہے؟

سوال (۳۱۵): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: عورتوں کے لئے دائمی ستر کا شرعی حکم کہاں سے کہاں تک ہے، جیسا کہ مرد کے لئے ناف سے گھٹنوں تک ہے؟ نیز عورتوں کے دائمی ستر اور وہ ستر جو محرمات کے لئے ہے اُس میں کوئی فرق ہے یا نہیں؟ غیر محرمات کے لئے عورتوں کے ستر کے سلسلہ میں شریعتِ مطہرہ کا کیا حکم ہے؟ اگر پورا جسم ہے تو چہرہ بھی داخل ہے یا نہیں؟ وضاحت فرمائیں۔

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اِس مسئلہ میں قدرے تفصیل ہے:

الف:- ایک عورت کا دوسری عورت کے سامنے ناف سے لے کر گھٹنے تک کے حصہ کو چھپانا لازم ہے، اِس صورت میں یہی اُس کا ستر ہے۔

ب:- عورت کے لئے اپنے محارم مثلاً باپ، بیٹا، بھائی وغیرہ کے سامنے اپنا پیٹ، پیٹھ، پہلو سے لے کر گھٹنہ تک کا حصہ چھپانا لازم ہے، بشرطیکہ کوئی فتنہ کا اندیشہ نہ ہو۔

ج:- عورت کے لئے اَجنبی اور نامحرم مردوں کے سامنے چہرہ، ہتھیلیاں اور دونوں قدموں کے علاوہ پورے بدن کو چھپانا فرض ہے۔ اور اگر فتنہ کا اندیشہ ہو جیسا کہ آج کل واقع ہے، تو چہرہ کا چھپانا بھی واجب ہے۔ (مستفاد: ایک جامع قرآنی وعظ ۳۰۴-۳۰۵)

نظر المرأة إلى المرأة كنظر الرجل إلى الرجل (قوله) عورته ما بين سرته حتى يجاوز ركبتيه (قوله) أما النظر إلى ذوات محارمه، فنقول: يباح للرجل إلىٰ

www.besturdubooks.wordpress.com

موضع زينتها الظاهرة والباطنة. وأما النظر إلى الأجنبيات، فنقول: يجوز النظر إلى مواضع الزينة الظاهرة منهن، وذٰلك الوجه والكف في ظاهر الرواية.

(الفتاوى التاتارخانية ۸ ۸۹/۱۸-۹۵ زكريا)

وللحرة جميع بدنها حتى شعرها النازل في الأصح خلا الوجه والكفين والقدمين، وتمنع المرأة الشابة من كشف الوجه بين الرجال لا لأنه عورة؛ بل لخوف الفتنة. (تنوير الأبصار مع الدر المختار ۲/۷۷-۷۹ زكريا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

املاہ: احقر محمد سلمان منصورپوری غفرلہ ۱۵/۷/۱۴۳۶ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

عورت کیلئے کن کن مردوں سے پردہ کرنا فرض نہیں؟

سوال (۳۱۶): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: عورت کو کن کن مردوں سے پردہ نہیں کرنا چاہئے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: جن سے عورت کا پردہ نہیں ہے، ایسے سات قسم کے مرد ہیں: (۱) اپنے باپ دادا (۲) شوہر کے باپ دادا یعنی خسر وغیرہ (۳) اپنے بیٹے (۴) شوہر کے بیٹے جو دوسری بیوی سے ہوں (۵) اپنے حقیقی علاتی اَخیافی بھائی (۶) مذکورہ بھائیوں کے بیٹے یعنی بھتیجے (۷) حقیقی اَخیافی علاتی بہنوں کے لڑکے یعنی بھانجے۔ اِن کے علاوہ باقی دیگر مردوں اور دیور، جیٹھ، بہنوئی اِسی طرح شوہر کے ماموں، خالو، تایا، چچا، پھوپھی زاد بھائیوں سے شرعاً پردہ ضروری ہے۔ (مستفاد: معارف القرآن ۶/۴۰۳، روح المعانی ۱۸/۱۴۲)

قال اللّٰہ تبارک وتعالیٰ: ﴿وَلَا يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ اِلَّا لِبُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ اٰبَآئِهِنَّ اَوْ اٰبَآءِ بُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ اَبْنَآئِهِنَّ اَوْ اَبْنَآءِ بُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ اِخْوَانِهِنَّ اَوْ بَنِيْ اِخْوَانِهِنَّ اَوْ بَنِيْ اَخَوَاتِهِنَّ﴾ [النور، جزء آیت: ۳۱]

www.besturdubooks.wordpress.com

أخبرنا داؤد عن الشعبي وعكرمة في هٰذه الآية: ﴿وَلَا يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ اِلَّا لِبُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ اٰبَآئِهِنَّ اَوْ اٰبَآءِ بُعُوْلَتِهِنَّ﴾ حتى فرغ منها، وقال: ل يذكر العم ولا الخال؛ لأنهما ينعتان لأبنائهما ولا تضع خمارها عند العم والخال، فأما الزوج فإنما ذٰلک كله من أجله فتتصنع له بما لا يكون بحضرة غيره. (تفسير ابن كثير مكمل ۹۳۸ دار السلام للنشر والتوزيع رياض) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۲۲/۲/۲۴ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

عورت کے لئے چہرہ کا پردہ ہے یا نہیں؟

سوال (۳۱۷): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: عورت کے لئے چہرہ کا پردہ ہے یا نہیں؟ اگر ہے تو کن کن لوگوں کے سامنے چہرہ کھولنے کی اِجازت ہے؟ گھر سے باہر نکلنے میں چہرہ کھلا رکھا جائے یا ڈھک کر چلا جائے، شرعی حکم کیا ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اَجنبیوں کے سامنے چہرہ کھولنے میں چوں کہ سخت فتنہ کا اندیشہ یقینی ہے؛ اِس لئے کسی بھی عورت کے لئے اَجنبی مردوں کے سامنے بالقصد اور بلاضرورت چہرہ کھولنا جائز نہیں ہے، صرف اپنے محرم رشتہ دار (جن سے کبھی نکاح حلال نہیں ہے) اور شوہر اور کم عقل ناسمجھ بچوں کے سامنے یا جن رشتہ داروں کی گھر میں کثرت سے آمد ورفت ہو، جیسے چچا زاد تایا زاد بھائی وغیرہ اور وہاں فتنہ کا اندیشہ نہ ہو اُن کے سامنے چہرہ کھولنے کی گنجائش ہے۔ بریں بنا جب بھی عورت گھر سے باہر نکلے تو چہرہ ڈھک کر ہی نکلنا چاہئے، ورنہ سخت گنہگار ہوگی۔

قال علي بن طلحة عن ابن عباس رضي اللّٰه عنه أمر اللّٰه نساء المؤمنين إذا خرجن من بيوتهن في حاجة أن يغطين وجوههن من فوق رؤوسهن بالجلابيب. (تفسير ابن كثير ۵۱۸/۳، الأحزاب ۵۹، امجد اکیڈمی لاہور)

www.besturdubooks.wordpress.com

قال اللّٰہ تعالی: ﴿يُدْنِيْنَ عَلَيْهِنَّ مِنْ جَلَابِيْبِهِنَّ﴾ قال أبو بكر: في هٰذه الآية دلالة على أن المرأة الشابة مامورة بستر وجهها عن الأجنبيين. (أحكام القرآن للجصاص ۳۷۲/۳)

وفي شرح الكرخي: النظر إلى وجه المرأة الأجنبية الحرة ليس بحرام، ولكنه يكره بغير حاجةٍ ...... وذٰلک كله إذا لم يكن النظر عن شهوة، فإن كان يعلم أنه لو نظر يشتهي، وفي الكافي: أو شكّ الاشتهاء، أو كان أكبر رأيه ذٰلک، فليجتنب بجهده. (الفتاویٰ التاتارخانية ۹۵/۱۸ زكريا)

وتمنع من كشف الوجه بين الرجال لخوف الفتنة. (تنوير الأبصار مع الشامي ۷۹/۲ زكريا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۳۰/۱/۳ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

چہرہ کھول کر دفتروں میں کام کرنا؟

سوال (۳۱۸): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: بڑے شہر میں دفتروں میں کام کرنے والی عورت جو ضرورت مند ہے، اگر سر ڈھانپ کر چادر اوڑھ لے، تو کیا وہ پردۂ شرعی کہلائے گا، یا ادنیٰ درجہ کا پردہ ہوگا؟ کیا ایسے حالات میں عورت کا ہاتھ پیر اور چہرہ پردہ سے مستثنیٰ ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اِس زمانہ میں عورت کا چہرہ کسی حالت میں پردہ سے مستثنیٰ قرار نہیں دیا جاسکتا، دفتروں میں کام کرنا کوئی شرعی عذر نہیں ہے۔

قال اللّٰہ تعالی: ﴿يٰۤاَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِاَزْوَاجِكَ وَبَنَاتِكَ وَنِسَآءِ الْمُؤْمِنِيْنَ يُدْنِيْنَ عَلَيْهِنَّ مِنْ جَلَابِيْبِهِنَّ﴾ [الأحزاب، جزء آیت: ۵۹]

www.besturdubooks.wordpress.com

قـال الـحافظ ابن كثير: أمر اللّٰه نساء المؤمنين إذا خرجن من بيوتهن في حـاجةٍ أن يـغـطـين وجـوههن من فوق رؤوسهن بالجلابيب ويبدين عينًا واحدةً.

(تفسير ابن كثير [الأحزاب: ٥٩] ٦٨٤/٣ مكتبة دار السلام رياض)

وقـال مـحـمـد بن سيرين: سألت عبيدة السلماني عن قول اللّٰه عزوجل: ﴿يُـدْنِيْـنَ عَلَيْهِنَّ مِنْ جَلاَبِيْبِهِنَّ﴾ فغطى وجهه ورأسه، وأبرز عينه اليسرىٰ. (تفسير ابن كثير ٦٨٤/٣ دار الفيحاء دمشق)

قـال عـلـي بـن طلحة عن ابن عباس رضي اللّٰه عنه أمر اللّٰه نساء المؤمنين إذا خـرجـن مـن بيـوتهـن فـي حـاجة أن يـغـطـين وجـوههـن من فوق رؤوسهن بالجلابيب. (تفسير ابن كثير ٥١٨/٣، الأحزاب ٥٩، امجد اكيڈمی لاهور)

وأمـا فـي زمـانـنـا فـمنع من الشابة لا لأنه عورة؛ بل لخوف الفتنة. (شامي ٣١٧/٦ كراچی، ٥٣٢/٩ زكريا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۱۹/۱۰/۱۴۱۳ھ

نامحرم کو دیکھنا اور بغیر پردے کے بات کرنا؟

سـوال (۳۱۹): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: نامحرم کو دیکھنا، نامحرم سے بات کرنا، پردے کا اہتمام نہ کرنا، ان سے کس قسم کا گناہ ہوتا ہے: صغیرہ یا کبیرہ؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰه التوفيق: نامحرم سے نگاہیں نیچی رکھنے اور پردہ کرنے کا حکم قرآنِ کریم میں دیا گیا ہے، اِس لئے اس کی خلاف ورزی بڑا گناہ ہے۔

قـال الـلّٰـه تبـارک وتعالىٰ: ﴿قُلْ لِلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ وَيَحْفَظُوْا فُرُوْجَهُمْ﴾ [النور، جزء آیت: ۳۰]

www.besturdubooks.wordpress.com

هٰـذا أمـر مـن اللّٰه تعالىٰ لعباده المؤمنين أن يغضوا من أبصارهم عما حرم عـليهـم، فـلا يـنـظـروا إلا إلىٰ ما أباح لهم النظر إليه، وأن [يغضوا] أبصارهم عن الـمحارم، فإن اتفق أن وقع البصر على محرم من غير قصد، فليصرف بصره عنه سـريـعًـا، كـمـا رواه مسلم في صحيحه من حديث يونس بن عبيد عن عمرو بن سعيد عن أبي زرعة بن عمرو بن جرير، عن جده جرير بن عبد اللّٰه البجلي رضي اللّٰـه عـنـه قـال: سـألـت النبي صلى اللّٰه عليه وسلم عن نظرة الفجأة، فأمرني أن أصرف بصري. (تفسير ابن كثير مكمل ٩٣٦ دار السلام للنشر والتوزيع رياض)

عـن عبـد اللّٰه بن بريدة عن أبيه رضي اللّٰه عنه قال: قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم لعلي رضي اللّٰه عنه: يا علي لا تتبع النظرة النظرة، فإن لک الأولىٰ وليس لک الآخرة. (مشكاة المصابيح، كتاب النكاح / باب النظر إلى المخطوبة، الفصل الثاني ٢٦٩)

عـن الـحسـن مرسلاً قال: بلغني أن رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم قال: لعـن اللّٰه الناظر والمنظور إليه. رواه البيهقي في شعب الإيمان. (مشكاة المصابيح / باب النظر إلى المخطوبة، الفصل الثالث ٢٧٠)

وفيـمـا إذا كـان الـنـاظـر إلـى المرأة الأجنبية هو الرجل، قال: فليجتنب بجهده، وهو دليل الحرمة. (الفتاوىٰ الهندية، كتاب الكراهية / الباب الثامن فيما يحل للرجل النظر إليه ٣٢٧/٥ زكريا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصورپوری غفرلہ ۲۸/۶/۱۴۱۹ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

بیوی کو بے پردہ کرنے والے کا شرعی حکم

سوال (۳۲۰): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: جوشوہر اپنی بیوی کو بے پردہ کرے، اُس کے لئے شریعت کا کیا حکم ہے؟

www.besturdubooks.wordpress.com

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: جو شوہر اپنی بیوی کو بے پردہ رہنے کو کہے، وہ دیوث اور قابلِ لعنت ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایسے شخص پر اللہ کی لعنت ہے جو اپنے گھر والوں کی بے حیائیوں کو بخوشی گوارا کرے۔ بیوی اگر اِس معاملہ میں شوہر کی بات مانے گی تو وہ بھی سخت گنہگار ہوگی۔

عن عمر بن یاسر عن رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم قال: ثلاثة لا یدخلون الجنة أبدًا: الدیوث من الرجال والرجلة من النساء و مدمن الخمر. فقالوا یا رسول اللّٰہ: أما مدمن الخمر فقد عرفناہ، فما الدیوث من الرجال؟ قال الذي لا یبالي من دخل علی أهله. (شعب الایمان للبیهقي ٤١٢/٧ رقم: ١٠٨٠٠) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۲۰/۴/۱۴۲۳ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

جو ماں اپنی بیٹی اور بہو کو بے پردہ کرے اُس کا حکم

سوال (۳۲۱): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: جو ماں اپنی بیٹی کو بے پردہ کرے اور اپنے بیٹے کی بیوی کو بے پردہ کرے، اُس کے لئے شریعت کا کیا حکم ہے؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: عورتوں کا غیر مردوں سے پردہ کرنا فرضِ عین ہے، جو ماں اپنی بہو اور بیٹی کو بے پردہ کرنے پر اصرار کرے، وہ نہایت بے غیرت اور سخت گنہگار ہے، بہو بیٹی کو اُس کا کہنا مان کر بے پردہ ہونا قطعاً جائز نہیں۔

قال اللّٰہ تعالیٰ: ﴿یٰٓاَیُّهَا النَّبِیُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِکَ وَبَنَاتِکَ وَنِسَآءِ الْمُؤْمِنِیْنَ یُدْنِیْنَ عَلَیْهِنَّ مِنْ جَلَابِیْبِهِنَّ﴾ [الأحزاب، جزء آیت: ٥٩]

www.besturdubooks.wordpress.com

عن علي رضي الله عنه عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: لا طاعة لمخلوق في معصية الله عز وجل. (المسند للإمام أحمد بن حنبل ١٣١/١ قديم، ٦٧/٢ رقم: ١٠٩٥ دار الحديث القاهرة) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۲۳/۴/۲۰ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

بے پردگی کی جگہ بھیجنے میں والدین کی اِطاعت کا حکم

سوال (۳۲۲):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: آج کے اِس پرفتن دور میں پردہ کی دھجیاں اُڑ چکی ہیں، غیر محرم سے پردہ تو کیا؛ مذاق وغیرہ کوئی عیب نہیں سمجھا جاتا؟ اگر والدین رشتہ داروں میں جانے کا حکم دیں (اور کچھ عرصہ تک قیام کیا اور لڑکے کو بدنظری کا خوف ہے، دیہات میں ایک ہی گھر میں کھانا پینا ہوتا ہے) تو کیا تعمیل حکم ضروری ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفيق: بدنظری سے بچنا آدمی کے اپنے اختیار میں ہے، اگر خود آدمی کی نیت اور ذہن صاف ہو اور دل میں خوفِ خدا موجود ہو، تو وہ ہر جگہ رہتے ہوئے گناہ سے بچ سکتا ہے۔ بریں بنا مسئولہ صورت میں پوری احتیاط کے ساتھ بدنگاہی سے بچتے ہوئے والدین کے حکم کی تعمیل کرنا چاہئے، اور اگر ایسی جگہ کا معاملہ ہو جہاں معصیت سے بچنا مشکل ہو تو والدین سے معذرت کر لینا مناسب ہے۔

قال الله تعالىٰ: ﴿قُلْ لِلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ﴾ والمراد غض البصر عما يحرم والاقتصاد به على ما يحل ...... ثم إن غض البصر عما يحرم النظر إليه واجب، ونظرة الفجأة التي لا تتعمد فيها معفو عنها. (روح المعاني ٢٠٤/١٠)

لقوله عليه السلام: اتقوا مواضع التهم. (كشف الخفاء ومزيل الإلباس ٣٧/١ رقم: ٨٨ دار الكتب العلمية بيروت) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۲۹/۵/۳۰ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

www.besturdubooks.wordpress.com

شوہر کا بیوی کو دوستوں سے بے پردگی کے ساتھ بات چیت کرنے پر مجبور کرنا؟

سوال (۳۲۳): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: شادی کے بعد شوہر چاہتا ہے کہ اُس کی بیوی اُس کے دوستوں سے پردہ نہ کرے، بات کرے؛ کیوں کہ اُس کا کھلا ماحول ہے؛ لیکن بیوی نہیں چاہتی، اُس کے منع کرنے پر شوہر ناراض ہوتا ہے تو بیوی کیا کرے؟ کیا اِس طرح بات کرنا شریعت میں جائز ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اِس فتنہ کے دور میں شوہر کا اپنی بیوی کو دوستوں کے سامنے بے پردہ لانے پر مجبور کرنا بہت بڑی بے غیرتی کی بات ہے، بیوی کے لئے اِس معاملہ میں شوہر کی اِطاعت کرنا جائز نہیں، بیوی کو چاہئے کہ وہ شوہر کی ناراضگی کی پرواہ نہ کرے؛ بلکہ شریعت کی پابندی کرتے ہوئے مکمل پردہ کا اہتمام رکھے، اِس پر وہ عنداللہ اَجر وثواب کی مستحق ہوگی۔

عن علي رضي اللّٰہ عنہ عن النبي صلی اللّٰہ علیہ وسلم قال: لا طاعة لمخلوق في معصية اللّٰہ عز وجل. (المسند للإمام أحمد بن حنبل ۱/۱۳۱ قدیم، ۲/۶۷ رقم: ۱۰۹۵ دار الحدیث القاهرة)

عن رجل من أهل المدينة قال: كتب معاوية رضي اللّٰہ عنه إلیٰ عائشة رضي اللّٰہ عنها أن اكتُبي إليّ كتابًا توصيني فيه ولا تُكثِري عليَّ، قال: فكتبت عائشة رضي اللّٰہ عنها إلیٰ معاوية رضي اللّٰہ عنه: سلام عليک، أما بعد! فإني سمعت رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم يقول: ”من التمس رضا اللّٰہِ بسخط الناسِ كفاه اللّٰہ مؤنةَ الناس، ومن التمس رضا الناس بسخط اللّٰہ وكله اللّٰہ إلی الناس“ والسلام عليک. (سنن الترمذي / باب منه عاقبة من التمس رضا الناس رقم: ۲٤۱٤، الأحاديث المنتخبة في الصفات الست / الإخلاص ۳۲۲)

www.besturdubooks.wordpress.com

وتمنع المرأة الشابة من كشف الوجه بين الرجال؛ لا لأنه عورة؛ بل لخوف الفتنة (الدر المختار) قال عليه السلام: التسبيح للرجال والتصفيق للنساء، فلا يحسن أن يسمعها الرجل؛ وفي الكافي: ولا تلبي جهرًا؛ لأن صوتها عورة. (الدر المختار مع الشامي / باب شروط الصلاة، مطلب في ستر العورة ۲/۷۸-۷۹ زكريا)

ولا يكلم الأجنبية إلا عجوزًا ...... وينظر من الأجنبية إلى وجهها وكفيها فقط للضرورة ...... فإن خاف الشهوة أو شك امتنع نظره إلى وجهها فحل النظر مقيد لعدم الشهوة وإلا فحرام، وهٰذا في زمانهم، وأما في زماننا فمنع من الشابة. (الدر المختار / كتاب الحظر والإباحة ۹/۵۳۰-۵۳۱-۵۳۲ زكريا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

املاہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۳۴/۴/۲۰ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

گھر کے جوان ملازم سے پردہ ضروری ہے؟

سوال (۳۲۴): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: آج کل گھروں میں کام کاج کے لئے جوان ملازم رکھ لیتے ہیں، اگر اُن لوگوں سے کہا جائے کہ اُن کے سامنے بے پردہ نہیں آنا چاہئے، تو اُن لوگوں کا جواب ہوتا ہے کہ ہماری نیت صاف ہے، کیا اُن کا یہ کہنا صحیح ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اگر ملازم جوان ہو تو گھر کی نامحرم عورتوں کو اُس کے سامنے آنا جانا جائز نہیں، اور شریعت کے حکم کے خلاف یہ کہنا کہ ہماری نیت صاف ہے، یہ بڑی جسارت کی بات ہے؛ کیوں کہ نفسانی شرور میں مبتلا ہونے کا ہر وقت خطرہ موجود ہے۔

قال اللّٰہ تعالیٰ: ﴿وَاِذَا سَاَلْتُمُوْهُنَّ مَتَاعًا فَاسْئَلُوْهُنَّ مِنْ وَّرَآءِ حِجَابٍ﴾ [الأحزاب، جزء آیت: ۵۳]

www.besturdubooks.wordpress.com

قال اللّٰه تعالیٰ: ﴿يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِاَزْوَاجِكَ وَبَنَاتِكَ وَنِسَآءِ الْمُؤْمِنِيْنَ يُدْنِيْنَ عَلَيْهِنَّ مِنْ جَلَابِيْبِهِنَّ﴾ [الأحزاب، جزء آیت: ۵۹]

تمنع المرأة الشابة من كشف الوجه بين الرجال، لا لأنه عورة؛ بل لخوف الفتنة. (الدر المختار مع الشامي / باب شروط الصلاة، مطلب في ستر العورة ۷۸/۲-۷۹ کراچی)

قال القاضي: سمعت الإمام رحمه الله يقول: إن مع كل امرأة شيطانين ومع الغلام ثمانية عشر شيطانًا. (الفتاویٰ التاتارخانية ۹۵/۱۸ زکریا)

ولا يكلم الأجنبية إلا عجوزًا ...... وينظر من الأجنبية إلى وجهها وكفيها فقط للضرورة ...... فإن خاف الشهوة أو شك امتنع نظره إلى وجهها فحل النظر مقيد لعدم الشهوة وإلا فحرام، وهٰذا في زمانهم، وأما في زماننا فمنع من الشابة. (الدر المختار / کتاب الحظر والإباحة ۵۳۰/۹-۵۳۱-۵۳۲ زکریا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

املاہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۲۳/۴/۳۴ ۱۴ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

لے پالک لڑکے سے پردہ ضروری ہے؟

سوال (۳۲۵):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: میری بہن کے شوہر کا انتقال ہوگیا، اُس کے کوئی اَولاد نہیں ہے، اُنہوں نے اپنے سوتیلے دیور کے لڑکے کو پالا تھا، جن کا وہ لڑکا ہے اُن کی ماں دو تھیں اور باپ ایک تھے، جس وقت اُس کو پالا تھا وہ آٹھ سال کا تھا، اَب وہ بالغ ہے، اُس لڑکے کے علاوہ کوئی سہارا نہیں ہے، اُس لڑکے سے اُن کو پردہ کرنا ہے یا نہیں؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: لے پالک لڑکا حقیقی بیٹے کے حکم میں نہیں ہے؛ لٰہذا اگر وہ بالغ ہے تو اُس سے پردہ لازم ہے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

قال اللّٰه تعالیٰ: ﴿وَمَا جَعَلَ اَدْعِيَآئَكُمْ اَبْنَآئَكُمْ﴾ [الأحزاب، جزء آیت: ٤]

وفي تفسير المظهري: فلا يثبت بالتبنى شيء من أحكام البنوة من الإرث، وحرمة النكاح وغير ذلک. (تفسير المظهري ٢٩٢/٧، روح المعاني ٢٢/١٢، أحكام القرآن للتهانوي ١٨٣/٥) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۷/۳/۱۴۳۰ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

مسلمان بیوی کا غیر مسلم خسر سے پردہ کرنا؟

سوال (۳۲۶): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: زید اور ہندہ قبل از نکاح غیر مسلم تھے، نکاح کے بعد دونوں ایمان لے آئے۔ دریافت طلب اَمر یہ ہے کہ ہندہ کے لئے اپنے خسر سے پردہ کرنا ضروری ہے یا نہیں، حالاں کہ خسر نے اِسلام قبول نہیں کیا ہے، اِسی طرح زید کو اپنی ساس سے پردہ کرنا ازروئے شرع کیسا ہے؟ حالاں کہ زید کی ساس کفر کی حالت میں ہے؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: زید وہندہ اپنے غیر مسلم خسر وخوش دامن سے گفتگو کرسکتے ہیں، پردہ کرنا ضروری نہیں۔

قال اللّٰه تبارک وتعالیٰ: ﴿وَلَا يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ اِلَّا لِبُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ اٰبَآئِهِنَّ اَوْ اٰبَآءِ بُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ اَبْنَآئِهِنَّ اَوْ اَبْنَآءِ بُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ اِخْوَانِهِنَّ اَوْ بَنِىْٓ اِخْوَانِهِنَّ اَوْ بَنِىْٓ اَخَوَاتِهِنَّ﴾ [النور، جزء آیت: ۳۱]

لا بأس للرجل أن ينظر ...... إلى كل ذات محرم برضاع أو مصاهرة. (الفتاویٰ الهندية ٣٢٨/٥) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۲۱/۴/۱۴۱۴ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

www.besturdubooks.wordpress.com

خسر سے بہو کا منہ چھپانا؟

سوال (۳۲۷): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: جو عورتیں اپنے سگے خسر سے منہ چھپانا ضروری سمجھتی ہیں، اور جو عورتیں بیوہ ہونے کے بعد چوڑیاں پہننا معیوب خیال کرتی ہیں، اُن دونوں صورتوں میں وہ گنہگار ہوں گی یا نہیں؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: خسر سے منہ چھپانا اگر طبعی حیاء کی وجہ سے ہے تو کوئی حرج نہیں ہے، اور ہمارے علاقہ میں عام طور پر عورتیں خسر سے بے تکلف نہیں ہوتیں اور اِس فتنہ انگیز ماحول میں بے تکلف ہونا بھی نہیں چاہئے، اور عدت گذرنے کے بعد چوڑیاں نہ پہننا اگر یہ سمجھ کر ہو کہ یہ جائز ہی نہیں تو یہ شرعاً درست نہیں ہے، اور اگر طبعی پژمردگی کی وجہ سے کوئی عورت چوڑی نہ پہنے تو اِس پر جبر نہیں کیا جائے گا۔ (فتاویٰ محمودیہ ۲۰/۶/۱۲، احسن الفتاویٰ ۳۵/۸)

والمراد إذا لم تكن محرمًا؛ لأن المحرم بسبيل منها، إلا إذا خاف على نفسه أو عليها الشهوة، فحينئذٍ لا يمسها ولا ينظر إليها ولا يخلو بها، لقوله عليه السلام: "العينان يزنيان وزناهما النظر، واليدان تزنيان وزناهما البطش، والرجلان يزنيان وزناهما المشي، والفرج يصدق ذٰلک أو يكذبه". فكان في كل واحد منها زنًا، والزنا محرم بجميع أنواعه، وحرمة الزنا بالمحارم أشد وأغلظ، فيجتنب الكل. (البحر الرائق، كتاب الكراهية / فصل في النظر واللمس ۳۵۶/۸ زكريا، وكذا في الفتاوىٰ الهندية / الباب الثامن ۳۲۸/۵ زكريا) **فقط واللہ تعالیٰ اعلم**

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۲۶/۲/۱۳ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

عدت کی حالت میں بہنوئی سے پردہ کرنا؟

سوال (۳۲۸): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے

www.besturdubooks.wordpress.com

میں کہ: میرے داماد کا انتقال ہوگیا ہے، وہ میرے ہی گھر پر رہتا تھا، میری لڑکی عدت گذار رہی ہے، میں نے اُس سے چھوٹی لڑکی کی شادی پاکستان میں کی ہے؛ لہٰذا وہ اِس انتقال کی خبر سن کر آج دونوں میاں بیوی ہمارے گھر آگئے ہیں، اَب یہ خبر سن کر کہ باجی عدت کر رہی ہیں وہ ہم سے بھی پردہ کریں گی، اَفسوس ہوا، میرے داماد جو پاکستان سے آئے ہیں اُن کے رہنے کے لئے کوئی اور جگہ نہیں ہے، اَب آپ یہ بتائیں کہ میری لڑکی جو کہ عدت کر رہی ہے، اپنے چھوٹے بہنوئی سے پردہ کرے یا نہیں؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: غیر محرم مردوں سے عورت کو پردہ کرنا ہر حال میں ضروری ہے، اِس میں صرف حالتِ عدت ہی کی قید نہیں؛ لہٰذا صورتِ مسئولہ میں بھی یہی حکم دیا جائے گا کہ آپ کی لڑکی اپنے بہنوئی کے سامنے بلاضرورت نہ آئے۔

عن عقبة بن عامر رضي اللّٰه عنه قال: قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: إياكم والدخول على النساء أي غير المحرمات عن طريق التخلية أو على وجه التكشف. (مرقاة المفاتيح، كتاب النكاح / باب النظر إلى المخطوبة ٢٥٣/٦ رقم: ٣١٠٢ دار الكتب العلمية بيروت، ١٩٢/٦ المكتبة الأشرفية ديوبند)

وتمنع المرأة الشابة من كشف الوجه بين الرجال لا لأنه عورة؛ بل لخوف الفتنة. (الدر المختار، كتاب الصلاة / باب شروط الصلاة، مطلب في ستر العورة ٤٠٦/١ دار الفكر بيروت) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصورپوری غفرلہ ۱۴۱۲/۱۱/۷ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

معتدہ کا مہترانی سے پردہ کرنا؟

سوال (۳۲۹): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے

www.besturdubooks.wordpress.com

میں کہ: بحالتِ عدت مہترانی اور ایسی عورت جو بے پردہ رہتی ہے جیسے فقیرنی وغیرہ، تو کیا اِن سے پردہ کیا جائے گا؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰه التوفيق: اگر فتنہ کا اندیشہ نہ ہو تو اِن عورتوں سے عورت کو پردہ کرنا ضروری نہیں ہے۔

قال اللّٰه تعالىٰ: ﴿اَوْ نِسَآئِهِنَّ﴾ [النور، جزء آيت: ٣١]

وقال تعالىٰ: ﴿وَلَا نِسَآئِهِنَّ﴾ [الأحزاب، جزء آيت: ٥٥]

قال أبوبكر الجصاص تحت هٰذه الآية: قال قتادة رخّص لهؤلاء أن لا يجتنبن منهم، قال أبوبكر: ذكر ذوي المحارم متهن و ذكر نسائهن. (أحكام القرآن للجصاص، الأحزاب / باب ذكر حجاب النساء ٣٧٠/٣ دار الكتاب العربي بيروت)

وتنظر المرأة من المرأة إلى ما يجوز للرجل أن ينظر إليه من الرجل لوجود المجانسة. (الهداية ٤٤٥/٤)

نظر المرأة إلى المرأة كنظر الرجل إلى الرجل ...... ينظر إلى جميع جسده إلا ما بين سرته حتى يجاوز ركبتيه. (الفتاوىٰ التاتارخانية ٩٠/١٨ زكريا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصورپوری غفرلہ ۱۴۱۴/۳/۱۰ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

خالہ زاد بھائی سے پردہ؟

سوال (۳۳۰): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: میری خالہ جو ہمارے گھر سے باہر رہتی ہیں، اُن کے لڑکے میرے خالہ زاد بھائی ہیں، وہ کبھی کبھی ہمارے گھر بھی آتے ہیں؛ لہٰذا میری لڑکی اُن سے پردہ کرے یا نہیں؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰه التوفيق: خالہ زاد بھائی اَجانب میں داخل ہیں؛ لہٰذا اُن سے

www.besturdubooks.wordpress.com

پردہ کرنا چاہئے۔

قال اللّٰہ تعالیٰ: ﴿وَاُحِلَّ لَكُمْ مَا وَرَآءَ ذٰلِكُمْ﴾ [البقرة، جزء آیت:]

وقال تعالیٰ: ﴿قُلْ لِلْمُؤْمِنَاتِ يَغْضُضْنَ مِنْ اَبْصَارِهِنَّ﴾ [النور، جزء آیت: ۱۸]

عن جابر رضي اللّٰه عنه قال: قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم: لا یخلون رجل بامرأة إلا کان ثالثها الشیطان. (مشکاة المصابیح / باب النظر إلی المخطوبة ۲٦۹)

عن جابر رضي اللّٰه عنه قال: قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم: ألا! لا یبیتن رجل عند امراۃ ثیب، إلا أن یکون ناکحًا أو ذا محرم. (صحیح مسلم، کتاب السلام / باب تحریم الخلوة بالأجنبیة والدخول علیها ۲/۲۱۵ رقم: ۲۱۷۱ بیت الأفکار الدولیة، مشکاة المصابیح، کتاب النکاح / باب النظر إلی المخطوبة وبیان العورات، الفصل الثاني ۲٦۸) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۱/۷ /۱۴۱۲ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

بالغ لڑکے کا سگی خالہ سے پردہ؟

سوال (۳۳۱): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: بالغ لڑکے کا اپنی سگی خالہ سے پردہ ہے یا نہیں؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰه التوفیق: سگی خالہ سے پردہ نہیں ہے، بشرطیکہ فتنہ کا اندیشہ نہ ہو۔

وینظر من محرمه هي من لا یحل له نکاحها أبدًا بنسب أو سبب إلی الرأس والوجه والصدر، إن أمن شهوته وشهوتها أیضًا. (شامي ۹/۵۲۷ زکریا)

والمراد إذا لم تکن محرمًا؛ لأن المحرم بسبیل منها، إلا إذا خاف علی نفسه أو علیها الشهوة، فحینئذٍ لا یمسها ولا ینظر إلیها ولا یخلو بها، لقوله علیه السلام: "العینان یزنیان وزناهما النظر، والیدان تزنیان وزناهما البطش،

www.besturdubooks.wordpress.com

والرجلان يزنيان وزناهما المشي، والفرج يصدق ذٰلک أو يكذبه". فكان في كل واحد منها زنًا، والزنا محرم بجميع أنواعه، وحرمة الزنا بالمحارم أشد وأغلظ، فيجتنب الكل. (البحر الرائق، کتاب الكراهية / فصل في النظر واللمس ۳۵۶/۸ زکریا، وكذا في الفتاوىٰ الهندية / الباب الثامن ۳۲۸/۵ زکریا)

وقال عليه السلام: من قبّل رجل أمه، فكأنما قبل عتبة الجنة. وإن لم يأمن ذٰلک أو شک، فلا يحل له النظر والمس. (الدر المختار، كتاب الحظر والإباحة / فصل في النظر والمس ۳۶۷/۶ کراچی، ۵۲۸/۹ وكذا في كتاب المبسوط للإمام محمدؒ / كتاب الاستحسان ۵۰/۳ إدارة القرآن کراچی) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۰/۴/۱۴۲۷ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

پھوپھی زاد اور ماموں زاد بہن سے فون پر بات کرنا؟

سوال (۳۳۲): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: ہندہ کے ماموں زاد، پھوپھی زاد جوان بھائی ہندہ کی دلجوئی کے لئے رات میں حسبِ عادت دیرینہ فون پر گفتگو کرتے ہیں، یہ طریقہ درست ہے؟ مندرجہ بالا رشتہ کے بھائی ہندہ سے گفتگو کریں یا دورانِ عدت گفتگو سے پرہیز کریں، عبداللہ کے کسی عزیز نے اس گفتگو پر اعتراض کیا ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: ہندہ کے ماموں زاد اور پھوپھی زاد جوان بھائی ہندہ کے لئے غیر محرم ہیں، ہندہ کا اُن کے سامنے آنا یا اُن کا ہندہ کی دل جوئی کے لئے فون پر بات کرنا جائز نہیں، اِس میں فتنہ کا سخت اندیشہ ہے؛ لہٰذا ہندہ اُن سے فون پر بات کرنے سے احتراز کرے۔

ولا يكلم الأجنبية إلا عجوزًا. (شامي / كتاب الحظر والإباحة ۵۳۰/۹ زکریا)

www.besturdubooks.wordpress.com

صوت المرأة عورة على الراجح. (شامي / كتاب الحظر والإباحة ۵۳۱/۹ زكريا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۳۲/۱۱/۲۴ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

دیور، نندوئی، بہنوئی سے پردہ کا حکم

سوال (۳۳۳): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: دیور، نندوئی، بہنوئی وغیرہ گھروں میں آتے ہیں اور آج کل گھر تنگ ہوتے ہیں، پردہ شرعی اُن لوگوں سے کرنا دشوار ہے، کیا اِس میں کچھ چھوٹ ہوسکتی ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: دیور، نندوئی اور بہنوئی سب غیر محرم ہیں، اُن کے ساتھ تنہائی میں رہنا حرام ہے، اور حتی الامکان مکمل پردہ بھی لازم ہے؛ لیکن اگر اُن کی بار بار آمد ورفت سے تنگی ہو اور بظاہر کسی فتنہ کا اندیشہ نہ ہو، تو اُن کے سامنے زیب وزینت کے بغیر صرف چہرہ اور ہتھیلی کھولنے کی اِجازت ہے، سر کے بال یا بدن کا کوئی اور حصہ اُن کے سامنے کھولنا بہرحال ناجائز ہے، خواتین کو خاص طور پر اِس مسئلہ کا خیال رکھنا چاہئے۔

قال اللّٰہ تعالیٰ: ﴿وَاُحِلَّ لَكُمْ مَا وَرَآءَ ذٰلِكُمْ﴾ [آل عمران، جزء آیت: ۲٤]

وقال تعالیٰ: ﴿وَلَا يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ اِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا﴾ [النور، جزء آیت: ۳۱]

عن عقبة بن عامر رضي اللّٰه عنه قال: قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: إياكم والدخول على النساء أي غير المحرمات عن طريق التخلية أو على وجه التكشف. (مرقاة المفاتيح، كتاب النكاح / باب النظر إلى المخطوبة ٢٧٨/٦)

الخلوة بالأجنبية حرام. (الدر المختار، كتاب الحظر والإباحة / فصل في النظر والمس ٣٦٨/٦ كراچی، ۵۳۹/۹ زكريا)

www.besturdubooks.wordpress.com

ولا يـكـلـم الأجنبية إلا عجوزًا …… وينظر من الأجنبية إلى وجهها و كفيها فـقـط لـلـضـرورـة …… فـإن خاف الشهوة أو شک امتنع نظره إلى وجهها فحل الـنـظـر مقيد لعدم الشهوة وإلا فحرام، وهٰذا في زمانهم، وأما في زماننا فمنع من الشابة. (الدر المختار / كتاب الحظر والإباحة ٥٣٠/٩-٥٣١-٥٣٢ زكريا)

وأمـا فـي زمـانـنـا فـمنع من الشابة لا لأنه عورة؛ بل لخوف الفتنة. (شامي ٣١٧/٦ كراچی، ٥٣٢/٩ زكريا)

الـنـظر إلىٰ وجه الأجنبية إذا لم يكن عن شهوة ليس بحرام؛ لكنه مكروه. وأمـا الـنـظر إلى الأجنبيات فنقول: يجوز النظر إلى مواضع الزينة الظاهرة فيهن، وذٰلک الـوجه والكف في ظاهرة الرواية، كذا في الذخيرة. (الفتاویٰ الهندية، كتاب الكراهية / الباب الثاني ٣٢٩/٥) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۲۱/۳/۱ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

حقیقی ممانی اور چچی سے پردہ؟

سوال (۳۳۴): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: حقیقی ممانی حقیقی چچی سے ماموں یا چچا کے نکاح ختم ہوجانے کے بعد نکاح کرنا تو درست ہے؛ لیکن دریافت طلب امر یہ ہے کہ جب تک ممانی یا چچی ماموں یا چچا کے نکاح میں ہیں، اُس وقت تک اُن سے شرعی پردہ کیا جائے گا یا کچھ تخفیف ہوگی؛ کیوں کہ ہمارے ماحول میں چچی اور ممانی وغیرہ کو ماں کا درجہ دے کر اُن سے پردہ نہیں کیا جاتا؛ بلکہ دوسرے محارم کی طرح اُن کے ساتھ سلام وکلام اور بے محابا سامنے آنے جانے کو درست سمجھا جاتا ہے، کیا اُن کا چہرہ اور ہتھیلیوں کے دیکھنے کی نیز سلام وکلام کرنے کی گنجائش ازروئے شرع ہے یا نہیں؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: ممانی اور چچی نامحرم ہیں، اُن سے پردہ کرنا ضروری

www.besturdubooks.wordpress.com

ہے، اُن کے ساتھ تنہائی اور اکیلے سفر کرنا جائز نہیں ہے؛ تاہم اگر فتنہ کا اندیشہ نہ ہو اور اُن کے گھر میں آنا جانا ناگزیر ہو تو اگر نظر کی حفاظت کرتے ہوئے اُن سے ضروری بات چیت کی جائے اور اِس دوران اتفاقاً اُن کے چہرے اور ہتھیلی پر نظر پڑ جائے تو اِس کی شرعاً گنجائش ہے۔

قال اللّٰہ تعالیٰ: ﴿وَاُحِلَّ لَكُمْ مَا وَرَآءَ ذٰلِكُمْ﴾ [آل عمران، جزءآیت: ۲٤]

سوی ما قد بینت لکم تحریمه. (تفسیر ابن عباس، النساء: ۲٤، ص: ۸۹ دار الکتب العلمیة بیروت)

وأما المرأة الحرة التي لا نكاح بينه وبينها ولا حرمة ممن يحل له نكاحها، فليس ينبغي أن ينظر إلى شيءٍ منها. (المبسوط للإمام محمد رحمه اللّٰہ / کتاب الاستحسان ٥٦/٣ إدارة القرآن کراچی)

قال العلامة الحصكفي رحمه اللّٰہ: "الخلوة بالأجنبية حرام". (الدر المختار) وقال ابن عابدين رحمه اللّٰہ: "وأجمعوا أن العجوز لا تسافر بغير محرم، فلا تخلوا برجل، شابًا أو شيخًا الخ". (الدر المختار مع الشامي، کتاب الحظر والإباحة / فصل في النظر والمس ٣٦٨/٦ کراچی، ٥٣٢/٩ زکریا)

فلا يحل النظر للأجنبي من الأجنبية الحرة إلى سائر بدنها إلا الوجه والكفين. (بدائع الصنائع ۲۹۳/٤ زکریا) فقط واللّٰہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۶/۳/۱۴۲۵ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللّٰہ عنہ

پھوپھا، خالو، ممانی اور چچی وغیرہ سے پردہ؟

سوال (۳۳۵): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: خالو، پھوپھا، چچی، ممانی، محارم نہیں؛ لیکن قریبی ہیں، اور ہمارے یہاں اُن سے شرعی پردہ نہیں کرتے، اَب جو پردہ کرنا چاہتا ہے اُس کے لئے دشواری ہوتی ہے۔ تو دریافت یہ کرنا ہے کہ

www.besturdubooks.wordpress.com

اُن سے پردہ کرنے میں کچھ تخفیف ہے یا نہیں؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: خالو، پھوپھا، چچی، ممانی اور چچازاد بہنیں وغیرہ اگرچہ اَجانب میں داخل ہیں اور اُن سے خلوت اور اُن کے ساتھ بلا محرم سفر، اور آنکھ میں آنکھ ملاکر بے تکلفی اور ہنسی مذاق جائز نہیں ہے؛ لیکن ستر کی مکمل حفاظت کے ساتھ اُن کے گھروں میں آنا جانا اور اُن سے ضروری بات چیت کرنے کی شرعاً گنجائش ہے، ایسی صورت میں مذکورہ عورتوں پر لازم ہے کہ ہتھیلی اور چہرے کے علاوہ بدن کا کوئی اور حصہ اِن رشتہ داروں کے سامنے ظاہر نہ ہونے دیں اور حتی الامکان نگاہوں کو نیچی رکھیں؛ تاکہ آگے کسی فتنہ کا اندیشہ نہ ہو۔

قال اللّٰہ تعالیٰ: ﴿وَاُحِلَّ لَكُمْ مَا وَرَآءَ ذٰلِكُمْ﴾ [آل عمران، جزء آیت: ۲۴]

عن عقبة بن عامر رضي اللّٰه عنه قال: قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: إياكم والدخول على النساء، فقال رجل: يا رسول اللّٰه! أرأيت الحمو؟ قال: الحمو الموت. (مشكاة المصابيح، كتاب النكاح / باب النظر إلى المخطوبة وبيان العورات، الفصل الأول ٢٦٨)

قال العلامة الملا علي القاري رحمه اللّٰه تعالىٰ: قال النووي رحمه اللّٰه: والمراد بالحمو هنا أقارب الزوج غير آبائه؛ لأن الخوف من الأقارب أكثر والفتنة منهم أوقع، لتمكنهم من الوصول إليها والخلوة بها من غير نكير عليهم. (مرقاة المفاتيح، كتاب النكاح / باب النظر إلى المخطوبة وبيان العورات، الفصل الأول ٢٧٨/٦ رقم: ٣١٠٢ رشيدية)

وأما النظر إلى الأجنبيات، فنقول: يجوز النظر إلى مواضع الزينة الظاهرة منهن، وذٰلك الوجه والكف في ظاهر الرواية كذا في الذخيرة، وإن غلب على ظنه أنه يشتهي فهو حرام. (الفتاویٰ الهندية، كتاب الكراهية / الباب الثاني ٣٢٩/٥) فقط واللّٰہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصورپوری غفرلہ ۱۱/۷/۱۴۲۵ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللّٰہ عنہ

www.besturdubooks.wordpress.com

خالو اور پھوپھا سے پردہ؟

سوال (۳۳۶):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: بالغ لڑکی کو اپنے حقیقی خالو اور حقیقی پھوپھا سے پردہ کرنا چاہئے یا نہیں؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: خالو اور پھوپھا نامحرم ہیں، اُن کے سامنے بے محابا آنا جائز نہیں، اگر ضروری ہو تو تمام اَعضاء کو چھپا کر صرف چہرہ اور ہتھیلیاں کھول کر سامنے آنے کی گنجائش ہے، بشرطیکہ کسی فتنے کا اندیشہ نہ ہو، اُن کے ساتھ تنہائی اور اکیلے سفر کرنا جائز نہیں ہے۔

عن جابر رضي اللّٰه عنه عن النبي صلى اللّٰه عليه وسلم قال: لا تلِجُوا على المغيبات، فإن الشيطان يجري من أحدكم مجرى الدم. (مشكاة المصابيح، باب النظر إلى المخطوبة / الفصل الثاني ٢٦٩)

"إن الشيطان": أي كيده ووسواسه "يجري": أي يسرى "من الإنسان": أي فيه، وقيل: عُدّى "يجري" بـ "من" على تضمين معنى التمكن: أي يتمكن الإنسان في جريانه "مجرى الدم": أي في جميع عروقه ...... شبّه سريان كيده وجريان وساوسه في الإنسان بجريان دمه في عروقه وجميع أعضائه، فهو كناية عن تمكنه من إغواء الإنسان وإضلاله تمكنًا تامًا وتصرفه فيه تصرفًا كاملاً بواسطة نفسه الأمارة بالسوء الناشئ قواها من الدم ...... وقيل: إرادة الحقيقة، فإن الشياطين أجسام لطيفة قادرة بأقدار اللّٰه تعالىٰ على كمال التصرف ابتلاءً للبشر". (مرقاة المفاتيح، كتاب الإيمان / باب الوسوسة، الفصل الأول ٢/٢٤٥-٢٤٦ رشيدية)

عن جابر رضي اللّٰه عنه قال: قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: ألا! لا يبيتن رجل عند امرأة ثيب إلا أن يكون ناكحًا أو ذا محرم. (صحيح مسلم، كتاب السلام / باب تحريم الخلوة بالأجنبية والدخول عليها ٢/٢٠٥ رقم: ٢١٧١ بيت الأفكار الدولية، مشكاة

www.besturdubooks.wordpress.com

المصابيح، كتاب النكاح / باب بيان العورات ۲۲۸)

عن عمر رضي اللّٰه عنه عن النبي صلى اللّٰه عليه وسلم قال: لا يخلونّ رجل بامرأة إلا كان ثالثهما الشيطان. رواه الترمذي (مشكاة المصابيح، كتاب النكاح / باب النظر إلى المخطوبة، الفصل الثاني ۲۶۹)

فلا يحل النظر للأجنبي من الأجنبية الحرة إلى سائر بدنها إلا الوجه والكفين. (بدائع الصنائع ۲۹۳/٤ زكريا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۶/۳/۱۴۲۵ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

شوہر کے بھتیجے، بھانجے نامحرم ہیں

سوال (۳۳۷): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: میری ساس عدت میں ہیں، یہ بتائیے کہ شوہر کے بھتیجے، بھانجے اُن کی اولاد کے سامنے آسکتی ہیں یا نہیں؟ بھتیجے، بھانجے بھی بیوی والے ہیں، وہ یہ کہہ رہے ہیں کہ ہم تو اُن کے آگے بچے ہیں، ہم سے کوئی پردہ نہیں اور میں کہہ رہی ہوں، جیسے کہ دیور نندوئی سے پردہ ہے، ویسے ہی اُن کی اولاد سے پردہ ہونا چاہئے، آپ بتائیں میں بہت کشمکش میں ہوں، بحث کروں تو کیسے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: شوہر کے بھتیجے بھانجے عورت کے لئے نامحرم ہیں، اُن سے ہر حالت میں پردہ کرنا چاہئے، خواہ عدت میں ہو یا نہ ہو؛ البتہ اگر کسی ضرورت کی وجہ سے اُن کا گھر میں آنا جانا زیادہ ہو اور کسی فتنہ کا اندیشہ نہ ہو، تو عورت کے لئے اُن کے سامنے چہرہ کھولنا اور ضروری بات چیت کرنا درست ہے۔ (مستفاد: احسن الفتاویٰ ۴۴/۸)

عن عائشة رضي اللّٰه عنها أن أسماء بنت أبي بكر دخلت على رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم وعليها ثيابٌ رِقاقٌ، فأعرض عنها رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه

www.besturdubooks.wordpress.com

وسلم، وقال: يا أسماء! إن المرأة إذا بلغت المحيض لم تصلّح لها أن يُرى منها إلا هٰذا وهٰذا، وأشار إلى وجهه وكفيه. (سنن أبي داؤد، كتاب اللباس / باب فيما تبدي المرأة من زينتها رقم: ٤١٠٤ دار الفكر بيروت، مشكاة المصابيح ٣٧٧، السنن الكبرىٰ للبيهقي ٨١/٣ رقم: ٣٣٠٢)

قال العلامة الملا علي القاري رحمه اللّٰه تعالىٰ: قال النووي رحمه اللّٰه: والمراد بالحمو هنا أقارب الزوج غير آبائه؛ لأن الخوف من الأقارب أكثر والفتنة منهم أوقع، لتمكنهم من الوصول إليها والخلوة بها من غير نكير عليهم. (مرقاة المفاتيح، كتاب النكاح / باب النظر إلى المخطوبة وبيان العورات، الفصل الأول ٢٧٨/٦ رقم: ٣١٠٢ رشيدية)

أما النظر إلى الأجنبيات، فنقول: يجوز النظر إلى مواضع الزينة الظاهرة منهن وذٰلك الوجه والكف في ظاهر الرواية كذا في الذخيرة. وإن غلب على ظنه أنه يشتهي فهو حرام كذا في الينابيع: النظر إلى وجه الأجنبية إذا لم يكن عن شهوة ليس بحرام لكنه مكروه، كذا في السراجية. (الفتاوىٰ الهندية، كتاب الكراهية / الباب الثاني ٣٢٩/٥) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۲۳/۶/۱۴۲۵ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

سوتیلی لڑکی کے شوہر سے پردہ؟

سوال (۳۳۸): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: کسی شخص کی دو بیویاں ہیں، پہلی بیوی طلاق شدہ ہے، جس کے بطن سے اُس شخص کی دو لڑکیاں اور ایک لڑکا ہے، دونوں لڑکوں کی شادی ہوچکی ہے۔ دوسری بیوی کے بطن سے اُس شخص کی چار لڑکیاں اور دو لڑکے ہیں، ایک لڑکی کی شادی ہوچکی ہے، اُس شخص کا انتقال ہوگیا ہے، دوسری بیوی عدت میں ہے، کیا دورانِ عدت پہلی بیوی کی لڑکیوں کے شوہروں سے اور اپنی لڑکی کے شوہر سے اور پہلی بیوی کے لڑکے سے بھی پردہ کیا جائے گا؟

www.besturdubooks.wordpress.com

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: مذکورہ معتدہ عورت کی سوتیلی لڑکی کا شوہر اُس کے لئے محرم نہیں ہے؛ لہٰذا اُس سے پردہ بہر حال لازم ہے، خواہ عدت میں ہو یا عدت کے بعد ہو۔ (مستفاد: فتاویٰ دارالعلوم دیوبند ۱۶/۱۹۳)

البتہ اُس کی سگی بیٹیوں کے شوہر اُس کے لئے محرم ہیں، اُن سے پردہ نہیں ہے، اِسی طرح سوتیلے لڑکے یعنی شوہر کی پہلی بیوی کے لڑکوں سے بھی پردہ نہیں ہے۔

قال اللّٰہ تعالیٰ: ﴿حُرِّمَتْ عَلَيْكُمْ أُمَّهَاتُكُمْ – إلىٰ قوله – وَأُمَّهَاتُ نِسَآءِ كُمْ﴾ [النساء، جزء آیت: ۲۳]

قال القرطبي: تحريم الأمهات عام في كل حالٍ لا يتخصص بوجه من الوجوه، ولهذا يسميه أهل العلم المبهم، أي لا باب فيه ولا طريق إليه لانسداد التحريم وقوته. (الجامع لأحكام القرآن الكريم للقرطبي ٥/١٧٠ بيروت)

والأم تحريم بنفس نكاح البنت. (المحيط البرهاني ٤/٩١ رقم: ٣٧٢٣)

إذ لا يجب عليها الإستتار من أولاد زوجها. (شامي ٥/٢٢٦ زكريا)

وفي الموت تستتر عن سائر الورثة من ليس بمحرم لها. (شامي / كتاب الحظر والإباحة ٥/٢٢٦ زكريا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

املاہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱/۳/۱۴۳۷ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

چچی اور ممانی کا بھتیجے اور بھانجے سے پردہ؟

سوال (۳۳۹): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: بعض گھروں میں پردہ کا جو رواج ہے، اپنی ۶۵ ر سالہ زندگی میں میں نے کہیں اور نہیں دیکھا، نہ کسی عالم سے سنا، شریعت کیا ہے جاننا چاہتا ہوں؟ سوال یہ ہے کہ گھر میں درجنوں بچوں کی

www.besturdubooks.wordpress.com

موجودگی میں بھتیجے یا بھانجے آجائیں، چچی اور ممانی کو سامنے آنے کی اِجازت ہے یا نہیں؟ نیز یہ بات واضح کردیتا ہوں کہ اِن بچوں کا بچپن میں گھروں میں آنا جانا خوب رہا اور اِس گھر کے جو بچے ہیں، آنے والے بھانجے اور بھتیجہ سے اُن کا اَجنبیوں والا پردہ ہے یا کچھ اور حکم ہے؟ جب کہ کسی طرح کا فتنہ اور خوف کا ڈر نہیں اور نہ ہی کوئی تنہائی کا موقع ہے۔

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: چچی اور ممانی کے لئے شوہر کا بھتیجہ اور بھانجہ محرم نہیں ہے؛ بلکہ اَجنبی ہے، اگر فتنہ کا اندیشہ ہو تو اُن سے چہرہ سمیت **مکمل** پردہ کرنا چاہئے، اور اگر فتنہ کا اندیشہ نہیں ہے اور اُن بھتیجہ بھانجوں کی گھر میں آمد ورفت زیادہ ہے، تو اُن کے سامنے چہرہ اور ہتھیلیاں کھولنے کی گنجائش ہے؛ البتہ سر کے بال اور بدن کے دیگر اَعضاء اُن کے سامنے ظاہر کرنے کی اِجازت نہیں۔ (مستفاد: فتاویٰ محمودیہ ۱۹/۲۰۵، احسن الفتاویٰ ۸/۳۵)

قال اللّٰہ تعالیٰ: ﴿وَاُحِلَّ لَکُمْ مَا وَرَآءَ ذٰلِکُمْ﴾ [آل عمران، جزء آیت: ٢٤]

أي ما عدا من ذكر من المحارم هن لک حلالٌ. (تفسير ابن كثير ٤٧٤/١ سهيل أكيڈمي لاهور، ص: ٣١٠ دار السلام للنشر والتوزيع رياض)

جـاز كشف الوجه والكفين والنظر إليهما بدليل قوله تعالىٰ: ﴿وَلَا يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ اِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا﴾ أي مواضعها. (الموسوعة الفقهية ٤٥/٣١ كويت)

قـال فـي الدر: وينظر من الأجنبية إلىٰ وجهها وكفيها فقط للضرورة الخ، فـإن خـاف الشهـوة امتنع نظره إلىٰ وجهها، فحل النظر مقيد بعدم الشهوة، وإلا فحرام. (الدر المختار مع الشامي ٥٣١/٩ زكريا) فقط واللّٰہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصورپوری غفرلہ ۱۴۲۹/۶/۲۴ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

بہنوئی کا سالیوں سے کتنا پردہ ہے؟

سوال (۳۴۰): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے

www.besturdubooks.wordpress.com

میں کہ: جب گھر میں داماد آتے ہیں تو گھر میں پردہ کا نظم کرکے اُن کو گھر میں داخل کیا جاتا ہے، اور بچیوں کو حکم کیا جاتا ہے کہ وہ بالکل پردہ سے رہیں، اگر داماد گھر کے اندر ہے تو دروازہ پر پردہ ڈال دیا جاتا ہے، جب تک داماد برآمدہ وغیرہ میں رہے گا تو لڑکیاں اندر کمرہ میں رہیں گی، اور کپڑوں تک کی جھلک اُن کو نظر نہ آئے گی، اگر داماد کو باہر آنے کی یا پاخانہ پیشاب کی ضرورت ہو، تو وہ کسی بچہ وغیرہ کو آواز دے کر کہہ دیتے ہیں پھر پردہ ہو جاتا ہے، یہاں تک کوشش کی جاتی ہے کہ جب داماد گھر آتے ہیں تو سالیاں اُن کی خیریت تو درکنار اپنی بہن کی خیریت بھی معلوم نہیں کرسکتیں، اور وہ سالیوں کی خیریت معلوم کرسکتے ہیں نہ ہی اُن کی بہن کا سلام بلا واسطہ سالیوں سے کہہ سکتے ہیں، جب کہ داماد بھی علم والا صوم وصلوٰۃ کا پابند ہو اور کوئی تنہائی کا موقع بھی نہ ہو، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام کا اور اُس کے بعد کے لوگوں کا کیا یہی طریقہ رہا ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: بہنوئی سالیوں کے لئے اَجنبی کی حیثیت رکھتا ہے، اور آج کل کے آزاد ماحول میں ایسے رشتوں میں بے احتیاطی سخت فتنہ اور معصیت کا سبب بن جاتی ہے؛ اِس لئے جہاں تک ممکن ہو احتیاط لازم ہے؛ لیکن سوال میں جس طرح کے سخت ترین پردہ کا ذکر کیا گیا ہے وہ بھی حد سے تجاوز ہے، اِس معاملہ میں اِس قدر تکلف کرنا کہ زندگی اَجیرن ہو جائے شریعت کا منشاء نہیں ہے، پس جہاں فتنہ کا اَندیشہ نہ ہو اور ضرورت ہو تو نظر نیچی کرکے ضروری بات چیت کرنے کی گنجائش ہے۔ (مستفاد: فتاویٰ محمودیہ ۲۱۹/۱۹-۲۲۹-۲۳۰ ڈابھیل، احسن الفتاویٰ ۴۰/۸)

عن أبي هريرة رضي اللّٰه عنه خرج رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم ذات يوم أو ليلةٍ، فإذا هو بأبي بكر وعمر رضي اللّٰه عنهما، فقال: ما أخرجكما من بيوتكما هٰذه الساعة؟ قالا: الجوع يا رسول اللّٰه! قال: وأنا والذي نفسي بيده لأخرجني الذي أخرجكما قوموا، فقاموا معه، فأتى رجلا من الأنصار، فإذا هو ليس في بيته، فلما رأته المرأة قالت: مرحبًا وأهلاً! فقال لها رسول اللّٰه صلى اللّٰه

www.besturdubooks.wordpress.com

علیه وسلم: أين فلان؟ قالت: ذهب يستعذِب لنا من الماء...... . الحديث، قال النووي: وفيه جواز سماع كلام الأجنبية ومراجعتها الكلام للحاجة. (صحيح مسلم مع شرح النووي، كتاب الأشربة / باب جواز استتباعه غيره إلى دار من يثق برضاه بذلك الخ ۱۷۷/۲ رقم: ۲۰۳۸ بيت الأفكار الدولية)

الحاجة تنزل منزلة الضرورة عامةً أو خاصةً. (شرح المجلة لسليم رستم باز ۳۳ رقم المادة: ۳۳، الأشباه والنظائر / الفن الأول، القاعدة الخامسة ۹۳) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۲۹/۶/۲۴ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

دین دار عورتوں کا قدم چھپانے کے لئے موزے پہننا؟

سوال (۳۴۱): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: جو خواتین دین دار ہوتی ہیں وہ یہاں پر پیروں میں موزے پہنتی ہیں، اِس کا ثبوت نہیں مل رہا ہے، حضرت والا سے مؤدبانہ التجا ہے کہ رہنمائی فرمائیں؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: عورتوں کے لئے قدمین کا چھپانا ضروری نہیں ہے؛ کیوں کہ یہ اُن کے ستر شرعی میں داخل نہیں ہیں؛ تاہم کوئی عورت اگر فطری حیا کی بنا پر اپنے پیروں کو چھپانے کے لئے موزے پہن لے، تو اِس میں شرعاً کوئی حرج نہیں ہے۔

ولعل القدمين عندهما كالكفين ...... فإن الحرج في سترهما أشد من الحرج في ستر الكفين لا سيما بالنسبة إلى أكثر نساء العرب الفقيرات اللاتي يمشين لقضاء مصالحهن في الطرقات. (روح المعاني ۲۰۷/۱۰، النور آیت: ۳۱)

قال: وهٰذا تنصيص على أن القدم عورة ويروىٰ أنها ليست بعورة وهو الأصح. (الهداية ۹۲/۱)

www.besturdubooks.wordpress.com

وروى الحسن عن أبي حنيفة يجوز النظر إلى قدمها أيضًا. (الفتاویٰ الهندية، كتاب الكراهية / الباب الثاني ٥/٣٢٩)

ووَرَدَ عن أبي حنيفة رحمه اللّٰه القول بجواز إظهار قدميها؛ لأنه سبحانه وتعالىٰ نهى عن إبداء الزينة واستثنى ما ظهر منها والقدمان ظاهرتان. (الموسوعة الفقهية ٤٤/٣١ كويت) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصورپوری غفرلہ ۲۰/۶/۱۴۳۰ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

ننگے بدن غسل کرنے والی عورت کے پاس دوسری عورت کا جانا؟

سوال (۳۴۲): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: اگر عورت ننگے بدن غسل کر رہی ہو تو دوسری عورت کا اُس کے پاس جانا کیسا ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: ننگے بدن غسل کرنے والی عورت کے پاس دوسری عورت کا جانا جائز نہیں ہے؛ کیوں کہ اِس صورت میں دوسری عورت کا ستر بلاضرورت دیکھنا لازم آئے گا، جو قطعاً ممنوع ہے۔

عن أبي سعيد الخدري عن أبيه رضي اللّٰه عنه أن رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم قال: لا ينظر الرجل إلى عورة الرجل، ولا المرأة إلى عورة المرأة، ولا يُفضي الرجل إلى الرجل في ثوب واحدٍ، ولا تُفضي المرأة إلى المرأة في الثوب الواحد. (صحيح مسلم، كتاب الحيض / باب تحريم النظر إلى العورات ١٥٤/١ رقم: ٣٣٨ بيت الأفكار الدولية، المستدرك للحاكم ٢٣٥/١ رقم: ٥٦٠)

ولا يجوز لها أن تنظر إلى ما بين سرتها إلى الركبة. (بدائع الصنائع ٢٩٩/٤ زكريا)

يجوز أن ينظر الرجل إلى الرجل إلى جميع جسده إلا إلى عورته،

www.besturdubooks.wordpress.com

وعورته ما بين سرته حتى يجاوز ركبتيه ...... تنظر المرأة إلى المرأة كنظر الرجل إلى الرجل. وعن أبي حنيفة أن نظر المرأة إلى المرأة كنظر الرجل إلى محارمه والأول أصح. (الفتاویٰ التاتارخانية ۱۸ / ۹۰ زکریا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۱۴۲۰/۳/۱۵ھ

عورت بغیر محرم کے کتنی دور کا سفر کر سکتی ہے؟

سوال (۳۴۳): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: عورت بغیر محرم کے کتنا لمبا سفر طے کر سکتی ہے، یعنی کتنی دور تک جا سکتی ہے؟ اِس میں بوڑھی اور جوان کی کوئی قید ہے یا نہیں؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفيق: اگر فتنہ کا خوف اور معصیت میں مبتلا ہونے کا اندیشہ نہ ہوتو مسافتِ سفر (تقریباً ساڑھے بیاسی کلومیٹر) سے کم مسافت کا سفر محرم کے بغیر بھی جائز ہے، خواہ عورت جوان ہو یا بوڑھی۔ اور ایک روایت حضرات شیخین سے یہ ہے کہ ایک دن اور ایک رات کی مسافت یعنی ۱۶ / میل سے زیادہ مسافت کا سفر عورت کے لئے محرم کے بغیر کرنا مکروہ ہے، اور یہی قول فسادِ زمانہ کی وجہ سے فتویٰ کے زیادہ مناسب ہے۔

عن أبي هريرة رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: لا يحل لامرأة مسلمةٍ تُسافر مسيرةَ ليلةٍ، إلا ومعها رجلٌ ذو حُرمةٍ منها.

عن أبي هريرة رضي الله عنه عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: لا يحلُّ لامرأة تُؤمن بالله واليوم الآخر، تُسافر مسيرةَ يومٍ، إلا مع ذي محرم.

عن أبي هريرة رضي الله عنه أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: لا يحل لامرأةٍ تُؤمن بالله واليوم الآخر، تُسافر مسيرةَ يومٍ وليلةٍ، إلا مع ذي محرمٍ

www.besturdubooks.wordpress.com

عليها. (صحيح مسلم، كتاب الحج / باب سفر المرأة مع محرم إلى حج وغيره ٤٣٣/١-٤٣٤ رقم: ١٣٣٩-٤١٩-٤٢٠-٤٢١ بيت الأفكار الدولية)

فيباح لها الخروج إلى ما دونه لحاجة بغير محرم، وروي عن أبي حنيفة وأبي يوسف كراهة خروجها وحدها مسيرة يوم واحد، وينبغي أن يكون الفتوىٰ عليه لفساد الزمان. (شامي ٤٦٤/٢ کراچی، ٤٦٥/٣ زکریا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۲/۱۱/۱۴۱۶ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

عورت کا ہوائی جہاز میں نامحرم کے ساتھ سفر کرنا؟

سوال (۳۴۴): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: کیا کوئی عورت نامحرم کے ساتھ حج یا عمرہ کا سفر کرسکتی ہے؟ جب کہ اُس کا محرم پہلے سے ہی مکہ میں ہے، مکہ پہنچتے ہی وہ محرم کے ساتھ ہو جائے گی، کیا اِس طرح سفر کرنا صحیح ہے یا نہیں؟ اگر صحیح نہیں تو ایسی صورت میں کیا کیا جائے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: جوان عورت کے لئے محرم کے بغیر حج یا عمرہ کا کوئی سفر جائز نہیں ہے اور مسئولہ صورت میں جب کہ اُسے محرم ایئرپورٹ چھوڑ کر آئے گا اور مکہ پہنچتے ہی وہ دوسرے محرم یا شوہر کے ساتھ ہو جائے گی، تو اِس صورت میں درمیانی وقفہ جو محرم کے بغیر گذرے گا اُس میں وہ گنہگار رہے گی، اس پر توبہ واستغفار لازم ہے؛ تاہم اُس کا حج یا عمرہ درست ہو جائے گا۔

عن ابن عباس رضي اللّٰه عنهما قال: قال النبي صلى اللّٰه عليه وسلم: لا تسافر المرأة إلا مع ذي محرم، ولا يدخل عليها رجل إلا ومعها محرم، فقال رجل يا رسول اللّٰه! إني أريد أن أخرج في جيش كذا وكذا، وامرأتي تريد الحج، فقال: أخرج معها. (صحيح البخاري، كتاب جزاء الصيد / باب حج النساء ٢٥٠/١ رقم: ١٨٦٢

www.besturdubooks.wordpress.com

دار الفكر بيروت، صحيح مسلم، كتاب الحج / باب سفر المرأة مع محرم إلى حج وغيره ٤٣٢/١ رقم: ١٣٤١ بيت الأفكار الدولية)

والمحرم في حق المرأة شرط شابة كانت أو عجوزة. (الفتاویٰ التاتارخانية ٤٧٤/٣ رقم: ٤٨٨٥ زكريا)

ولو حجت بلا محرم أو زوج جاز حجها بالإتفاق...... ؛ لكن مع الكراهة التحريمية للنهي. (غنية الناسك ٣٤ سهارنفور، الدر المختار ٤٦٥/٢ كراچی) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

املاہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴۳۳/۱۰/۵ھ

معلّمہ عورتوں کا بغیر محرم کے سفر کرنا؟

سوال (۳۴۵): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: بعض جگہ عورتیں معلّمہ ہوتی ہیں جو بغیر محرم کے خود سفر کرتی ہیں، اور اُن کے ہمراہ غیر مسلم عورتیں بھی ہوتی ہیں؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اگر فتنہ کا خوف نہ ہو تو پردہ کے ساتھ عورت کا قریبی فاصلہ (مسافتِ سفر کے اندر اندر) تک سفر کرنا مباح ہے؛ لیکن جہاں فتنہ کا اندیشہ ہو وہاں محرم کے بغیر قریبی سفر بھی درست نہیں ہے۔ (فتاویٰ رحیمیہ ۳۸/۱، جواہر الفقہ ۱۴۶/۴ وغیرہ)

قال في الهداية: ولا يجوز لها أن تحج بغيرهما (أي الزوج والمحرم) إذا كان بينها وبين مكة ثلاثة أيام ...... بخلاف ما إذا كان بينها وبين مكة أقل من ثلاثة أيام؛ لأنه يباح لها الخروج إلى ما دون السفر بغير محرم. (الهداية / كتاب الحج ٢٣٣/١ مكتبة شركة العلمية ملتان، ٢٥١/١ مكتبه بلال ديوبند)

كما في الصحيحين: ''لا تسافر امرأة ثلاثًا إلا ومعها ذو محرم''. وفي لفظ لهما: ''فوق ثلاث''، وفي لفظ للبخاري: ''ثلاثة أيام''. (فتح القدير / كتاب الحج

www.besturdubooks.wordpress.com

٤٢٠/٢ مصطفیٰ البابي الحلبي مصر، ٤٢٦/٢ زكريا، وكذا في البحر الرائق / كتاب الحج ٥٥١/٢ زكريا)

وقيّد بالسفر وهو ثلاثة أيام بلياليها؛ لأنه يباح لها الخروج إلى ما دون ذٰلک لحاجة بغير محرم. (البحر الرائق / كتاب الحج ٥٥٢/٢ زكريا، ٣١٥/٢ كوئٹه، وكذا في المرقلة شرح المشكاة، كتاب الحج / الفصل الأول ٣٨٦/٥ رشيدية، وكذا في رد المحتار على الدر المختار / كتاب الحج ٤٦٤/٢-٤٦٥ كراچی)

فيباح لها الخروج إلى ما دونه لحاجة بغير محرم، وروي عن أبي حنيفةؒ وأبي يوسف كراهة خروجها وحدها مسيرة يوم واحد، وينبغي أن يكون الفتوىٰ عليه لفساد الزمان. (شامي ٤٦٤/٢ كراچی، ٤٦٥/٣ زكريا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۹/۳/۱۴۱۷ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

غیر محرم ڈرائیور کے ساتھ دن کا سفر کرنا؟

سوال (۳۴۶): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: غیر محرم ڈرائیور کے ساتھ اپنی کار میں دہلی آنا اور جانا دن دن کے لئے جائز ہے یا نہیں، جب کہ رات کو گھر آجائیں گے؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: غیر محرم ڈرائیور کے ساتھ مسافتِ شرعیہ کے بقدر عورتوں کا تنہا سفر میں جانا ناجائز ہے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتوں کو بلامحرم سفر کرنے سے سخت منع فرمایا ہے۔

عن أبي سعيد الخدري رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: لا يحل لامرأة تؤمن بالله واليوم الآخر أن تُسافر سفرًا يكون ثلاثة أيامٍ فصاعدًا إلا ومعها أبوها، أو أخوها، أو زوجُها، أو ابنها، أو ذو محرم منها. (صحيح

www.besturdubooks.wordpress.com

مسلم ٤٣٤/١ رقم: ٨٢٧، صحيح البخاري رقم: ١١٩٧، سنن أبي داؤد رقم: ١٧٢٦، سنن الترمذي رقم: ١١٦٩، سنن ابن ماجة رقم: ٢٨٩٨، الترغيب والترهيب مكمل رقم: ٤٦٧٧ بيت الأفكار الدولية)

اِس لئے نامحرم ڈرائیور کے ساتھ اکیلے ہرگز سفر نہ کیا جائے، جب بھی ایسے سفر میں جانا ہو تو کسی محرم یا شوہر کو ساتھ لے کر جائیں۔

قال اللّٰہ تعالیٰ: ﴿وَقَرْنَ فِيْ بُيُوْتِكُنَّ وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ الْأُوْلَى﴾ [الأحزاب، جزء آیت: ۳۳]

عن عبد اللّٰہ رضي اللّٰہ عنه عن النبي صلی اللّٰہ علیه وسلم قال: المرأة عورة فإذا خرجت استشرفها الشيطان. (سنن الترمذي آخر أبواب النكاح ٢٢٢/١)

وفي رواية: المرأة عورة مستورة. (نصب الراية لأحاديث الهداية ٢٩٨/١ المكتبة المكية جدة، بحواله: تعلیقاتِ فتاوی محمودیه ٣٧٩/٣ ڈابھیل) فقط واللّٰہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفر لہ ۱۴۲۱/۳/۳ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللّٰہ عنہ

عورت کا موٹر سائیکل پر محرم کے پیچھے بیٹھنا؟

سوال (۳۴۷): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: اگر عورت اپنے محرم: شوہر، باپ بیٹے وغیرہ کے پیچھے موٹر سائیکل پر بیٹھ کر جائے تو کیا اِس میں گنجائش ہے یا نہیں؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: پردہ کی مکمل رعایت کرتے ہوئے محرم یا شوہر کے ساتھ عورت کا اسکوٹر وغیرہ پر آنا جانا جائز ہے، اِس میں شرعاً کوئی ممانعت نہیں۔

عن أنس رضي اللّٰہ عنه أن النبي صلی اللّٰہ علیه وسلم كان لا يغير حتى يصبح - إلى قوله- فلما أراد الشخوص قال الناس: ما ندري اتخذها سرية أم

www.besturdubooks.wordpress.com

تزوجها؟ فلما ركب سترها وأردفها خلفه إلى آخر الحديث. (المصنف لا بن أبي شيبة ٤٣٧/٢٠ رقم: ٣٨٠٣١)

عن أنس بن مالک رضي الله عنه قال: أقبلْنا مع رسول الله صلى الله عليه وسلم من خيبر وإني لرديف أبي طلحة وهو يسير، وبعض نساء رسول الله صلى الله عليه وسلم رديفُ رسول الله صلى الله عليه وسلم الخ. (صحيح البخاري، كتاب اللباس / باب إرداف المرأة خلف الرجل ذا محرم ١٣٦٥/٢ رقم: ٥٩٦٨ دار الفكر بيروت)

قوله ولو لحاجة غزو الخ: أي بشرط أن تكون مُتسَتِّرةً، وأن تكون مع زوج أو محرم. (شامي / كتاب الحظر والإباحة ٦٠٦/٩ زكريا)

عن ابن عباس رضي الله عنهما يقول: سمعت النبي صلى الله عليه وسلم يخطب يقول: لا يخلون رجلٌ بامرأة إلا ومعها ذو محرم ولا تسافر المرأة إلا مع ذي محرم. (صحيح مسلم، كتاب الحج / باب سفر المرأة مع محرم إلى حج أ/ غيره ٤٣٤/١ رقم: ١٣٤١ بيت الأفكار الدولية)

اتفق الفقهاء على أنه يحرم للمرأة أن تسافر بمفردها، وأنه لا بد من وجود محرم أو زوج معها. (الموسوعة الفقهية ٣٧/٢٥ بيروت)

عن عائشة رضي الله عنها في حديث: وما من امرأة تنزع خمارها في غير بيت زوجها إلا كشفت الستر فيما بينهما وبين ربها. (المعجم الأوسط ٢٧٩/٢ رقم: ٣٢٨٦)

أو كانت شابة، وقد ركبت مع زوجها لعذر – إلى قوله – فلا بأس إذا كانت مستترة. (الفتاویٰ التاتارخانية ٢٣٤/١٨ رقم: ٢٨٦١٢ زكريا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

املاہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۳۲/۴/۳۰ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

عورتوں کا مردوں کی تقریریں سننا؟

سوال (۳۴۸):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں

www.besturdubooks.wordpress.com

کہ:عورتوں کا علماؤں کی تقریریں ایسی محفل میں جہاں پردہ کا معقول انتظام ہو، شرعاً سننا کیسا ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: عورتوں کا علماء کرام کی تقریریں سننا جائز ہے، جب کہ معقول پردہ کا انتظام ہو، اور فتنہ سے اَمن ہو، ایک راستہ سے ایک ساتھ عورت ومرد کا آنا جانا نہ ہو؛ بلکہ دونوں کے آنے جانے کا راستہ الگ الگ ہونا چاہیے۔ (مستفاد: فتاویٰ محمودیہ ۴/۲۶۴ ڈابھیل)

ابن الأصبهاني قال: سمعت أبا صالح ذكوان يحث من أبي سعيد الخدري رضي اللّٰه عنه، قالت النساء للنبي صلى اللّٰه عليه وسلم: غلبَنا عليک الرجال، فاجعل لنا يومًا من نفسک، فوعدهن يومًا لقيهن فيه، فوعظهن وأمرهن، فكان فيما قال لهن: "ما منكن امرأة تقدم ثلاثةً من ولدها إلا كان لها حجابًا من نار"، فقالت امرأة: واثنين، فقال: "واثنين". (صحيح البخاري، كتاب العلم / باب هل يجعل للنساء يوم على حدة في العلم ۲۰/۱)

قال ابن حجر: "قوله: فوعظهن ...... ووقع في رواية سهل بن أبي صالح عن أبيه عن أبي هريرة رضي اللّٰه عنه بنحو هٰذه القصة، فقال: وعدكن بيت فلانة، فأتاهن فحدثهن. (فتح الباري، كتاب العلم / باب هل يجعل للنساء على حدة في العلم ۱۹٦/۱ دار الفكر بيروت)

عن ابن عباس رضي اللّٰه عنهما أن النبي صلى اللّٰه عليه وسلم خرج ومعه بلال رضي اللّٰه عنه، فظن أنه لم يسمّع النساء فوعظهن وأمرهن بالصدقة. (صحيح البخاري، كتاب العلم / باب عظة الإمام النساء ۲۰/۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصورپوری غفرلہ ۱۶/۳/۱۴۱۹ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

مردانہ کپڑوں کی عورتوں کے ذریعہ دھلائی؟

سوال (۳۴۹): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے

www.besturdubooks.wordpress.com

میں کہ: مردانہ ناپاک کپڑا عورت دھوکر پاک کرے تو کیا وہ کپڑا پاک سمجھا جائے گا؟ کیا دھوبی یا ڈرائی کلین سے دھلوایا ہوا ناپاک کپڑا پاک سمجھا جائے گا جب کہ دھوبی غیر مسلم ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: مردانہ ناپاک کپڑا عورت کے دھونے سے بھی پاک ہوجاتا ہے اور دھوبی اگر پاک صاف پانی سے کپڑا دھوئے تو اُس سے بھی پاکی حاصل ہوجاتی ہے، اگرچہ وہ غیر مسلم ہی کیوں نہ ہو۔ (فتاویٰ محمودیہ ۲۱/۷)

ڈرائی کلین میں جو کپڑے پٹرول سے دھوئے جاتے ہیں اُن کا حکم یہ ہے کہ اگر ناپاک کپڑے دئے ہوں تو ناپاک ہی رہیں گے اور اگر پاک دئے ہوں تو پاک رہیں گے۔ (احسن الفتاویٰ ۸۴/۲)

الیقین لا یزول بالشک. (الأشباہ والنظائر ۹۰) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصورپوری غفرلہ ۹/۱/۱۴۲۶ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

کسی لڑکی سے پیار کرنا کیسا ہے؟

سوال (۳۵۰): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: اگر کسی لڑکی سے پیار رہو یا پیار کرنا چاہے تو کیسا ہے؟ یعنی کیا چیز اِس میں غلط اور کیا صحیح ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اَجنبی لڑکی سے فاسقانہ پیار ومحبت قطعاً حرام ہے، یہ کھلی ہوئی بے حیائی وبدکاری ہے، ہاں اگر کسی لڑکی سے نکاح کا اِرادہ ہوا اور اُس کو پیغام بھیجا جائے تو شرعاً جائز ہے۔

عن عمر رضي اللّٰه عنه عن النبي صلی اللّٰه علیه وسلم قال: لا یخلونّ رجل بامرأة إلا کان ثالثهما الشیطان. رواه الترمذي (مشکاة المصابیح، کتاب النکاح / باب النظر إلی المخطوبة، الفصل الثاني ۲٦۹)

www.besturdubooks.wordpress.com

عـن بـريدة رضي اللّٰه عنه قال: قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم لعلي رضـي الـلّٰـه عـنـه: يـا عـلـي لا تتبـع النظرة النظرة، فإن لک الأولیٰ وليس لک الآخرة. (مشكاة المصابيح، كتاب النكاح / باب النظر إلى المخطوبة، الفصل الثاني ٢٦٩)

عـن الـحسـن مرسلاً قال: بلغني أن رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم قال: لعـن اللّٰه الناظر والمنظور إليه. رواه البيهقي في شعب الإيمان. (مشكاة المصابيح / باب النظر إلى المخطوبة، الفصل الثالث ٢٧٠)

وفيـمـا إذا كان الناظر إلى المرأة الأجنبية هو الرجل......، قال: فليجتنب بجهده، وهو دليل الحرمة. (الفتاویٰ الهندية، كتاب الكراهية / الباب الثامن فيما يحل للرجل النظر إليه ٣٢٧/٥ زكريا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۵/۵/۱۴۲۳ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

عورتوں کا جلسہ میں شرکت کرنا؟

سوال (۳۵۱): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: ہمارے یہاں کے ایک مولوی صاحب کا کہنا ہے کہ عورتوں کا جلسے جلوس میں جانا مکروہِ تحریمی ہے، اُن کا یہ کہنا صحیح ہے یا نہیں؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: عورتوں کو بھی وعظ ونصیحت کی اِسی طرح ضرورت ہے، جیسے مردوں کو ہوتی ہے؛ لہٰذا مذکورہ مولوی صاحب کا مطلقاً دینی جلسہ میں شرکت کو مکروہ تحریمی قرار دینا صحیح نہیں ہے، ہاں اگر فتنہ کا اندیشہ ہو تو مکروہ ہوگا۔

سـئل ابن عباس رضي اللّٰه عنهما أشَهِدتَّ مع النبي صلى اللّٰه عليه وسلم العيـد، قال نعم خرج رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم فصلّى وخطب ولم يذكر

www.besturdubooks.wordpress.com

أذانًا ولا إقامةً، ثم أتى النساء فوعظهن وذكرهن، وأمرهن بالصدقة الخ. (مشكاة المصابيح / باب صلاة العيدين ١٢٥/١، صحيح مسلم ٢٨٩/١، عمدة القاري ٢٩٩/٦)

وفيه استحباب وعظ النساء وتعليمهن أحكام الإسلام وتذكيرهن بما يجب عليهن، وما يستحب وحثهن على الصدقة وتخصيصهن بذٰلک في مجلس منفرد، ومحل ذٰلک كله إذا أمنت الفتنة والمفسدة. (عمدة القاري ٣٠١/٦، حاشية النووي على صحيح مسلم ٢٨٩/١) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۱۹/۳/۱۶ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

نوجوان مزدور کے اختلاط سے بچنے کے لئے لڑکے کا والدہ کے علی الرغم گھر کی مشین اُٹھوانا؟

سوال (۳۵۲): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: ایک صاحب نے اپنی لڑکی کی شادی کردی تھی، پھر تین چار سال میں اُن کا انتقال ہوجاتا ہے، اور جس لڑکی کی شادی ہوئی تھی اُس لڑکی کو طلاق ہوجاتی ہے، اُس لڑکی کے دو بچے ہیں، لڑکی کی والدہ نے آمدنی میں مزید اِضافہ کے لئے مشین رکھوالی اور اُس مشین کو چلانے کے لئے ایک صاحب کو رکھ لیا، جن کی عمر ۲۸ / یا ۳۰ / سال ہے، اُن کا گھر میں کافی آنا جانا رہتا ہے، حتی کہ اُس آدمی کو گھر والے کا ایک فرد سمجھنے لگے اور وہ لڑکی کی والدہ کو اُمی کہنے لگا، گھر اور دوسری جوان لڑکیاں ہیں، جن کی شادی نہیں ہوئی ہے، محلّہ والوں کو اَجنبی شخص کا گھر میں آمد ورفت رکھنا پسند نہیں ہے، جس کی بنا پر اُلٹی سیدھی باتیں کہنا شروع کردی، لڑکی کا ایک بھائی جو دوسری جگہ رہتا ہے، جب اُس کو اِس بات کا پتہ چلا تو اپنی والدہ وغیرہ کو کافی سمجھایا؛ لیکن والدہ کہتی ہیں کہ یہ آدمی تو مجھے امی کہتا ہے، حالاں کہ اِس آدمی کا ریکارڈ صحیح نہیں ہے، ایک دن لڑکے نے غصہ میں آکر مشین اُٹھوادی۔ تو دریافت طلب بات یہ ہے کہ لڑکے کا یہ عمل صحیح ہے یا غلط؟ لڑکے کا والدہ کو برا بھلا کہنا صحیح ہے یا

www.besturdubooks.wordpress.com

نہیں؟ پھر لڑکے نے دوبارہ مشین رکھوالی، تو یہ درست ہے یا نہیں؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اَجنبی شخص کا گھر میں آنا اور نوجوان لڑکیوں کا دیکھنا قطعاً جائز نہیں ہے؛ لہٰذا ایسے شخص کو بے پردہ گھر میں آنے سے روکنے کے لئے مذکورہ لڑکے نے جو تدبیر کی ہے وہ درست ہے۔

وینظر من الأجنبية إلى وجهها وكفيها فقط للضرورة، فإن خاف الشهوة أو شك امتنع نظره إلى وجهها فحل النظر مقيد بعدم الشهوة وإلا فحرام، وأما في زماننا فمنع من الشابة لا لأنه عورة؛ بل لخوف الفتنة. (الدر المختار مع الشامي ٥٣١/٩ – ٥٣٢ زكريا، الموسوعة الفقهية ٤٤/٣١ كويت)

وبدن الحرة عورة إلا وجهها وكفيها وقدمَيها لقوله تعالىٰ: ﴿وَلَا يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ اِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا﴾ [النور: ٣١] – والمراد محل زينتهن، وما ظهر منها الوجه والكفان – قاله ابن عباس وابن عمر واستثنىٰ في المختصر الأعضاء الثلاثة للابتداء بإبدائها؛ ولأنه عليه السلام: نهى المحرمة عن لبس القفازين والنقاب، ولو كان الوجه والكفان من العورة لما حرم سترهما بالمخيط. (البحر الرائق ٩٦/١ المكتبة الشاملة، ٤٦٩/١ زكريا)

لیکن لڑکے کا والدہ اور دادا کو برا بھلا کہنا درست نہیں ہے؛ بلکہ والدہ وغیرہ کو نرمی سے سمجھانا چاہئے، اور والدہ کو بھی لڑکے کے ساتھ شفقت کا معاملہ کرنا چاہئے۔

عن أنس بن مالك رضي اللّٰه عنه يقول: قال النبي صلى اللّٰه عليه وسلم: ليس منا من لم يرحم صغيرنا ولم يؤقر كبيرنا. (سنن الترمذي، أبواب البر والصلة / باب ما جاء في رحمة الصبيان ١٤/٢)

اور اَجنبی کے اختلاط سے بچنے کی شکل یہ ہے کہ گھر والے ہی اِس عمل کو سیکھ لیں؛ تاکہ خود مشین چلاسکیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصورپوری غفرلہ ۹/۴/۱۴۲۱ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

www.besturdubooks.wordpress.com

اِنجینئر شوہر کے کہنے پر عالمہ بیوی کا بے پردہ گھومنا؟

سوال (۳۵۳): -کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: کسی عالمہ کی شادی اِنجینئر سے ہوگئی، اُس کا شوہر جنس پینٹ اور شرٹ پہناتا ہے اور وہ بغیر پردے کے باہر آتی جاتی ہے، تو کیا اُس کے شوہر کے کہنے پر اُس کا اِس طریقہ سے چلنا جائز ہے یا نہیں؟ اور اگر یہ گناہ ہے تو اِس گناہ کا مستحق صرف اُس کا شوہر ہوگا یا دونوں ہوں گے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: شوہر کے کہنے سے یا اپنی مرضی سے فاسقہ عورتوں جیسا لباس پہننا اور بے پردہ گھر سے نکلنا کسی بھی عورت کے لئے جائز نہیں ہے۔ خاص کر اگر وہ عورت عالمہ ہو تو اُس کا یہ عمل مزید قابلِ گرفت ہے، اگر وہ اِس فعل سے باز نہ آئے تو وہ خود اور اُس کا شوہر دونوں گنہگار ہوں گے۔ (فتاویٰ محمودیہ ۱۹/۱۶۸ ڈابھیل، ۲۷/۴۲۹ میرٹھ)

قال اللّٰہ تعالیٰ: ﴿وَلاَ تَعَاوَنُوْا عَلَى الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ﴾ [المائدة، جزء آیت: ۲]

يعني لا تعاونوا على ارتكاب المنهيات. (تفسير القرطبي ٦/٤٧)

وهو الحكم اللاحق عن الجرائم. (تفسير القرطبي ٦/٤٧)

ينهاهم عن التناصر الباطل والتعاون على المآثم والمحارم. (تفسير ابن كثير ١٠/٦، روح المعاني ٧/٥٧)

عن عمران بن حصين رضي اللّٰه عنه قال: سمعت رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم يقول: لا طاعة لأحد في معصية اللّٰه تعالىٰ. (المسند للإمام أحمد بن حنبل ٦/٥٩ رقم: ٢١٠٣٠)

قال اللّٰه تعالىٰ: ﴿وَقُلْ لِلْمُؤْمِنَاتِ يَغْضُضْنَ مِنْ اَبْصَارِهِنَّ وَيَحْفَظْنَ فُرُوْجَهُنَّ وَلَا يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ اِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلٰى جُيُوْبِهِنَّ﴾ [النور، جزء آیت: ۳۱]

www.besturdubooks.wordpress.com

قال اللّٰه تعالىٰ: ﴿يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِاَزْوَاجِكَ وَبَنَاتِكَ وَنِسَآءِ الْمُؤْمِنِيْنَ يُدْنِيْنَ عَلَيْهِنَّ مِنْ جَلَابِيْبِهِنَّ﴾ [الأحزاب، جزء آيت: ٥٩]

عن ابن عباس رضي اللّٰه عنهما قال: لعن رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم المتشبهين من الرجال بالنساء والمتشبهات من النساء بالرجال. (صحيح البخاري، كتاب اللباس / باب المتشبهين بالنساء والمتشبهات بالرجال ٨٧٤/٢ رقم: ٥٨٨٥ دار الفكر بيروت، مشكاة المصابيح / باب الترجل ٣٨٠)

من شبّه نفسه بالكفار مثلاً في اللباس وغيره أو بالفساق أو بالفجار ...... فهو منهم أي في الإثم، قال الطيبي: هٰذا عام في الخلق والخلق والشعار. (مرقاة المفاتيح، كتاب اللباس / الفصل الثاني ٢٢٢/٨ تحت رقم: ٤٣٤٨ دار الكتب العلمية بيروت)

عن أبي هريرة رضي اللّٰه عنه قال: قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: صنفان من أهل النار لم أرهما قوم معهم ...... ونساء كاسيات عاريات مميلات مائلات رؤوسهن كأسنمة البخت المائلة، لايدخلن الجنة ولا يجدن ريحها، وإن ريحها لتوجد من مسيرة كذا وكذا. (صحيح مسلم / كتاب اللباس والزينة ٢٠٥/٢)

وتمنع المرأة الشابة من كشف الوجه بين الرجال ...... لا لأنه عورة؛ بل لخوف الفتنة. (الدر المختار مع الشامي ٧٨/٢ زكريا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۲/۱/۱۴۳۵ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

اِمام کے کمرے میں تانک جھانک کرنا؟

سوال (۳۵۴): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: اِمام صاحب اور اُن کے مہمان مفتی صاحب اپنے حجرہ میں سحری کھانے کے بعد محوِ گفتگو تھے، زید آتا ہے اور چپکے سے دروازے کے جھروکوں سے جھانک کر دیکھتا ہے، اِس پر مفتی صاحب نے

www.besturdubooks.wordpress.com

کہا کہ اِس طرح جھانکنا منع ہے، یہ بات سن کر زید چلا جاتا ہے، مفتی صاحب بحکم اِمام صاحب فجر کی نماز کے بعد تقریر کرتے ہیں، اور اپنی تقریر میں عام لوگوں کو خطاب کرتے ہوئے یہ حدیث بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر میں جھانکنے لگا، آپ نے اُس کو فرمایا کہ اگر میں تجھ کو جھانکتے ہوئے دیکھتا تو تیری آنکھیں پھوڑ ڈالتا، اِس کے بعد مفتی صاحب نے آیت تلاوت فرمائی: ﴿یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ آمَنُوْا لاَ تَدْخُلُوْا بُیُوْتًا﴾ اِس تقریر کو سن کر زید مفتی صاحب سے بدظن ہو جاتا ہے اور اُن کو برا کہتا ہے، اور کہتا ہے کہ اُن کے پیچھے نماز جائز نہیں ہے؛ کیوں کہ مفتی صاحب نے اِس حدیث کو اپنی طرف سے گھڑ کر بیان کیا ہے، حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم ایسی حدیث بیان نہیں کر سکتے، جب کہ مفتی صاحب کا کہنا ہے کہ یہ حدیث کتاب میں موجود ہے؛ لیکن زید برابر انکار کرتا ہے، اور زید کا یہ بھی کہنا ہے کہ تنہا حجرہ میں رہنے والے اِمام کو گاہے بگاہے چیک کرتے رہنا چاہئے، آیا زید کی یہ بات درست ہے یا نہیں؟ اِس بارے میں شریعتِ مطہرہ کیا کہتی ہے؟ اور مذکورہ تحریر کے مطابق زید قرآن وحدیث کا منکر ہے یا نہیں؟ اگر منکر ہے تو قرآن وحدیث کی روشنی میں زید پر کیا حکم جاری ہوتا ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: گھر میں جھانکنے سے متعلق جو حدیث مفتی صاحب نے بیان فرمائی ہے، وہ بلاشبہ صحیح اور ثابت ہے، اس کا اِنکار کسی کے لئے جائز نہیں۔ اور زید کا اِس حدیث کو غلط بتانا اور اِمام صاحب کے کمرہ میں جھانکنے کے لئے بہانا بنانا کہ مسجد میں رہنے والے کو چیک کرتے رہنا چاہئے محض غلط ہے، اِس حرکت کی وجہ سے زید سخت گنہگار ہے، اُس پر صدق دل سے توبہ لازم ہے؛ تاہم اُس پر کفر کا حکم نہیں لگایا جائے گا۔

عن سهل بن سعد رضي الله عنه قال: اطلع رجل من جحر في حجر النبي صلى الله عليه وسلم، ومع النبي صلى الله عليه وسلم مدرى يحک به رأسه، فقال: لو أعلم أنک تنظر لطعنت به في عينک، إنما جعل الاستيذان من أجل البصر. (صحيح البخاري ۹۲۲/۲ رقم: ۶۰۰۰، صحيح مسلم ۲۱۲/۲)

www.besturdubooks.wordpress.com

وقال الإمام أبوبكر بن إسحاق رحمه اللّٰه: إن كان القائل جاهلاً لا يكفر، وإن كان عالمًا يكفر. (الفتاویٰ الهندية، كتاب السير / الباب التاسع في أحكام المرتدين ۲۶۷/۲ زكريا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۲۴/۶/۲۰ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

عورتوں کا دوپٹہ یا بڑی چادر اوڑھ کر گھر سے باہر سرکاری نل سے پانی بھرنا؟

سوال (۳۵۵):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: جس طرح آپ کے یہاں ہر گھر میں نل ہوتا ہے اِس طرح ہمارے یہاں نہیں ہوتا ہے؛ بلکہ ایک چھوٹی سی گلی میں دس یا بیس گھروں کے لئے سڑک پر یعنی گھر کے باہر سرکاری نل ہوتا ہے جس میں ہر ہفتہ تین دن پانی آتا ہے، سب اُسی میں سے پانی بھر کر اپنے گھر لے جاتے ہیں، پانی صرف صبح سے دوپہر تک آتا ہے، گھر پر مرد نہیں ہوتے وہ نوکری کرنے چلے جاتے ہیں، عورتوں کو پانی لانے کی نوبت آتی ہے، تو اگر یہ برقع پہن کر گھر سے باہر آکر پانی بھر کر لے جائیں، تو اِس میں کافی دقت ہوتی ہے، اور چہرہ ڈھکا ہوگا تو پانی بھرنے میں تکلیف بھی ہوتی ہے، اور لوگ چڑھائیں گے بھی، تو کیا ایسے موقع پر صرف اوڑھنی اوڑھ کر پانی بھرلیں اور برقع نہ پہنیں تو جائز ہے یا نہیں؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰه التوفيق: بہتر ہے کہ باقاعدہ برقع اوڑھ کر پانی بھرنے جائیں، اگر اِس میں حرج ہو تو بڑی سی چادر اوڑھ لیں، چہرہ بقدر ضرورت کھولیں اور نگاہیں نیچی رکھیں۔

فالحاصل أن المرأة مأمورة في القران بأن تستقر في بيتها ولا تخرج إلا لحاجة، ثم إن خرجت لحاجة فهي مأمورة بستر الوجه بإدناء الجلباب أو البرقع، وبأن لا تُسفر عن وجهها. نعم يستثنى منه حالتان: الأولىٰ: حالة الحاجة إلى

www.besturdubooks.wordpress.com

إبـداء الـوجـه بـأن يلحقها بالستر ضرر كما في الزحام، أو لحاجة أخرىٰ، كأداء الشهـادة. والثـانية أن يـنـكشف وجهها مـن غير قصدها عند الكسب والعمل، والـرجـال مامورون في هاتين الحالتين بغضّ النظر. (تكملة فتح الملهم، كتاب السلام / باب جواز جعل الإذن الخ ٤/ ٢٦٩ مكتبة دار العلوم كراچی) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۸/۳/۱۴۲۷ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

عورت کا اسکوٹر وغیرہ چلانا؟

سوال (۳۵۶):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: کیا عورت کے لئے اِسکوٹر، اور موٹر سائیکل، اور بغیر پٹرول والی سائیکل چلانا جائز ہے یا نہیں؟ اِس سلسلہ میں ایک سوال وجواب ایک صاحب نے دیا ہے، اُس کو بھی ملاحظہ فرما کر مفصل و مدلل شافی وکافی جواب عنایت فرمائیں۔

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: ضرورت کے وقت از سرتا پیر مکمل پردہ کی رعایت رکھتے ہوئے عورت کے لئے موٹر سائیکل وغیرہ چلانے کی اگرچہ شرعاً گنجائش ہے؛ لیکن موجودہ فتنہ کے دور میں عورت کا موٹر سائیکلوں پر بیٹھ کر سڑکوں پر نکلنا خطرات سے خالی نہیں؛ کیوں کہ ایسی عورت کی طرف راہ گیروں کی نظریں بے ساختہ اُٹھتی ہیں، گویا کہ یہ عورت اپنے عمل سے غیر مردوں کو اپنی جانب مائل کرنے والی ہے، جس کی مذمت اَحادیثِ شریفہ میں وارد ہے۔ علاوہ ازیں سواری کے خدانخواستہ بے قابو ہونے کی صورت میں بے پردگی کا بھی سخت احتمال ہے، نیز جرائم پیشہ افراد کا شکار ہونے کا بھی خطرہ ہے، اِس لئے بلاشدید ضرورت عورتوں کو موٹر سائیکل وغیرہ چلانے سے یقیناً احتراز کرنا چاہئے۔ (مستفاد: فتاویٰ رحیمیہ ۶/ ۴۲۵)

﴿وَقَرْنَ فِیْ بُیُوْتِکُنَّ﴾ فيه الدلالة على أن النساء مأمورات بلزوم البيت منهيًا عن الخروج. (تفسير القرطبي ٣/ ٣٦٠ بيروت)

www.besturdubooks.wordpress.com

ومعنى هٰذه الآية، الأمر بلزوم البيت، وإن كان الخطاب لنساء النبي صلى اللّٰه عليه وسلم وتدخلن غيرهن فيه بالمعنى ...... والإنكفاف عن الخروج منها إلا للضرورة. (تفسير القرطبي ١٧٩/٧ بيروت)

”لا تركب مسلمة على سرج“ الحديث. قال الشامي: وهو: لعن اللّٰه الفروج على السروج (أورده القاري في الأسرار المرفوعة رقم: ٣٦٣) هٰذا لو للتلهي ولو لحاجة غزو أو حج أو مقصد ديني أو دنيوي لا بد لها منه فلا بأس به. (الدر المختار) وفي الشامي قوله: ولو لحاجة غزو ...... أي بشرط أنه تكون متسترة، وأن تكون مع زوج أو محرم. (شامي، كتاب الحظر والإباحة / باب الاستبراء ٦٠٦/٩ زكريا، ٥١٩/٩ دار إحياء التراث العربي بيروت)

الحاجة تنزل منزلة الضرورة عامةً وخاصةً. (شرح المجلة لسليم رستم باز بحواله: فتاوىٰ محمودیه ٣٠٣/١٦ ڈابھیل)

وروي عن أبي حنيفة وأبي يوسف كراهة خروجها مسيرة يوم واحد، وينبغي أن يكون الفتوىٰ عليه لفساد الزمان. (شامي، كتاب الحج / مطلب في قولهم: يقدم حق العبد على حق الشرع ٤٦٥/٣ زكريا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

املاہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۳۲/۴/۳۰ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

عورت کا سرکاری ملازمت کیلئے ”اِسکوٹی“ پر آنا جانا؟

سوال (۳۵۷): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: میری بہو مسلم گرلز اِسکول میں مستقل ملازمت میں ٹیچر ہے، بذریعہ رکشہ نقاب میں اسکول جاتی رہی ہے، مگر کچھ دن ہوئے کہ سڑک پر رکشہ میں بڑا جھٹکا لگا، اور اُس کی کمر میں بڑا درد اور دکھن پیدا ہوگئی، قابل ڈاکٹروں کے مختلف معالجہ کے باوجود بھی ابھی تک پورا آرام نہیں ہے، رکشہ سے جانے میں تکلیف بڑھ جاتی ہے، مجبوری میں اَب اُس کا شوہر موٹر سائیکل پر پہنچا دیتا ہے؛ لیکن یہ

www.besturdubooks.wordpress.com

بہت دقت طلب ہے، وقت کی کمی کی بنا پر آٹو رکشہ کرایہ پر لینے میں ساری کوشش ناکام رہی، ایسی مجبوری میں لیڈیز موٹر سائیکل جو اسکوٹی کہلاتی ہے، اُس پر نقاب میں ہی اسکول جاسکتی ہے؟ کیا اسکوٹی پر اسکول جانے آنے کی اِجازت ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: واضح رہے کہ عورتوں کے لئے ملازمت صرف بہت مجبوری میں ہی جائز ہے؛ لہٰذا محض شوقیہ ملازمت ہرگز نہیں کرنی چاہئے، اور مسئولہ صورت میں آپ کی بہو کا ''نان نفقہ'' اورضروری اِخراجات سب اُس کے شوہر کے ذمہ ہیں، تو پھر اُسے باہر جاکر ملازمت کی کیا ضرورت ہے؟ تاہم اگر بہت مجبوری ہو اور ملازمت کے بغیر چارۂ کار نہ ہو تو مکمل پردہ کے ساتھ بدرجہ مجبوری ''اِسکوٹی'' جیسی سواری پر آنے جانے کی گنجائش ہے۔

”لا ترکب مسلمة علی سرج“ الحديث. قال الشامي: وهو: لعن اللّٰه الفروج على السروج (أورده القاري في الأسرار المرفوعة رقم: ٣٦٣) هٰذا لو للتلهي ولو لحاجة غزو أو حج أو مقصد ديني أو دنيوي لا بد لها منه فلا بأس به. (الدر المختار) وفي الشامي قوله: ولو لحاجة غزو ...... أي بشرط أنه تكون متسترة، وأن تكون مع زوج أو محرم. (شامي، كتاب الحظر والإباحة / باب الاستبراء ٩/٦٠٦ زكريا، ٥١٩/٩ دار إحياء التراث العربي بيروت) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۳۲/۱۰/۲۰ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

محرم مرد وعورت کا ایک دوسرے کو بوسہ دینا؟

سوال (۳۵۸): -کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: کیا آپس میں محرم مثلاً ماموں، بھانجی، بہن، بھائی، چچا بھتیجی لپٹ کر چہرے پر پیار یا بوسہ کر سکتے ہیں؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اِس پرفتن دور میں محارم مرد وعورت کو آپس میں لپٹ کر

www.besturdubooks.wordpress.com

پیار کرنے اور بوسہ لینے کی قطعاً اِجازت نہیں ہے، نیز یہ کہ شرفاء کے عرف میں نہایت بے غیرتی اور بے شرمی کی بات سمجھی جاتی ہے، اِس سے احتراز لازم ہے۔

وما حل نظره مما مر من ذكر أو أنثى حل لمسه إذا أمن الشهوة على نفسه وعليها لأنه عليه السلام كان يقبل رأس فاطمة، وقال عليه السلام: من قبَّل رِجل أمه فكأنما قبَّل عتبة الجبنة، وإن لم يأمن ذٰلک أو شک فلا يحل له النظر واللمس. كشف الحقائق لابن السلطان والمجتبىٰ. (الدر المختار / كتاب الحظر والإباحة ۹/۵۲۸ زكريا)

والمراد إذا لم تكن محرمًا؛ لأن المحرم بسبيل منها، إلا إذا خاف على نفسه أو عليها الشهوة، فحينئذٍ لا يمسها ولا ينظر إليها ولا يخلو بها، لقوله عليه السلام: "العينان يزنيان وزناهما النظر، واليدان تزنيان وزناهما البطش، والرجلان يزنيان وزناهما المشي، والفرج يصدق ذٰلک أو يكذبه". فكان في كل واحد منها زنًا، والزنا محرم بجميع أنواعه، وحرمة الزنا بالمحارم أشد وأغلظ، فيجتنب الكل. (البحر الرائق، كتاب الكراهية / فصل في النظر واللمس ۸/۳۵٦ زكريا، وكذا في الفتاوىٰ الهندية / الباب الثامن ۵/۳۲۸ زكريا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

املاہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۲۵/۱/۱۴۳۴ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

شوہر کا بیوی کو برقع اُتارنے پر مجبور کرنا؟

سوال (۳۵۹):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: میرے شوہر یہ چاہتے ہیں کہ میں جب اُن کے ساتھ کسی ہندو فنکشن میں یا کہیں گھومنے کے لئے جاؤں، تو برقع اُتار دیا کروں، اُن کو برقع ناپسند ہے، وہ کہتے ہیں کہ اِس کا گناہ میرے اوپر ہے، میں اِس گناہ کا بوجھ اٹھاؤں گا؛ کیوں کہ میں منع کرتا ہوں، کیا شوہر کے اِس طرح کہنے سے گناہ اُن کے اوپر آجائے گا اور میں بری الذمہ ہوجاؤں گی؟ میں اُن کو پیار ومحبت اور ہر طرح سے

www.besturdubooks.wordpress.com

سمجھا چکی ہوں، اَب گھر میں اِس طرح کی دیگر باتوں کو لے کر گھر میں جنگ کا سماں ہوتا ہے، میں کیا کروں؟ بہت پریشان ہوں؟ تسلی بخش جواب سے نوازیں۔

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: نبی اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد ہے: **لا طاعة لمخلوق في معصية اللّٰه.** (المصنف لابن أبي شيبة ٢٤٧/١٨ رقم: ٣٤٤٠٦) یعنی اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کرنے والے کسی حکم میں کسی مخلوق کی اِطاعت نہیں کی جائے گی۔

بریں بنا شوہر کے کہنے پر آپ کے لئے برقع کا اُتارنا جائز نہیں، اور اِس معاملہ میں شوہر کی تابع داری آپ کے لئے ہرگز درست نہیں ہے، شوہر کا یہ کہنا کہ بے پردگی کا گناہ میرے اوپر ہوگا، یہ جہالت کی بات ہے؛ کیوں کہ قرآنِ کریم میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿لَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰی﴾ [الفاطر، جزء آیت: ١٨] یعنی کوئی بوجھ اُٹھانے والا دوسرے کے گناہ کے بوجھ کو نہ اٹھائے گا، اِس لئے آپ شریعت پر ثابت قدم رہیں، اور اپنے شوہر کی ہدایت کے لئے اللہ تعالیٰ سے دعا کرتی رہیں، اور حسن تدبیر کے ساتھ اُنہیں سمجھانے کی کوشش کریں۔

قال اللّٰہ تعالیٰ: ﴿يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ وَبَنَاتِكَ وَنِسَآءِ الْمُؤْمِنِيْنَ يُدْنِيْنَ عَلَيْهِنَّ مِنْ جَلَابِيْبِهِنَّ﴾ [الأحزاب، جزء آیت: ٥٩]

قال أبوبكر: في هٰذه الآية دلالة على أن المرأة الشابة مأمورة بستر وجهها عن الأجنبيين وإظهار الستر والعفاف عند الخروج لئلا يطمع أهل الريب فيهن. (أحكام القرآن للجصاص ٣٧٢/٣ لاهور)

وتمنع المرأة الشابة من كشف الوجه بين رجال لا لأنه عورة؛ بل لخوف الفتنة. (الدر المختار ٧٩/٣ زكريا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۱/۵/۱۴۳۳ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

www.besturdubooks.wordpress.com

زیورات کے استعمال کے شرعی اَحکام

مرد کے لئے سونا پہننا کیوں ناجائز ہے؟

سوال (۳۶۰): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: مرد کے لئے سونے کی چیز پہننا جائز ہے یا نہیں؟ اگر جائز نہیں تو ایسا کیوں؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: مرد کے لئے سونا پہننا ناجائز ہونے کی وجہ یہ ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اُمت کے مردوں کو سونا پہننے سے منع فرمایا ہے، اور یہ اِرشاد فرمایا ہے کہ جو شخص دنیا میں سونے کا زیور استعمال کرے گا، وہ جنت میں اُس سے محروم رہے گا۔

عن عبد اللّٰه بن عمر رضي اللّٰه عنهما عن النبي صلى اللّٰه عليه وسلم قال: من مات من أمتي وهو يشرب الخمر حرم اللّٰه عليه شربها في الجنة، ومن مات من أمتي وهو يتحلى الذهب حرم اللّٰه عليه لباسه في الجنة. (المسند للإمام أحمد بن حنبل ۲۰۹/۲) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصورپوری غفرلہ ۱۰/۴/۱۴۲۷ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

مرد کے لئے سونا چاندی کا ہار گلے میں لٹکانا؟

سوال (۳۶۱): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: مرد اور لڑکے کے لئے سونا یا چاندی کا ہار گلے میں لٹکانا یا پہننا جائز ہے یا نہیں؟ خواہ تعویذ کے ساتھ ہی کیوں نہ ہو؟

www.besturdubooks.wordpress.com

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: مردوں کے لئے سونے چاندی کا ہار گلے میں لٹکانا اور پہننا جائز نہیں ہے، اگرچہ تعویذ کے ساتھ ہی کیوں نہ ہو۔ (مستفاد: امداد الفتاویٰ ۴/۲۸۶)

عن عبد الرحمن بن غنم رضي اللّٰه عنه أن رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم قال: من تحلىٰ أو حلى بخريصة من ذهب كوى بها يوم القيامة. رواه أحمد. (مجمع الزوائد، كتاب اللباس / باب استعمال الذهب ١٤٧/٥)

ولا يتختم بغيرها كحجرٍ وذهب وحديد. (الدر المختار، كتاب الحظر والإباحة / فصل في اللبس ٣٥٥/٦ كراچی، ٥١٧/٩ زكريا، وكذا في البحر الرائق، كتاب الكراهية / فصل في اللبس ٣٥٠/٨ زكريا) فقط واللّٰہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۲۱/۴/۲۹ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللّٰہ عنہ

مرد کے لئے گولڈ میڈل گلے میں پہننا؟

سوال (۳۶۲): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: مرد کے لئے سونے کا استعمال حرام ہے؛ لیکن کبھی کسی تقریب میں دینی یا دنیوی اعتبار سے بڑے اور صاحبِ منصب عہدہ والے شخص کو صدر وزیر اعظم، یا اعلیٰ دیگر بڑے حضرات کی طرف سے ’’گولڈ میڈل‘‘ دیا جاتا ہے، جسے وہ تھوڑی دیر یا تقریب کے اختتام تک گلے میں پہنے رہتے ہیں، تو اِس سلسلہ میں شرعی حکم کیا ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: ’’گولڈ میڈل‘‘ ہاتھ میں لینے کی تو گنجائش ہے؛ لیکن مرد کیلئے چوں کہ سونے کا کسی بھی طرح استعمال جائز نہیں ہے؛ اِس لئے اُسے اگر گلے میں ڈال دیا گیا تو فوراً اُتارنے کی کوشش کرنی چاہئے، ورنہ گناہ ہوگا۔ (مستفاد: کفایت المفتی ۹/۱۵۹، احسن الفتاویٰ ۸/۷۰)

www.besturdubooks.wordpress.com

عن أبي موسىٰ الأشعري رضي اللّٰه عنه أن رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم قال: حرم لباس الحرير والذهب على ذكور أمتي. (سنن الترمذي، أبواب اللباس / باب ما جاء في الحرير والذهب للرجال ۱/۲۰۳)

ولا يجوز للرجل التحلي بالذهب. (الفتاوىٰ التاتارخانية ۱۸/۱۲۴ رقم: ۲۸۲۴۵ زكريا)

إن الذهب لا يحل للرجال مطلقًا لا استعمالاً ولا اتخاذًا ولا تضبيبًا ولا تمويهًا. (إعلاء السنن ۱۷/۳۲۵ کراچی) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

املاہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۶/۵/۱۴۳۲ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

مکمل سونے کی گھڑی یا جس کا کوئی جزو سونے کا ہو، استعمال کرنا؟

سوال (۳۶۳): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: خالد کے پاس مکمل سونے کی گھڑی ہے یا کوئی جزو گھڑی کا سونے کا ہے، تو سوال یہ ہے کہ خالد اُس گھڑی کو استعمال کرسکتا ہے یا نہیں؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰه التوفيق: مکمل سونے کی گھڑی پہننا یا ایسی گھڑی پہننا جس میں دیگر دھات سے سونا زائد ہے؛ ناجائز ہے۔

عن ابن عمر رضي اللّٰه عنهما قال: نهى رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم عن خاتم الذهب. (سنن ابن ماجة، أبواب اللباس / باب النهي عن الخاتم الذهب ۲۵۹)

عن عبد اللّٰه بن عباس رضي اللّٰه عنهما أن رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم راٰى خاتمًا من ذهب في يد رجل فنزعه فطرحه، وقال: يَعمِدُ أحدكم إلى جمرةٍ من نارٍ فيجعلها في يده. فقيل للرجل بعد ما ذهب رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: خذ خاتمک انتفع به، قال: لا واللّٰه لا آخذه أبدًا، وقد طرحه

www.besturdubooks.wordpress.com

رسـول الـلّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم. (صـحـيـح مسـلـم، كتاب اللباس والزينة / باب تحريم خاتم الذهب على الرجال ونسخ ما كان من إباحته في أول الإسلام ١٩٥/٢ رقم: ٢٠٩٠ بيت الأفكار الدولية)

والـخـتـم بـالذهب على الرجال حرام، لما روينا. وعن علي رضي اللّٰه عنه أن الـنـبـي صـلـى الـلّٰـه عـلـيـه وسـلـم نهى عن التختم بالذهب؛ ولأن الأصل فيه التحريم، والإباحة ضرورة الختم أو النموذج، وقد اندفعت بالأدنىٰ وهو الفضة، والـحـلقة هي المعتبرة؛ لأن قـوام الـخـاتـم بها، ولا معتبر بالفص حتى يجوز أن يـكـون مـن حـجـر. ويجعل الفص إلى باطن كفه، بخلاف النسوان؛ لأنه تزين في حقهن. (الهداية، كتاب الكراهية / فصل في اللبس ٤٥٧/٤ مكتبة شركة العلمية ملتان)

ولا يتـحـلـى الـرجـل بـذهب وفضة مطلقًا إلا بخاتم ...... منها: أي الفضة ومنطقة. (الـدر الـمـختار مع الشامي، كتاب الحظر والإباحة / فصل في اللبس ٥١٦/٩ زكريا، كذا في البحر الرائق، كتاب الكراهية / فصل في اللبس ٣٤٨/٨ زكريا)

البتہ ایک دو چھوٹے جز سونے کے ہوں اور بقیہ اجزاء دوسری دھات کے ہوں تو پہننے میں حرج نہیں ہے۔ (مستفاد: فتاویٰ رحیمیہ ۱۸۴/۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۲۰/۵/۲۶ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

سونے کا پانی چڑھی ہوئی گھڑی پہننا؟

سوال (۳۶۴): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: جس گھڑی پر سونے کا پانی چڑھا ہو اُس گھڑی کو ہاتھ میں پہننا جائز ہے یا نہیں؟ اور ایسی گھڑی جس پر سونے کا پانی چڑھا ہو، ایسی گھڑی کو پہن کر نماز پڑھنے سے نماز ہوگی یا نہیں؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اِس طرح کی گھڑی پہننا درست ہے، نماز بھی صحیح

www.besturdubooks.wordpress.com

ہوجائے گی۔ (فتاویٰ محمودیہ ۷/ ۳۰۰ ڈابھیل)

لا بأس بتمويه السلاح بذهب وفضة. (الدر المختار، كتاب الحظر والإباحة / باب الاستبراء ۹/ ۶۰۲)

فأما التموية، وهو أن يجعل الذهب ماء بحيث لا يخلص بعد ذلك، فلا بأس به بالإجماع. (الفتاوىٰ التاتارخانية ۱۸/ ۱۲۱ زكريا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۸/ ۸/ ۱۴۲۰ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

تانبے پیتل وغیرہ کی بنی ہوئی گھڑی کی چین اور چشمے کا فریم پہننا؟

سوال (۳۶۵): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: آج کل مردانہ وزنانہ گھڑیوں میں جو بیلٹ چین ہوتی ہے اُن میں اکثر پیتل، تانبا وغیرہ دیگر دھات کی تیار ہورہی ہے، آیا اِس مسئلہ میں مرد وعورت میں کچھ فرق ہے یا دونوں کا ایک ہی حکم ہے؟ علاوہ ازیں چشمے میں استعمال ہونے والا فریم اگر مذکورہ دھاتوں کا ہو تو استعمال جائز ہوگا یا نہیں؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: گھڑی کی چین یا چشمہ کا فریم تانبا، پیتل یا کسی بھی دھات کا ہو، مرد وعورت دونوں کے لئے گھڑی اور چشمہ کی حفاظت کی وجہ سے جائز ہے، اور عورتوں کو کانچ ودیگر دھاتوں کی چوڑیاں پہننا بھی زیب وزینت کے لئے جائز ہے۔ (عزیز الفتاویٰ ۷۷۱، فتاویٰ رشیدیہ ۵۹۵)

ولا يكره في المنطقة حلقة حديد (الدر المختار) وفي الشامي: وانتطق الرجلُ شدَّ وسطَهُ بمنطقة كتَنَطَّقَ وهذا أنسب هنا. (الدر المختار مع الشامي، كتاب الحظر والإباحة / فصل في اللبس ۶/ ۳۵۹ كراچی، ۹/ ۵۱۷ زكريا)

www.besturdubooks.wordpress.com

بـقـي الـكلام في بند الساعة الذي تربط ويعلقه الرجل بزر ثوبه، والظاهر أنـه كنبد السبحة الذي تربط الخ. (شـامـي، كتاب الحظر والإباحة / فصل في اللبس ٩/٠ ٥١ زكريا، فتاوىٰ إحياء العلوم ٢٥٨ مبارك پور) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۶؍۲؍۱۴۲۳ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

مرد کیلئے اسٹیل وغیرہ کے زیورات اور گھڑی کی چین پہننا؟

سوال (۳۶۶): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: مرد کے لئے اِسٹیل، لوہا، تانبا اور پیتل پہننا جائز ہے یا نہیں؟ اگر جائز ہے تو کیوں؟ اِس لئے کہ اکثر دیکھا گیا ہے کہ لوگ گھڑی مع چین کے پہنتے ہیں، تو اِس کے بارے میں واضح فرمائیں، عین کرم ہوگا۔

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفيق: مرد کے لئے اِسٹیل وغیرہ کے زیورات پہننا جائز نہیں ہے، گھڑی کی چین پہن سکتا ہے؛ اِس لئے کہ وہ زیور نہیں ہے، وہ تو ضرورۃً استعمال کی جاتی ہے۔

(مستفاد: فتاویٰ احیاء العلوم ۲۵۹)

ولا يتـحـلـى الـرجـل بذهب وفضةٍ مطلقًا إلا بخاتم ومنطقة وحلية سيف مـنهـا، ولا يتـختـم بغيرها وذهب وحديد وصفر ورصاص وزجاج وغيرها (الدر الـمختار) وقال الشامي: لا بأس بأن يتخذ خاتم حديد قد لوي عليه فضة وألبس بفضة حتى لا يرى. (الـدر الـمـختـار مع الشامي، كتاب الحظر والإباحة / فصل في اللبس ٦/٠ ٣٦ كـراچـی، ٩/٦ ٥١-٩ ٥١ زكـريـا، البـحـر الرائق، كتاب الكراهية / فصل في اللبس ٨/٠ ٣٥ زكريا، تبيين الحقائق، كتاب الكراهية / فصل في اللبس ١٥/٦ المكتبة الإمدادية ملتان، ٣٦/٧ زكريا)

وفـي الـجوهرة: وأم الأنية مـن غيـر الـفـضـة والـذهـب فـلا بأس بالأكل

www.besturdubooks.wordpress.com

والشرب فيها والانتفاع بها كالحديد والصفر والنحاس والرصاص والخشب والطين. (شامي / كتاب الحظر والإباحة ٣٤٣/٦ كراچی، البحر الرائق، كتاب الكراهية / فصل في الأكل والشرب ١٨٦/٨ كوئٹه، ٢٤١/٨ زكريا، تبيين الحقائق، كتاب الكراهية / فصل في الأكل والشرب ١٠/٦ المكتبة الإمدادية ملتان، ٢٥/٧ زكريا)

بقي الكلام في بند الساعة الذي تربط ويعلقه الرجل بزر ثوبه، والظاهر أنه كنبد السبحة الذي تربط الخ. (شامي، كتاب الحظر والإباحة / فصل في اللبس ٥١٠/٩ زكريا، فتاویٰ إحياء العلوم ٢٥٨ مبارك پور) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۲/۱۲/۲۱ ۱۴۱۲ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

مسلم عورتوں کو ''بچھوا'' پہننا؟

سوال (۳۶۷): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: عورتیں پاؤں کی اُنگلیوں میں چھلے پہنتی ہیں اور چھلے جیسی ایک اور چیز ہوتی ہے جس کو بچھوے کہا جاتا ہے، یہ بچھوے غیر مسلم عورتیں بھی پہنتی ہیں، مسلم عورتوں کو بچھوے پہننا درست ہے یا نہیں؟ یا اس وجہ سے کہ غیر مسلم عورتیں بھی پہنتی ہیں، درست ہے یا نہیں؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اگر بچھوا پہننا غیر مسلم عورتوں کا قومی یا مذہبی شعار نہ ہو اور اُسے محض زینت کی غرض سے پہنا جاتا ہو، تو مسلمان عورتوں کے لئے اُسے پہننے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے؛ کیوں کہ یہ بھی دیگر مباح زیوروں کے حکم میں داخل ہوگا۔ (مستفاد: بہشتی زیور ۶۲/۳)

يباح للنساء من حلي الذهب والفضة والجواهر كل ما جرت عادتهن بلبسه كالسوار والخلخال والقرط والخاتم وما يلبس على وجوههن وفي أعناقهن وأيديهن الخ. (إعلاء السنن، كتاب الحظر والإباحة / اعتبار عادة أهل النواحي في باب

www.besturdubooks.wordpress.com

التشبه ۲۹٤/۱۷ المكتبة الإمدادية مكة المكرمة) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۱۴/۴/۵ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

عورتوں کا چاندی کے بچھوے پہننا؟

سوال (۳٦٨): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: چاندی کے بنے ہوئے ہوئے بچھوے یا اُوپر لکھے سامان کے بنے ہوئے زیورات پیروں میں پہن کر نماز ہوسکتی ہے یا نہیں؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: جس جگہ بچھوے پہننا کافر عورتوں کی علامت نہ ہو، وہاں مسلمان عورتیں اُسے پہن سکتی ہیں، خواہ کسی دھات کا ہو، اور اُسے پہن کر نماز پڑھنے میں بھی کوئی حرج نہیں ہے۔ (مستفاد: فتاویٰ محمودیہ ۱۴/ ۴۰۸)

عن ابن عمر رضي الله عنهما قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من تشبه بقوم فهو منهم. (سنن أبي داؤد، كتاب اللباس / باب في لبس الشهرة رقم: ٤٠٣١ دار الفكر بيروت، مشكاة المصابيح، كتاب اللباس / الفصل الثاني ٣٧٥/٢)

يباح للنساء من حلي الذهب والفضة والجواهر كل ما جرت عادتهن بلبسه كالسوار والخلخال والقرط والخاتم وما يلبس على وجوههن وفي أعناقهن وأيديهن الخ. (إعلاء السنن، كتاب الحظر والإباحة / اعتبار عادة أهل النواحي في باب التشبه ۲۹٤/۱۷ المكتبة الإمدادية مكة المكرمة) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۱۶/۸/۷ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

www.besturdubooks.wordpress.com

عورتوں کا پاؤں کی انگلی میں چاندی کے چھلے پہننا؟

سوال (۳۶۹): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: کیا عورت کے لئے پاؤں کی اُنگلیوں میں چاندی کے چھلے پہننے کی اِجازت ہے؟ گلے اور کان ناک میں سونے کا زیور اور پاؤں میں چاندی کی پازیب اور ہاتھوں میں سونے کے کنگن یا چاندی اور سونے کی چوڑیاں پہننا درست ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: عورت کے لئے فی نفسہٖ ہرطرح کے زیورات اَعضاء زینت میں پہننا جائز ہے؛ البتہ اِس کا خیال رہے کہ زیور گھنگرو والا نہ ہو، اور کسی غیرقوم کا شعار نہ ہو، بعض علاقوں میں پاؤں کی انگلیوں میں چھلے اور چھپیا پہننا غیرمسلم عورتوں کی خاص علامت سمجھا جاتا ہے، ایسے علاقوں کی مسلمان عورتوں کو اُن کی مشابہت سے بچنا چاہئے۔

يجوز للنساء لبس أنواع الحلي كلها. (إعلاء السنن ۱۷/۲۹۳)

عن علي بن سهل بن الزبير أخبره أن مولاة لهم ذهبت بابنة الزبير إلى عمر بن الخطاب رضي الله عنه، وفي رجلها أجراس، فقطعها عمر، ثم قال: سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول: مع كل جرس شيطانا. (سنن أبي داؤد / باب ما جاء في الجلاجل ۲/۵۸۱)

عن ابن عمر رضي الله عنهما قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من تشبه بقوم فهو منهم. (سنن أبي داؤد، كتاب اللباس / باب في لبس الشهرة ۲/۵۵۹ رقم: ۴۰۳۱ دار الفكر بيروت، مشكاة المصابيح، كتاب اللباس / الفصل الثاني ۲/۳۷۵)

قال القاري: أي من شبّه نفسه بالكفار مثلاً في اللباس وغيره، أو بالفساق أو الفجار، أو بأهل التصوف والصلحاء الأبرار "فهو منهم": أي في الإثم أو الخير عند الله تعالىٰ ...... الخ. (بذل المجهود، كتاب اللباس / باب في لبس الشهرة ۱۲/۹۱ دار البشائر الإسلامية

www.besturdubooks.wordpress.com

بیروت، وکذا في مرقاة المفاتیح، کتاب اللباس / الفصل الثاني ۸/۲۵۵ رقم: ٤٣٤٧ رشیدیة، وکذا في فیض القدیر شرح الجامع الصغیر ۱۱/۵۷٤۳ رقم: ۸۵۹۳ نزار مصطفیٰ الباز ریاض) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

املاہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۳۲/۱/۸ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

کیا سونے کا زیور پیر میں پہننا منع ہے؟

سوال (۳۷۰): -کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: سونے کو تعظیم کی وجہ سے کیا پیر میں نہیں پہنا جا سکتا؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: سونا زینت کی خاطر پیر میں پہن سکتی ہے، یہ تعظیم کے خلاف نہیں ہے۔

ویجوز للنساء التحلي بالذهب والفضة. (مجمع الأنهر ٤/١٩٦ مکتبة فقیه الأمة دیوبند) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۱۹/۴/۲۴ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

عورتوں کا سونے وچاندی کے علاوہ دھات کی چیزیں پہننا؟

سوال (۳۷۱): -کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: عورتیں جو چھوٹی چیزیں: ہار، بندے، بالیاں، ہاتھ کے کڑے، پازیب اور اَنگوٹھیاں وغیرہ پہنتی ہیں، کیا اِن سب کو سونے چاندی کے علاوہ کسی اور دھات سے بنوا کر پہن سکتی ہیں یا صرف سونا اور چاندی ہی کا ہونا ضروری ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: کسی بھی چیز یا دھات کے بنے ہوئے ہار، بندے، یا

www.besturdubooks.wordpress.com

کڑے وغیرہ پہننا عورتوں کے لئے مطلقاً جائز ہے؛ البتہ انگوٹھی یا تو صرف سونے چاندی کی ہونی چاہئے، یا ایسی دھات کی ہونی چاہئے جس پرسونے چاندی کا پانی چڑھا ہوا ہو، اِس کے علاوہ کی انگوٹھی پہننا مکروہ ہوگا۔

عن أبي ذباب عن جده رضي اللّٰه عنه قال: كان خاتم النبي صلى اللّٰه عليه وسلم من حديد مَلوِيٌّ عليه فِضةٌ. قال: فرُبّما كان في يدي. قال: وكان الـمُعيقِيبُ على خاتم النبي صلى اللّٰه عليه وسلم. (سنن أبي داؤد، كتاب الخاتم / باب ما جاء في ختم الحديد ۲/ ۵۸۰ رقم: ۴۲۲۴ دار الفكر بيروت)

عن عبد اللّٰه بن بريدة عن أبيه رضي اللّٰه عنه أن رجلاً جاء إلى النبي صلى اللّٰه عليه وسلم، وعليه خاتم من شَبَهٍ، فقال له: ما لي أجد منک ريح الأصنام؟ فطرحه، ثم جاء، وعليه خاتم من حديد. فقال: ما لي أرى عليک حلية أهل النار؟ فطرحه، فقال: يا رسول اللّٰه! من أي شيء اتخذه؟ قال: اتخذه من ورق، ولا تُتِمّه مثقالاً. (سنن أبي داؤد، كتاب الخاتم / باب ما جاء في خاتم الحديد ۲/ ۵۸۰ رقم: ۴۲۲۳ دار الفكر بيروت)

عن إياس بن الحارث بن المُعيقيبِ عن جده معيقيبَ رضي اللّٰه عنه أنه قال: كان خاتم النبي صلى اللّٰه عليه وسلم حديدًا مَلوِيًّا عليه فضة. قال: وربما كان في يدي. فكان معيقيبٌ على خاتم رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم. (سنن النسائي، كتاب الزينة / باب لبس خاتم حديد ملوي عليه فضة ۲/ ۲۴۶ رقم: ۵۲۱۵ دار الفكر بيروت)

وفي المغني لابن قدامة: يباح للنساء من حلي الذهب والفضة والجواهر كل ما جرت عادتهن يلبسه كالسوار والخلخال والقرط والخاتم، وما يلبسه على وجوههن، وفي أعناقهن وأيديهن وأرجلهن وأذانهن وغيره. (إعلاء السنن ۱۷/ ۲۹۴)

والتختم بالحديد والصفر والنحاس والرصاص مكروه للرجال والنساء جميعا ...... ولا بأس بأن يتخذ خاتم حديد قد لوي عليه فضة أو ألبس بفضة حتى لا يرى. (الفتاوى الهندية، كتاب الكراهية / الباب العاشر في استعمال الذهب والفضة ۵/ ۳۳۵، شامي، كتاب

www.besturdubooks.wordpress.com

الحظر والإباحة / فصل في اللبس ۹/۵۱۸ زكريا، مجمع الأنهر، كتاب الكراهية / فصل في اللبس ۵۳۵/۲–۵۳۶ دار إحياء التراث العربي بيروت، ۱۹۷/۳ مكتبة فقيه الأمة ديوبند، الدر المنتقى المعروف بسكب الأنهر شرح ملتقى الأبحر، كتاب الكراهية / فصل في اللبس ۱۹۷/٤ المكتبة الغفارية) **فقط واللہ تعالیٰ اعلم**

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۹/۸/۱۴۳۰ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

عورت کے لئے لوہا، پیتل، اَلمونیم وغیرہ دھاتوں کے زیورات پہننے کا حکم؟

سوال (۳۷۲):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: آج کل پیتل، لوہا، اَلمونیم، گلٹ، اِسٹیل وغیرہ کے بنے ہوئے زیورات چوڑیاں، کنگن، جوڑی میں لگانے والی کیلف، سر میں لگانے والی پن، بندے، اَنگوٹھی، گلے کے ہار، ٹیکا وغیرہ سنگار کے لئے چل رہے ہیں، اِن چیزوں کا عورتوں کے لئے پہننا جائز ہے یا حرام؟ اِن زیورات کو پہن کر نماز پڑھی جاسکتی ہے یا اُتار کر نماز پڑھیں؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اَنگوٹھی کے علاوہ دیگر زیورات کسی بھی دھات کے عورت پہن سکتی ہے، بشرطیکہ وہ بجنے والے نہ ہوں، اور اَنگوٹھی صرف سونا یا چاندی (یا ان کے پانی کی نکل والی) ہونی ضروری ہے، دیگر دھاتوں کی انگوٹھی کا استعمال مرد یا عورت کسی کے لئے درست نہیں ہے، اور جن زیورات کو پہننا درست ہے اُن میں نماز پڑھنا بھی جائز ہے۔ (مستفاد: فتاویٰ رشیدیہ ۵۹۴، کفایۃ المفتی ۱۸۳/۹ کراچی، امداد الفتاویٰ ۳۵/۴، بہشتی زیور ۶۲/۱–۶۴)

وفي المغني لابن قدامة: يباح للنساء من حلي الذهب والفضة والجواهر كل ما جرت عادتهن يلبسه كالسوار والخلخال والقرط والخاتم، وما يلبسه على وجوههن، وفي أعناقهن وأيديهن وأرجلهن وأذانهن وغيره. (إعلاء السنن ۲۹٤/۱۷)

www.besturdubooks.wordpress.com

والتختم بالحديد والصفر والنحاس والرصاص مكروه للرجال والنساء جميعا ...... ولا بأس بأن يتخذ خاتم حديد قد لوي عليه فضة أو ألبس بفضة حتى لا يرى. (الفتاوى الهندية، كتاب الكراهية / الباب العاشر في استعمال الذهب والفضة ۳۳۵/۵، شامي، كتاب الحظر والإباحة / فصل في اللبس ۵۱۸/۹ زكريا، مجمع الأنهر، كتاب الكراهية / فصل في اللبس ۵۳۵/۲- ۵۳۶ دارإحياء التراث العربي بيروت) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۱۶/۸/۷ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

عورت کا اَجنبی رشتہ داری میں زیورات پہن کر جانا؟

سوال (۳۷۳): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: کیا عورت کسی اَجنبی رشتہ داری میں ہاتھوں میں چوڑیاں، اُنگلیوں میں انگوٹھی اور دیگر اَعضاء میں زیورات پہن کر جاسکتی ہے؟ جب کہ یہ عورت اپنے گھر میں بھی یہ ساری چیزیں پہنے رہتی ہے، شرعاً کیا حکم ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: عورت رشتہ داری میں زیورات پہن کر جاسکتی ہے؛ لیکن پردہ کا خاص خیال رکھے کہ زیورات والے اَعضاء پر کسی اَجنبی کی نگاہ نہ پڑ سکے۔

قال اللّٰہ تعالیٰ: ﴿وَقُلْ لِلْمُؤْمِنَاتِ يَغْضُضْنَ مِنْ اَبْصَارِهِنَّ وَيَحْفَظْنَ فُرُوْجَهُنَّ وَلَا يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ اِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا﴾ (النور، جزء آیت: ۳۱)

عن عبد اللّٰہ رضي اللّٰہ تعالیٰ عنه عن النبي صلی اللّٰہ تعالیٰ علیه وسلم قال: المرأة عورة؛ فإذا خرجت استشرفها الشيطان. (سنن الترمذي آخر أبواب النكاح ۲۲۲/۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

املاہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۳۲/۱/۸ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

www.besturdubooks.wordpress.com

''آرٹی فیشل زیور'' پہن کر نماز پڑھنا؟

سوال (۳۷۴):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: آرٹی فیشل زیور (مثلاً چوڑی، انگوٹھی، پایل وغیرہ) پہننے سے نماز ہوجاتی ہے یانہیں؟ نیز کانچ کی چوڑی پہننے کا کیا حکم ہے؟ اکثر لوگ کانچ کی چوڑی بھی پہننے کو منع کرتے ہیں؟ قرآن وحدیث کی روشنی میں تسلی بخش جواب سے نوازیں۔

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: عورتوں کے لئے آرٹی فیشل زیورات نیز کانچ کی چوڑی وغیرہ پہننا جائز اور درست ہے، اور اِن زیورات کو پہن کر نماز پڑھنے میں بھی کوئی کراہت نہیں ہے؛ البتہ انگوٹھی سونے اور چاندی کے علاوہ دھات کی نہ پہننی چاہئے۔ (فتاویٰ محمودیہ ۲۸/۲۹ میرٹھ، فتاویٰ رشیدیہ کامل ۵۹۴، ایضاح المسائل ۱۳۸)

يباح للنساء من حلي الذهب والفضة والجواهر كل ما جرت عادتهن يلبسه كالسوار، والخلخال، والقرط، والخاتم، وما يلبسه على وجوههن وفي أعناقهن وأرجلهن وأذانهن وغيره. (إعلاء السنن ۲۹٤/۱۷ بيروت)

اتفق العلماء على جواز تحلى المرأة بأنواع الجواهر النفيسية كالياقوت والعقيق واللؤلؤ. (الموسوعة الفقهية ۱۱۲/۱۸ بيروت)

عن عبد اللّٰه بن بريدة رضي اللّٰه عنه عن أبيه قال: جاء رجل إلى النبي صلى اللّٰه عليه وسلم وعليه خاتم من حديد، فقال ما لي أرىٰ عليك حلية أهل النار؟ ثم جاءه وعليه خاتم من صفر، فقال ما لي أجد منك ريح الأصنام؟ ثم أتاه وعليه خاتم من ذهب، فقال ما لي أرىٰ عليك حلية أهل الجنة؟ قال من أي شيء أتخذه، قال: من ورق ولا تتمه مثقالاً. (سنن الترمذي آخر أبواب اللباس ۳۰۸/۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصورپوری غفرلہ ۱۸/۱/۱۴۳۳ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

www.besturdubooks.wordpress.com

رولڈگولڈ وغیرہ کا زیور پہن کر عورت کا نماز پڑھنا؟

سوال (۳۷۵):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: رولڈ گولڈ وغیرہ کا زیور پہن کر عورت کو نماز پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: رولڈ گولڈ وغیرہ کا زیور پہن کر عورت نماز پڑھ سکتی ہے، عورت کے لئے اِس میں کوئی کراہت نہیں ہے۔

ولا بأس لهن بلبس الديباج والحرير والذهب والفضة واللؤلؤ، ولا بأس بالعلم المنسوج بالذهب للنساء. (شامي، كتاب الحظر والإباحة / فصل في اللبس ۵۰۷/۹ زكريا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۰/۴/۱۴۲۷ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

عورت کا بجنے والی کانچ کی چوڑی پہننا؟

سوال (۳۷۶):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: ہمارے علاقہ میں عورتیں کانچ کی چوڑیاں پہنتی ہیں، جو ایک دوسری چوڑی سے ٹکرا کر بجتی ہے، کیا اِس طرح چوڑی کے بجنے سے یہ بجتے والے زیور میں شمار ہوکر ناجائز ہوگی؟ کیا کانچ کی چوڑیوں کا شمار زیورات میں ہوتا ہے؟ شرعاً کانچ کی چوڑیاں پہننا عورت کے لئے درست ہے؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: بجنے والے زیور سے وہ زیورات مراد ہیں جس کی بناوٹ میں باقاعدہ آواز نکالنے اور جھنجھناہٹ پیدا کرنے کا لحاظ رکھا گیا ہو، جیسے گھنگرو وغیرہ؛ لیکن ایسا زیور جس میں بالقصد بجنے کا اہتمام نہ کیا گیا ہو؛ بلکہ اُن کے آپس میں ٹکرانے سے آواز نکلتی ہو، جیسے چوڑیاں وغیرہ، تو اُن کے پہننے کو ممنوع نہیں کہا جائے گا، اور کانچ کی چوڑیاں پہننا دیگر

www.besturdubooks.wordpress.com

زیورات کی طرح عورت کے لئے جائز ہے۔

عن أبي هريرة رضي اللّٰه عنه أن رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم قال: الجرس مزامير الشيطان. (صحيح مسلم ٢٠٢/٢ رقم: ٢١١٤)

عن أبي هريرة رضي اللّٰه عنه أن رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم قال: لاتصحبُ الملائكة رُفقة فيها كلبٌ ولا جرسٌ. (صحيح مسلم، كتاب اللباس والزينة / باب كراهة الكلب والجرس في السفر ٢٠٢/٢ رقم: ٢١١٣ بيت الأفكار الدولية)

ومن الواجب: أن يعلم أن هٰذه الكراهة فيما كان وضعه كذلک، وأما ما ليس بموضوع للصوت والجرس فلا يحرم، وإن لزم فيه التصويت أحيانًا، كما يشاهد في حلي النساء إذا أكثرن منها. (بذل المجهود ١٥٩/١٢، دار البشائر الإسلامية)

يجوز للنساء لبس أنواع الحلي كلها. (إعلاء السنن ٢٩٣/١٧ دار الكتب العلمية بيروت) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

املاہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۳۲/۱/۸ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

چاندی کے جوتے چپل پہننا؟

سوال (۳۷۷): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: ہمارے علاقہ میں بعض سرمایہ دار حضرات جہیز میں یا کسی خوشی کے موقع پر چاندی کی جوتیاں پہننے کے لئے دیتے ہیں، معلوم یہ کرنا ہے کہ کسی مرد یا عورت کو چاندی کے جوتے چپل پہننا درست ہے؟ اگر نہیں تو دینے والا بھی گنہگار رہوگا، ایسے ہی چھوٹے بچوں کو چاندی کے جھن جھنے دیتے ہیں، کیا چاندی کے کھلونے بچوں کو دینا درست ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: چاندی کے جوتے چپلوں کا پہننا مردوں اور عورتوں

www.besturdubooks.wordpress.com

سب کے لئے ناجائز ہے، اور جولوگ چاندی کے جوتے چپل دیتے ہیں وہ بھی گنہگار ہوں گے، اِسی طرح بچوں کو کھیلنے کے لئے چاندی کا جھنجھنا دینا بھی ناجائز ہے۔

وكره الأكل والشرب والإدهان والتطيب من إناء ذهبٍ وفضةٍ للرجل والمرأة لما روي عن حذيفة أنه قال: سمعت رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم لا تلبسوا الحرير ولا الديباج، ولا تشربوا في آنية الذهب والفضة، ولا تأكلوا في صِحافتها؛ فإنها لهم في الدنيا، ولكم في الآخرة. رواه البخاري ومسلم وأحمد. (صحيح مسلم / كتاب اللباس والزينة ۱۸۹/۲)

وعن أم سلمة أن النبي صلى اللّٰه عليه وسلم قال: إن الذي يشرب في إناء الفضة إنما يجرجر في بطنه نار جهنم. (صحيح مسلم، كتاب اللباس والزينة / باب تحريم استعمال أواني الذهب والفضة في الشرب وغيره على الرجال والنساء ۱۸۷/۲)

وعن عائشة رضي اللّٰه عنها أن النبي صلى اللّٰه عليه وسلم قال: في الذي يشرب في إناء فضة كأنما يجرجر في بطنه نار جهنم. رواه أحمد وابن ماجة.

وعن البراء بن عازب رضي اللّٰه عنه أنه قال: نهانا رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم عن الشرب في إناء الفضة؛ فإنه من شرب فيها في الدنيا لم يشرب فيها في الآخرة. (صحيح مسلم / كتاب اللباس والزينة ۱۸۸/۲)

فإذا ثبت ذٰلك في الشرب والأكل، فكذا في التطيب وغيره؛ لأنه مثله في الاستعمال فيكون الوارد فيهما واردًا فيما هو بمعناها دلالة لما عرف في موضعه؛ ولأنه تنعم بتنعم المترفين والمشرفين وتشبيه بهم، وقد قال اللّٰه تعالىٰ فيهم: ﴿اَذۡهَبۡتُمۡ طَيِّبَاتِكُمۡ فِيۡ حَيَاتِكُمُ الدُّنۡيَا﴾ [الأحقاف، جزء آيت: ۲۰]

وقال عليه السلام: من تشبه بقوم فهو منهم، والمراد بقوله كره: التحريم، ويستوي فيه الرجل والنساء لاطلاق ما روينا، وكذا الأكل بملعقة

www.besturdubooks.wordpress.com

الـذهـب والـفضة والاكتحال يميلهما وما أشبه من الاستعمال. (تبيين الحقائق شرح كنز الدقائق ٥/٧ ٢ المطبعة الكبرىٰ الأميرية بولاق، القاهرة، كذا في درر الحكام شرح غرر الأحكام لملا خسرو ٣١٠/١، البحر الرائق شرح كنز الدقائق ٣٤٠/٩ زكريا، ٢١٠/٨ دار الكتاب الإسلامي بيروت)

وكـره الأكـل والشـرب والإدهـان والتطيب من إناء ذهب وفضة للرجل والمرأة، وفـي الشـامـي: والـوضـوء مـن طشت، والجلوس على كرسي منهما، والرجل والمرأة في ذلک سواء، وهٰذا فيما يرجع للبدن يعني أن تحريم الذهب والـفـضة فيـمـا يـرجـع استـعماله إلى البدن أي فيما استعمل به لبسًا، أو أكلاً أو كتابةً. (شامي ٤٩٢/٩-٤٩٤ زكريا)

فـإذا ثبـت كـراهة لبسهـا لـلتـختم ثبت كراهة بيعها، وصيغها لما فيه من الإعانة على ما لا يجوز، وكل ما أدى إلى ما لا يجوز لا يجوز. (شامي ٥١٨/٩ زكريا)

وكـره إلبـاس الـصبي ذهبًا أو حريرًا، فإن ما حرم لبسه وشربه حرم إلباسه وإشرابه. (شامي ٥٢٢/٩ زكريا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۲۹/۳/۸ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

عورتوں کا لیزر یا جنس کپڑے کی جیکٹ اور ویلی جوتے پہننا؟

سوال (۳۷۸):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: مردانہ جیکٹ کی طرح (لیزر چمڑے میں یا جنس کپڑے میں) جو زنانہ جیکٹ دور حاضر میں لڑکیاں پہنتی ہیں، اِسی طرح مردانہ جوتوں کی طرح سے آگے سے بند زنانہ جوتے (ویلی) جو چل رہی ہیں اُن کا پہننا کیسا ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: جو لباس خاص طور پر عورتوں کے لئے بنایا جائے،

www.besturdubooks.wordpress.com

یا جو جوتا عورتوں ہی کے لئے مخصوص ہو اُس میں مردوں سے مشابہت نہ ہوتو اُسے پہننے کی گنجائش ہے؛ لیکن اگر مشابہت پائی جائے، جیسا کہ فیشن اَیبل ماڈرن عورتوں کا طریقہ ہے، تو وہ ناجائز ہے۔

عن ابن عمر رضي اللّٰه تعالیٰ عنهما قال: قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه تعالیٰ علیه و آله وسلم: من تشبه بقوم فهو منهم. (سنن أبي داؤد، کتاب اللباس / باب في لبس الشهرة ۵۵۹/۲ رقم: ۴۰۳۱ دار الفکر بیروت، مشکاۃ المصابیح، کتاب اللباس / الفصل الثاني ۳۷۵/۲)

فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصورپوری غفرلہٗ ۱۴۳۰/۴/۱ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

○❖○

www.besturdubooks.wordpress.com

اَنگوٹھی پہننے کی سنتیں اور آداب

اَنگوٹھی پہننا سنت ہے یا مستحب؟

سوال (۳۷۹): -کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: اَنگوٹھی پہننا سنت ہے یا مستحب؟ اِس عمل کو ترک کرنے سے کوئی گناہ تو نہیں ہوتا؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اَنگوٹھی پہننا سننِ زوائد میں سے ہے، جس کا حکم یہ ہے کہ اگر اتباعِ سنت کی نیت سے پہنا جائے گا، تو ثواب ملے گا اور نہ پہننے پر کوئی گناہ نہیں ہے۔

عن أبي ریحانة رضي اللّٰہ عنہ یقول: نہیٰ رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم عن عشر: …… ولبوس الخاتم إلا لذي سلطان. (سنن أبي داؤد، کتاب اللباس / باب من کرہہ رقم: ۴۰۴۹ دار الفکر بیروت)

وفیہ أن الأولیٰ أن لا یقصد بلبسہ الزینة؛ فإنہ قیل بکراہتہ؛ بل یلبسہ للحاجة أو متابعة للسنة. (مرقاة المفاتیح شرح مشکاة المصابیح ۲۷۵/۸)

وترک التختم لغیر السلطان والقاضي وذي حاجة إلیہ کمتولٍّ أفضل (الدر المختار) وفي البستان عن بعض المتأخرین: لا یتختم إلا ثلاثة: أمیر أو کاتب أو أحمق. (الدر المختار مع الشامي، کتاب الحظر والإباحة / فصل في اللبس ۳۶۱/۶ کراچی، مجمع الأنہر، کتاب الکراہیة / فصل اللبس ۱۹۷/۴ کوئٹہ، البحر الرائق / قبیل فصل في النظر واللمس ۳۴۹/۸ زکریا)

www.besturdubooks.wordpress.com

وإنما يتختم القاضي والسلطان لحاجته إلى الختم، فأما غيرهما فالأفضل أن يترك لعدم الحاجة إليه. (الهداية ٤/٤٥٩) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۱۴۲۸/۵/۵ھ

آپ ﷺ کی انگوٹھی کیسی تھی؟

سوال (۳۸۰): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی انگوٹھی کیسی تھی؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم چاندی کی انگوٹھی استعمال فرماتے تھے، جس میں ''محمد رسول اللہ'' کا نقش تھا، اور آپ کی انگوٹھی کا نگ بھی چاندی کا ہوتا تھا۔

عن ابن عمر رضي اللّٰه عنهما قال: اتخذ رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم خاتـمًا من ورق، فكان في يده، ثم كان بعدَ في يد أبي بكر، ثم كان في يد عمر، ثم كان في يد عثمان حتى وقع منه في بئر أريس، نَقشُه: ''محمد رسول اللّٰه''.

(صحيح مسلم، كتاب اللباس والزينة / باب لبس النبي صلى اللّٰه عليه وسلم خاتمًا من ورق نقشه محمد رسول اللّٰه ولبس الخلفاء له من بعده ١٩٦/٢ رقم: ٥٤-٢٠٩١ بيت الأفكار الدولية، اللباس والزينة من السنة المطهرة / فصل مشروعية الخاتم ١٣٨ رقم: ١٦١ دار الحديث القاهرة) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۳۷/۳/۵ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

اَنگوٹھی کس ہاتھ میں پہنیں؟

سوال (۳۸۱): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: اَنگوٹھی کس ہاتھ میں پہننی چاہئے؟

www.besturdubooks.wordpress.com

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: انگوٹھی دائیں ہاتھ میں پہننی چاہئے۔

عن أنس رضي اللّٰه عنه أن النبي صلى اللّٰه عليه وسلم كان يتختم في يمينه. (سنن النسائي، كتاب الزينة / باب موضع الخاتم ۲/ ۲۵۱ رقم: ۵۲۹۳ دار الفكر بيروت)

عن علي رضي اللّٰه عنه قال: قال الشريك: وأخبرني أبو سلمة أن النبي صلى اللّٰه عليه وسلم كان يلبس خاتمه في يمينه. (سنن النسائي، كتاب الزينة / باب موضع الخاتم من اليد رقم: ۵۲۱۳ دار الفكر بيروت) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۵/۳/۱۴۳۷ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

اَنگوٹھی کس اُنگلی میں پہنیں؟

سوال (۳۸۲): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: اَنگوٹھی کس اُنگلی میں پہننی چاہئے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: بہتر ہے کہ چھوٹی اُنگلی یا اُس کے برابر والی اُنگلی میں اَنگوٹھی پہنی جائے، اور شہادت اور درمیانی اُنگلی میں اَنگوٹھی پہننا مردوں کے لئے ممنوع ہے۔

قال علي رضي اللّٰه عنه: قال لي رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: يا علي! سل اللّٰه الهدىٰ والسداد، ونهاني أن أجعل الخاتم في هٰذه وهٰذه، وأشار يعني بالسبابة والوسطىٰ. (سنن النسائي، كتاب الزينة / باب النهي عن الخاتم في السبابة ۲/ ۲۴۶ رقم: ۵۲۲۰ دار الفكر بيروت، وكذا في سنن الترمذي / أبواب اللباس ۱/ ۳۰۸)

عن أنس رضي اللّٰه عنه قال: اصطنع النبي صلى اللّٰه عليه وسلم خاتمًا، قال: إنا قد اتخذنا خاتمًا ونقشنا فيه نقشًا فلا ينقش عليه أحدٌ، قال: فإني لأرىٰ

www.besturdubooks.wordpress.com

بريقه في خنصره. (صحيح البخاري، كتاب اللباس / باب الخاتم في الخنصر ۸۷۳/۲ رقم: ۵۸۷٤ دار الفكر بيروت) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

املاہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۵/۳/۱۴۳۷ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

مرد انگوٹھی کا نگینہ کس طرف رکھے؟

سوال (۳۸۳): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: مرد کو انگوٹھی کا نگینہ کس طرف رکھنا چاہئے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: مرد کے لئے انگوٹھی کے نگینہ کو ہاتھ کے اندرونی حصہ میں رکھنا بہتر ہے۔ (اور عورتوں کے لئے ایسی کوئی پابندی نہیں ہے)

عن نافع أن عبد اللّٰه رضي اللّٰه عنه حدثه اصطنع خاتمًا من ذهب وجعل فصَّه في بطن كفه إذا لبسه .... (صحيح البخاري، كتاب اللباس / باب من جعل فص الخاتم في بطن كفه ۸۷۳/۲ رقم: ۵۸۷٦ دار الفكر بيروت)

فإذا تختم بالفضة ينبغي أن يكون الفص إلى بطن الكف بخلاف النساء. (خلاصة الفتاویٰ ٣٧٠/٤) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۲/۳/۱۴۳۷ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

مرد کیلئے انگوٹھی میں کتنی مقدار چاندی اِستعمال کرنا جائز ہے؟

سوال (۳۸۴): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: ایک شخص چاندی کی انگوٹھی استعمال کرتا ہے اور اِس کے ساتھ ساتھ چاندی کا تعویذ بھی استعمال کرتا ہے، دریافت طلب امر یہ ہے کہ مرد کے لئے کتنی چاندی جائز ہے؟ اِس مسئلہ کے جواز

www.besturdubooks.wordpress.com

وعدمِ جواز کے بارے میں تفصیلی دلائل بیان فرمائیں؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: مرد کے لئے چاندی کی ایسی اَنگوٹھی استعمال کرنا جائز ہے جس کی مقدار ایک مثقال ہو جو موجودہ گراموں کے اعتبار سے ۴ رگرام ۳۷۴ رملی گرام کا ہوتا ہے۔ (ایضاح النوادر ۲؍۱۹)

ولا يزيد وزنه على مثقال لقوله عليه الصلاة والسلام: إتخذه من ورق ولا تزده على مثقال. (البحر الرائق ۸؍۳۵۰ زكريا)

وفي الاختيار: سنَّ أن يكون الخاتم على قدر مثقال أو دونه. (مجمع الأنهر، كتاب الكراهية / فصل في اللبس ۴؍۱۹۵ كوئٹه، ۴؍۱۹٦ مكتبة فقيه الأمة ديوبند)

ولا يتختم أي الرجل إلا بالفضة ولا يزيده على مثقال. (الدر المختار مع الشامي ۹؍۵۱۷ زكريا، تبيين الحقائق ٦؍١٦ ملتان، ۷؍۳۵ زكريا)

اور چاندی کا تعویذ استعمال کرنا بالکل جائز نہیں، خواہ اَنگوٹھی کے ساتھ استعمال کرے یا صرف تنہا۔

لأنه كالآنية لا كالحلية. (امداد الفتاویٰ ۴؍۴۸٦) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱؍۱؍۱۴۱۵ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

سونے چاندی کے علاوہ دیگر دھات کی اَنگوٹھی پہننے کا حکم؟

سوال (۳۸۵): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: مردوں کے واسطے چاندی کی اَنگوٹھی کے علاوہ لوہے، پیتل، فولاد، جرمن اور اِسی طرح پتھروں کی اَنگوٹھیاں جائز ہے یا ناجائز؟ اِسی طرح عورتوں کو چاندی اور سونے کے علاوہ مذکورہ اَشیاء کا استعمال کیسا ہے؟

www.besturdubooks.wordpress.com

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: مردوں کو صرف چاندی کی انگوٹھی پہننا جائز ہے، اِس کے علاوہ لوہے، پیتل، فولاد، جرمن وغیرہ جیسے دھات کی اَنگوٹھی مرد وعورت دونوں کے لئے مکروہ ہے، اور اِس کو پہن کر نماز پڑھنا بھی مکروہ ہے، اور مرد صرف چاندی کی ساڑھے تین ماشہ کی اَنگوٹھی پہن سکتا ہے، جب کہ عورت کے لئے بلاتحدید سونے چاندی دونوں کی اَنگوٹھی پہننا جائز ہے۔

قال العلامة التمرتاشي: ولا يتختم بغيرها كحجر وذهب وحديد وصفر.
(تنوير الأبصار مع الدر المختار على الشامي ۹/۵۱۷ زكريا، وكذا في البحر الرائق، كتاب الكراهية / فصل في اللبس ۸/۳۵۰ زكريا)

وقال ابن عابدين تحت قوله: (فيحرم بغيرها) وفي الجوهرة: والتختم بالحديد والصفر والنحاس والرصاص مكروه للرجال والنساء. (شامي، كتاب الحظر والإباحة / فصل في اللبس ۹/۵۱۸ زكريا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۲۶/۱/۱۴۲۵ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

مردوں کو چاندی کے علاوہ کی اَنگوٹھی پہننا؟

سوال (۳۸۶): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: مردوں کے لئے چاندی کے علاوہ دیگر دھات کی بنی ہوئی اَنگوٹھی پہننا کیسا ہے؟ کچھ لوگ تو اِس کام کو حرام کہتے ہیں، کچھ مکروہ، کچھ مکروہ تحریمی، کچھ حرام کے نزدیک، اور کچھ لوگ مباح جانتے ہیں اور بعض لوگ جائز بتاتے ہیں؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: مردوں کو صرف چاندی کی اَنگوٹھی پہننا جائز ہے، اِس کے علاوہ دوسری دھاتوں کی اَنگوٹھی مردوں وعورتوں کے لئے ناجائز ہے؛ لہٰذا چاندی کے علاوہ

www.besturdubooks.wordpress.com

اَنگوٹھی پہن کرنماز پڑھنا مکروہ ہے۔(فتاویٰ محمودیہ ۴؍۴۲۰)

عن علي بن أبي طالب رضي اللّٰه عنه قال: نهاني رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم عن التختم بالذهب. (سنن الترمذي، كتاب اللباس / باب ما جاء في كراهية خاتم الذهب ٣٠٤/١)

ولا يتحلى الرجل بالذهب والفضة إلا بالخاتم والمِنطقَةِ وحِلية السيف من الفضة لما روينا غير أن الخاتم والمنطقة وحلية السيف من الفضة مستثنىٰ تحقيقًا لمعنى النموذج ...... وقد ورد آثار في جواز التختم بالفضة، وكان للنبي صلى اللّٰه عليه وسلم خاتم فضةٍ، وكان في يده إلى أن توفي، ثم في يد أبي بكرٍ إلى أن توفي، ثم في يد عمر إلى أن توفي، ثم في يد عثمان إلى أن وقع من يده في البئر ...... ولا يتختم بغير الفضة كالحجر والحديد والصفر لما روي أنه عليه السلام رأى على رجل خاتم صفر، فقال: ما لي أجد منك رائحة الأصنام. ورأى على آخر خاتم حديد، فقال: ما لي أرى عليك حلية أهل النار.

وروي عن ابن عمر رضي اللّٰه عنهما أن رجلاً جلس إلى النبي صلى اللّٰه عليه وسلم وعليه خاتم ذهب، فأعرض عنه، فقام ثم عاد وعليه خاتم حديد، فقال عليه الصلاة والسلام: هٰذا شرٌّ منه، هٰذه حلية أهل النار. (تبيين الحقائق / كتاب الحظر والإباحة ١٥/٦ المكتبة الشاملة، ٣٥/٧ زكريا)

ولا يتختم أي الرجل إلا بالفضة ولا يزيده على مثقال. (الدر المختار مع الشامي ٥١٧/٩ زكريا، البحر الرائق ٣٥٠/٨ زكريا، تبيين الحقائق ١٦/٦ ملتان، ٣٥/٧ زكريا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۲؍۴؍۱۴۱۷ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

بیماری کی وجہ سے لوہے کی انگوٹھی پہننا؟

سوال (۳۸۷): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے

www.besturdubooks.wordpress.com

میں کہ: اگر کوئی بیماری کی وجہ سے لوہے کی انگوٹھی پہن لے تو کیا درست ہے؟ جیسے کہ ہاتھوں کی کھال بہت زیادہ نچتی ہو تو ایک شخص ہے جو انگوٹھی دیتا ہے، تو ایسی صورت میں درست ہے یا نہیں؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: مرد اور عورت دونوں کے لئے چاندی کے علاوہ لوہے پیتل وغیرہ کی انگوٹھی استعمال کرنا شرعاً درست نہیں، اگر ضرورت ہو تو مرد حضرات صرف چاندی کی ساڑھے چار ماشہ کی انگوٹھی استعمال کر سکتے ہیں۔ (مستفاد: فتاویٰ محمودیہ ۴؍۴۲۱/۱)

التختم بالحديد والصفر والنحاس والرصاص مكروه للرجال والنساء.

(الفتاویٰ الهندية ۵/۳۳۵، شامي ۹/۵۱۸ زكريا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۲۱؍۱؍۱۴۲۲ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

شفا کی نیت سے خاص پتھر کی اَنگوٹھی پہننا؟

سوال (۳۸۷): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: (۱) بعض خاص قسم کے پتھروں کے بارے میں مشہور ہے کہ اُن سے بنے ہوئے نگینہ والی اَنگوٹھی پہننے سے مختلف اَمراض سے شفا یابی ہوتی ہے، تو کیا شفا کے اِرادہ سے مذکورہ اَنگوٹھی کا استعمال درست ہے؟ عقائد اِسلام کے خلاف تو نہیں؟

(۲) مذکورہ اَنگوٹھی کو بلا کسی نیت کے ایسے ہی پہننا کیسا ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: (۱) شفا کی نیت سے خاص قسم کے پتھر کے نگینہ کی اَنگوٹھی پہننا مرد وعورت سب کے لئے درست ہے۔

وفي حديث ضعيف: إن التختم بالياقوت الأصفر يمنع الطاعون. قلت: حديث: تختموا بالعقيق؛ فإنه مبارك. رواه العقيلي في الضعفاء وابن لال في

www.besturdubooks.wordpress.com

مكارم الأخلاق والحاكم في تاريخه، والبيهقي والخطيب وابن عساكر والديلمي في مسند الفردوس عن عائشة رضي اللّٰه عنها، وكثرة الطرق تدل على أن الحديث له أصل، وروى ابن عدي في الكامل عن أنس بلفظ: تختموا بالعقيق؛ فإنه ينفي الفقر . (مرقاة المفاتيح ٢٧٤/٨ تحت رقم: ٤٣٨٨)

(۲) مذکورہ اَنگوٹھی کا چھلہ اگر چاندی کا ہو اور اُس کا وزن ساڑھے تین ماشہ ہو یا اُس سے کم ہو، تو ایسی انگوٹھی کا پہننا درست ہے، البتہ اگر اَنگوٹھی کا چھلہ لوہے یا پیتل کا ہو، تو اُس کا پہننا درست نہ ہوگا۔

ولا يختم إلا بالفضة (إلى) والعبرة بالحلقة من الفضة لا بالفص، فيجوز من حجر وعقيق وياقوت وغيرها . (شامي ٥١٩/٩ زكريا) فقط واللّٰہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۲۴/۴/۱۴۲۷ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللّٰہ عنہ

حروفِ مقطعات کی انگوٹھی پہن کر بیت الخلاء جانا؟

سوال (۳۸۸): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: ہاتھ میں حروفِ مقطعات کی اَنگوٹھی پہن کر استنجاء خانہ میں جانا کیسا ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: حروفِ مقطعات کی اَنگوٹھی پہن کر استنجاء خانہ میں جانا مکروہ ہے۔

وعلى هٰذا إذا كان عليه خاتم وعليه شيء من القرآن مكتوب أو كتب عليه اسم اللّٰه تعالىٰ فدخل المخرج معه يكره. (الفتاوىٰ الهندية، كتاب الكراهية / الباب الخامس ٣٢٣/٥ دار إحياء التراث العربي بيروت)

لیکن اگر اَنگوٹھی ہاتھ سے نکال کر جیب وغیرہ میں رکھ لے، تو اُس کو لے کر استنجاء خانہ میں جانا جائز ہے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

فلو نقش اسمه تعالیٰ أو اسم نبيه صلى الله عليه وسلم استحب أن يجعل الفص في كمه إذا دخل الخلاء وأن يجعله في يمينه إذا استنجى. (شامي، كتاب الحظر والإباحة / فصل في اللبس ۹/۵۱۹ زكريا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۲۱/۲/۱۹ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

قرآنی آیت والی اَنگوٹھی کو پہن کر استنجاء خانہ میں جانا؟

سوال (۳۸۹): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: اگر انگوٹھی پر آیتِ قرآنیہ یا اللہ کے رسول کا نام لکھا ہوا ہو، تو اُس کو استنجاء خانہ میں پہن کر جانا کیسا ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: ایسی اَنگوٹھی جس میں اللہ تعالیٰ کا نام لکھا ہوا ہو، اُسے ہاتھ میں پہن کر بیت الخلاء میں جانا بڑی بے ادبی کی بات اور ممنوع ہے، اِس لئے بیت الخلاء میں جانے سے قبل ایسی اَنگوٹھی نکال کر باہر رکھ دی جائے، یا اُنگلی سے نکال کر جیب میں ڈال لی جائے۔

عن أنس رضي الله عنه أن رسول الله صلى الله عليه وسلم كان إذا دخل الخلاء نزع خاتمه. (سنن النسائي، كتاب الزينة / باب نزع الخاتم عند دخول الخلاء ص: ۲٤٦ رقم: ٥٢٢٣ مكتبة السعد ديوبند، سنن أبي داؤد، أبواب اللباس / باب الخاتم يكون فيه ذكر الله تعالىٰ يدخل به الخلاء ٤/١ رقم: ١٩، سنن ابن ماجة / باب ذكر الله عزوجل على الخلاء، والخاتم في الخلاء رقم: ٣٠٣ دار الفكر بيروت، ٢٦ المكتبة الأشرفية ديو بند)

فلو نقش اسمه تعالیٰ أو اسم نبيه صلى الله عليه وسلم استحب أن يجعل الفص في كمه إذا دخل الخلاء وأن يجعله في يمينه إذا استنجىٰ. (شامي / فصل في اللبس ٣٦١/٦، ٥١٩/٩ زكريا)

www.besturdubooks.wordpress.com

فقال الحنفية والشافعية: يجوز أن ينقش لفظ الجلالة أو ألفاظ الذكر على الخاتم ولكنه يجعله في كمه إن دخل الخلاء، وفي يمينه إذا استنجى.

(الموسوعة الفقهية ٢٩/١١ إدارة الأوقاف والشئون الإسلامية الكويت)

وعلى هٰذا إذا كان عليه خاتم وعليه شيء من القرآن مكتوب أو كتب عليه اسم اللّٰه تعالىٰ فدخل المخرج معه يكره، وإن اتخذ لنفسه مبالاً طاهرًا في مكان طاهر لا يكره، كذا في المحيط. (عالمگيري ٣٢٣/٥) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

املاہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۵/۳/۱۴۳۷ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

❍❖❍

www.besturdubooks.wordpress.com

زیب وزینت کی چیزیں اور اُن کا حکم

عورتیں میک اَپ میں کیا کیا چیزیں استعمال کرسکتی ہیں؟

سوال (۳۹۰): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: عورتوں کے میکپ میں کیا کیا چیزیں شامل ہیں اور عورتیں لپ اِسٹک لگا سکتی ہیں یا نہیں؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفيق: عورت اپنے شوہر کے لئے زیب وزینت کی اُن تمام اَشیاء کو استعمال کرسکتی ہے جن میں کوئی ناپاک چیز شامل نہ ہو اور لپ اِسٹک کے بارے میں ناپاک چیز کی ملاوٹ کا یقین نہیں ہے، اِس لئے اِس کے استعمال کی بھی گنجائش ہے۔ (احسن الفتاویٰ ۸/٦۸)

اليقين لا يزول بالشک. (الأشباه والنظائر ۹۰)

وأما التحمير ونحوه فيجوز بإذن الزوج وفي داخل البيت، ويحرم بغير إذن الزوج وخارج المنزل. (الفقه الإسلامي وأدلته / كتاب الحظر والإباحة، تلسعًا: الترجل والتخنث ٢٦٨٣/٤ رشيدية) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصورپوری غفرلہ ۱۸/۴/۱۴۲۷ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

عورتوں کا بیوٹی پارلر میں جاکر میک اَپ کرانا؟

سوال (۳۹۱): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: آج کل خواتین خصوصاً لڑکیاں بیوٹی پارلر میں اپنے کو سجانے سنوارنے کے لئے جاتی ہیں، اور اپنی بھویں منڈواتی ہیں، اِن بالوں کا منڈونا کیسا ہے؟

www.besturdubooks.wordpress.com

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: بیوٹی پارلر میں جا کر میک اَپ کرانا محض فیش پرستی، تصنع اور فضول اِسراف ہے، جس سے اجتناب لازم ہے، عورت کو جو بھی زینت کرنی ہے اپنے گھر میں ہی کرنی چاہئے۔ خاص اِسی مقصد سے بیوٹی پارلروں میں جانا ایک مستقل فتنہ اور بے حیائی ہے، اور بھوؤں کے بال بالکل سرے سے منڈانا تو ناجائز ہے، اَحادیث میں اِس کی سخت ممانعت آئی ہے؛ لیکن اگر کسی عورت کی بھنویں ایسی گھنی ہوں کہ بری معلوم ہوتی ہوں، تو شوہر کی خوشنودی کے لئے اُنہیں باریک کرنے کی گنجائش ہے۔

عن ابن عمر رضي اللّٰه عنهما قال: قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: من تشبه بقوم فهو منهم. (سنن أبي داؤد، كتاب اللباس / باب في لبس الشهرة ٥٥٩/٢ رقم: ٤٠٣١ دار الفكر بيروت، مشكاة المصابيح، كتاب اللباس / الفصل الثاني ٣٧٥/٢)

قال القاري: أي من شبّه نفسه بالكفار مثلاً في اللباس وغيره، أو بالفساق أو الفجار، أو بأهل التصوف والصلحاء الأبرار "فهو منهم": أي في الإثم أو الخير عند اللّٰه تعالىٰ ...... الخ. (بذل المجهود، كتاب اللباس / باب في لبس الشهرة ٥٩/١٢ دار البشائر الإسلامية بيروت، وكذا في مرقاة المفاتيح، كتاب اللباس / الفصل الثاني ٢٥٥/٨ رقم: ٤٣٤٧ رشيدية، وكذا في فيض القدير شرح الجامع الصغير ٥٧٤٣/١١ رقم: ٨٥٩٣ نزار مصطفىٰ الباز رياض)

عن عبد اللّٰه بن مسعود رضي اللّٰه عنه قال: لعن اللّٰه الواشمات والمستوشمات، والمُتنمِّصات، والمتفلجات للحسن المغيرات خَلْقَ اللّٰه تعالىٰ، مالي لا ألعنُ من لعن النبي صلى اللّٰه عليه وسلم وهو في كتاب اللّٰه: ﴿مَا اٰتٰكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ﴾ (صحيح البخاري، كتاب اللباس / باب المتفلجات للحسن ٨٧٨/٢ رقم: ٥٩٣١ دار الفكر بيروت، سنن النسائي ٢٤٩/٢ رقم: ٥١٠٧، صحيح ابن حبان ٤١٦/٧ رقم: ٥٤٨١، المعجم الكبير للطبراني ٢٩٢/٩ رقم: ٩٤٦٩، السنن الكبرىٰ للبيهقي ٥٥٠/٧ رقم: ١٤٨٣٣، مشكاة المصابيح ٣٨١)

www.besturdubooks.wordpress.com

عن أبي موسىٰ الأشعري رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: أيما امرأة استعطرت فمرت على قوم ليجدوا من ريحها فهي زانية. (سنن النسائي ۲/ ۲٤٠ رقم: ٥١٢٦، سنن أبي داؤد ٥٧٥/٢ رقم: ٤١٧٣، سنن الترمذي ١٠٧/٢ رقم: ٢٧٨٦، مسند البزار البحر الزخار ٤٧/٨ رقم: ٣٠٣٣، السنن الكبرىٰ للنسائي ٤٣٠/٥ رقم: ٩٤٢٢، صحيح ابن حبان ٢٧٠/١٠ رقم: ٤٤٢٤، السنن الكبرىٰ للبيهقي ٦٤٩/٣ رقم: ٥٩٧٥، شعب الإيمان للبيهقي ٢٣٥/١٠ رقم: ٧٤٣٠، شرح السنة للبغوي ٨١/١٢ المكتبة الشاملة)

لا بأس بأخذ الحاجبين وشعر وجهه. (شامي ٥٣٦/٩ زكريا، طحطاوي على الدر ١٨٦/٤)

ولا بأس بأن يأخذ شعر الحاجبين وشعر وجهه، والمراد ما يكون مشوها لخبر لعن الله النامصة والمتنمصة. (حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح ص: ٥٢٦، احسن الفتاوىٰ ٧٦/٨) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱/۴/۱۴۲۱ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

نیل پالش لگاکر وضو اور نماز ادا کرنا؟

سوال (۳۹۲): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: نیل پالش لگانا کیسا ہے؟ اگر کوئی شخص وضو کرکے نیل پالش لگاکر نماز ادا کرے تو کیا نماز اَدا ہوجائے گی؟ اُس کے ہاتھ سے پانی پینا کیسا ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: نیل پالش لگانے سے اُس کی تہہ ناخنوں پر جم جاتی ہے، جس کی بناپر وضو میں پانی ناخنوں تک نہیں پہنچتا؛ اِس لئے ایسی زینت جو فرائض کی صحت سے مانع ہو جائز نہیں۔ وضو کے بعد نیل پالش لگاکر جتنی نمازیں ادا کی وہ صحیح ہوں گی، مگر جب دوسری مرتبہ وضو کرے گی تو پانی کے ناخنوں تک نہ پہنچنے کی بناء پر نہ وضو صحیح ہوگا اور نہ اُس کے ذریعہ پڑھی ہوئی

www.besturdubooks.wordpress.com

نمازیں۔ نیل پالش لگانے والی کے ہاتھ سے پانی پینے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ (مستفاد: احسن الفتاویٰ ۲۶/۲)

وفي النهر: ولو في أظفاره طين أو عجين فالفتویٰ علی أنه مغتفر قرويًا كان أو مدينًا نعم ذكر الخلاف في شرح المنية في العجين واستظهر المنع؛ لأن فيه لزوجة وصلابة تمنع نفوذ الماء. (شامي ۲۸۸/۱ زكريا، النهر الفائق شرح كنز اللقائق ۳۰/۱، كذا في البحر الرائق شرح كنز الدقائق ۲۹/۱ زكريا، المحيط البرهاني في الفقه النعماني ۱۶۳/۱۰ رقم: ۱۳، البناية شرح الهداية ۱۵۱/۱ المكتبة الشاملة) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۲۴/۴/۱۴۱۹ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

عورتوں کا ناخون پالش اِستعمال کرنا؟

سوال (۳۹۳): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: عورتوں کے لئے ناخون پالش کا استعمال جائز ہے یا نہیں؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: عورتوں کے لئے ناخون پالش کا استعمال متعدد وجوہ سے ناجائز ہے:

الف:- یہ غیر مسلم عورتوں کا شعار ہے۔

ب:- یہ ایسی زینت ہے جو فرائض کی صحت سے مانع ہے۔

ج:- ناخون پالش کے لگے رہنے کی حالت میں وضو صحیح نہیں ہوتا؛ کیوں کہ پالش کے اندرونی حصہ تک پانی نہیں پہنچتا؛ لہٰذا اِس طرح کی پالش لگانے کی ہرگز اِجازت نہ ہوگی، نیز یہ عمل حدیث شریف کی حسبِ ذیل وعید میں داخل ہے:

عن عون بن أبي جُحيفة قال: رأيت أبي اشترى عبدًا حجَّامًا، فأمر بمحاجمه فكُسرت، فسألته، فقال: نهى النبي صلى الله عليه وسلم عن ثمن الكلب

www.besturdubooks.wordpress.com

وثمن الدم، ونهى عن الواشمة والمَوشُومةِ وآكل الربا وموكله ولعن المصوِّرَ.

(صحيح البخاري، كتاب البيوع / باب موكل الربا لقوله تعالىٰ ۲۸۰/۱ رقم: ۲۰۸٦ دار الفكر بيروت)

قال عليه السلام: لعن الله الواصلة والمستوصلة والواشمة والمستوشمة، قال في المرقاة: (والمستوشمة) أي من أمر بذلک، قال النووي: وهو حرام على الفاعلة والمفعول بها، والموضع الذي وشم يصير نجسًا. (مرقاة المفاتیح ۲۹۵/۸، احسن الفتاویٰ ۲٦/۲)

وذكر في المحيط: إذا كان علىٰ ظاهر بدنه جلد سمک أو خبز ممضوغ قد جف واغتسل أو توضأ ولم يصل الماء إلىٰ ما تحته لم يجز. (منية مع الكبيري ٤٩، الفتاوىٰ الهندية ۱۳/۱، شامي ۲۸۹/۱ زكريا، المحيط البرهاني / الفصل الثالث في الغسل ۲۲٦/۱ رقم: ۲٦٥، بهشتي زيور ۵۸/۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصورپوری غفرلہ

۱۴۱۱/۵/۳۰ھ

ناخون پالش کو وضو سے پہلے صاف کرنا ضروری ہے

سوال (۳۹۴): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: عورتوں کا اپنے ناخنوں پر سرخی لگانا کیسا ہے؟ جب کہ وہ نماز کے لئے وضو کے وقت کیمیکل کے ذریعہ ختم کردیتی ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: ناخنوں کو مہندی یا رقیق رنگ سے سرخ کرنا تو جائز ہے؛ لیکن ایسی ناخون پالش جس کی وجہ سے ناخنوں تک پانی پہنچنے میں رکاوٹ ہو اُس کے لگانے کی اِجازت نہیں، اگر لگالی تو وضو سے پہلے اُسے پوری طرح صاف کرنا ضروری ہے، ورنہ وضو درست نہیں ہوگا۔ (احسن الفتاویٰ ۲٦/۲)

بخلاف نحو عجين أي كعِلك وشمع وقِشر سَمَكٍ وخبزٍ ممضوغ

www.besturdubooks.wordpress.com

متلبد جوهرة، لٰكن في النهر: ولو في أظفاره طين أو عجين، فالفتوىٰ أنه مغتفر قرويًا كان أو مدينًا، وقيل: ان صلبًا منع وهو الأصح، صرح به في شرح المنية. وقال: لامتناع نفوذ الماء مع عدم الضرورة والحرج. (شامي ٢٨٨/١-٢٨٩ زكريا، كذا في الفتاوىٰ الهندية / الفصل الأول في فرائض الوضوء ١٣/١ زكريا، مراقي الفلاح، كتاب الطهارة / باب الوضوء ٦٣/١) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۲۴/۲/۱۶ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

کیا لپ اِسٹک میں خنزیر کی چربی ملی ہوتی ہے؟

سوال (۳۹۵): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: کیا عورت اپنے ہونٹ پر لپ اِسٹک یا سرخی لگا سکتی ہے؟ ہم نے سنا ہے کہ لپ اِسٹک میں خنزیر کی چربی ہوتی ہے۔

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: زیب وزینت کے لئے عورت اپنے ہونٹوں پر سرخی لگا سکتی ہے، اور سرخی میں خنزیر کی چربی ملی ہوئی ہونے کی ہمیں تحقیق نہیں ہے، اگر کسی کو معتبر ذرائع سے اِس کی تحقیق ہو جائے تو ایسی سرخی لگانا جائز نہ ہوگا۔ (مستفاد: دینی مسائل اور اُن کا حل ۳۱۷)

ووجدنا نص الإمام الأعظم على الجواز دليلاً قطعيًا على الإباحة وهو إطلاق الأمر بأخذ الزينة. (شامي، كتاب الحظر والإباحة / فصل في اللبس ٥١٦/٩ زكريا)

اليقين لا يزول بالشک. (الأشباه والنظائر ٩٠)

لأن الزينة للنساء مطلوبة للتحسين. (شامي، كتاب الحظر والإباحة / فصل في اللبس ٣٧٣/٦ كراچى) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۳۵/۶/۱۱ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

www.besturdubooks.wordpress.com

کیاعورت شوہر کوخوش کرنے کے لئے سرخی لگاسکتی ہے؟

سوال (۳۹۶): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: کیاعورت کا اپنے شوہر کوخوش کرنے کے لئے سرخی لگانا جائز ہے، جب کہ بعض حضرات اِس کومنع کرتے ہیں ۔اوراَحسن الفتاویٰ میں مستحسن لکھا ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: بیوی کا اپنے شوہر کوراضی اورخوش رکھنے کے لئے لبوں پر سرخی یعنی لپ اِسٹک لگانا جائز اور درست ہے، ہاں البتہ اگر لپ اِسٹک تہہ دار ہے اور ہونٹوں تک پانی پہنچنے سے مانع ہے، تو اُس کوصاف کئے بغیر وضواور غسل درست نہیں ۔(دینی مسائل اوراُن کا حل ۱۰۲)

ولا یمنع الطهارة ونیم، وحناء، ودرن، ووسخ، وتراب في ظفر مطلقًا، ولا یمنع ما علی ظفر صباغ، وقیل: إن صلبا منع، وهو الأصح. (الدر المختار مع الشامي ۱/۲۸۸ زکریا)

یستحب لکل من الزوجین أن یتزین للآخر. وقال ابن عباس رضي اللّٰه عنهما: إني لأحب أن أتزین للمرأة کما أحب أن تتزین لي. (الموسوعة الفقهیة ۱۱/۲۷۰) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۲۶/۲/۳ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

عورتوں کا پلکوں اوررخساروں پر کلر لگانا؟

سوال (۳۹۷): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: عورتوں کو پلکوں اور رخساروں پر کلر لگانا کیسا ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اگر یہ عمل شوہر کی خوشنودی کے لئے کیا جائے تو درست

www.besturdubooks.wordpress.com

ہے، ورنہ نہیں۔

یستحب لکل من الزوجین أن یتزین للآخر. وقال ابن عباس رضي اللّٰہ عنہما: إني لأحب أن أتزین للمرأۃ کما أحب أن تتزین لي. (الموسوعۃ الفقہیۃ ۱۱/۲۷۰) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصورپوری غفرلہ ۱۴۳۰/۳/۱۳ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

عورتوں کا مصنوعی پلکیں اور ناخون لگانا؟

سوال (۳۹۸):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: عورتوں کے لئے پلکیں اور مصنوعی ناخون لگانا کیسا ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: مصنوعی پلکیں اور مصنوعی ناخون لگوانا شریعت میں جائز نہیں ہے، اِسلام میں ناخون کاٹنے کا حکم ہے نہ کہ اُنہیں بڑھانے کا، اور جب اصلی ناخنوں کو بڑھانا ممنوع ہے تو مصنوعی ناخنوں کی کیسے اِجازت ہوسکتی ہے۔

عن أنس بن مالک قال: قال أنس: وُقِّت لنا في قص الشارب، وتقلیم الأظفار، ونتف الإبط، وحلق العانۃ، أن لا نترک أکثر من أربعین لیلۃ. (صحیح مسلم، کتاب الطہارۃ / باب خصال الفطرۃ ۱/۱۲۹ رقم: ۲۵۸، سنن ابن ماجۃ رقم: ۲۹۰، مسند البزار البحر الزخار ۱۴/۸ رقم: ۷۳۸۷، السنن الکبریٰ للنسائي رقم: ۱۵، سنن النسائي ۱/۴ رقم: ۱۴، السنن الکبریٰ للبیہقي ۱/۲۳۳ رقم: ۶۹۱، مشکاۃ المصابیح ۳۸۰)

فإذا طال حلق وقص وقلم، ذکرہ النووي. (مرقاۃ المفاتیح ۸/۲۹۱ تحت رقم: ۴۴۲۲)

وأما وقت حلقہ فالمختار أنہ یضبط بالحاجۃ وطُولہٖ، فإذا طال حُلق، وکذلک الضبط في قص الشارب، ونتف الإبط، وتقلیم الأظفار، وأما حدیث

www.besturdubooks.wordpress.com

أنس فمعناه لا يترك تركًا يتجاوز به أربعين لا أنهم وَقَّت لهم الترک أربعين، والله أعلم. (شرح النووي مسلم ۱۲۸/۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصورپوری غفرلہ ۱۴۳۰/۳/۱۳ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

شوہر کا بیوی کو بھویں بنانے پر ضد کرنا؟

سوال (۳۹۹): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: اگر شوہر بیوی کو بھویں بنوانے پر ضد کرے اور بیوی شوہر کی رضا مندی کے لئے بنوالے، تو کیا یہ جائز ہے؟ ﴿وَرِضْوَانٌ مِنَ اللّٰهِ اَكْبَرُ﴾ کی روشنی میں جواب لکھئے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفيق: اگر بھوؤں کے بال زیادہ ہونے کی وجہ سے بدنما معلوم ہوتے ہوں، تو اُنہیں مناسب انداز میں بنانے میں شرعاً کوئی حرج نہیں ہے؛ لیکن اگر فاحشہ عورتوں کی طرح بھویں بنائی جائیں، تو یہ درست نہیں ہے۔

عن عمران بن حصين رضي الله عنه قال: سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول: لا طاعة لأحد في معصية الله تعالىٰ. (المسند للإمام أحمد بن حنبل ٤٣٦/٤ رقم: ٢١٠٣٠)

ولا بأس أخذ الحاجبين وشعر وجهه ما لم يشبه المخنث. (شامي، كتاب الحظر والإباحة / فصل في اللبس ٥٢٦/٩ زكريا، الفتاویٰ الهندية، كتاب الكراهية / الباب التاسع عشر ٣٥٨/٥)

عن عبد الله بن مسعود رضي الله عنه قال: لعن الله الواشمات والمستوشمات، والمُتنمِّصات، والمتفلجات للحسن المغيرات خَلْقَ الله تعالىٰ. (صحيح مسلم ٢٠٥/٢ رقم: ٢١٢٥ بيت الأفكار الدولية، صحيح البخاري، كتاب اللباس / باب المتفلجات للحسن ٨٧٨/٢ رقم: ٥٩٣١ دار الفكر بيروت، سنن النسائي ٢٤٩/٢ رقم: ٥١٠٧،

www.besturdubooks.wordpress.com

صحيح ابن حبان ٤١٦/٧ رقم: ٥٤٨١، المعجم الكبير للطبراني ٢٩٢/٩ رقم: ٩٤٦٩، السنن الكبرىٰ للبيهقي ٥٥٠/٧ رقم: ١٤٨٣٣، مشكاة المصابيح ٣٨١)

قال شيخ الإسلام المفتي محمد تقي العثماني تحته: وأكثر ما تفعله النساء في الحواجب وأطراف الوجه ابتغاء للحسن والزينة فهو حرام بنص هٰذا الحديث. (تكملة فتح الملهم ١٩٥/٤ دار العلوم كراچی) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۳۵/۱/۱۳ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

عورتوں کا آنکھوں کے اندر فیشن لیبل لینس لگانا؟

سوال (۴۰۰): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: کیا عورتوں کے لئے آنکھوں کے اندر فیشن لیبل لینس کا استعمال جائز ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: شریعت میں حسن ونگار کے لئے بے جا تکلفات قطعاً پسندیدہ نہیں ہے، اِسی لئے اَحادیث میں پلکیں بنوانے والیوں اور دانت گھسوانے والیوں پر لعنت وارد ہے؛ اِس لئے فیشن لیبل لینس لگوانا بھی بدرجہ اُولیٰ تکلفاتِ بے جا میں داخل ہے اور پسندیدہ نہیں ہے۔

عن عبد اللّٰه بن مسعود رضي اللّٰه عنه قال: لعن اللّٰه الواشمات والمستوشمات، والمُتنمِّصات، والمتفلجات للحسن المغيرات خَلْقَ اللّٰه تعالىٰ. (صحيح مسلم ٢٠٥/٢ رقم: ٢١٢٥ بيت الأفكار الدولية، صحيح البخاري، كتاب اللباس / باب المتفلجات للحسن ٨٧٨/٢ رقم: ٥٩٣١ دار الفكر بيروت، سنن النسائي ٢٤٩/٢ رقم: ٥١٠٧، صحيح ابن حبان ٤١٦/٧ رقم: ٥٤٨١، المعجم الكبير للطبراني ٢٩٢/٩ رقم: ٩٤٦٩، السنن الكبرىٰ للبيهقي ٥٥٠/٧ رقم: ١٤٨٣٣، مشكاة المصابيح ٣٨١) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۳۰/۳/۱۳ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

www.besturdubooks.wordpress.com

دولہن کا سر میں زیب وزینت کرنا؟

سوال (۴۰۱):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: دولہن کے سر کا سہرا اور چوٹی کا سہرا شریعتِ محمدیہ میں جائز ہے یا بدعت یا مباح یا کیسا ہے؟

(کتاب مقالات وفتاوی ۳۹۲)

جس کام میں خالق کی نافرمانی لازم آتی ہو تو اُس کام میں شرکت کرنا کیسا ہے؟ دوسری کتاب بخاری شریف میں ہے: ''گناہوں کے کاموں میں مخلوق کی اِطاعت حرام ہے''۔

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفيق: عورتوں کا اپنے شوہر کے لئے سر پر زیب وزینت کی اَشیاء کا استعمال کرنا خواہ پھول کی شکل میں ہو یا چوٹی کی شکل میں سب جائز ہے، اور اِس کو سہرا نہیں کہا جاتا ہے، سہرے کا اِطلاق مرد کے چہرہ پر خاص طریقہ سے لٹکائے جانے والے جھالروں پر ہوتا ہے، جو ہندوانی رسم ہونے کی بنا پر ناجائز ہے۔

ولا بأس للنساء بتعليق الخرز في شعورهن من صفر أو نحاس أو شبه أو حديدٍ ونحوها للزينة. (الفتاویٰ الهندية، كتاب الكراهية / الباب العشرون ۳۵۹/۵ دار إحياء التراث العربي بيروت) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۲۵/۷/۱۴ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

عورتوں کا اَعضاءِ مستورہ پر مہندی لگانا؟

سوال (۴۰۲):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: آج کل عورتیں پیٹ، پیٹھ، بانہوں، کلائیوں، گردن اور جسم کے مختلف اَعضاء پر مہندی لگانے لگی ہیں، اِس بارے میں شریعت کیا کہتی ہے؟

عورتوں کے لئے کن اعضاء پر مہندی لگانا جائز ہے اور کن اَعضاء پر ناجائز ہے؟

www.besturdubooks.wordpress.com

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: آج کل پیٹ، پیٹھ اور دیگر اَعضاءِ مستورہ پر پھول بوٹے والی مہندی محض دکھاوے کے لئے لگائی جاتی ہے، اگر دکھاوا مقصود نہ ہو تو اِن جگہوں پر مہندی لگانے کا کوئی فائدہ ہی نہیں؛ کیوں کہ باحیا عورتیں اِن اَعضاء کو ہمیشہ کپڑوں میں چھپا کر رکھتی ہیں؛ لہٰذا اِن اَعضاءِ مستورہ پر مہندی لگانا محض فضول اور ممنوع ہے؛ البتہ عورت کے لئے ہاتھ اور پیروں میں مہندی لگانا پسندیدہ ہے۔

أما خضب اليدين والرجلين فيستحب في حق النساء. (مرقاة المفاتيح ٣٠٤/٨ تحت رقم: ٤٤٥٢، كذا في فتح الباري ٣٥٥/١٠ تحت رقم: ٥٨٩٩، عون المعبود مع حاشية ابن القيم / بـاب مـا جـاء فـي خـضـاب السـواد ١٧٨/١١ تـحت رقم: ٤٢١٢، تحفة الأحوذي شرح سنن الترمذي للمباركفوري ٣٥٦/٥ تحت رقم: ١٧٥٣)

ولا ينبغي أن يخضب يد الصبي الذكر ورجله. ويجوز ذلک للنساء (الفتاویٰ الهندية، كتاب الكراهية / الباب العشرون ٣٥٩/٥) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصورپوری غفرلہ ۱۴۳۰/۳/۱۸ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

مرد کے لئے مہندی لگانا؟

سوال (۴۰۳): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: مرد کے لئے مہندی لگانا جائز ہے یا نہیں؟ نیز حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے لگانا ثابت ہے یا نہیں؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: مرد کے لئے داڑھی اور سر کے بال میں مہندی لگانا شرعاً جائز ہے؛ لیکن ہاتھ پیر میں مہندی لگانا درست نہیں۔ (مستفاد: فتاویٰ محمودیہ ۳۸۶/۱۴، فتاویٰ رشیدیہ ۵۸۸)

www.besturdubooks.wordpress.com

اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عام طور پر مہندی کا استعمال نہیں فرمایا ہے؛ البتہ کبھی کبھی کسی خاص سبب سے مہندی استعمال فرمائی ہے، جیسا کہ بعض روایات سے ثابت ہے۔

عن قتادة قلت لأنس بن مالك رضي اللّٰه عنه هل خضب رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم؟ قال: لم يبلغ ذٰلك إنما كان في صدغيه؛ ولكن أبوبكر خضب بالحناء والكتم. (شمائل الترمذي ص: ٤)

عن أنس رضي اللّٰه عنه قال: رأيت شعر رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم مخضوبًا. (شمائل الترمذي ص: ٤)

قال النووي: المختار أنه صلى اللّٰه عليه وسلم صنع في وقت وترك في معظم الأوقات، فأخبر كل بما رأى وهو صادق وهٰذا التاويل للجمع بين الأحاديث. (حاشية شمائل الترمذي ص: ٤) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصورپوری غفرلہ ۲۳؍۷؍۱۴۲۱ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

مسلمان لڑکیوں کا ''بندیا'' لگانا؟

سوال (۴۰۴): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: آج کل نوجوان لڑکیاں ''بندیا'' لگاتی ہیں، کیا مسلمان لڑکیاں ''بندیا'' لگاسکتی ہیں؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰه التوفيق: پیشانی پر ''بندیا'' لگانا غیر مسلم عورتوں کی علامت ہے، اِس لئے مسلمان عورتیں اُسے ہرگز نہ لگائیں۔ (فتاویٰ محمودیہ ۲۹۳/۱۷)

عن ابن عمر رضي اللّٰه عنهما قال: قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: من تشبه بقوم فهو منهم. (سنن أبي داؤد، كتاب اللباس / باب في لبس الشهرة ۵۵۹/۲ رقم: ٤٠٣١ دار الفكر بيروت، مشكاة المصابيح، كتاب اللباس / الفصل الثاني ۳۷۵/۲)

قال القاري: أي من شبّه نفسه بالكفار مثلاً في اللباس وغيره، أو بالفساق

www.besturdubooks.wordpress.com

أو الفجار، أو بأهل التصوف والصلحاء الأبرار "فهو منهم": أي في الإثم أو الخير عند الله تعالىٰ ...... الخ. (بذل المجهود، كتاب اللباس / باب في لبس الشهرة ۱۲/ ۵۹ دار البشائر الإسلامية بيروت، وكذا في مرقاة المفاتيح، كتاب اللباس / الفصل الثاني ۸/ ۲۵۵ رقم: ۴۳۴۷ رشيدية، وكذا في فيض القدير ۱۱/ ۵۷۴۳ رقم: ۸۵۹۳ نزار مصطفىٰ الباز رياض) **فقط واللہ تعالیٰ اعلم**

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱/ ۳/ ۱۴۲۱ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

سندور لگانا؟

سوال (۴۰۵): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: موجودہ دور میں جو شادی شدہ عورتیں اپنے سر پر سندور لگاتی ہیں، اُن کا لگانا کیسا ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: سندور لگانا ہندو عورتوں کا شعار ہے؛ لہٰذا مسلمان عورتوں کے لئے اِس طرح کی زینت اختیار کرنا جائز نہ ہوگا۔

عن ابن عمر رضي الله عنهما قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من تشبه بقوم فهو منهم. (سنن أبي داؤد، كتاب اللباس / باب في لبس الشهرة ۲/ ۵۵۹ رقم: ۴۰۳۱ دار الفكر بيروت، مشكاة المصابيح، كتاب اللباس / الفصل الثاني ۲/ ۳۷۵) **فقط واللہ تعالیٰ اعلم**

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۶/ ۳/ ۱۴۱۵ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

مسلم عورتوں کا سندور اور ٹکلی لگانا؟

سوال (۴۰۶): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: مسلم عورتوں کے لئے سندور اور ٹکلی لگانا کیسا ہے؟ ہمارے یہاں ہندو عورتوں کی طرح مسلم عورتوں میں بھی مستعمل ہے، نیز ساڑی اور بلاؤز کا بھی رواج ہے، بعض پڑھے لکھے لوگ اپنی بیوی کو

www.besturdubooks.wordpress.com

بلاؤز اور ساڑی باقاعدہ پہناتے ہیں، ایسا کرنا کیسا ہے؟ اور ایسے شخص کی امامت درست ہوگی یا نہیں؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: سندور اور ٹکلی لگانا ابھی تک ہندو عورتوں کا خاص شعار بنا ہوا ہے؛ اِس لئے مسلمان عورتوں کو اِن سے احتراز کرنا لازم ہے، اور جن علاقوں میں بلا امتیاز مسلم اور غیر مسلم عورتیں سب ساڑی پہنتی ہیں اور ساڑی پہننا ہندو عورتوں کا خاص امتیاز نہ سمجھا جاتا ہو، تو وہاں مسلمان عورتوں کے لئے ساڑی پہننے میں کوئی حرج نہیں ہے، بشرطیکہ ساڑی پوری طرح ساتر ہو، پیٹ اور دیگر اَعضاء کھلے ہوئے نہ ہوں، ورنہ اس کا پہننا کسی طرح جائز نہ ہوگا۔

عن ابن عمر رضي اللّٰہ عنهما قال: قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم: من تشبه بقوم فهو منهم. (سنن أبي داؤد، كتاب اللباس / باب في لبس الشهرة ٥٥٩/٢ رقم: ٤٠٣١ دار الفكر بيروت، مشكاة المصابيح، كتاب اللباس / الفصل الثاني ٣٧٥/٢)

قال القاري: أي من شبّه نفسه بالكفار مثلاً في اللباس وغيره، أو بالفساق أو الفجار، أو بأهل التصوف الصلحاء الأبرار "فهو منهم": أي في الإثم أو الخير عند اللّٰہ تعالیٰ …… الخ. (بذل المجهود، كتاب اللباس / باب في لبس الشهرة ٥٩/١٢ دار البشائر الإسلامية بيروت، وكذا في مرقاة المفاتيح، كتاب اللباس / الفصل الثاني ٢٥٥/٨ رقم: ٤٣٤٧ رشيدية، وكذا في فيض القدير شرح الجامع الصغير ٥٧٤٣/١١ رقم: ٨٥٩٣ نزار مصطفیٰ الباز رياض)

عن أبي هريرة رضي اللّٰہ عنه قال: قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم: صنفان من أهل النار لم أرهما قوم معهم …… ونساء كاسيات عاريات مميلات مائلات رؤوسهن كأسنمة البخت المائلة، لايدخلن الجنة ولا يجدن ريحها، وإن ريحها لتوجد من مسيرة كذا وكذا. (صحيح مسلم / كتاب اللباس والزينة ٢٠٥/٢)

فإن الإسلام لم يقرر للإنسان نوعًا خاصًا، أو هيئةً خاصةً من اللباس ولا أسلوبًا خاصًا للمعيشة، وإنما وضع مجموعة من المبادي والقواعد الأساسية

www.besturdubooks.wordpress.com

يجب على المسلم أن يحتفظ بها. (تكملة فتح الملهم شرح صحيح مسلم ٨٤/٤ مكتبة دار العلوم كراچی) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

املاہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۹/۱/۱۴۳۱ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

عورتوں کا ناک کان بندوانا کب سے شروع ہوا؟

سوال (۴۰۷):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: کیا عورتوں کے ناک کان بندوانا سنت ہے اور سب سے پہلے کس کی اور کس نے ناک کان بنوائے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: عورتوں کے لئے اَسبابِ زینت اختیار کرنا جن میں کان بندوانا بھی شامل ہے، مطلقاً مباح ہے، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ بھی حضرات صحابیات میں کانوں میں زیورات پہننے کا معمول بلانکیر جاری تھا، اور چوں کہ یہ طریقہ زمانۂ قدیم قبل اِسلام سے جاری ہے، اِس لئے یہ نہیں بتایا جاسکتا کہ سب سے پہلے کس عورت کے کان بندوائے گئے۔ (مستفاد: نفع المفتی والسائل ۵۷)

لا بأس بثقب أذن البنت، وهل يجوز الخزام في الأنف لم أره (الدر المختار) قلت: إن كان مما يتزين به النساء كما هو في بعض البلاد، فهو فيها كثقب القرط. (الدر المختار مع الشامي، كتاب الحظر والإباحة / فصل في البيع ٦٠٢/٩ زكريا، كذا في الفتاوىٰ الهندية / الباب التاسع عشر من الكراهية ٣٥٧/٥، البحر الرائق / فصل في البيع من الكراهية ٣٧٤/٧ زكريا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۲/۲۹/ ۱۴۲۳ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

کان میں زیور پہننے کے لئے ایک سے زائد سوراخ کرانا؟

سوال (۴۰۸):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے

www.besturdubooks.wordpress.com

میں کہ: عام طور پر کان میں زیور پہننے کے لئے ایک سوراخ کرایا جاتا ہے؛ لیکن اگر کوئی دوسوراخ کرانا چاہے تو کیا دوسوراخ کرانا ٹھیک ہے؛ کیوں کہ بہت سے لوگوں کا کہنا ہے کہ دوسوراخ نہیں کرانا چاہئے، دوسوراخ کرانا ہندوؤں کا طریقہ ہے، تو ایک سوراخ کراؤ یا تین کراؤ، دو تین کرا سکتے ہیں؟ دوسوراخ کرا سکتے ہیں یا نہیں؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: عورتوں کے لئے زیور پہننے کے مقصد سے کان بندوانا مطلقاً جائز ہے، خواہ ایک سوراخ ہو یا اِس سے زیادہ، کسی تعداد کی ممانعت شریعت میں منقول نہیں؛ البتہ اگر کسی جگہ کوئی خاص طور غیر قوم کا شعار بن جائے جس سے اُس کی پہچان ہوتی ہو تو تشبہ کی وجہ سے اُس سے بچنا چاہئے۔

عن ابن عمر رضي اللّٰه عنهما قال: قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: من تشبه بقوم فهو منهم. (سنن أبي داؤد، كتاب اللباس / باب في لبس الشهرة ٥٥٩/٢ رقم: ٤٠٣١ دار الفكر بيروت، مشكاة المصابيح، كتاب اللباس / الفصل الثاني ٣٧٥/٢)

قال القاري: أي من شبّه نفسه بالكفار مثلاً في اللباس وغيره، أو بالفساق أو الفجار، أو بأهل التصوف والصلحاء الأبرار "فهو منهم": أي في الإثم أو الخير عند اللّٰه تعالىٰ ...... الخ. (بذل المجهود، كتاب اللباس / باب في لبس الشهرة ٥٩/١٢ دار البشائر الإسلامية بيروت، وكذا في مرقاة المفاتيح، كتاب اللباس / الفصل الثاني ٢٥٥/٨ رقم: ٤٣٤٧ رشيدية، وكذا في فيض القدير شرح الجامع الصغير ٥٧٤٣/١١ رقم: ٨٥٩٣ نزار مصطفىٰ الباز رياض)

ولا بأس بثقب آذان النسوان. (الفتاوىٰ الهندية ٣٥٧/٥)

الاستفسار: هل يجوز ثقب أنف النساء؟ الاستبشار ...... إن كان للتزين، يجوز كما في ثقب الأذن ...... يجوز قياسًا على ثقب الأذن. (نفع المفتى والسائل، من مجموعة رسائل اللكهنوي، المتفرقات: ١٩٦/٤ إدارة القرآن كراچی)

www.besturdubooks.wordpress.com

ولا بـأس ...... بشـقب آذان الأطفال من البنات؛ لأنهم كانوا يفعلون ذٰلک فـي زمـان رسـول الـلّٰـه صلى اللّٰه عليه وسلم من غير إنكار. (الـفتـاوىٰ الهندية، كتاب الـكـراهية / الباب التاسع عشر في الختان والخضاء ٥/٣٥٧ زكريا، شامي ٩/٥٥٨ زكريا، وكذا في البحر الرائق، كتاب الكراهية / فصل في البيع ٨/٢٠٤ زكريا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

املاہ: احقر محمد سلمان منصورپوری غفرلہ ۲۳؍۷؍۱۴۳۱ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

سرمہ لگانے کا طریقہ؟

ســـــوال (۴۰۹): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: سرمہ لگانے کا سنت طریقہ کیا ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: سرمہ لگانے کے اَحادیثِ شریفہ میں تین طریقے مذکور ہیں:

(۱) دونوں آنکھوں میں تین تین سلائی لگانا۔

(۲) دائیں آنکھ میں تین سلائی اور بائیں آنکھ میں دوسلائی لگانا۔

(۳) پہلے دونوں آنکھوں میں دو دو سلائی لگائے، پھر ایک سلائی دونوں آنکھوں میں مشترک طور پر لگانا۔

عـن ابـن عبـاس رضـي اللّٰه عنهما أن النبي صلى اللّٰه عليه وسلم كانت له مـكحلة يكتحل منها كل ليلة ثلاثةً في هٰذه، وثلاثةً في هٰذه. وفي رواية: يكتحل مـنه عند النوم ثلاثًا في كل عينٍ. (شـمـائـل ترمذي / باب ما جاء في كحل رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم ص: ٤ رقم: ٤٩)

عن عقبة بن عامرٍ رضي اللّٰه عنه قال في حديث: وكان إذا اكتحل اكتحل وترًا. (المسند للإمام أحمد بن حنبل ٤/١٥٦ رقم: ١٧٤٢٦)

www.besturdubooks.wordpress.com

عـن مـحـمـد بن سيرين قال: سألت أنسًا عن كحل رسول اللّٰه صلى اللّٰه عـليـه وسـلـم قـال: كـان يـكـتـحل في اليمين ثنتين وفي اليسرىٰ ثنتين، وواحدة بينهما. قال ابن سيرين: هٰكذا الحديث، وأنا أحب أن يكون في هٰذه ثلاثٌ، وفي هٰذه ثلاثٌ، وواحدة بينهما.

وفـي رواية: عـن نـافـع مـولـىٰ ابـن عمر عن ابن عمر رضي اللّٰه عنهما أن رسـول الـلّٰـه صـلـى اللّٰه عليه وسلم كان إذا اكتحل يجعل في العين اليمنىٰ ثلاثةً مـراودُ، وفـي اليسـرىٰ مرودين يجعله وترًا. (شـعـب الإيـمـان لـلبيهقي / فصل في الكحل ۲۱۸/۵-۲۱۹ رقم: ٦٤٢٧-٦٤٢٩ دار الكتب العلمية بيروت، مجمع الزوائد ٩٦/٥) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفر لہ ۱۴۳۷/۳/۵ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

حضور ﷺ کا پسندیدہ سرمہ؟

سوال (۴۱۰): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو سب سے زیادہ کونسا سرمہ پسند تھا؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰه التوفيق: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو سب سے زیادہ ''اِثمد'' کا سرمہ پسند تھا، جس کی آپ صلی اللہ علیہ وسلم تاکید فرماتے تھے، اور سونے سے پہلے تین سلائی لگا کر اِستراحت فرمایا کرتے تھے۔

عـن ابـن عبـاس رضـي الـلّٰـه عـنهـمـا أن النبي صلى اللّٰه عليه وسلم قال: اكتحلوا بالإثمد فإنه يجلو البصر وينبت الشعر.

عـن جـابـر رضـي الـلّٰـه عـنـه قـال: قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: عليكم بالإثمد عند النوم؛ فإنه يجلو البصر وينبت الشعر.

www.besturdubooks.wordpress.com

عـن ابـن عباس رضي الله عنهما قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: إن خيـر أكحالكم الإثمد، يجلو البصر وينبت الشعر. (شـمائل ترمذی / باب ما جاء في كحل رسول الله ﷺ ص: ٥ رقم: ٤٩-٥١-٥٢ المكتبة الإسلامية داكا بنغلاديش) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۲۷/۳/۵ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

مردوں کے لئے سرمہ لگانا کیسا ہے؟

سوال (۴۱۱): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: مردوں کے لئے غیر رمضان میں سرمہ کا لگانا کیسا ہے، درست ہے یا نہیں؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجـواب وبـاللّٰه التوفيق: رمضان وغیر رمضان ہر حال میں مردوں کے لئے سرمہ لگانا درست ہے، بشرطیکہ اُس سے زینت مقصود نہ ہو۔

عـن ابـن عبـاس رضي الله عنهما أن النبي صلى الله عليه وسلم قال: اكتحلوا بـالإثـمد؛ فإنه يجلو البصر وينبت الشعر. وزعم أن النبي صلى الله عليه وسلم كانت لـه مِكحلة يكتحل بها كل ليلة ثلاثة في هٰذه وثلاثة في هٰذه. (سنن الترمذي، أبواب اللباس / باب ما جاء في الاكتحال ١/ ٣٠٥ رقم: ١٧٥٧، شمائل ترمذي / باب ما جاء في كحل رسول الله ﷺ ص: ٤)

عـن ابـن عبـاس رضـي اللّٰـه عـنهما قال: كان النبي صلى الله عليه وسلم يـكتـحـل قبل أن ينام بالإثمد ثلاثًا في كل عينٍ. (شـمـائل ترمذي / باب ما جاء في كحل رسول الله صلى الله عليه وسلم ص: ٤ رقم: ٤٩)

واختـلـفـوا إذا لم يقصد به الزينة عامتهم على أنه لا يكره. (الـفتاویٰ الهندية، كتاب الكراهية / الباب العشرون ٥/ ٣٥٩) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۱۵/۱۰/۱۸ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

www.besturdubooks.wordpress.com

ہاتھ میں دھاگہ باندھنا اور چھلہ پہننا؟

سوال (۴۱۲): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: آج کل لوگ ہاتھوں میں دھاگا باندھتے ہیں، اِسی طرح چھلہ وغیرہ پہنتے ہیں، اِس کا پہننا کیسا ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: منت وغیرہ یا دفع بلا کے عقیدے سے جو دھاگے اور چھلے پہنے جاتے ہیں، وہ شرعاً ناجائز ہیں، اُن میں بدعقیدگی کے ساتھ ساتھ کفار سے مشابہت کی خرابی بھی پائی جاتی ہے۔

عن ابن عمر رضي اللّٰه عنهما قال: قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: من تشبه بقوم فهو منهم. (سنن أبي داؤد، كتاب اللباس / باب في لبس الشهرة ۵۵۹/۲ رقم: ۴۰۳۱ دار الفكر بيروت، مشكاة المصابيح، كتاب اللباس / الفصل الثاني ۳۷۵/۲)

الرتيمة هي خيط كان يربط في العنق أو في اليد في الجاهلية لدفع المضرة عن أنفسهم على زعمهم وهو منهى عنه، وذكر في حدود الإيمان أنه كفر. (شامي ۵۲۳/۹ زكريا، البحر الرائق ۱۹۱/۸) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۲۱/۸/۶ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

نوٹوں کا ہار پہننا؟

سوال (۴۱۳): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: آج کل جو نوٹوں کا ہار چلتا ہے اُس کو گلے میں پہن سکتے ہیں یا نہیں؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: نوٹوں کے ہار پہننے میں غیر مسلموں سے مشابہت کے

www.besturdubooks.wordpress.com

علاوہ فخر وریا اور مال ودولت سے دلی محبت کے اِظہار کی خرابی پائی جاتی ہے؛ لہٰذا اُس کا استعمال جائز نہیں ہے اور اِس رسم کو ختم کرنا لازم اور ضروری ہے۔

عن ابن عمر رضي اللّٰه عنهما قال: قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: من تشبه بقوم فهو منهم. (سنن أبي داؤد، كتاب اللباس / باب في لبس الشهرة ٥٥٩/٢ رقم: ٤٠٣١ دار الفكر بيروت، مشكاة المصابيح، كتاب اللباس / الفصل الثاني ٣٧٥/٢)

مسلم را تشبہ بکفار حرام است۔ (مالا بدمنہ ۱۳۳) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصورپوری غفرلہ ۲۰/۱/۱۴۱۶ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

شادی اور الیکشن کی کامیابی کے وقت پھولوں کا ہار پہننا؟

سوال (۴۱۴): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: عام مسلمانوں کی شادیوں اور الیکشن کی کامیابی کے وقت اور بچوں کے امتحانات میں اول نمبر کامیابی کی خوشی کے موقع پر پھولوں کا ہار گلے میں ڈالنا کیسا ہے، مستحب ہے، یا پھر سنت، یا رسم ہے، یا کافرانہ عمل ہے؟ جو بھی ہو اِس مسئلہ کا مکمل جواب عنایت فرمائیں۔

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰه التوفيق: مواقع خوشی میں ہار گلے میں ڈالنا محض رسم ہے، اِس سے احتراز کرنا چاہئے۔ (مستفاد: فتاویٰ محمودیہ ۴۶۳/۱۷)

البحث الثاني: أن النهي عن خاتم الحديد وغيره مخصوص بالخاتم أو شامل لسائر الحلي، منها فلم أر نصا فيه في كلام الفقهاء إلا أن الحديث و كلام الفقهاء يرشد أن إلى عدم الاختصاص لأن النبي صلى اللّٰه عليه وسلم قال: مالي أرى عليك حلية أهل النار؟ وقال: مالي أرى منك ريح الأصنام، فدل ذلك على أنه غير مخصوص بالخاتم؛ بل يشمل كل حلية من الحديد أو الشبه

www.besturdubooks.wordpress.com

النحاس والصفر الخ. (إعلاء السنن، كتاب الحظر والإباحة / باب خاتم الحديد وغيره ۳۳۰/۱۷ المكتبة الإمدادية مكة المكرمة) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۲۶/۲/۲۳ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

دستارِ فضیلت حاصل کرنے والے طلبہ کو پھولوں کا ہار پہنانا؟

سوال (۴۱۵): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: کئی مدارس میں جلسہ دستار بندی کے موقع پر جانا ہوا، طلبہ کی دستار بندی کے بعد یہ دیکھنے میں آیا کہ اُن فارغ شدہ طلبہ کے دوست واَحباب یا اَعزہ واَقارب اُن کے گلے میں گلاب کے پھول اور روپیوں کے ہار بطور مبارک باد ڈالتے ہیں، تو کیا اِس طرح مبارک باد پیش کرنے کی شرعاً گنجائش ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: گلے میں پھولوں وغیرہ کے ہار ڈالنے کی رسم سلفِ صالحین سے ثابت نہیں؛ بلکہ غیر قوموں سے ماخوذ ہے، اِس لئے یہ رسم قابلِ ترک ہے۔ طلبہ کو مبارک باد ضرور دی جائے؛ لیکن غیر شرعی طریقہ پر نہیں؛ بلکہ اُن کے لئے دعاء خیر کی جائے۔ (مستفاد: فتاویٰ محمودیہ ۲۳۳/۵)

عن ابن عمر رضي اللّٰه عنهما قال: قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: من تشبه بقوم فهو منهم. (سنن أبي داؤد، كتاب اللباس / باب في لبس الشهرة ۵۵۹/۲ رقم: ۴۰۳۱ دار الفكر بيروت، مشكاة المصابيح، كتاب اللباس / الفصل الثاني ۳۷۵/۲)

قال القاري: أي من شبّه نفسه بالكفار مثلاً في اللباس وغيره، أو بالفساق أو الفجار، أو بأهل التصوف والصلحاء الأبرار "فهو منهم": أي في الإثم أو الخير عند اللّٰه تعالىٰ ...... الخ. (بذل المجهود، كتاب اللباس / باب في لبس الشهرة ۵۹/۱۲ مكتبة دار البشائر الإسلامية، وكذا في مرقاة المفاتيح، كتاب اللباس / الفصل الثاني ۲۵۵/۸ رقم: ۴۳۴۷ رشيدية، وكذا في

www.besturdubooks.wordpress.com

فيض القدير شرح الجامع الصغير ١١/٥٧٤٣ رقم: ٨٥٩٣ نزار مصطفىٰ الباز رياض) **فقط واللہ تعالیٰ اعلم**

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۱۴۱۲/۱/۲ھ

حاجی یا دولہا کے گلے میں نوٹوں کا ہار ڈالنا؟

سوال (۴۱۶): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: تقریبات کے موقع پر دولہا کے گلے میں نوٹوں کا ہار ڈالا جاتا ہے، اِسی طرح جب حاجی حج کرکے آتا ہے اور دیگر مواقع پر نوٹوں کا ہار گلے میں ڈالا جاتا ہے، تو شرعاً اِس ہار کے پہننے میں کوئی قباحت ہے یا نہیں؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰه التوفيق: شادی یا حج سے واپسی یا کسی دوسری تقریب کے موقع پر آدمی کے گلے میں نوٹوں کا ہار ڈال کر خوشی کا اظہار کرنا ہندوانہ رسم ہے، نیز اسلامی تعلیمات کے خلاف ہے، اِس لئے اِس کا ترک ضروری ہے۔ (مستفاد: فتاویٰ محمودیہ ۱/۳۱۸-۱۷/۲۶۳)

عن ابن عمر رضي اللّٰه عنهما قال: قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: **من تشبه بقوم فهو منهم**. (سنن أبي داؤد، كتاب اللباس / باب في لبس الشهرة ٢/٥٥٩ رقم: ٤٠٣١ دار الفكر بيروت، مشكاة المصابيح، كتاب اللباس / الفصل الثاني ٢/٣٧٥) **فقط واللہ تعالیٰ اعلم**

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۲/۴/۱۴۲۳ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

www.besturdubooks.wordpress.com

عطر اور خوشبو کی سنتیں اور آداب

آپ کی پسندیدہ خوشبو؟

سوال (۴۱۷): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو سب سے زیادہ کونسا عطر اور خوشبو پسند تھی؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: مشک کی خوشبو کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سب سے زیادہ شاندار خوشبو قرار دیا ہے۔

عن محمد بن علي قال: سألت عائشة رضي الله عنها أكان رسول الله صلى الله عليه وسلم يتطيَّبُ؟ قالت: نعم بِذِكارة الطيب المسكِ والعنبرِ. (سنن النسائي، كتاب الزينة / باب العنبر رقم: ٥١٢٦ دار الفكر بيروت)

عن أبي سعيد الخدري رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: أطيب الطيب المسك. (سنن الترمذي، كتاب الجنائز / باب ما جاء في المسك للميت ١٩٣/١ رقم: ٩٩١، كتاب اللباس والزينة / فصل أطيب الطيب المسك رقم: ٤٠٠ دار الحديث القاهرة) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۲۰/۷/۱۴۳۶ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

خوشبو لگانے کے مواقع؟

سوال (۴۱۸): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: کن مواقع پر خوشبو لگانا مسنون اور پسندیدہ ہے؟

www.besturdubooks.wordpress.com

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اَحادیثِ شریفہ اور آثارِ صحابہ سے درج ذیل مواقع پر خوشبو لگانا ثابت ہے:

(۱) جمعہ کے دن۔

قال النبي صلی اللّٰہ علیہ وسلم: ویمس من الطیب ما قدر علیہ ولو من طیب المرأۃ. (صحیح مسلم / کتاب الجمعۃ ۱/ ۲۸۰ رقم: ۸٤۸)

(۲) عیدین میں۔

ثم الطیب یتأکد للرجال في نحو یوم الجمعۃ والعید. (جمع الوسائل / باب في تعطر رسول اللّٰہ ﷺ ۳/ ۵)

(۳) تہجد کے وقت۔

عن أنس رضي اللّٰہ عنہ قال: کان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم إذا قام من اللیل استنجی وتوضأ، ثم بعث یطلب الطیب من رباع نسائہ. (سبل الهدیٰ والرشاد / الباب الثاني في استعمالہ ﷺ الطیب ومحبتہ لہ ۷/ ۳۳۷)

(۴) وضو کے بعد۔

قال یزید بن أبي عبید: أن سلمۃ بن الأکوع کان إذا توضأ یأخذ المسک، فیدیفہ في یدہ، ثم یمسح بہ لحیتہ. (مجمع الزوائد، کتاب الطهارۃ / باب الطیب بعد الوضوء ۱/ ۲٤۰ رقم: ۱۲۳۳)

(۵) احرام کے وقت۔

(۶) تلاوت کے وقت۔

(۷) تدریس کے وقت۔

(۸) ذکر کے وقت۔

www.besturdubooks.wordpress.com

(۹) جماع کے وقت۔

ثـم الـطيـب يتـأكـد للرجال في نحو يوم الجمعة، والعيد، وعند الإحرام، وحـضور المحافل، وقراءة القرآن، والتعليم، والذكر، ويتأكد لكل واحد منهما عند المباشرة؛ فإنه من حسن المعاشرة. (جمع الوسائل / باب في تعطر رسول الله ﷺ ٥/٣)

(۱۰) مجامع اور مجالس کے موقع پر۔

عـن عـائشة رضـي الـلّٰه عنها قالت: كان رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم يـكره أن يخرج إلى أصحابه يوجد منه إلا ريح طيبة. (سبل الهدىٰ والرشاد / الباب الثاني في استعماله ﷺ الطيب ومحبته له ٣٣٧/٧)

(۱۱) روایتِ حدیث کے وقت۔

عـن ثـابـت قال: كنت إذا أتيت أنسا دعا بطيب، فمسح بيديه وعارضيه.

(مجمع الزوائد، كتاب العلم / باب الطيب عند التحديث ١٦٩/١ رقم: ٧٧٧)

(۱۲) حیض ونفاس سے پاک ہونے کے بعد۔

عـن أم عـطية ...... وقـد رخـص لـنـا عـنـد الـطهر إذا اغتسلت إحدانا من مـحيضها في نبذة من كُستِ أظفار. (صحيح البخاري، كتاب الحيض / باب الطيب للمرأة ٤٥/١ رقم: ٣١١) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

املاہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۲؍۳؍ ۱۴۳۷ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

خوشبو لگانے کا طریقہ؟

ســــوال (۴۱۹): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: عطر اور خوشبو لگانے کا سنت طریقہ کیا ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجـواب وبـاللّٰه التوفيق: عطر جس طرح بھی لگایا جائے گا، سنت ادا ہو جائے

www.besturdubooks.wordpress.com

گی، اِس کا کوئی خاص طریقہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت نہیں ہے؛ البتہ صحابی رسول حضرت سلمہ بن الاکوع رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ وہ وضو فرمانے کے بعد مشک ہتھیلی پر رکھ کر مسلتے تھے، پھر اپنی داڑھی پر لگاتے تھے۔

عن يزيد بن أبي عبيد: أن سلمة بن الأكوع كان إذا توضأ يأخذ المسك، فيديفه في يده، ثم يمسح به لحيته. (مجمع الزوائد، كتاب الطهارة / باب الطيب بعد الوضوء ۱/ ۲٤۰ رقم: ۱۲۳۳) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۳۷/۳/۱۴ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

سر اور داڑھی میں خوشبو لگانا؟

سوال (۴۲۰): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: کیا سر اور داڑھی کے بالوں میں خوشبو لگا سکتے ہیں؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفيق: سر اور داڑھی میں خوشبو اور تیل لگانا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے۔

عن عائشة رضي الله عنها قالت: كنت أُطَيِّبُ النبي صلى الله عليه وسلم بأطيبِ ما يجدُ حتى أجدَ وبيص الطيب في رأسه ولحيته. (صحيح البخاري، كتاب اللباس / باب الطيب في الرأس واللحية رقم: ۵۹۲۳ دار الفكر بيروت) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

املاہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۳۷/۳/۱۲ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

خوشبو کی دھونی؟

سوال (۴۲۱): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے

www.besturdubooks.wordpress.com

میں کہ: خوشبو کی دھونی لینا کیسا ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: دھونی دینے سے خوشبو کپڑوں میں بس جاتی ہے، اور دیر تک مہک باقی رہتی ہے۔ اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے عود کی دھونی لینا ثابت ہے جو دنیا کی بہترین خوشبو مانی گئی ہے، اور کبھی آپ عود کے ساتھ کافور بھی ملا لیا کرتے تھے۔

عن نافع قال: كان ابن عمر إذا استجمر استجمر بالألوَّةِ، غير مطرَّاةٍ، وبكافور، يطرحه مع الألوة، ثم قال: هٰكذا كان يستجمر رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم. (صحيح مسلم، كتاب الألفاظ من الأدب وغيرها / باب استعمال المسك وأنه أطيبُ ٢٣٩/٢ رقم: ٢٢٥٤ بيت الأفكار الدولية) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

املاہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۵/۳/۱۴۳۷ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

عورت کا خوشبو لگانا؟

سوال (۴۲۲): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: کیا عورت خوشبو لگا سکتی ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: فی نفسہٖ عورت کا خوشبو لگانا جائز ہے؛ لیکن حدیث شریف میں عورت کے لئے ایسی خوشبو لگانے کا حکم ہے، جس کی مہک کم ہو اور اُس میں رنگ غالب ہو؛ لہٰذا عورت کے لئے بھڑک دار خوشبو لگانا، اور ایسی خوشبو لگا کر گھر سے باہر نکلنا جائز نہیں، ایسی عورت کو حدیث میں بدکار کہا گیا ہے، العیاذ باللہ۔

عن أبي هريرة رضي اللّٰه عنه قال: قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: طيب الرجال ما ظهر ريحه وخفي لونه، وطيب النساء ما ظهر لونه وخفي ريحه.

(الشمائل المحمدية / باب تعطر رسول اللّٰه ﷺ ص: ٩٠ رقم: ٢١٩ المكتبة الإسلامية داكا بنغلاديش،

www.besturdubooks.wordpress.com

سنن النسائي، كتاب الزينة / الفصل بين طيب الرجال وطيب النساء ۲۳۹/۲)

عن أبي موسىٰ رضي اللّٰه عنه: أيما امرأة استعطرت ثم خرجت فيوجد ريحها فهي زانية. و كل عين زان. (سنن الدارمی، كتاب الاستئذان / باب في النهي عن الطيب إذا خرجت ۲۷۹/۲، كتاب اللباس و الزينة / فصل الطيب للمرأة رقم: ٤٠٥ دار الحديث القاهرة) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۳۷/۳/۱۴ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

سینٹ لگانا کیسا ہے؟

سوال (۴۲۳): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: کیا سینٹ لگانا از روئے شرع جائز ہے یا ناجائز؟ اگر جائز ہے تو کون سا؟ اگر ناجائز ہے تو کونسا؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: سینٹ میں استعمال ہونے والا اِسپرٹ عموماً انگور اور کھجور سے بنایا ہوا نہیں ہوتا؛ اِس لئے سینٹ کے خارجی استعمال کی اِجازت ہے؛ البتہ اگر کسی سینٹ کے بارے میں یقینی طور پر معلوم ہو جائے کہ اُس میں انگور کا بنایا ہوا اِسپرٹ استعمال ہوا ہے تو اُس کا استعمال ممنوع ہوگا۔

وبهٰذا يتبين حكم الكحول المسكرة التي عمت بها البلوىٰ اليوم ...... فإنها إن اتخذت من العنب أو التمر فلا سبيل إلىٰ حلتها أو طهارتها، وإن اتخذت من غيرهما فالأمر فيها سهل على مذهب أبي حنيفة رحمه اللّٰه تعالىٰ، ولا يحرم استعمالها للتداوي أو لأغراض مباحة أخرىٰ ما لم تبلغ حد الإسكار؛ لأنها إنما تستعمل مركبة مع المواد الأخرىٰ، ولا يحكم بنجاستها أخذًا بقول أبي حنيفة رحمه اللّٰه تعالىٰ، وإن معظم الكحول التي تستعمل اليوم في الأدوية و العطور وغيرها لا تتخذ من العنب أو التمر، إنما تتخذ من الحبوب أو القشور أو البترول

www.besturdubooks.wordpress.com

وغيره، كما ذكرنا في باب بيع الخمر من كتاب البيوع، وحينئذٍ هناك فسحة في الأخذ بقول أبي حنيفة رحمه الله عند عموم البلوىٰ. (تكملة فتح الملهم ٦٠٨/٣) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۱۴۲۶/۱۱/۱۹ھ

کیا عورتیں سینٹ لگا سکتی ہیں؟

سوال (۴۲۴): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: سینٹ لگانا کیسا ہے؟ کون سا سینٹ جائز ہے اور کون سا ناجائز ہے؟ اور اُس میں تمیز کرنے کی کیا صورتیں ہوسکتی ہیں؟ اور اگر مہنگا اور سستا کا اعتبار ہے تو اُس کی مقدار کتنی ہے؟ جس کو بآسانی قیمتی شمار کرکے ناجائز قرار دیا جائے اور یہ سینٹ کیا عورتیں بھی لگا سکتی ہیں؟ اگر بالفرض لگا ہی لیا تو کیا نماز کے لئے کپڑا تبدیل کرنا ضروری ہوگا؟ عورتوں کے لئے مخصوص خوشبو جو اَز روئے شرع جائز ہے، چند خوشبوؤں کا نام شمار کردیں؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: ایسا سینٹ جس میں کھجور یا اَنگور کے علاوہ کا الکحل ملا ہوا ہو، اُس کو لگانے کی گنجائش ہے۔ (مستفاد: ایضاح النوادر ۱۲۵)

لیکن چوں کہ سینٹ کی خوشبو زیادہ پھیلتی ہے، اور عورت کے لئے پھیلنے والی خوشبو پسندیدہ نہیں ہے، اِس لئے بہتر یہی ہے کہ عورت گھر سے نکلتے وقت کوئی بھی سینٹ استعمال نہ کرے۔

وإن معظم الكحول التي تستعمل اليوم في الأدوية والعطور وغيرها لا تتخذ من العنب أو التمر، إنما تتخذ من الحبوب أو القشور أو البترول وغيره، كما ذكرنا في باب بيع الخمر كتاب البيوع، وحينئذٍ هناك فسحة في الأخذ بقول أبي حنيفة عند عموم البلوىٰ. والله سبحانه أعلم. (تكملة فتح الملهم، كتاب الأشربة / حكم الكوحل المسكرة ٦٠٨/٣ مكتبة دار العلوم كراچی)

www.besturdubooks.wordpress.com

عـن أبي هـريرة رضي اللّٰه عنه قال: قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: طيب الرجال ما ظهر ريحه وخفى لونه، وطيب النساء ما ظهر لونه وخفي ريحه.

(سنن الترمذي ۱۰۷/۲)

قال سعد: أراهم حملوا قوله: وطيب النساء على ما إذا أرادت أن تخرج.

(مرقاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح، كتاب اللباس / باب الترجل ۲۸۷/۸ بيروت) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۲۸/۵/۵ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

❍❖❍

www.besturdubooks.wordpress.com

بالوں کے اَحکام

آپ ﷺ کے بالوں کی کیفیت؟

سوال (۴۲۵): -کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بالوں کی کیا کیفیت تھی؟ اور آپ سے کس قسم کے بال رکھنا ثابت ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سر کے بال مبارک گھنے اور سیاہ تھے، جو دیکھنے میں بہت خوشنما معلوم ہوتے تھے، نہ بالکل گھنگریالے تھے اور نہ بالکل سیدھے؛ بلکہ نہایت دیدہ زیب اور خوب صورت بال تھے۔اَحادیثِ شریفہ میں آپ کے بالوں کی کیفیت بیان کرنے کے لئے تین الفاظ آتے ہیں:

(۱) وفرہ:- وہ بال جو کان کی لو تک ہوں۔

(۲) لمہ:- وہ بال جو کان کی لو سے نیچے تک ہوں۔

(۳) جمہ:- وہ بال جو مونڈھوں تک ہوں۔

ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عموماً کان اور مونڈھوں کے درمیان بال رکھا کرتے تھے، اور بالوں کے سلسلہ میں یہ مقدار کا اختلاف احوال اور زمانہ کے اعتبار سے ہے۔(جمع الوسائل ۱/۶۷)

علامہ نووی رحمۃ اللہ علیہ قاضی عیاضؒ سے نقل فرماتے ہیں کہ جب آپ بال تراش لیتے تھے،تو کان کی لو تک ہوجاتے تھے، اور جب چھوڑ دیتے تھےتو کندھے تک آجاتے تھے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

قال أهل اللغة: الجمة: أكثر من الوفرة، فالجمة الشعر الذي نزل إلى المنكبين. والوفرة: ما نزل إلى شحمة الأذنين. واللمة التي لمت بالمنكبين. قال القاضي: والجمع بين هٰذه الروايات أن ما يلي الأذن هو الذي يبلغ شحمة أذنيه وهو الذي بين أذنيه وعاتقه، وما خلفه هو الذي يضرب منكبيه، وقال: وقيل بل ذٰلک لاختلاف الأوقات، فإذا غفل عن تقصيرها بلغت المنكب، وإذا قصرها كانت إلى انصاف الأذنين، فكان يقصر ويطول بحسب ذٰلک. (شرح النووي على صحيح مسلم ٢٥٨/٢)

عن عائشة رضي اللّٰه عنها قالت: كنت أغتسل أنا ورسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم من إناءٍ واحد، وكان له شعرٌ فوق الجُمَّةِ ودون الوفرةِ. (الشمائل المحمدية / باب ما جاء في شعر رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم ص: ١٨ رقم: ٢٥ المكتبة الإسلامية داكا بنغلاديش، ص: ٣ النسخة الهندية)

عن البراء رضي اللّٰه عنه قال: ما رأيت من ذي لمةٍ أحسن في حُلَّةٍ حمراء من رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم. زاد محد بن سليمان: له شعرٌ يضربُ منكبيه. (سنن أبي داؤد، كتاب الترجل / باب ما جاء في الشعر ٥٧٦/٢ رقم: ٤١٨٣ دار الفكر بيروت، صحيح مسلم، كتاب الفضائل / باب في صفة النبي ﷺ وأنه كان أحسن الناس وجهًا رقم: ٢٣٣٧ بيت الأفكار الدولية، سنن الترمذي ٣٠٢/٢ رقم: ١٧٢٤ دار الفكر بيروت) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصورپوری غفرلہ ۱۵؍۳؍۱۴۳۷ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

بال رکھنا پسندیدہ ہے یا مونڈنا؟

سوال (۴۲۶): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: سر کے بال کٹانا پسندیدہ ہے یا رکھنا؟

www.besturdubooks.wordpress.com

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفيق: حج اور عمرہ کے علاوہ عام حالات میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عادتِ شریفہ سر پر بال رکھنے کی تھی۔ علامہ ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ نے ''زاد المعاد'' میں تحریر فرمایا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے صرف حج وعمرہ کے موقع پر بال منڈانا منقول ہے؛ اِس لئے بہتر ہے کہ سلیقہ کے ساتھ سنتی بال رکھے جائیں؛ تاہم بعض صحابہؓ وتابعینؒ سے بالوں کا منڈانا بھی ثابت ہے۔ اِس لئے اگر کوئی شخص کسی مصلحت سے بالوں کو منڈواتا ہے تو اِس میں بھی شرعاً کوئی حرج نہیں ہے، اور بے ریش اور خوبصورت بچوں کے لئے بال رکھنے میں فتنہ کا اندیشہ ہے، اس لئے جب تک داڑھی نہ نکلے، ان کے لئے بال رکھنا مناسب نہیں۔

قال الملا علي القاري رحمه الله تحت حديث: "أو اتركوا كله" فيه إشارة إلى أن الحلق في غير الحج والعمرة جائز، وأن الرجل مخيرٌ بين الحلق وتركه، لكن الأفضل أن لا يحلق إلا في أحد النسكين، كما كان عليه صلى الله عليه وسلم مع أصحابه رضي الله عنهم، وانفرد منهم عليّ كرم الله وجهه. (مرقاة المفاتيح، كتاب اللباس / باب الترجل، الفصل الأول ٢١/٨ رقم: ٤٤٢٧ رشيدية)

وإنما حلق رؤوسهم مع أن إبقاء الشعر أفضل. (مرقاة المفاتيح ٢٤٢/٨ رشيدية)

وكان هديه في حلق الرأس تركه كله، أو أخذه كله، ولم يكن يحلق بعضه، ويدع بعضه، ولم يحفظ عنه حلقه إلا في نسك. (زاد المعاد ١٧٤/١)

قال نافع: كان ابن عمر رضي الله عنه يقول: حلق رسول الله صلى الله عليه وسلم في حجته. (صحيح البخاري ٢٣٣/١ رقم: ١٧٢٧، صحيح مسلم ٤٢١/٢)

عن علي رضي الله عنه قال: إن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: من ترك موضع شعرة من جنابة لم يغسلها فعل بها كذا وكذا من النار، قال علي: فمن ثم عاديت رأسي، فمن ثم عاديت، فمن ثم عاديت رأسي، وكان يجز شعره رضي الله عنه. (سنن أبي داؤد ٣٣/١)

www.besturdubooks.wordpress.com

عن عبد اللّٰه بن جعفر رضي اللّٰه عنه أن النبي صلى اللّٰه عليه وسلم أمهل آل جعفر ثلاثًا أن يأتيهم، ثم أتاهم، فقال: لا تبكوا على أخي بعد اليوم، ثم قال: ادعوا أي بني أخي، فجيء بنا كأننا أفرخ، فقال: ادعوا لي الحلاق فأمره فحلق رؤوسنا. (سنن أبي داؤد ٢/٥٧٧، عمدة القاري ٣/٤٥٩)

قال العلامة السهانفوري رحمه اللّٰه تعالىٰ: وبهٰذا الحديث استدل الطيبي على سنية حلق الرأس لتقريره صلى اللّٰه عليه وسلم؛ ولأنه من الخلفاء الراشدين الذين أُمِرنا بمتابعة سنتهم، وردّ عليه القاري وابن حجر، فقالا: إن فعله رضي اللّٰه عنه إذا كان مخالفًا بسنته عليه السلام وبقية الخلفاء، يكون رخصةً لا سنةً.

(بذل المجهود، كتاب / باب في الغسل من الجنابة ١/١٥٢ إمدادية ملتان)

وقال الشامي رحمه اللّٰه تعالىٰ: وفي الروضة للزندويستي: أن السنة في شعر الرأس إما الفرق أو الحلق. وذكر الطحاوي: أن الحلق سنة، ونسب ذٰلك إلى العلماء الثلاثة. (رد المحتار، كتاب الحظر والإباحة / فصل في البيع ٦/٤٠٧، وكذا في الفتاوىٰ الهندية / الباب التاسع عشر في الختان ٥/٣٥٧ زكريا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۲؍۳؍۱۴۳۷ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

حلق کرنا سنت ہے یا زلفیں رکھنا؟

سوال (۴۲۷): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: کچھ لوگ ہمیشہ زلفے رکھنے کو سنت کہتے ہیں، اور کچھ لوگ حلق کروانے کو سنت کہتے ہیں؛ لیکن اکثر لوگ نہ زلفے رکھتے ہیں، نہ ہمیشہ حلق کرتے ہیں؛ بلکہ جھوٹے چھوٹے بال رکھتے ہیں، اور زلفوں کی حد تک نہیں پہنچنے دیتے، اور جب بالوں کو نکالتے ہیں تو حلق تک نہیں پہنچنے دیتے۔

اَب دریافت طلب امر یہ ہے کہ کیا حلق کرنا (چٹان بنانا) سنت ہے یا زلفے رکھنا؟ اگر حلق کرنا سنت ہے تو کتنے دنوں میں حلق کرنا چاہئے؟ اور بال کو کتنا بڑھانا چاہئے؟

www.besturdubooks.wordpress.com

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اَحادیث کی تتبع اور تلاش سے یہ بات منقّح ہوکر سامنے آتی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضراتِ صحابہ رضی اللہ عنہم کا اکثر معمول زلفیں رکھنے کا تھا، بلا عذر اور حج وعمرہ کے علاوہ کبھی بھی حلق کرنا آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت نہیں؛ البتہ سیدنا حضرت علی رضی اللہ عنہ سے سر منڈانے کا ثبوت ملتا ہے، مگر اس روایت میں راوی نے صرف ''جز'' کا لفظ نقل کیا ہے، جس کے لغوی معنی بالوں کو باریک کرنے کے آتے ہیں۔

بریں بنا اِس حدیث سے حلق کا اِثبات قطعی نہیں؛ بلکہ محتمل ہے؛ لہٰذا آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضراتِ صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے معمول کے پیشِ نظر عمومی اَحوال میں زلفیں رکھنا مسنون کہا جائے گا؛ البتہ حلق کرانا بھی جائز اور مباح ہے، ایسے ہی حلق اور زلفوں کے علاوہ پورے سر کے برابر بال رکھنا بھی جائز ہے۔ اور جہاں حضراتِ فقہاء نے حلق کو سنت کہا ہے وہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ یا حضرت جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اولاد کے حلقِ راس سے استدلال کرتے ہوئے کہا ہے۔ (امداد الفتاویٰ ۴/۲۳۰، احسن الفتاویٰ ۸/۸۰)

فإنه صلى اللّٰه عليه وسلم لم يحلق رأسه في سنى الهجرة إلا عام الحديبية، ثم عمرة القضاء ثم عام حجة الوداع. (جمع الوسائل ۸۲ پاکستان)

ولا يخفى أن فعله – كرم اللّٰه وجهه – إذا كان مخالفًا لسنةٍ وبقية الخلفاء من عدم الحلق إلا بعد فراغ النسك يكون رخصة لا سنة، واللّٰه تعالىٰ أعلم. ثم رأيت ابن حجر نظر في كلام الطيبي وذكر نظير كلامي، وأطال الكلام فيه. (مرقاة المفاتيح ۳۸/۲ تحت رقم: ٤٤٤ المكتبة الأشرفية، بذل المجهود ۲۷۵/۲ دمشق)

وكان السلف يُوفِّرُون شعورهم لا يحلقونها. (فتح الباري ۶۹/۸ تحت رقم: ٤٣٥١ دار الكتب العلمية بيروت)

وحلق الرأس ثلاثة أنواع: أحدها نسك وقربة. والثاني: بدعة وشرك.

www.besturdubooks.wordpress.com

والثالث: حاجة ودواء. فالأول الحلق في أحد النسكين الحج والعمرة. والثاني: حلق الرأس بغير الله سبحانه الخ. (زاد المعاد ١٥٩/٤ بيروت) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۲۸/۷/۲۱ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

کیا سر کے بال منڈانا خارجیوں کی علامت ہے؟

سوال (۴۲۸): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: سر کے بال حج اور عمرہ کے علاوہ منڈانا چاہئے یا نہیں؟ ''غنیۃ الطالبین ص: ۱۵'' پر لکھا ہے کہ سر کے بال منڈانا خارجیوں کی علامت ہے۔ حضرت ابوموسیٰ اور حضرت عبید بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ''جس نے سر منڈایا وہ مجھ سے نہیں ہے، کیا یہ تمام باتیں صحیح ہیں یا نہیں''؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفيق: سر منڈانا بلا کراہت درست ہے، اور آپ نے ''غنیۃ الطالبین'' کے حوالہ سے جو روایت نقل کی ہے کہ یہ خارجیوں کی علامت ہے، تو اُس میں صرف ایک پہچان بتائی گئی ہے، سر منڈانے کی مذمت اِس سے ثابت نہیں ہوتی۔

عن أبي سعيد رضي الله عنه أن النبي صلى الله عليه وسلم ذكر قومًا يكونون في أمته يخرجون في خرفة من الناس، سيماهم التحليق هم شر الحلق، أو من شر الخلق يقتلهم أدنى الطائفين من الحق الخ. (المسند للإمام أحمد بن حنبل ٦٢/١٧ رقم: ١١٠١٨ مطبوعة: الرسالة)

قوله: التحليق: أي حلق الرأس، ولم يكن ذاك من عادة العرب. (تعليقات على مسند أحمد ٦٣/١٧ تحت رقم: ١١٠١٩ مطبوعة: الرسالة)

سيماهم التحليق ليس فيه ذم التحليق؛ بل هي علامة لتلك الفرقة.

(حاشية سنن ابن ماجة ١٦/١)

www.besturdubooks.wordpress.com

أن الخوارج سيماهم التحليق وكان السلف يوَفِّرون شعورهم لا يحلقونها. (فتح الباري ٦٨/٨ تحت رقم: ٤٣٥١، المسند للإمام أحمد بن حنبل ٤٩/١٧ تحت رقم: ١١٠٠٩ مطبوعة: الرسالة)

اگر یہ عمل قابل مذمت ہوتا تو حج وعمرہ میں بھی اِس کی اِجازت نہ ہوتی۔ اور حضرت ابوموسیٰ اَشعری رضی اللہ عنہ کی وہ روایت جس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سر منڈانے والے برأت سے فرمائی ہے، اس سے مراد یہ ہے کہ اگر کوئی شخص غم ومصیبت کے وقت سوگ کے اِظہار کے طور پر سر کے بال منڈالے، جیسا کہ زمانۂ جاہلیت میں دستور تھا اور آج بھی غیر مسلموں میں اِس کا رواج ہے، تو اِس طور پر سر منڈانا یقیناً گناہ اور حرام ہے۔ (صحیح مسلم ۷۰/۱)

وفي الروضة: أن السنة في شعر الرأس إما الفرق أو الحلق، وذكر الطحاوي رحمه اللّٰه تعالىٰ: أن الحلق سنة، ونسب ذٰلك إلى العلماء الثلاثة. (شامي ٥٨٤/٩ زكريا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۲۵/۲/۹ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

بال مونڈانے کا سنت طریقہ؟

سوال (۴۲۹): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: اگر کوئی شخص سر کے بال مونڈنا یا مونڈوانا چاہے، تو اُس کا سنت طریقہ کیا ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: سر منڈانے کا سنت طریقہ یہ ہے کہ پہلے حجام (نائی) کے سامنے سر کا دائیں طرف کا حصہ پیش کرے، اور اُس کے بال منڈوائے، پھر بائیں طرف کا حصہ پیش کرے، اور اس کے بال منڈائے، یہی طریقہ آپ سے حج کے موقع پر سر منڈوانے کا منقول ہے۔

عن أنس بن مالك رضي اللّٰه عنه قال: لما رمى رسول اللّٰه صلى اللّٰه

www.besturdubooks.wordpress.com

علیهوسلم الجمرة نحر نُسُکه، ثم ناول الحالِق شِقّه الأیمن، فحلقه فأعطاه أبا طلحة، ثم ناوله شقه الأیسر فحلقه، فقال: اقسمه بین الناس. (سنن الترمذي، ابواب الحج / باب ما جاء بأي جانب الرأس یبدأ في الحلق ۱۸۱/۱ رقم: ۹۱۲ المکتبة الأشرفیة دیوبند)

عن ابن عمر رضي اللّٰہ عنهما قال: قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم: من تشبه بقوم فهو منهم. (سنن أبي داؤد، کتاب اللباس / باب في لبس الشهرة ۲/۵۵۹ رقم: ۴۰۳۱ دارالفکر بیروت، مشکاة المصابیح، کتاب اللباس / الفصل الثاني ۲/۳۷۵) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴/۳/۱۴۲۷ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

حلق کراکر سر کے اَگلے حصہ پر بال چھوڑنا؟

سوال (۴۳۰): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: اگر کسی شخص نے سر حلق کرایا اور کچھ اگلے حصہ کے بال باقی رکھے، تو شرعاً کیا حکم ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: سر حلق کراتے وقت بالوں کا کوئی حصہ نہ چھوڑے؛ اِس لئے کہ یہ تشبہ بالکفار کی بناپر درست نہیں ہے۔

عن ابن عمر رضي اللّٰہ تعالیٰ عنهما أن النبي صلی اللّٰہ تعالیٰ علیه وسلم رأی صبیًا قد حلق بعض شعره وترک بعضه، فنهي عن ذٰلک، وقال: إحلقوا کله أو أترکوا کله. (المسند للإمام أحمد بن حنبل ۵/۱۴۱ رقم: ۵۶۱۴ تحقیق: أحمد شاکر، عون المعبود ۴/۱۳۴، شرح المشکاة للطیبي ۹/۲۹۲۶ رقم: ۴۴۲۶، فتح الباري / باب القزع ۱۰/۳۶۵ تحت رقم: ۵۹۲۰ دار الکتب العلمیة بیروت)

قوله: القزع: بفتح القاف والزاء ثم المهملة جمع قزعة، وهي القطیعة من السحاب، وسمّي شعر الرأس إذا حلق بعضه وترک بعضه قزعًا تشبیهًا

www.besturdubooks.wordpress.com

بالسحاب المتفرق. (فتح الباري، كتاب اللباس / باب القزع ۳٦۳/۱۰) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۱/۱/۱۴۱۴ھ

کیا گدی کی جگہ اُسترا چلانا منع ہے؟

سوال (۴۳۱): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: آج کل جونائی سر کے بالوں کو کترتا ہے، تو سر کے پچھلے حصہ گردن پر اِسی طرح دونوں کانوں کے اوپر اُسترا چلاتا ہے، بعض حضرات کا کہنا ہے کہ حدیث میں جو سر کے بعض حصہ کو کتروانے اور بعض کو منڈوانے کے بارے میں ممانعت آئی ہے اُس میں موجودہ شکل بھی داخل ہے، کیا یہ کہنا صحیح ہے؟ جب کہ دین دار حضرات اور علماء بھی اِس طرح کترواتے ہیں۔

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: گردن یا کان کے پچھلے حصہ پر اُسترا چلانا منع نہیں ہے، ممانعت اُس صورت میں ہے جب کہ سر کے بعض حصہ کو منڈوالے اور بعض کو چھوڑ دے، جیسا کہ بعض انگریزی زدہ لوگوں میں فیشن چل رہا ہے۔ (مستفاد: فتاوی رشیدیہ ۵۹۱، احسن الفتاویٰ ۷۶/۸)

عن ابن عمر رضي اللّٰه عنهما أن النبي صلى اللّٰه عليه وسلم رأى صبيًا قد حلق بعض شعره وترك بعضه، فنهي عن ذٰلك، وقال: إحلقوا كله أو أتركوا كله. (المسند للإمام أحمد بن حنبل ۱٤۱/٥ رقم: ٥٦۱٤ تحقيق: أحمد شاكر، عون المعبود ۱۳٤/٤، شرح المشكاة للطيبي ۲۹۲٦/۹ رقم: ٤٤۲٦، فتح الباري / باب الفزع ۳٦٥/۱۰ تحت رقم: ۲۹۲۰)

قوله: القزع: بفتح القاف والزاء ثم المهملة جمع قزعة، وهي القطيعة من السحاب، وسمّي شعر الرأس إذا حلق بعضه وترك بعضه قزعًا تشبيهًا بالسحاب المتفرق. (فتح الباري، كتاب اللباس / باب القزع ۳٦٤/۱۰) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۱/۷/۱۴۲۵ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

www.besturdubooks.wordpress.com

ہپی کٹ [Hippekat] بالوں کا حکم؟

سوال (۴۳۲): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: آج کل جو سیلون پر لوگ چھوٹی بڑی کٹنگ کراتے ہیں کہ سر کے اگلے حصہ میں لمبے بال اور دائیں بائیں اور پیچھے بالکل چھوٹے، پھر اُس کی ڈرائننگ میں بھی کئی طریقے ہوتے ہیں، جسے Hippekat کہا جاتا ہے، شرعاً اِس طرح کے بال رکھنے اور بنوانے کا کیا حکم ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اَحادیثِ شریفہ میں سر کے چھوٹے بڑے بال رکھنے سے منع فرمایا گیا ہے؛ لہٰذا یا تو پورے سر کے بال سنت کے مطابق اتباعِ سنت کی نیت سے رکھے، یا پورے سر کے بال منڈادے۔ بریں بنا جو لوگ فساق وفجار اور ناچنے گانے والوں کی طرح مختلف طرح کے چھوٹے بڑے بال رکھتے ہیں، جس کا آج ساری دنیا میں چلن عام ہوگیا، قطعاً جائز اور درست نہیں ہے، یہ اسلامی طریقہ نہیں؛ بلکہ فاسق وفاجر اور بے دین لوگوں کا ہے، اس طریقہ پر بال رکھنے سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا ہے۔

عن ابن عمر رضي اللّٰه عنهما يقول: سمعت رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم ينهىٰ عن القزع. (صحيح البخاري، كتاب اللباس / باب القزع ۲/۸۷۷ رقم: ۵۹۲۰ دار الفكر بيروت)

عن ابن عباس رضي اللّٰه عنهما قال: لعن رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم المتشبهين من الرجال بالنساء والمتشبهات من النساء بالرجال. (صحيح البخاري، كتاب اللباس / باب المتشبهين بالنساء والمتشبهات بالرجال ۲/۸۷۴ رقم: ۵۸۸۵ دار الفكر بيروت)

عن ابن عمر رضي اللّٰه عنهما أن النبي صلى اللّٰه عليه وسلم رأى صبيًّا حلق بعض رأسه، وترك بعض، فنهى عن ذٰلك، وقال: احلقوه كله أو اتركوه كله. (سنن النسائي، كتاب اللباس والزينة / باب الرخصة في حلق الرأس رقم: ۳۷٦ دار الحديث القاهرة)

www.besturdubooks.wordpress.com

عن ابن عمر رضي اللّٰه عنهما أن رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم نهى عن القزع، قال: قلت لنافع: وما القزع؟ قال: يحلق بعض رأس الصبي ويترك بعض. (صحيح مسلم، كتاب اللباس / باب كراهية القزع ۲۰۳/۲ رقم: ۲۱۲۰-۱۱۳ بيت الأفكار الدولية، صحيح البخاري، كتاب اللباس / باب القزع رقم: ۵۹۲۰ دار الفكر بيروت)

ويكره القزع: وهو أن يحلق البعض ويترك البعض قطعًا مقدار ثلاثة أصابع، كذا في الغرائب. (شامي، كتاب الحظر والإباحة / فصل في البيع ۴۰۷/۶ كراچی) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۳۷/۳/۵ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

زلفوں کے اَقسام وحدود کیا ہیں؟

سوال (۴۳۳): -کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: اگر زلفے رکھنا سنت ہے تو زلفوں کی کیا حد ہے؟ اور کتنی قسمیں ہیں؟ اور کونسی قسم زیادہ مؤکد ہے، اور اکثر اَوقات ہمیں کس طرح کے بال رکھنا چاہئے؟ نیز چٹان بنانے میں اِنسان کی شکل وصورت بہت ہی خراب لگتی ہے، تو کیا یہ چیز بھی سنت میں داخل ہے کہ ہم چٹان بنائیں، کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حج وعمرہ کے علاوہ کبھی چٹان بنایا ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے بال رکھنے کی حسبِ ذیل صورتیں منقول ہیں: (۱) نصف کان تک (۲) کانوں کی لو تک (۳) کانوں کی لو اور مونڈھوں کے درمیان تک (۴) مونڈھوں کے قریب تک۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حج وعمرے کے موقع پر بال منڈ وائے اور پھر اُن کو چھوڑے رکھا، تو یہ بال مختلف زمانوں اور حالات میں الگ الگ مقدار میں رہے؛ اِس لئے نصف کان سے مونڈھوں کے قریب تک تمام صورتوں میں سے کسی کو کسی پر فضیلت نہیں، جس صورت کے مطابق

www.besturdubooks.wordpress.com

بھی بال رکھے، سنت ادا ہوجائے گی۔

واعلم أن الروايات قد اختلفت في وصف شعره صلى اللّٰه عليه وسلم، ففي رواية الأنس شعره إلى نصف أذنيه، وفي رواية له: كان يبلغ شعره شحمة أذنيه ويوافقه حديث البراء. وفي حديث عائشة كان له شعر فوق الجمة دون الوفرة أو العكس، ويوافقه رواية بين أذنيه وعاتقه كما في البخاري من حديث أنس. وفي حديث أم هاني له أربع غدائر وهٰذا محصل الأخبار التي أوردها المصنف في هٰذا الباب – إلى قوله – فهٰذه ست روايات: الأولىٰ: نصف أذنيه، الثانية: شحمة أذنيه، الثالثة: بين أذنيه وعاتقه، الرابعة: أنه يضرب منكبيه، الخامسة: قريب منه، السادسة له: أربع غدائر الخ. (جمع الوسائل ۸۱–۹۸،۹ المكتبة الأشرفية)

عن البراء بن عازب رضي اللّٰه عنه قال: ما رأيت رجلاً أحسن في حلة من رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم قال: ورأيت له لمة تضرب قريبًا من منكبيه.

(السنن الكبرىٰ للنسائي ۳۲/۸ رقم: ۹۲۷٦، سنن النسائي ۱۳۳/۸ رقم: ۵۰٦۳)

قال بعض أصحابي عن مالك أن جمته لتضرب قريبًا من منكبه – إلى قوله – قال شعبة: شعره يبلغ شحمة أذنه. (صحيح البخاري ۸۷٦/۲ رقم: ۵٦۷۱–۵٦۷۲، شمائل سنن الترمذي ص: ۱ تا ۳، خصائل نبوی قدیم: ۳۲) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۲۸/۷/۲۳ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

مرد کا عورتوں کی طرح لمبے بال رکھنا؟

سوال (۴۳۴): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: کچھ مرد لوگ اپنے سر کے بال بہت لمبے لمبے کرلیتے ہیں، جن کو لوگ صوفی جی کہتے ہیں، تو بال عورتوں کی طرح لمبا کرنا کیسا ہے؟

www.besturdubooks.wordpress.com

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: کسی بھی مرد کیلئے عورتوں کی طرح بال رکھنا ممنوع ہے۔

عن ابن عباس رضي اللّٰہ عنهما قال: لعن رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم المتشبهین من الرجال بالنساء والمتشبهات من النساء بالرجال. (صحیح البخاري، کتاب اللباس / باب المتشبهین بالنساء والمتشبهات بالرجال ۲/ ۸۷۴ رقم: ۵۸۸۵ دار الفکر بیروت، مشکاۃ المصابیح / باب الترجل ۳۸۰) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴۱۳/۱۱/۳ھ

بالوں میں کتنے دن میں کنگھی کرے؟

سوال (۴۳۵): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: اس حدیث کے بارے میں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے روزانہ کنگھی کرنے سے منع فرمایا ہے، مگر تیسرے روز کی اِجازت دی، اِس حدیث کا مطلب سمجھ میں نہیں آیا کہ روزانہ کرنا حرام ہے یا مکروہ؟ یہ حدیث تقویۃ الایمان میں ۳۲۳ پر ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث روزانہ کنگھی کرنے سے نہی کے متعلق کا مطلب یہ ہے کہ بلاضرورت کنگھی نہ کرے اور اہتمام نہ کرے؛ کیوں کہ یہ تزئین میں غلو ہے، روزانہ ایسا کرنا مکروہِ تنزیہی ہے؛ تاہم اگر ضرورت ہو تو روزانہ کنگھی کرنے میں کوئی حرج نہیں۔

عن عبد اللّٰہ بن مغفل رضي اللّٰہ عنه نهی رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم عن الترجل إلا غِبًّا. (سنن الترمذي، أبواب اللباس / باب ما جاء في النهي الترجل ۱/ ۳۰۵ رقم: ۱۷۵۶)

(إلا غبّا) **الغب أن یفعل یوما ویترک یوما، والمراد بالنهي ترک**

www.besturdubooks.wordpress.com

المواظبة عليه والاهتمام به؛ لأنه مبالغة في التزيين وهٰذا عند عدم الضرورة، وإن دعا الضرورة إلى الترجيل كل يوم لا بأس به. (بذل المجهود ۴۳/۱۷)

هو نهي تنزيه لا تحريم ولا فرق في ذٰلک بين اللحية والرأس. (سنن النسائي بين السطور ۲۷۵/۲) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۲۰/۱/۲۸ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

بالوں کا اِکرام اور مانگ نکالنے کا سنت طریقہ؟

سوال (۴۳۶):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: بالوں کا اکرام کیا ہے؟ کتنے دن میں تیل اور کنگھی کرنا چاہئے؟ کنگھی کس طرح کرنا چاہئے؟ مانگ کس طرح نکالنا سنت ہے؟ وضاحت کے ساتھ تحریر فرمائیں؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: شریعتِ اسلامیہ میں نہ تو یہ بات پسند ہے کہ آدمی بدہیئت ہوکر زندگی گذارے اور نہ یہ پسند ہے کہ ہر وقت بننے سنورنے میں لگا رہے؛ بلکہ معتدل اور باوقار انداز میں رہنے کا حکم ہے۔ اِسی لئے ایک طرف نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ ہدایت دی کہ: ''جو شخص بال رکھے وہ اُن کا اکرام کیا کرے''، یعنی اُنہیں صاف ستھرا کرکے سلیقے سے رکھے، وہیں دوسری طرف آپ نے روز روز بلاضرورت تیل کنگھی کرنے سے منع فرمایا ہے۔ بریں بنا جو شخص بال رکھتا ہو اُسے چاہئے کہ وہ اُنہیں خشک اور بکھرا ہوا نہ چھوڑے؛ بلکہ موقع بموقع تیل کنگھی کرتا رہے، اور جب زیادہ بڑے ہوجائیں تو اُن کی مناسب تراش خراش کراکے رکھے؛ لیکن ہر وقت کنگھی شیشہ لئے نہ کھڑا رہے؛ بلکہ جب ضرورت ہو جبھی کنگھی کیا کرے، اور کنگھی کرنے کی ابتداء دائیں جانب سے کرے، اور درمیان سر میں سیدھی مانگ نکالنا بھی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے، اِس لئے اس کا بھی اہتمام رکھے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

عن وائل بن حجر رضي اللّٰه عنه قال: أتيت النبي صلى اللّٰه عليه وسلم ولي شعر طويل، فلما رآني رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم قال: ذباب – ذباب. قال: فخرجت، فجزرته، ثم أتيته من الغد. فقال: إني لم أعنِكَ، وهٰذا أحسن.

(سنن أبي داؤد، كتاب الترجل / باب في تطويل الجمة ٥٧٦/٢ رقم: ٤١٩٠ دار الفكر بيروت)

عن أبي هريرة رضي اللّٰه عنه أن رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم قال: من كان له شعر فليكرمه. (سنن أبي داؤد، أول كتاب الترجل / باب في إصلاح الشعر ٥٧٣/٢ رقم: ٤١٦٣ دار الفكر بيروت، شعب الايمان ٤٢٨/٨)

قوله: فليكرمه: بأن يصونه عن الأوساخ والأقذار ويتعاهد ما اجتمع في شعر الرأس من الدرن والقمل بالتنظيف عنه بالغسل والتدهين والترجيل مستحب، وإن لم يتفرغ لتنظيفه فليكرمه بالإزالة بالحلق ونحوه. (بذل المجهود ٤٧/١٧)

عن عبد اللّٰه بن مغفل رضي اللّٰه عنه قال: نهى رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم عن الترجل إلا غبا. (سنن الترمذي، أبواب اللباس / باب ما جاء في النهي عن الترجل إلا غبا ٣٠٥/١ رقم: ١٧٥٦ دار الفكر بيروت)

والغِبُّ: أن يفعل يومًا ويترك يومًا، والمراد بالنهي ترك المواظبة عليه والاهتمام به؛ لأنه مبالغة في التزين، وهٰذا عند عدم الضرورة، وإن دعت الضرورة إلى الترجيل كل يوم لا بأس به. (بذل المجهود ٤٣/١٧)

عن عائشة رضي اللّٰه عنها قالت: كان النبي صلى اللّٰه عليه وسلم يُعجِبه التيمن في تنعّله وترجله وطهوره وفي شأنه كله. (صحيح البخاري، كتاب الوضوء / باب التيمن في الوضوء والغسل ٢٩/١ رقم: ١٦٨، ٥٠٣/١ رقم: ٣٥٥٨ دار الفكر بيروت)

عن ابن عباس رضي اللّٰه عنهما قال: كان النبي صلى اللّٰه عليه وسلم يحبّ موافقة أهل الكتاب في ما لم يؤمر فيه، وكان أهل الكتاب يسدلون

www.besturdubooks.wordpress.com

أشعارهم، وكان المشركون يفرّقون رؤوسهم، فسدل النبي صلى اللّٰه عليه وسلم ناصيته، ثم فرق بعد. (صحيح مسلم، كتاب الفضائل / باب صفة شعره صلى اللّٰه عليه وسلم وصفاته وحليه ٢٥٧/٣، صحيح البخاري، كتاب اللباس / باب الفرق ٨٧٧/٢)

قال القاري رحمه اللّٰه تعالىٰ: وكان أهل الكتاب: أي اليهود والنصارىٰ يسدلون ...... أشعارهم، والمراد هنا إرسال الشعر حول الرأس من غير أن يقسم نصفين: نصفٌ من جانب يمينه ونحوه صدره، ونصفٌ من جانب يساره كذٰلك. وقيل: سدل الشعر إذا أرسله ولم يضم جوانبه. وفي شرح مسلم للنووي: قال العلماء: المراد إرساله على الجبين واتخاذه كالقصة، والفرق فرق الشعر بعضه من بعض. وقيل: السدل أن يرسل الشخص شعره من ورائه، ولا يجعله فرقتين.

والفرق أن يجعله فرقتين: كل فرقه ذوابه، وهو المناسب لقوله: وكان المشركون يفرقون – بكسر الراء ويضم – وروى من التفريق رؤوسهم: أي شعر رؤوسهم بعضها من بعض، ويكشفونها عن جبينهم. قال العسقلاني: الفرق قسمة الشعر، والمفرق وسط الرأس، وأصله من الفرق بين الشيئين ”فسدل النبي صلى اللّٰه عليه وسلم ناصيته“: أي حين قدم المدينة، ثم فرق ...... رأسه: أي شعره ”بعد“: بضم الدال: أي بعد ذٰلك من الزمان. قال ابن الملك: لأن جبرئيل عليه الصلاة والسلام أتاه وأمره بالفرق، ففرق المسلمون رؤوسهم.

(مرقاة المفاتيح، كتاب اللباس / باب الترجل، الفصل الأول ٢١/٨ ٤–٢١٥ رشيدية)

وفي روضة الرندوستي: أن السنة في شعر الرأس إما الفرق وإما الحلق.

(الفتاوىٰ الهندية ٤١٣/٥ مكتبة الإتحاد ديوبند، ٣٥٧/٥ زكريا، الفتاوىٰ التاتارخانية ٢١٢/١٨ رقم: ٢٨٥٤٤ زكريا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

املاہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴/۳/۱۴۳۷ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

www.besturdubooks.wordpress.com

ٹیڑھی مانگ نکالنا؟

سوال (۴۳۷): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: مرد اور عورت دونوں کے لئے ٹیڑھی مانگ نکالنا کیسا ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: سنت یہ ہے کہ سر کی مانگ سیدھی نکالی جائے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا معمول یہی تھا؛ لہٰذا ٹیڑھی مانگ نکالنا خلافِ سنت ہے، نیز یہ مغربی تہذیب کی علامت ہونے کی وجہ سے بھی قابل ترک اور مکروہ ہے۔ (احیاء العلوم ۳۰۵)

عن ابن عباس رضي اللّٰه عنهما أن رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم كان يسدل شعره، وكان المشركون يفرِقون رؤوسهم، فكان أهل الكتاب يسدِلون رؤوسهم، وكان رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم يحب موافقة أهلِ الكتاب فيما لم يؤمر فيه بشيء، ثم فرق رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم رأسه. (صحيح البخاري، كتاب المناقب / باب صفة النبي صلى اللّٰه عليه وسلم ۵۰۳/۱ رقم: ۳۵۵۸ دار الفكر بيروت، صحيح مسلم، كتاب الفضائل / باب في سدل النبي ﷺ شعره وفرقِهٖ رقم: ۲۳۳٦ بيت الأفكار الدولية)

عن عائشة رضي اللّٰه عنها قالت: كنت إذا أردت أن أفرُق رأس رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم صدعت الفرق من يافوخه وأُرسل ناصيتيه بين عينيه.

(سنن أبي داؤد ۵۷٦/۲ رقم: ۴۱۸۹، شعب الإيمان للبيهقي ۴۳۷/۸ رقم: ٦۵۰۸، ۲۳۰/۵ رقم: ٦۴۷۷ دار الكتب العلمية بيروت)

قوله: "صدعت" أي شققت، الفرق: وهو الخط الذي يظهر بين شعر الرأس إذا قسم قسمين، وذلك الخط هو بياض بشرة الرأس الذي يكون بين الشعر من يافوخه. في القاموس: حيث التقى عظم مقدم الرأس ومؤخرة. وقال

www.besturdubooks.wordpress.com

الأردبيلي: من يافوخه أي من أعلى طرف رأسه وذروته، وأرسل ناصيته بين عينيه: قال القاري: أي محاذيًا لما بينهما من قبل الوجه، وقال الطيبي: والمعنى كان أحد طرفي ذٰلک الخط عند اليافوخ والطرف الآخر عند جبهته محاذيًا لما بين عينيه ...... أي جعلت رأس فرقه محاذيًا لما بين عينيه بحيث يكون نصف شعر ناصيته من جانب يمين ذٰلک الفرق والنصف الآخر من جانب يسار ذٰلک الفرق، انتهىٰ. (عون المعبود مع حاشية ابن القيم ١٦٢/١١ تحت رقم: ٤١٨٩)

من يافوخه أي وسط رأسه. (بذل المجهود ٧٤/١٧)

عن ابن عمر رضي الله عنهما قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من تشبه بقوم فهو منهم. (سنن أبي داؤد، كتاب اللباس / باب في لبس الشهرة ٥٥٩/٢ رقم: ٤٠٣١ دار الفكر بيروت، مشكاة المصابيح، كتاب اللباس / الفصل الثاني ٣٧٥/٢)

قال القاري: أي من شبّه نفسه بالكفار مثلاً في اللباس وغيره، أو بالفساق أو الفجار، أو بأهل التصوف والصلحاء الأبرار "فهو منهم": أي في الإثم أو الخير عند الله تعالىٰ ...... الخ. (بذل المجهود، كتاب اللباس / باب في لبس الشهرة ٥٩/١٢ دار البشائر الإسلامية بيروت، وكذا في مرقاة المفاتيح، كتاب اللباس / الفصل الثاني ٢٥٥/٨ رقم: ٤٣٤٧ رشيدية، وكذا في فيض القدير شرح الجامع الصغير ٥٧٤٣/١١ رقم: ٨٥٩٣ نزار مصطفىٰ الباز رياض) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۱۴۲۱/۱۱/۱۲ھ

مرد کے لئے سینے کے بال صاف کرانا؟

سوال (۴۳۸): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: اکثر مردوں کے سینے پر بال ہوتے ہیں، آج کل مرد لوگ اِسمارٹ بننے کے لئے سینے کے بال صاف کرا رہے ہیں، تو کیا سینے کے بال صاف کرانا جائز ہے یا نہیں؟

www.besturdubooks.wordpress.com

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اگر سینے پر تھوڑے بہت بال ہوں تو اُنہیں صاف کرانا خلافِ اَدب ہے اور بے ضرورت شغل ہے؛ کیوں کہ ایک مرتبہ صاف کرانے کے بعد بار بار صاف کرانا ناگزیر ہو جاتا ہے؛ لیکن اگر بہت زیادہ بال ہو جائیں جس سے اُلجھن ہونے لگے تو اِن غیر ضروری بالوں کو صاف کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

وفي حلق شعر الصدر والظهر ترك الأدب كذا في القنية. (الفتاویٰ الهندية ٣٥٨/٥، الفتاویٰ التاتارخانية ٢١١/١٨ رقم ٢٨٥٤١ زكريا)

ومما ليس بمقصود: حلق شعر الصدر أو الساق. (المبسوط للسرخسي ٧٣/٤)

بخلاف شعر الصدر والساق؛ لأنه لا يتعلق به جمال. (الهداية شرح بداية المبتدي، كتاب الديات / فصل في ما دون النفس ٥٨١/٤، تبيين الحقائق، كتاب الديات / فصل في النفس والمارن ٢٣٠/٦، البحر الرائق ٣٧٧/٨ بيروت، ٣٧٥/٨ زكريا، مجمع الأنهر في شرح ملتقى الأبحر ٦٤١/٢ دار إحياء التراث العربي بيروت، ٣٤٦/٤ مكتبة فقيه الأمة ديوبند) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

املاہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفر لہ ۱۲/۱/۱۴۳۴ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

سفید بال اُکھاڑنا؟

سوال (۴۳۹): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: بہت سے لوگ سفید بالوں کو داڑھی اور سر میں سے اُکھاڑ دیتے ہیں، شرعاً کیا حکم ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اپنے آپ کو کم عمر ظاہر کرنے کے لئے سفید بالوں کا اُکھیڑنا درست نہیں ہے؛ اِس لئے کہ اِس سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا ہے، اور فرمایا کہ یہ سفید بال مسلمان کے لئے قیامت میں روشنی کا سبب بنیں گے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

عن عمرو بن شعيب عن أبيه عن جده رضي اللّٰه عنهما أن النبي صلى اللّٰه عليه وسلم نهى عن نتف الشيب، وقال: إنه نور المسلم. (سنن الترمذي، أبواب الأدب / باب ما جاء في النهي عن نتف الشيب ۱۰۹/۲ رقم: ۲۸۲۱)

عن أبي هريرة رضي اللّٰه عنه أن رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم قال: لا تُنقُّوا الشيب، فإنه نورٌ يوم القيامة، ومن شاب شيبةً في الإسلام كُتب له بها حسنةٌ، وحُطَّ عنه بها خطيئةٌ، ورُفِع له بها درجةٌ. (صحيح بن حبان، قال المحقق: إسناده حسن ۲۷۳/۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

املاہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴/۳/۱۴۳۷ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

عورت سر کی مانگ کس طرح نکالے؟

سوال (۴۴۰): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: عورت سر میں مانگ کس جانب نکالے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰه التوفيق: عورت مرد دونوں کے لئے سیدھی مانگ نکالنا مستحب ہے، اور ٹیڑھی مانگ جیسا کہ آج کل فیشن ہے غیروں کی مشابہت کی وجہ سے ناجائز اور ممنوع ہے۔

عن ابن عباس رضي اللّٰه عنهما قال: كان أهل الكتاب (يعني) يسدلون أشعارهم، وكان المشركون يفرقون رؤسهم، وكان رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم تعجبه موافقة أهل الكتاب فيما لم يؤمر به، فسدل رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم ناصيته، ثم فرق بعدُ. (سنن أبي داؤد رقم: ۴۱۸۸، كتاب الآداب للبيهقي / باب في فرق الشعر رقم: ٥٦٦، نخب الأفكار في تنقيح معاني الأخبار في شرح معاني الآثار ۲۹٦/۷)

وفي هامشيه: فرق الرأس وهو الطريق في شعر الرأس إذا قسم نصفين،

www.besturdubooks.wordpress.com

الفرق سنة؛ لأنه الذي رجع إليه النبي صلى اللّٰه عليه وسلم، الخ. (سنن أبي داؤد ٥٧٦/٢)

قال القاضي: يدل الشعر إرساله، قال: والمراد به هنا عند العلماء: إرساله على الجبين واتخاذه كالقصة، ثم فرق، قال العلماء: الفرق: فرق الشعر بعضه من بعض هوالسنة؛ لأنه الذي رجع إليه النبي صلى اللّٰه عليه وسلم آخرًا قالوا، والظاهر أنه إنما رجع إليه بوحي. (شرح السيوطي على صحيح مسلم ٣٢٩/٥، حاشية السندي على سنن ابن ماجة ٣٨٣/٢ تحت رقم: ٣٦٣٢)

عن ابن عمر رضي اللّٰه عنهما قال: قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: من تشبه بقوم فهو منهم. (سنن أبي داؤد، كتاب اللباس / باب في لبس الشهرة ٥٥٩/٢ رقم: ٤٠٣١ دار الفكر بيروت، مشكاة المصابيح، كتاب اللباس / الفصل الثاني ٣٧٥/٢) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۲۱/۱/۱۴۲۵ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

عورتوں کا بالوں میں دو چوٹیاں بنانا؟

سوال (۴۴۱): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: ہمارے یہاں دین دار گھرانوں کی عورتوں میں دو چوٹیوں کا رواج نہیں ہے، اگر اس کو اپنایا جاتا ہے تو معیوب سمجھا جاتا ہے؛ اِس لئے کہ یہ اُن لوگوں کا عمل ہے جو دین سے دور یا اِسلام ہی سے دور ہیں، اِس بنا پر دین دار گھرانوں میں ایک ہی چوٹی کا رواج ہے، آیا لوگوں کی لعنت وملامت سے بے پرواہ ہوکر دو چوٹیاں ڈالی جاسکتی ہیں؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: شرعاً دو چوٹیوں کی ممانعت نہیں ہے، اگر یہ کفار وفساق کا خاص شعار بن جائے تو احتراز اولیٰ ہے، اور بہرحال عورت کو اَجانب کے سامنے سر کھولنا منع ہے۔

لا بأس للمرأة أن تجعل في قرونها وذوائبها شيئًا من الوبر. (الفتاویٰ الهندية،

www.besturdubooks.wordpress.com

كتاب الكراهية / الباب العشرون في الزينة ٣٥٨/٥)

اتفق جمهور الفقهاء على استحباب ضفر المرأة ثلاث ضفائر. (الموسوعة الفقهية ١٠٤/٢٦) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۲۳/۱۱/۱۴۱۶ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

کنگھی کرتے وقت عورتوں کا ٹوٹے ہوئے بالوں کو فروخت کرنا؟

سوال (۴۴۲): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: عورتوں کے وہ بال جو کنگھی کرتے وقت ٹوٹ جاتے ہیں اُس کا شرعاً خرید وفروخت کرنا کیسا ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: عورتوں کے گرے ہوئے بالوں کی خرید وفروخت شرعاً جائز نہیں ہے؛ کیوں کہ اِنسان کے کسی جزوِ بدن کو فروخت کرنے کی اجازت نہیں۔

ولا يجوز بيع شعور الإنسان ولا الانتفاع به؛ لأن الآدمي مكرم لا مبتذل.

(الهداية / باب البيع الفاسد ٣٩/٣ إدارة المعارف، ٥٥/٣ الأمين كتابستان ديوبند)

الانتفاع بأجزاء الآدمي لم يجز، قيل: للنجاسة، وقيل: للكرامة، وهو الصحيح. (الفتاویٰ الهندية، كتاب الكراهية / الباب الثامن عشر ٣٥٤/٥) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱/۸/۱۴۲۶ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

کیا بیوی زینت کے لئے بال بنوا سکتی ہے؟

سوال (۴۴۳): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: کیا بیوی اپنے شوہر کے لئے زیب وزینت کے ساتھ بال کٹوا سکتی ہے، یا خلوت میں شوہر کو گانے وغیرہ سنا سکتی ہے، درست رائے کیا ہے؟ شرعاً واضح فرمائیں۔

www.besturdubooks.wordpress.com

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اگر کسی عورت کے بال اِدھر اُدھر سے بے ڈھنگے طریقے پر بڑھ رہے ہوں، تو اُن کو برابر کرکے زیب وزینت کرنا درست ہے؛ لیکن آج کل کی فیشن پرست عورتوں کی طرح بال کٹانا اور کترวانا جائز نہیں، اگر چہ وہ شوہر کو خوش کرنے ہی کے لئے کیوں نہ ہوں، شرعی حکم کی خلاف ورزی کرکے شوہر کو خوش کرنا جائز نہیں ہے، ایسی نظم جس میں کوئی فحش کلمہ اور میوزک نہ ہو، بیوی اپنے شوہر کو تنہائی میں ترنم کے ساتھ سنا سکتی ہے۔

قطعت شعر رأسها أثمت ولعنت، زاد في البزازية: وإن بإذن الزوج، لا طاعة لمخلوق في معصية الخالق. (الدر المختار مع الشامي / كتاب الحظر والإباحة ٥٨٣/٩ زكريا)

أن التغني المحرم ما كان في اللفظ ما لا يحل. (شامي / كتاب الحظر والإباحة ٥٠٣/٩ زكريا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۱/۲/۱۴۲۶ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

اگر عورت کے سر کے بال پھٹ جائیں تو اُس کو کاٹنا کیسا ہے؟

سوال (۴۴۴): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: اگر سر کے بالوں کی پونچھ خراب ہوجائے یعنی پھٹ جائے، تو عورت اُس کو کاٹ سکتی ہے یا نہیں؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: عورت کے لئے بال بڑھانے کی غرض سے پھٹے ہوئے بالوں کو کاٹنے کی اِجازت ہے، اِس میں کوئی حرج نہیں۔

عن أبي سلمة بن عبد الرحمٰن قال: وكان أزواج النبي صلى اللّٰه عليه وسلم يأخذن من رؤسهن حتى تكون كالوفرة، قال النووي: وفيه دليل على جواز تخفيف الشعور للنساء. (صحيح مسلم مع شرح النووي ١٤٨/١ مكتبة بلال ديوبند)

ولو حلقت المرأة رأسها فإن فعلت لوجع أصابها لابأس به، وإن فعلت

www.besturdubooks.wordpress.com

ذلک تشبهًا بالرجل فهو مکروہ. (الفتاوی الهندیة، کتاب الحظر والإباحة / الباب العشرون ۵/۳۵۸ زکریا دیوبند) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۱/۸/ ۱۴۲۸ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

عورت کا گھنے اور دومنہ والے بالوں کا کاٹنا؟

سوال (۴۴۵): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: میرے بال بہت زیادہ گھنے ہیں، نہانے کے بعد میرے بال بہت دکھتے ہیں، جس کی وجہ سے سر میں تکلیف بھی ہوجاتی ہے، اور دل گھبرانے لگتا ہے، ایسی حالت میں کیا میں اپنے بال کاٹ سکتی ہوں؟ یا جو دومنہ والے بال ہیں اُن کو کاٹ سکتی ہوں؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: عورت کے لئے عام حالات میں مردوں کی طرح بال کاٹنے کی اِجازت نہیں ہے؛ البتہ اگر کوئی بال دومنہ والا ہوجائے اور اُس کو اِس غرض سے کاٹا جائے کہ دوبارہ بال صحیح طرح نکلے تو ایسے بالوں کو نوک سے کاٹنے کی اِجازت ہے۔

ولو حلقت المرأة رأسها؛ فإن فعلت لوجع أصابها لابأس به، وإن فعلت ذٰلک تشبهًا بالرجل فهو مکروہ. (الفتاوی الهندیة ۵/۳۵۸ زکریا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۰/۴/ ۱۴۲۷ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

عورت کا سر کے بالوں کو بالکل کنارے سے کاٹنا؟

سوال (۴۴۶): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: کیا عورت کے سر کے بال نیچے سے کچھ مقدار میں کاٹ سکتے ہیں، یعنی چوٹی کا آخیر والا حصہ برابر کرنے کے لئے؟

www.besturdubooks.wordpress.com

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: عورت اپنے سر کے بالوں کو برابر کرنے کے لئے بقدر ضرورت کچھ بال کاٹ سکتی ہے۔

عن أبي سلمة بن عبد الرحمٰن قال: وكان أزواج النبي صلى اللّٰه عليه وسلم يأخذن من رؤسهن حتى تكون كالوفرة، قال النووي: وفيه دليل على جواز تخفيف الشعور للنساء. (صحيح مسلم مع شرح النووي ١٤٨/١) **فقط واللہ تعالیٰ اعلم**

کتبہ: احقر محمد سلمان منصورپوری غفرلہ ۱۷/۷/۱۴۲۹ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

عورت کا اپنے سر کے بال کٹوانا؟

سوال (۴۴۷): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: کوئی عورت اپنے سر کے بال کٹوا سکتی ہے یا نہیں؟ اگر ہاں تو اُس کی وجہ اور حد بتائیں؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: عورتوں کا مردوں کی طرح سر کے بال کاٹنا جیسا کہ آج کل فیشن ایبل عورتوں کا حال ہے قطعاً جائز نہیں؛ کیوں کہ اَحادیثِ شریفہ میں مردوں سے مشابہت کرنے والی عورتوں پر لعنت وارد ہوئی ہے؛ البتہ اِکّا دکّا کوئی بال اگر اِس طرح بڑھ جائے جو برا لگتا ہو تو زینت کے لئے اُس کو کاٹنے میں کوئی مضائقہ نہیں؛ کیوں کہ اِس سے مردوں کے ساتھ مشابہت لازم نہیں آتی۔ (امداد الفتاویٰ ۴/ ۲۲۷-۲۲۹)

عن ابن عباس رضي اللّٰه عنهما قال: لعن رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم المتشبهين من الرجال بالنساء والمتشبهات من النساء بالرجال. (صحيح البخاري، كتاب اللباس / باب المتشبهين بالنساء والمتشبهات بالرجال ٨٧٤/٢ رقم: ٥٨٨٥ دار الفكر بيروت، مشكاة المصابيح / باب الترجل ٣٨٠)

www.besturdubooks.wordpress.com

قطعت شعر رأسها أثمت ولعنت. وزاد في البزازية: وإن بإذن الزوج لا طاعة لمخلوق في معصية الخالق ...... والمعنىٰ المؤثر التشبه بالرجال. (الدر المختار على هامش رد المحتار ۵۸۳/۹ زكريا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۲۳/۲/۲۹ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

عورت کا قینچی سے سر کے بال کاٹنا؟

سوال (۴۴۸): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: یہ بات درست ہے کہ عورت کے لئے سر کے بال پر قینچی لگانا جائز نہیں ہے، اگر نہیں تو کیوں؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: بال عورتوں کے لئے باعثِ زینت ہیں؛ لہٰذا عورتوں کے لئے سر کے بال کاٹنا جائز نہیں؛ البتہ اگر اتنے بڑے ہوجائیں کہ عیب دار معلوم ہونے لگیں تو زائد یا بے ہنگم بالوں کو کاٹا جاسکتا ہے۔ (فتاویٰ رحیمیہ ۱۰/۱۱۱، بہشتی زیور ۱۱/۱۳۴)

قطعت شعر رأسها أثمت ولعنت، زاد في البزازية: وإن بإذن الزوج؛ لأنه لا طاعة لمخلوق في معصية الخالق. (الدر المختار، كتاب الحظر والإباحة / باب الاستبراء ۵۸۳/۹-۵۸۴ زكريا، الفتاوى الهندية، كتاب الكراهية / الباب العشرون ۳۵۸/۵) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۱۹/۵/۲۱ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

عورت کا سر مونڈوانا؟

سوال (۴۴۹): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: عورت کے لئے سر کے بال مونڈوانا کیسا ہے؟ اگر سر میں کوئی ایسی پریشانی ہو کہ جس کا علاج بال صاف کئے بغیر ممکن نہیں، تو مونڈانے کا کیا حکم ہے؟

www.besturdubooks.wordpress.com

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: عام حالات میں سخت مجبوری کے بغیر عورت کے لئے سر کے بال مونڈوانا جائز نہیں، کوئی عذر ہو، مثلاً سر میں زخم ہو اور علاج کی ضرورت ہو تو مجبوراً گنجائش ہوگی۔

عن علي رضي اللّٰه عنه نهى رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم أن تحلق المرأة رأسها. (سنن الترمذي ۱۸۲/۱ رقم: ۹۱٤-۹۱۵، سنن النسائي، كتاب الزينة / باب النهي عن حلق المرأة رأسها رقم: ۵۰۵۹ دار الفكر بيروت)

وأما إذا كان حلق المرأة شعر رأسها لعذرٍ أو وجعٍ فلا بأس به عند الحنفية، ...... قال الأثرم: سمعت أبا عبد اللّٰه يسأل عن المرأة تعجز عن شعرها وعن معالجته، وتقع فيه الدواب، قال: إذا كان لضرورة فأرجو أن لا يكون به بأس. (الموسوعة الفقهية / حلق ۱۸/۹٦ وزارة الأوقاف والشؤون الإسلامية الكويت)

ولو حلقت المرأة رأسها فإن فعلت لوجع أصابها لا بأس به، وإن فعلت ذٰلك تشبهًا بالرجل فهو مكروهٌ. كذا في الكبرىٰ. (الفتاوىٰ الهندية ٤۱٤/۵ مكتبة الاتحاد ديوبند، ۳۵۸/۵ زكريا، الفتاوىٰ التاتارخانية ۲۱۲/۱۸ رقم: ۲۸۵٤۸ زكريا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۳۷/۳/۱۴ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

عورتوں کی ٹھوڑی کے بالوں کا حکم؟

سوال (۴۵۰): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: اگر عورتوں کی ٹھوڑی میں بال نکل آئیں تو اُس کا کیا حکم ہے؟ اُن کو کاٹ کر دفن کرنا بہتر ہے یا یوں ہی چھوڑ دینا بہتر ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: عورت کی ٹھوڑی پر اگر بال نکل آئیں تو اُس کو صاف

www.besturdubooks.wordpress.com

کرادینا نہ صرف جائز ہے؛ بلکہ مستحب ہے اور کاٹ کر اُنہیں دفن کردینا بہتر ہے۔ (دینی مسائل اور اُن کا حل ۳۲۶، آپ کے مسائل اور اُن کا حل جدید ۱۴۸/۳)

إذانبت للمرأة لحية أو شوارب فلا تحرم إزالته؛ بل تستحب. (شامي / كتاب الحظر والإباحة ۵۳۶/۹ زكريا)

وكل عضو لا يجوز النظر إليه قبل الانفصال لا يجوز بعده، ولو بعد الموت كشعر عانة وشعر رأسها. (شامي ۳۷۱/۶ كراچی) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۲/۱/۱۴۳۵ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

عورتوں کا لب یا ٹھوڑی کے بال اُکھاڑنا؟

سوال (۴۵۱):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: جن عورتوں کے لب یا ٹھوڑی پر رواں بال ہوں، تو کیا وہ اُنہیں جڑ سے اُکھیڑ سکتی ہیں یا نہیں؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: عورت اپنے لب اور ٹھوڑی کے بال کٹوا سکتی ہے اور اکھیڑ بھی سکتی ہے، ڈاڑھی اُس کے لئے سنت نہیں ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ۵۰۰/۲۷ میرٹھ)

إذا نبت للمرأة لحية أو شوارب فلا تحرم إزالته؛ بل تستحب. (شامي ۵۳۶/۹ زكريا، كذا في المرقاة المفاتيح، كتاب الطهارة / باب السواك، الفصل الأول ۹۱/۲ تحت رقم: ۳۷۹، بذل المجهود / باب السواك من الفطرة ۳۳/۱)

ولا بأس أن تعرى المرأة عن الشعر. (شامي ۵۳۶/۹ زكريا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۱۹/۱۰/۱۴۱۳ھ

عورتوں کا کلائی اور پنڈلی کے بال صاف کرنا؟

سوال (۴۵۲):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے

www.besturdubooks.wordpress.com

میں کہ: عورتیں اپنے بدن مثلاً ہاتھ کی کلائیوں یا پنڈلیوں پر سے بال صاف کرسکتی ہیں یا نہیں؟ اگر نہیں کرنا چاہئے تو پھر اگر کوئی عورت بال صاف کرلے، تو اُس کا کیا حکم ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اگر یہ بال دیکھنے میں بڑے لگتے ہوں اور اُس کی وجہ سے شوہر کی ناگواری کا اندیشہ ہو، تو عورت شوہر کی خوشنودی کے لئے یہ بال صاف کراسکتی ہے، محض غیروں کو دکھلانے یا مروجہ فیشن پرستی کے طور پر اِس کی اِجازت نہیں ہے۔

عن أم سلمة رضي اللّٰه عنها أن النبي صلی اللّٰه علیه وسلم کان إذا أطّلیٰ بدأ بعورته فطلاها بالنورة، وسائر جسده أهله. (سنن ابن ماجة، کتاب الأدب / باب الإطلاء بالنورة رقم: ۳۷۵۱ دار الفکر بیروت)

قال الشامي تحت قول النامصة: لعله محمول علی ما إذا فعلته للتزین للأجانب، وإلا لو کان في وجهها شعر ینفّر زوجها عنها بسببه، ففي تحریم إزالته بعد. (شامي، کتاب الحظر والإباحة / باب الاستبراء ۶/۳۷۳ کراچی، ۹/۵۳۶ زکریا) فقط واللّٰہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۲۱/۲/۱۴۲۰ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللّٰہ عنہ

عورتوں کو ہاتھ، پیر اور ٹانگوں کا رواں صاف کرانا؟

سوال (۴۵۳): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: کیا عورتوں کے ہاتھوں، کلائیوں اور ٹانگوں پر جو بہت موٹا رواں ہوتا ہے، وہ شوہر کی خوشنودی کے لئے اِس رواں کو صاف کرسکتی ہے یا نہیں؛ تاکہ اُن کے شوہروں کی نگاہ نہ بھٹکے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: یہ رواں شوہر کی خوشنودی کے لئے صاف کرانا درست ہے۔

عن أم سلمة رضي اللّٰه عنها أن النبي صلی اللّٰه علیه وسلم کان إذا أطّلیٰ

www.besturdubooks.wordpress.com

بـدأ بـعـورتـه فطلاها بالنورة، وسائر جسده أهله. (سـنـن ابن ماجة، كتاب الأدب / باب الإطلاء بالنورة رقم: ۳۷۵۱ دار الفكر بيروت)

لأن الزنية للنساء مطلوبة للتحسين. (شامي، كتاب الحظر والإباحة / باب الاستبراء ۵۳٦/۹) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۲۱/۴/۱ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

چھوٹی بچیوں کے بال کٹوانا یا برابر کرانا اور اُن میں رنگ لگانا؟

سوال (۴۵۴): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: کیا نوجوان لڑکی یا چھوٹی بچی کے سر کے بالوں کو کٹوانا یا اُونچ نیچ ہو تو برابر کروانا، یا بالوں میں لال پیلے رنگ لگوانا کیسا ہے؟ اِسی طرح عورت کے بال سفید ہو جائیں تو خوبصورتی کی خاطر شوہر کے حکم سے یا بغیر اُس کے حکم سے بالوں میں رنگ لگانا درست ہے یا نہیں؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰه التوفيق: چھوٹی بچیوں کے بال برابری کی غرض سے کاٹنا درست ہے؛ البتہ بالغہ عورتوں کے لئے بلا عذر بال کاٹنا جائز نہیں ہے، نیز عورتوں کے لئے خوب صورتی کی غرض سے مختلف قسم کے رنگ وخضاب لگانے کی گنجائش ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ۱۵/۳۸۵، امداد الفتاویٰ ۴/۲۲۷)

ولـو حـلقت المرأة رأسها، فإن فعلت لوجع أصابها لا بأس به، وإن فعلت ذٰلک تشبهًا بالرجل، فهو مكروه. (الفتاویٰ الهندية / كتاب الكراهية ۳۵۸/۵)

أمـا خـضـاب المرأة شعرها للتزين لزوجها فقط أجازه قتادة، كما أخرجه عبد الـرزاق فـي مـصنفه، وكذلک أجازه إسحاق فيما حكى عنه ابن قدامة في المغني، ولم أره بهٰذا التصريح غيرهما. (تكملة فتح الملهم ١٥٠/٤)

وأمـا الـنساء فالمشروع في حقهن التقصير بالإجماع، وفيه حديث لابن

www.besturdubooks.wordpress.com

عباس عند أبي داؤد ولقطه: ليس على النساء حلق، وإنما على النساء التقصير، وللترمذي من حديث علي أن نهي تحلق المرأة رأسها. (فتح الباري ٥٦٥/٣ تحت رقم: ١٧٢٨) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۲۷/۳/۱۸ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

چھوٹے بچے اور بچیوں کا مہندی لگانا؟

سوال (۴۵۵): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: چھوٹے بچے اور بچیاں مہندی لگالیں تو کوئی حرج تو نہیں ہے، اور مرد اپنی داڑھی میں لگالے تو کوئی حرج تو نہیں؟ اور نابالغ اور بالغ مرد اپنے ہاتھوں میں لگالیں تو کیا یہ درست ہے؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: مرد خواہ بالغ ہو یا نابالغ، چھوٹے ہوں یا بڑے، اُن کے لئے ہاتھوں میں مہندی لگانا جائز نہیں، ہاں البتہ مرد اپنی داڑھی میں لال مہندی کا استعمال کرسکتا ہے، اور عورتوں اور بچیوں کے لئے ہاتھوں پیروں میں مہندی لگانا درست ہے۔ (مستفاد: فتاویٰ محمودیہ ۱۲۳/۱۵)

إن الخضاب في حق الرجال بالحمرة سنة ...... وأراد به اللحية وشعر الرأس. ولا ينبغي أن يخضب يدى الصبي الذكر ورجله إلا عند الحاجة، ويجوز ذٰلک للنساء. (الفتاویٰ الهندية، كتاب الكراهية / الباب العشرون ٣٥٩/٥ زكريا، شامي ٦٠٥/٩ زكريا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۲۲/۱/۲۳ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

www.besturdubooks.wordpress.com

خضاب اور مہندی وغیرہ کے مسائل

کالا خضاب لگانے کی شرعی حیثیت؟

سوال (۴۵۶):- کیا فرماتے ہیں علماءِ دین ومفتیانِ شرعِ متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: جناب محمد علی دارا ساکن شہر بارہ بنکی نے جناب عبدالحسیب، جناب شہاب خالہ مولانا معراج احمد ودیگر کئی حضرات کی موجودگی میں خضاب کے سلسلہ میں بتایا کہ کالے خضاب کا استعمال دوصورتوں میں جائز ہے:

(۱) مرد جب جہاد میں جانے لگے تو اُس کو کالا خضاب استعمال کرنا چاہئے؛ تاکہ وہ جوان لگے۔

(۲) اگر کسی کی بیوی جوان ہے، تو ایسے مرد کے لئے بھی خضاب کا استعمال جائز ہے، مگر مجلس میں موجود مولانا معراج احمد صاحب - جو ایک مدرسہ کے صدر مدرس بھی ہیں - نے کہا کہ اَب جہاد کا سلسلہ ختم ہو چکا ہے، اِس لئے جہاد کی تاویل خضاب کے لئے ناجائز ہے، اور جوان بیوی کے لئے خضاب کا استعمال اِس لئے غلط ہے؛ کیوں کہ بیوی اپنے شوہر اور اُس کے بچوں کو کھانا پکا کر کھلاتی ہے، کپڑے دھلتی ہے، شوہر اور بچوں کی خدمت کرتی ہے، جب کہ اُس کو شرعی نقطہ نظر سے نہیں کرنا چاہئے، جب بیوی شوہر کے لئے سب کچھ کرتی ہے اور نہیں بھاگتی، شکایت بھی نہیں کرتی، تو کیا بالوں کی سفیدی کی وجہ سے بیوی شوہر کا گھر اور ساتھ چھوڑ کر بھاگ جائے گی؟ ہندوستان میں لوگوں کا قاعدہ ہے کہ وہ تشریح اپنے اعتبار سے کر لیتے ہیں، چناں چہ اِس وقت بھی خضاب پر ایسی ہی تشریح کی جارہی ہے، براہِ کرم بتلانے کی زحمت گوارہ فرمائیں کہ جناب محمد علی دارا کا قول کیا حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں ہے، اگر ہے تو حدیث کے الفاظ مع راوی تحریر فرمادیں، اور کیا مولانا معراج کا کہنا درست ہے کہ جہاد کا سلسلہ ختم ہو گیا ہے، اور جوان بیوی کے ہوتے ہوئے

www.besturdubooks.wordpress.com

بھی خضاب کا استعمال غلط ہے، ساتھ ہی ساتھ قرآن وحدیث کی روشنی میں سیاہ خضاب لگانے کی شرعی حیثیت کیا ہے،تحریرفرمائیں؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: حدیث میں کالا خضاب لگانے کی ممانعت وارد ہوئی ہے، اِسی بنا پر عام حالات میں مرد کے لئے ایسا کالا خضاب لگانا جس سے دیکھنے والے کو اَصلی سیاہی ہونے کا اشتباہ ہو، اِس سے منع کیا گیا ہے،صرف جہاد کے موقع پر ضرورۃً اِس طرح کے خضاب کی اِجازت دی گئی ہے؛ تاکہ دشمن پر رعب ڈالا جاسکے، بیوی کو خوش کرنے کے لئے بھی کالا خضاب لگانا عام فقہاء کے نزدیک مکروہ ہے،صرف امام ابو یوسفؒ کی ایک روایت سے اِس کی گنجائش معلوم ہوتی ہے؛اِس لئے ضرورت کے وقت اُسے اختیار کرسکتے ہیں ۔(مستفاد: کفایت المفتی ۹/۲/۱۷۲، امداد الفتاویٰ ۴/۲۱۶، فتاویٰ محمودیہ ۲۷/۵۱۱ میرٹھ، فتاویٰ محمودیہ ۱۹/۴۵۶ ڈابھیل، فتاویٰ رشیدیہ قدیم ص: ۵۸۸، کتاب الفتاویٰ ۶/۷۸، احیاء العلوم ۳۳۰-۳۳۱)

عن جابر رضي اللّٰه عنه قال: أتى بأبي قحافة يوم فتح مكة ورأسه ولحيته كالثغامة بياضًا، فقال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: غيّروا هٰذا بشيء واجتنبوا السواد، قال النووي في شرح هٰذا الحديث: مذهبنا استحباب خضاب الشيب للرجل والمرأة بصفرة أو حمرة، ويحرم خضابه بالسواد على الأصح، وقيل: يكره كراهة تنزيهة والمختار التحريم لقوله صلى اللّٰه عليه وسلم: واجتنبوا السواد.

(صحيح مسلم مع النووي ۱۹۹/۲، وكذا في سنن ابن ماجة ص: ۲۵۸، شعب الإيمان ۲۱۵/۵ رقم: ٦٤١٣)

عن ابن عباس رضي اللّٰه عنهما قال: قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: يكون قوم يخضبون في آخر الزمان بالسواد كحواصل الحمام، لا يريحون رائحة الجنة. (سنن أبي داؤد / باب ما جاء في خضاب السواد ۵۷۸/۲ مكتبة البدر ديوبند، شعب الإيمان للبيهقي ۲۱۵/۵-۲۱٦ رقم: ٦٤١٤)

www.besturdubooks.wordpress.com

وأخرج الطبراني وابن أبي عاصم من حديث أبي الدرداء رفعه ''من خضب بالسواد سوّد اللّٰه وجهه يوم القيامة''. (فتح الباري ٣٥٥/١٠ دار الفكر بيروت)

عن عمرو بن شعيب عن أبيه عن جده رضي اللّٰه عنه عن النبي صلى اللّٰه عليه وسلم من خضب بالسواد لم ينظر اللّٰه إليه ...... وعن عمر بن الخطاب رضي اللّٰه عنه أنه كان يأمر بالخضاب بالسواد، ويقول: هو تسكين للزوجة وأهيب للعدو. (عمدة القاري / باب الخضاب ٥١/٣٢)

قال العلامة ابن عابدين قوله: (ويكره بالسواد) لغير الحرب، قال في الذخيرة: أما الخضاب بالسواد للغزو ليكون أهيب في عين العدو، فهو محمود بالاتفاق، وإن ليزين نفسه للنساء فمكروه، وعليه عامة المشايخ، وبعضهم جوزه بلا كراهة، روي عن أبي يوسفؒ أنه قال: كما يعجبني أن تتزين لي يعجبها أن أتزين لها. (شامي ٤٢٢/٦ كراچی، ٦٠٥/٩ زكريا، الفتاوى الهندية ٣٥٩/٥ زكريا)

قال ابن الحجر في الفتح: وإن من العلماء من رخّص فيه (أي في الخضب بالسواد) في الجهاد، ومنهم من رخص فيه مطلقًا، وأن الأولى كراهته، وجنح النووي إلى أنه كراهة تحريم ...... وقال أيضًا: عن ابن شهاب قال: كنا نخضب بالسواد إذ كان الوجه جديدًا، فلما نقض الوجه والأسنان تركناه. (فتح الباري ٣٥٤/١٠–٣٥٥ دار الفكر بيروت، وكذا الموسوعة الفقهية ٢٨٠/٢)

وأما الخضاب بالسواد، فمن فعل ذٰلک من الغزاة ليكون أهيب في عين العدو فهو محمود منه، اتفق عليه المشائخ. ومن فعل ذٰلک ليزين نفسه للنساء أو ليحبب نفسه إليهن فذٰلک مكروه، وعليه عامة المشائخ. وبعضهم جوزوا ذٰلک من غير كراهة. وروي عن أبي يوسفؒ أنه قال: كما يعجبني أن تتزين لي يعجبها أن أتزين لها. (الفتاوى الهندية ٣٥٩/٥ كوئٹه، شامي ٤٢٢/٦ كراچی، ٦٠٥/٩ زكريا)

www.besturdubooks.wordpress.com

وجاء في حديث جابر رضي الله عنه: واجتنبوا السواد. (صحيح مسلم ۱۹۹/۲، مشكاة المصابيح ۳۸۰/۲ سعد بك ڈپو ديو بند)

وفي حديث ابن عباس رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: يكون قوم يخضبون في آخر الزمان بالسواد كحواصل الحمام لا يريحون رائحة الجنة. (سنن أبي داؤد ۵۷۸/۲ سعد بك ڈپو ديوبند)

البتہ سوال میں مولوی معراج احمد کا یہ کہنا کہ جہاد اَب باقی نہیں یہ غلط ہے، جہاد کا حکم ہر زمانہ کے لئے ہے، اور جوان بیوی کی رضامندی کے لئے کالے خضاب کی ممانعت پر موصوف نے جو تقریر کی ہے وہ بھی بلاضرورت اور اصل مسئلہ سے غیر متعلق ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۱۶/۶/۲۸ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

کالا خضاب مکروہِ تحریمی ہے یا تنزیہی؟

سوال (۴۵۷):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: اس سے قبل ایک استفتاء روانہ کیا تھا کہ کالا خضاب کرنا کیسا ہے؟ تو حضور نے بحوالہ عالمگیری جواب مرحمت فرمایا کہ زینت کے لئے کالا خضاب کرنا مرد کے لئے مکروہ ہے، اَب مکروہ میں بات رہ گئی جس سے ذہن میں یہ بات آگئی کہ مکروہ تحریمی ہے یا تنزیہی؟ اسے بھی واضح فرمائیں۔ نیز غنیہ ۸۲ر میں ہے کہ منکوحہ عورت کو خوش رکھنے کے لئے کالا خضاب کرنا جائز ہے۔ شمائل ترمذی ۴۳ر پر حضرت مولانا شیخ الحدیث محمد زکریا صاحب قدس سرہ مسئلہ بیان فرماتے ہیں، مشہور قول کے مطابق مکروہ ہے، محاضرۃ الاوائل بغیۃ الظمان ۱۳۹ میں ہے کہ حضرت مغیرہ بن شعبہ نے کالا خضاب استعمال کیا ہے، اُمید کہ خلاصہ فرما کر عنداللہ ماجور ہوں؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللہ التوفیق: ایسا کالا خضاب لگانا جس سے بالوں کی سیاہی اَصلی

www.besturdubooks.wordpress.com

سیاہی معلوم ہو، عام حالات میں مکروہ تحریمی ہے، عام مشائخ حنفیہ کی رائے مطلقاً یہی ہے، اِسی پر فتویٰ دیا جاتا ہے، جب کہ حضرت امام ابو یوسفؒ کی ایک روایت میں تزئین اور بیوی کو خوش کرنے کے لئے خضاب کی اِجازت دی گئی ہے، آپ نے جو غنیۃ کی روایت نقل کی ہے وہ اِسی روایت پر مبنی ہے۔ (مستفاد: فتاویٰ محمودیہ ۲۳/۵ اقدیم زکریا)

اور حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کی روایت میں احتمال ہے: (۱) ہوسکتا ہے کہ آپ نے دشمن سے مقابلہ کے وقت خضاب استعمال کیا ہو، جس کی حنفیہ کے نزدیک بھی اِجازت ہے۔ (۲) یا یہ کہ آپ کا خضاب پوری طرح سیاہ نہ ہو۔ (۳) یا یہ آپ کا اپنا مسلک اور آپ کی رائے ہو۔ الغرض اِس روایت سے حنفیہ کی عام رائے کے خلاف استدلال نہیں کیا جائے گا۔

الخضاب أفضل؛ لأن جماعة من الصحابة رضي الله عنهم خضبوا، كان أبوبكر رضي الله عنه يخضب بالحناء، وبعضهم كان يخضب بالزعفران، روى ذٰلك عن علي رضي الله عنه. وبعضهم بالسواد، روي عن عثمان والحسن والحسين وعقبة بن عامر وابن سيرين رضي الله عنهم. ومذهبنا أن الصبغ بالحناء والوسمة حسن، كما في الخانية. قال النووي رحمه الله تعالىٰ: ومذهبنا استحباب خضاب الشيب للرجل والمرأة بصفرة أو حرمة، وتحريم خضابه بالسواد على الأصح؛ لقوله عليه السلام: "غيّروا هٰذا الشيب، واجتنبوا السواد". (حاشية الطحطاوي على الدر المختار، كتاب الخنثىٰ / مسائل شتى ٤/ ٣٦٣ بيروت)

قال في الذخيرة: أما الخضاب بالسواد للغزو ليكون أهيب في عين العدو، فهو محمود بالاتفاق، وإن ليزين نفسه للنساء فمكروه، وعليه عامة المشائخ. وبعضهم جوّزه بلا كراهة. روي عن أبي يوسف رحمه الله تعالىٰ أنه قال: كما يعجبني أن تتزين لي، يعجبها أن أتزين لها. (الدر المختار مع رد المحتار، كتاب الحظر والإباحة / فصل في البيع ٦/ ٤٢٢ كراچی، وكذا في الفتاوىٰ الهندية / الباب العشرون في الزينة

www.besturdubooks.wordpress.com

۳۵۹/۵ دار إحياء التراث العربي بيروت) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصورپوری غفرلہ ۱۳/۷/۱۴۱۴ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

نوجوان کا سیاہ خضاب لگانا؟

سوال (۴۵۸): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: نوجوان کے لئے سیاہ خضاب استعمال کرنے کی کوئی شکل جواز کی ہے یا نہیں؟

باسمہ سبحانہ وتعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: صرف ایک شکل میں خالص خضاب لگانا بالاتفاق جائز ہے، وہ یہ ہے کہ کوئی مجاہد جہاد کے وقت سیاہ خضاب لگائے؛ تاکہ دشمن پر رعب ظاہر ہو، اِس کے علاوہ دیگر حالتوں میں امام ابویوسفؒ سے ایک روایت بیوی کی دل جوئی کے لئے جواز کی منقول ہے، مگر وہ احتیاط کے خلاف ہے۔ (مستفاد: جواہر الفقہ ۲/۴۲۲-۴۲۴)

وأما الخضاب بالسواد، فمن فعل من الغزاة ليكون أهيب في عين العدو فهو محمود منه، اتفق عليه المشائخ رحمهم الله. (الفتاوىٰ الهندية / كتاب الكراهية ۳٦۹/۵ كوئٹه، ۳۵۹/۵ زكريا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصورپوری غفرلہ ۲/۸/۱۴۲۰ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

بیوی کی خوشنودی کیلئے مرد کا بالوں پر سیاہ خضاب لگانا؟

سوال (۴۵۹): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: عبدالکریم کے سر کے بال ۱۲/سال کی عمر سے سفید ہوگئے ہیں، جیسے آج کل بہت سے لڑکے اور لڑکیوں کے بال چھوٹی عمر میں ہی سفید ہورہے ہیں۔ اور اِس وقت عبدالکریم کی عمر تیس سال ہے اور شادی بھی ہوگئی ہے بیوی جوان ہے، کیا عبدالکریم ایسے حالات میں سیاہ خضاب استعمال کرسکتا

www.besturdubooks.wordpress.com

ہے یا نہیں؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: مردوں کے لئے عام حالات میں سیاہ خضاب لگانا مکروہ ہے؛ البتہ اگر کوئی شخص اپنی نئی نویلی دولہن کو خوش کرنے کے لئے خضاب لگائے، تو امام ابو یوسفؒ نے اُس کی اِجازت دی ہے۔

أما الخضاب بالسواد للغزو لیکون أھیب في عین العدو فھو محمود بالاتفاق، وإن لیزین نفسه للنساء فمکروہ، وعلیه عامة المشایخ، وبعضھم جوزہ بلا کراھة. وروي عن أبي یوسفؒ أنه قال: کما یعجبني أن تتزین لي یعجبھا أن أتزین لھا. (شامي، کتاب الحظر والإباحة / فصل في اللبس ۶۰۵/۹ زکریا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۱۴۲۵/۶/۷ھ

مہندی کے ذریعہ بالوں کو سرخ کرنا کیسا ہے؟

سوال (۴۶۰): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: کیا بالوں کو سرخ کرنا سنت ہے؟ خضاب کیا ہے اور کس طرح کریں اور کس چیز سے کریں؟ کیا مہندی کے علاوہ کوئی اور چیز بالوں کو سرخ کرنے کے لئے استعمال کرسکتے ہیں؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: مہدی کے ذریعہ بالوں کو سرخ کرنا سنت سے ثابت ہے، اِس پر قیاس کرتے ہوئے کسی اور چیز کے ذریعہ بھی بالوں کو سرخ یا براؤن کیا جاسکتا ہے، اور ہمارے عرف میں خضاب کا اِطلاق کالے رنگ کے خضاب پر ہوتا ہے، اس طرح کا خضاب عورتیں تو کرسکتی ہیں؛ لیکن مردوں کے لئے بلا عذر کالا خضاب کرنا مکروہ ہے۔

یکون الخضاب بالحناء، وبالحناء مع الکتم وبالورس والزعفران

www.besturdubooks.wordpress.com

وبالسواد. (الموسوعة الفقهية ٢٧٩/٢)

الاختضاب لغةً استعمال الخضاب والخضاب هو ما يغير به لون الشيء.

(الموسوعة الفقهية ٢٧٧/٢)

يستحب الاختضاب بالحناء الكتم – إلى قوله – الاختضاب بالورس والزعفران يستارك الاختضاب بالحناء والكتم في الأصل الاستحباب.

(الموسوعة الفقهية ٢٧٩/٢ إدارة الأوقاف والشئون الإسلامية الكويت)

عن جابر بن عبد اللّٰه رضي اللّٰه عنهما قال: أُتِي بأبي قحافة يوم فتح مكة، ورأسه ولحيته كالثغامة بياضًا، فقال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: غيّروا هٰذا بشيء، واجتنبوا السواد. (صحيح مسلم، كتاب اللباس والزينة / استحباب خضاب الشيب بصفرة وحمرة وتحريمه بالسواد ١٩٩/٢، مشكاة المصابيح ٣٨٠)

عن ابن عمر رضي اللّٰه عنهما قال: لقد رأيت رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم ملبدًا. (مشكاة المصابيح ٣٨١)

عن ابن عمر رضي اللّٰه عنهما أن النبي صلى اللّٰه عليه وسلم كان يلبس النعال السبتية، ويصفر لحيته بالورس والزعفران، وكان ابن عمر يفعل ذٰلك.

(مشكاة المصابيح ٣٨٢، شرح السنة للإمام البغوي / باب كراهية الخضاب بالسواد ٩٣/١٢)

قال: ورأيت الشيب أحمر – إلى قوله – رأيت شعر رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم مخضوبًا. (شمائل الترمذي ص: ٤)

عن أبي أمامة رضي اللّٰه عنه يقول: خرج رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم على مشيخة من الأنصار بِيضٌ لِحاهُم، فقال: يا معشر الأنصار! حمِّروا وصفروا وخالفوا أهل الكتاب. (المسند للإمام أحمد بن حنبل بسند حسن ٦١٣/٣٦ رقم: ٢٢٢٨٢ مطبوعة الرسالة، كذا في المعجم الكبير للطبراني ٢٣٦/٨ –٢٣٧ رقم: ٧٩٢٤، كذا في جمع الوسائل ص: ١٠١)

www.besturdubooks.wordpress.com

وحاصل الجمع أنه صلى الله عليه وسلم صبغ تلك الشعرات القليلة في حين من الأوقات، وتركه في معظم من الأوقات فأخبر كل بما رأى وكلامهما صادقان. (مرقاة المفاتيح ۳۰۵/۸-۳۲۱، أوجز المسالك ۵۳/۱۷-۵۵) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۲۸/۷/۲۱ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

مرد وعورت کے لئے کالی اور لال مہندی لگانا کیسا ہے؟

سوال (۴۶۱): -کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: لال مہندی لگانا جائز ہے یا کالی مہندی؟ اور کس کے لئے جائز ہے، عورت یا مرد کے لئے؟ اگر مرد کے لئے جائز ہے تو کس رنگ کی؟ کیا مرد سر کے بال کے علاوہ ہاتھ اور پیر میں مہندی لگا سکتا ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: عورت دونوں قسم کا خضاب ومہندی لگا سکتی ہے، مگر مردوں کے لئے کالا خضاب، کالی مہندی لگانا مکروہ ہے، ہاں اگر کوئی شرعی مصلحت ہو، مثلاً جہاد میں دشمنوں پر رعب ڈالنا یا جوان بیوی کو خوش کرنا ہو تو گنجائش ہوسکتی ہے، پھر بھی اِجتناب اولیٰ ہے، اور مردوں کے لئے زینت کے طور پر ہاتھوں اور پیروں میں مہندی لگانا جائز نہیں۔ (فتاویٰ محمودیہ ۱۲۳/۱۵، کفایت المفتی ۱۷۱/۹، امداد الفتاویٰ ۲۱۳/۴)

أما الخضاب بالسواد للغزاة ليكون أهيب في عين العدو فهو محمود منه، اتفق عليه المشائخ رحمهم الله، ومن فعل ذٰلك ليزين نفسه للنساء وليحبّب نفسه إليهن فذٰلك مكروه. (الفتاویٰ الهندية، كتاب الكراهية / الباب العشرون في الزينة ۳۵۹/۵، شامي، كتاب الحظر والإباحة / فصل في اللبس ۵۰۶/۹ زكريا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴۲۱/۱۱/۲۵ھ

www.besturdubooks.wordpress.com

عورتوں کا بالوں میں کالی مہندی لگانا؟

سوال (۴۶۲): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: آج کل جو کیمیکل کی کالی مہندی ملتی ہے اُس کا استعمال کیسا ہے؟ ہمارے یہاں کی اکثر عورتیں بالوں کے سیاہ ہونے کے بوجود اور زیادہ سیاہ کرنے کے لئے کیمیکل کی کالی مہندی استعمال کرتی ہیں، تو کیا یہ درست ہے یا نہیں؟ اگر درست ہے تو اُس میں جوان اور بوڑھی عورتوں میں کوئی فرق ہے یا نہیں؟

(۲) اگر کسی لڑکی کے بالوں میں سرخی یا سفیدی آجائے تو وہ سیاہ مہندی استعمال کرسکتی ہے یا نہیں؟ جب کہ استعمال نہ کرنے کی صورت میں کچھ خرابیاں لازم آتی ہیں، مثلاً رشتہ نہ آنا وغیرہ، نیز عورت اپنے شوہر کو خوش کرنے کے لئے سیاہ مہندی استعمال کرسکتی ہے یا نہیں؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفيق: عورتوں کو شوہر کے لئے بطور زیب وزینت کالی مہندی لگانے کی بعض فقہاء نے اِجازت دی ہے؛ البتہ اِس غرض سے کالی مہندی لگانا کہ بوڑھی عورت جوان نظر آئے درست نہ ہوگا۔

ومنهم من فرّق بين الرجل والمرأة فأجاز لها دونه، واختاره الحليمي واستنبط ابن أبي عاصم من قوله: جنبوه السواد. (أوجز المسالك ۴۷/۱۷ دار القلم دمشق)

قال معمر عن قتادة رخّص في صباغ الشعر بالسواد للنساء، وعن حماد بن سلمة عن أم شبيب قالت: سألنا عائشة عن تسويد الشعر؟ قالت: لوددت أن عندي شيئًا سودت. (المصنف لعبد الرزاق ۱۵۵/۱۱)

ورخص فيه اسحاق للمرأة تتزين به لزوجها. (المغني لابن قدامة ۶۷/۱ دار الفكر)

به شعري قال أيوب عن ابن سيرين لا أعلم بخضاب السواد بأسًا إلا أن يَغُرَّ بِه رجلٌ امرأةً. (شرح السنة للإمام البغوي / باب كراهية الخضاب بالسواد، ومن رخص فيه، وما

www.besturdubooks.wordpress.com

يستحب أن يخضب به ٢ ١/ ٩٤)

ويشهد لذلک من المرفوع ما رواه البيهقي عن عائشة مرفوعًا إذا خطب أحدكم المرأة وهو يخضب بالسواد فليعلمها أنه يخضب ولا يَغُرُّ بِهَا.

(أوجز المسالك ١٧/ ٤٥) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

املاہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۳/۵/۱۴۳۱ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

کیا سفید بالوں پر کالی مہندی لگانے سے نماز نہیں ہوتی؟

سوال (۴۶۳): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: اگر کسی شخص کے بال سفید ہوں اور وہ کالی مہندی لگاتا ہو، تو کچھ لوگوں کا یہ کہنا ہے کہ اُس کے لگانے سے نماز نہیں ہوئی، یہ مسئلہ کہاں تک صحیح ہے؟ اگر نماز نہیں ہوتی تو کیوں نہیں ہوتی؟ اِس میں کیا ایسی چیز ملی ہوئی ہے کہ جس کی وجہ سے نماز نہیں ہوتی؟ کس حالت میں نماز جائز ہے اور کس حالت میں جائز نہیں ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: جو شخص بلا کسی شرعی عذر کے کالی مہندی لگاتا ہو تو اُس کا یہ عمل مکروہ ہے، اور ایسے شخص کی اِمامت مناسب نہیں ہے؛ لیکن یہ بات صحیح نہیں ہے کہ کالی مہندی لگانے سے سرے سے نماز ہی نہیں ہوتی، کالی مہندی کے ساتھ نماز درست ہوجاتی ہے، گو کہ یہ عمل شریعت اور حدیث کے خلاف ہے۔

قال النووي: يحرم خضابه بالسواد على الأصح، وقيل يكره تنزيهًا، وَالمختار التحريم لقوله عليه السلام في مسلم: اجتنبوا السواد وهٰذا مذهبنا، وفي المحلي وعند أحمد يكره كراهة تحريم كما في القنية، وهو مذهب أبي حنيفة رحمه الله تعالىٰ. (أوجز المسالك ٦/ ٣٣٤، الفتاویٰ الهندية، كتاب الكراهية / الباب

www.besturdubooks.wordpress.com

العشرون ۳۰۹/۵ زکریا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصورپوری غفرلہ ۱۴۲۴/۴/۲۳ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

کالی مہندی بناکر فروخت کرنا؟

سوال (۴۶۴): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: میں کالی مہندی بناتا ہوں، مجھے یہ معلوم کرنا ہے کہ یہ کالی مہندی لگانا حلال ہے یا حرام؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: عام حالات میں مردوں کے لئے کالا ی مہندی کا استعمال کرنا مکروہ ہے؛ لیکن کالی مہندی بناکر اُس کا کاروبار کرنا حرام نہیں ہے؛ کیوں کہ بعض صورتوں میں اُس کا استعمال جائز بھی ہوتا ہے، مثلاً عورتوں کے لئے زینت کے واسطے کالی مہندی لگانا یا جوان بیوی کو خوش کرنے کے لئے شوہر کا اُسے استعمال کرنا وغیرہ؛ لہٰذا اس کے کاروبار کو مطلق ناجائز نہیں کہا جائے گا، اور اُس کی کراہت استعمال کرنے والے کی حد تک ہی محدود رہے گی، آمدنی ناجائز نہ ہوگی۔

قال میرک: ذهب أكثر العلماء إلى كراهة الخضاب بالسواد وجنح النووي أنها كراهة تحريم، وإن من العلماء من رخص فيه في الجهاد، ولم يرخص في غيره، ومنهم من فرق في ذٰلک بين الرجل والمرأة، فأجازه لها دون الرجل. (مرقاة المفاتيح ۸/ ۳۰٤ المكتبة الأشرفية)

وأما الخضاب بالسواد فمن فعل ذٰلک في المغزاة ليكون أهيب في عيون العدو فهو محمود منه، اتفق عليه المشائخ. ومن فعل ليزين نفسه وليحبب نفسه إليهن فهو مكروه، وعليه عامة المشائخ. وبعضهم جوّزوا ذٰلک من غير كراهة. وروي عن أبي يوسفؒ أنه قال: كما يعجبني أن تتزين لي يعجبها أن أتزين

www.besturdubooks.wordpress.com

لها. (الفتاویٰ التاتارخانية ۲۱٤/۱۸ رقم: ۲۸۰۰۰ زكريا)

لا بـأس ببيـع العصير والعنب ممن يتخذ خمرًا، وهو قول إبراهيمؒ؛ لأنه لا فساد في قصد البائع، فإن قصده التجارة بالتصرف فيما هو حلال لاكتساب الربح، وإنما المحرم قصد المشتري اتخاذ الخمر منه. (المبسوط للسرخسي ٦/٢٤ بيروت) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۳/۱۱/۱۴۳۲ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

عورتوں کا بالوں میں کالی پالش لگانا؟

سوال (۴۶۵): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: آج کل جو کالی پالش نکلی ہے اور عورتیں اُس کو اپنے بالوں میں لگاتی ہیں، کیا یہ پالش لگانا جائز ہے؟ اگر عورت نے بالوں میں لگائی ہے تو کیا اُس کا وضو اور نماز ہو جائے گی؟ بندہ درخواست کرتا ہے کہ اِس کا جواب جلد سے جلد عنایت فرما دیں۔

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اگر عورتیں اپنے شوہروں کے لئے زیب وزینت کی غرض سے کالی مہندی یا خضاب لگائیں تو شرعاً اُس کی گنجائش ہے، اور یہ چوں کہ محض رنگ ہوتا ہے اس لئے اِس کے لگانے سے وضو یا نماز میں کوئی خرابی نہیں آئے گی۔

ولا يمنع الطهارة ونيم وحِنَّاء، ولو جُرمَه، به يفتى (الدر المختار) قوله: به يفتىٰ: صرّح به في المنية عن الذخيرة في مسئلة الحناء والطين والدرّن معللاً بالضرورة، قال في شرحها: ولأن الماء ينفذه لتخلله وعدم لزوجته وصلابته، والمعتبر في جميع ذٰلك نفوذ الماء، ووصوله إلى البدن. (الدر المختار مع الشامي ۲۸۸/۱ زكريا، كذا في البحر الرائق ٤۹/۱ دار الكتب العلمية بيروت)

www.besturdubooks.wordpress.com

جنبوه السواد الخ، وعن الحليمي أن الكراهة خاصةٌ بالرجال دون النساء، فيجوز ذلک للمرأة لأجل زوجها. (أوجز المسالك / باب ما جاء في صبغ الشعر ۳۳۵/۶ مطبوعه سهانپور) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۲۶/۸/۳۰ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

کالا کیش تیل لگانا؟

سوال (۴۶۶): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: کالا کیش تیل لگانا جائز ہے یا نہیں؟ کیوں کہ اِس کو بال کالے کرنے کے لئے لگایا جاتا ہے، اِس وجہ سے تردد ہوتا ہے کہ نماز ہوگی یا نہیں؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: کالا کیش تیل لگانے سے نماز درست ہوجاتی ہے اور بعض علماء نے عورت کے لئے بال کالا کرنے والے کیمیکل کی مطلق اِجازت دی ہے۔

أخرج الطبراني وابن عاصم من حديث أبي الدرداء رفعه من خضب بالسوداء سود اللّٰه وجهه يوم القيامة، ومنهم من فرق في ذٰلک بين الرجل والمرأة فأجاز لها دون الرجال. (فتح الباري ۳۵۵/۱۰) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

املاہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۳۴/۵/۲۸ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

بالوں کو کالا کرنے کے لئے سرخ مہندی یا مقوی تیل لگانا؟

سوال (۴۶۷): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: میرے بال بہت سفید ہوگئے ہیں، کالی مہندی یا ایسا تیل لگاسکتے ہیں جس سے بال ایک ہفتہ دس دن کے لئے کالے ہوجائیں، اُس کے بعد رنگ ہلکا ہوکر چھوٹ جاتا ہے، یہ جائز ہے یا نہیں؟

www.besturdubooks.wordpress.com

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: بالوں کا رنگ بدلنے کے لئے سرخ مہندی یا مقوی تیل استعمال کرنا درست ہے؛ لیکن کالی مہندی یا خضاب جس سے بالکل بال سیاہ نظر آئیں، اُس کا لگانا مردوں کے لئے منع ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ۱۲۳/۵، فتاویٰ رحیمیہ ۲۹۱/۶)

عن ابن عباس رضي اللّٰه عنه عن النبي صلى اللّٰه عليه وسلم قال: يكون قوم في اٰخر الزمان يخضبون بهٰذا السواد كحواصل الحمام لا يريحون رائحة الجنة. (سنن أبي داؤد ۵۷۸/۲، مشكاة المصابيح ۳۸۲ مكتبة البدر ديو بند)

وعن الإمام إن الخضاب حسن؛ لكن بالحناء والكتم والوسمة، وأراد اللحية وشعر الرأس. (لفتاویٰ الهندية، كتاب الكراهية / الباب لعشرون ۳۵۹/۵ زكريا) فقط واللّٰہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۶/۱۱/۱۴۲۲ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللّٰہ عنہ

عورتوں کا مہندی کی جگہ مختلف رنگوں کے کیمیکل استعمال کرنا؟

سوال (۴۶۸): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: عورتوں کے لئے کیا مہندی کی جگہ مختلف رنگوں کے کیمیکل استعمال کرنے کی اِجازت ہے؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: عورتوں کے لئے مہندی کی جگہ دیگر کیمیکل لگانا درست ہے؛ لیکن اگر وہ کیمیکل ایسی ہوں جو وضو اور غسل میں پانی پہنچنے سے مانع ہوں تو وضو اور غسل درست نہیں۔ (مستفاد: دینی مسائل اور اُن کا حل ۱۰۲، کتاب الفتاویٰ ۸۵/۶، احسن الفتاویٰ ۲۶/۲)

عن عائشة رضي اللّٰه عنها أن امرأة مدت يدها إلى النبي صلى اللّٰه عليه وسلم قال: …… لو كنت امرأة لغيرت أظفارك بالحناء. (سنن النسائي ۲۳۷/۲ رقم: ۵۰۸۹، السنن الكبرىٰ للنسائي / كتاب الزينة ۴۱۹/۵ رقم: ۹۳۶۴)

www.besturdubooks.wordpress.com

عن عائشة رضي اللّٰه عنها أن هند بنت عتبة قالت : يا نبي اللّٰه! بايعني قال: لا أبايعك حتى تغيري كفيك. (سنن أبي داؤد ٢/ ٥٧٤)

ولا يمنع الطهارة ونيم ...... وحِنَّاء ...... ودرن ووسخ ...... وتراب ولو في ظُفر مطلقًا ...... وما على ظفر صَبَّاغ، وقيل: إن صلبًا منع وهو الأصح. (الدر المختار) أي إن كان ممضوغًا مَضغًا متأكِّدًا بحيث تداخلت أجزاءه، وصار له لزوجة وعِلاكة كالعجين، وقال: لامتناع نفوذ الماء مع عدم الضرورة والحرج.

(الدر المختار مع الشامي ١/ ٢٨٩ زكريا، البحر الرائق ١/ ٤٩ دار الكتب العلمية بيروت، ١/ ٢٩ زكريا، البناية شرح الهداية / كتاب الطهارة ١/ ١٥١)

لزق بأصل ظفره طين يابس أو رطب لم يجز. (الفتاویٰ الهندية ١/ ٤ دار إحياء التراث العربي بيروت) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصورپوری غفرلہ ۱۳۴۳۰/۳/۱۳ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

شیمپو کا اِستعمال کرنا؟

سوال (۴۶۹): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: شیمپو استعمال کرنا کیسا ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰه التوفيق: بال دھونے کے لئے شیمپو کا استعمال کرنا جائز ہے، شیمپو میں کسی ناجائز چیز کی ملاوٹ کا ہمیں علم نہیں ہے۔

جعل الدهن النجس في صابون يفتى بطهارته؛ لأنه تغيَّر، والتغيرُّ يُطهِّر عند محمد ويفتى به للبلوىٰ. (شامي ١/ ٥١٩ زكريا، كذا في البحر الرائق ١/ ٢٣٤)

لأنا لا نفتى بنجاسة الدهن؛ لأن الأصل الطهارة، وانجاسة يعارض أمرًا

www.besturdubooks.wordpress.com

نادرًا وقع ...... وقد ذكرنا أن من مذهب محمد رحمه الله أن النجس يصير طاهرًا بالتغيير، يفتى فيه بقول محمد رحمه الله لمكان عموم البلوىٰ. (المحيط البرهاني في الفقه النعماني ١١٩/١) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۲۳/۶/۲۳ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

زیر ناف اور بغل کے بالوں کا حکم؟

سوال (۴۷۰): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: اگر بغل کے بال زیادہ بڑے ہو جائیں تو گناہ ملے گا، اور کیا یہ بال ناپاک کہلائیں گے؟ کیا جو حکم زیر ناف کے بالوں کا ہے وہی حکم بغل کے بالوں کا بھی ہے، یا دونوں میں فرق ہے یا محض نظافت کی وجہ سے استحبابی حکم ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: حدیث شریف میں زیر ناف اور بغل کے بالوں کو چالیس دن سے زائد چھوڑے رکھنے کی ممانعت وارد ہے؛ لہٰذا جو شخص اِن بالوں کو چالیس دن کے اندر نہیں صاف کرے گا وہ مخالفت حدیث کی وجہ سے گنہگار ہوگا۔

قال أنس رضي اللّٰه عنه وقّت لنا رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم في قص الشارب، وتقليم الأظفار، ونتف الإبط، وحلق العانة أن لا نترك أكثر من أربعين ليلة. (صحيح مسلم ١٢٩ مكتبة بلال ديوبند) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۲۹/۱۱/۱۵ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

موئے زیر ناف کی حدود اور صاف کرنے کا طریقہ؟

سوال (۴۷۱): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے

www.besturdubooks.wordpress.com

میں کہ: زیرناف کی حدودِ اربعہ کیا ہیں؟ اورزیرناف کومونڈنا افضل ہے یا پاؤڈر صابن وغیرہ سے صاف کرنا اَفضل ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: ناف کے نیچے اور دائیں بائیں جو بال ہوں، اِسی طرح خصیتین اور سرین کے نیچے تک اور عضو مخصوص کے اِردگرد کے سب بالوں کو صاف کرنا ضروری ہے۔ بہتر اور سنت یہ ہے کہ اُسترے یا بلیڈ وغیرہ سے مونڈا جائے، اِس کے علاوہ کسی دوا صابن یا پاؤڈر وغیرہ سے صاف کرنا یا قینچی سے کاٹنا بھی جائز ہے، یہ صفائی ہر جمعہ کے روز مناسب ہے، اِس کا موقع نہ ہو تو پندرہ دن میں صفائی کرلینی چاہئے، اور ۴۰؍روز تک اِن بالوں کو چھوڑے رکھنا مکروہ تحریمی ہے۔

عن أبي هريرة رضي اللّٰه عنه قال: قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: الفطرة خمس: الختان، والاستحداد ...... ونتف الإبط. متفق عليه. (مشكاة المصابيح، كتاب اللباس / باب الترجل، الفصل الأول ۲/ ۳۸۰)

قال القاري رحمه اللّٰه: ''الاستحداد'': أي حلق العانة، وهو استفعال من الحديد، وهو استعمال الحديد من نحو الموسىٰ في حلق العانة ذي الشعر الذي حوالي ذكر الرجل وفرج المرأة، زاد ابن شريح: وحلقة الدبر، فجعل العانة منبت الشعر مطلقًا، والمشهور: الأول، فإن أزال شعره بغير الحديد لا يكون على وجه السنة ...... الخ.

ونتف الإبط: أي نتف شعره ...... قال في شرح المشارق: المفهوم من حديث أبي هريرة رضي اللّٰه عنه أن حلق الإبط ليس بسنة؛ بل السنة نتفه؛ لأن شعره يغلظ بالحلق، ويكون أعون للرائحة الكريهة. قال النووي: النتف أفضل لمن قوى عليه، لما حكى أن الشافعي رحمه اللّٰه تعالىٰ كان يحلق إبطه، فقال: علمت أن السنة نتفه، لكن أقوى على الوجه. (مرقاة المفاتيح، كتاب اللباس باب الترجل،

www.besturdubooks.wordpress.com

الـفـصـل الأول ٢٧٢/٨-٢٧٣ رقم: ٤٤٢٠ دار الكتب العلمية بيروت، ٢٨٨/٨-٢٩٠ المكتبة الأشرفية ديوبند، شرح النووي على الصحيح المسلم، كتاب الطهارة / باب خصال الفطرة ١٢٨/١)

ويستحب حلق عانته وتنظيف بدنه بالاغتسال في كل أسبوع مرةً، والأفضل يوم الجمعة، وجاز في كل خمسة عشرة، وكره تركه وراء الأربعين، مجتبى (الدر المختار) **وقال العلامة الشامي: ولا عذر فيما وراء الأربعين، ويستحق الوعيد ...... الخ.** (الدر المختار مع الشامي، كتاب الحظر والإباحة / فصل في البيع ٤٠٦/٦-٤٠٧ كراچی، مجمع الأنهر، شرح ملتقى الأبحر، فصل المتفرقات / كتاب الكراهية ٥٥٦/٢ دار إحياء التراث العربي بيروت، ٢٢٦/٤ فقيه الأمة، وكذا في الفتاوىٰ الهندية، كتاب الكراهية / الباب التاسع عشر ٣٥٧/٥-٣٥٨ زكريا)

يستحب أن يقلم أظفاره ويقص شاربه ويحلق عانته وينظف بدنه في كل أسبوع مرةً، ويوم الجمعة أفضل، ثم في خسمة عشر يومًا، والزائد على الأربعين آثم. (حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح / آخر باب الجمعة ٥٢٤) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۳۷/۳/۵ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

موئے زیرناف کی حدودِ اَربعہ؟

سوال (۴۷۲): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: موئے زیرناف جو صاف کئے جاتے ہیں، اِس کے بارے میں یہ تو لکھا ہے کہ کہاں سے؛ لیکن یہ نہیں لکھا ہے کہ کہاں تک؟ تو دریافت یہ کرنا ہے کہ اِس کی وضاحت فرمادیں کہ کہاں تک صاف کرنا ہے؟ کیا دبر کے بال بھی صاف کرنا ضروری ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: موئے زیرناف کے سلسلہ میں تفصیل یہ ہے کہ پیڑو کی

www.besturdubooks.wordpress.com

ہڈی کی ابتداء سے لے کراَعضاء ثلاثہ اوراُن کے حوالی جن کی محاذات میں رانوں کا وہ حصہ بھی شامل ہے،جس کے تلوث کا خطرہ ہے،اور دبر کے بال بھی صاف کرنا مستحب ہے۔

والعانة الشعر القريب من فرج الرجل والمرأة ومثلها شعر الدبر؛ بل هو أولىٰ بالإزالة، لئلا يتعلق به شيء من الخارج عند الاستنجاء بالحجر. (شامي / كتاب الطهارة ٢/ ٤٨١ زكريا)

العانة هي الشعر الذي فوق الذكر وحواليه وحوالي فرجها، ويستحب إزالة شعر الدبر خوفًا من يعلق به شيء من النجاسة الخارجة، فلا يتمكن من إزالته بالاستجمار. (طحطاوي على المراقي ٢٨٧) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ:احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴/۷/۱۴۲۷ھ
الجواب صحیح:شبیر احمد عفااللہ عنہ

معذور کا پاؤڈر سے موئے زیرناف صاف کرنا؟

سوال (۴۷۳):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: زید عرصہ سے علیل ہے اور ۶/ ماہ سے علالت زیادتی اختیار کرگئی ہے، گھٹنوں کو کھڑا کرنا دشوار ہے، گردن کی تکلیف کی وجہ سے زیرناف بال نہیں مونڈسکتا، کیا کیا جائے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اِس زمانہ میں بال صاف کرنے کے لئے پاؤڈر اور کریم وغیرہ بکثرت دستیاب ہیں،اُن کے ذریعہ زید کو مذکورہ بال صاف کرلینے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

عن أم سلمة رضي اللّٰه عنها أن النبي صلى اللّٰه عليه وسلم كان إذا أطّلىٰ بدأ بعورته فطلاها بالنورة، وسائر جسده أهله. (سنن ابن ماجة، كتاب الأدب / باب الإطلاء بالنورة رقم: ٣٧٥١ دار الفكر بيروت)

عن حبيب بن أبي ثابت عن أم سلمة رضي اللّٰه عنها أن النبي صلى اللّٰه

www.besturdubooks.wordpress.com

عليه وسلم اطَّلى و ولِيَ عانته بيده. (سنن ابن ماجة / باب الاطلاء بالنورة رقم: ٣٧٥٢)

ولو عالج بالنورة في العانة يجوز. (الفتاوى الهندية، كتاب الكراهية / الباب التاسع ٣٥٨/٥) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۱/۴/۱۴۱۷ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

''دبر'' کے بال صاف کرنا؟

سوال (۴۷۴): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: مقام پاخانہ (دبر) کے بال صاف کرنا چاہئے یا نہیں؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: دبر کے بال اگر اتنے زیادہ ہوں کہ اُن میں نجاست کے تلوث کا خطرہ ہو، تو صاف کرنا ضروری ہے۔ (مستفاد: احسن الفتاویٰ ۸/۸۷)

والعانة الشعر القريب من فرج الرجل والمرأة ومثلها شعر الدبر؛ بل هو أولىٰ بالإزالة لئلا يتعلق به شيء من الخارج عند الاستنجاء بالحجر. (شامي ٤٨٧/٣ زكريا، طحطاوي ٢٨٧) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۲/۶/۱۴۲۱ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

www.besturdubooks.wordpress.com

داڑھی، مونچھ اور ناخون کے اَحکام

شریعت میں داڑھی کی کیا حیثیت ہے؟

سوال (۴۷۵): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: شریعتِ اسلامی میں داڑھی کی کیا حیثیت ہے؟ اس کو منڈانا یا کتروانا جائز ہے یا نہیں؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: داڑھی رکھنا شرعاً واجب ہے، اِس کا منڈوانا یا ایک مشت سے کم ہونے کی حالت میں کتروانا ناجائز ہے، متعدد اَحادیث میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے داڑھی بڑھانے کا حکم دیا ہے اور اِس معاملہ میں مشرکین اور غیرمسلموں کی مشابہت اختیار کرنے سے منع فرمایا ہے۔

ارشادِ نبوی ہے: **خالفوا المشركين ووفّروا اللحىٰ، وأحفوا الشوارب.** (صحيح البخاري ۸۷۵/۲ رقم: ۵۸۹۲) مشرکین کی مخالفت کرو، داڑھیاں بڑھاؤ اور مونچھیں کترو۔

درمختار میں ہے: **يحرم على الرجل قطع لحيته.** (الدر المختار / كتاب الحظر والإباحة ۴۰۷/۶ كراچی، ۵۸۳/۹ زكريا) یعنی آدمی کے لئے اپنی داڑھی کتروانا جیسا کہ بعض اہل مغرب اور ہیجڑے نامردوں کی عادت ہے، کسی کے نزدیک بھی جائز نہیں ہے۔ (شامی ۳۹۸/۳ زکریا، مستفاد: فتاویٰ محمودیہ ۴۸۳/۲۷ میرٹھ) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصورپوری غفرلہ
۱۴۱۲/۴/۲۱ھ

www.besturdubooks.wordpress.com

داڑھی کا شرعی حکم اور دلائل؟

سوال (۴۷۶):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: داڑھی کا شرعی حکم مع دلائل وتعامل صحابہ سے کیا ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اَحادیثِ شریف میں داڑھی کو بڑھانے کا حکم ہے، خود پیغمبر علیہ السلام اور تمام صحابہ کرام وسلفِ صالحین نے داڑھی رکھی ہے، اِس لئے داڑھی رکھنا شرعاً واجب ہے، اور ایک مشت ہونے سے پہلے پہلے تراشنا ناجائز ہے۔

عن ابن عمر رضي اللّٰہ عنہما عن النبي صلی اللّٰہ علیہ وسلم قال: خالِفوا المشرکین ووفِّروا اللحیٰ. (صحیح البخاري، کتاب اللباس / باب تقلیم الأظفار ۸۷۵/۲ رقم: ۵۸۹۲، صحیح مسلم، کتاب الطھارۃ / باب خصال الفطرۃ ۱۲۹/۱ رقم: ۲۵۹ بیت الأفکار الدولیۃ)

وعن ابن عمر رضي اللّٰہ عنہما قال: قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم: انھکوا الشوارب وأعفوا اللحی. (صحیح البخاري، کتاب اللباس / باب إعفاء اللحی ۸۷۵/۲ رقم: ۵۸۹۳ دار الفکر بیروت)

عن أبي ہریرۃ رضي اللّٰہ عنہ قال: قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم: جُزُّوا الشوارب، وأرخوا اللحی، خالِفوا المجوس. (صحیح مسلم، کتاب الطھارۃ / باب خصال الفطرۃ ۱۲۹/۱ رقم: ۲۶۰ بیت الأفکار الدولیۃ)

قال النووي رحمہ اللّٰہ تعالیٰ: فحصل خمس روایات: ''أعفوا، وأوفوا، وأرخوا، وأرجوا، ووفّروا. ومعناہا کلہا ترکہا علی حالہا، ہٰذا ہو الظاہر من الحدیث الذي یقتضیہ ألفاظہ، وہو الذي قالہ جماعۃٌ من أصحابنا وغیرہم من العلماء. (شرح النووي علی الصحیح لمسلم، کتاب الطھارۃ / باب خصال الفطرۃ ۲۹/۱ بلال دیوبند)

www.besturdubooks.wordpress.com

وقص اللحية من صنع الأعاجم، وهو اليوم شعار كثيرٍ من المشركين كالأفرنج والهنود، ومن لا خلاق له في الدين من الطائفة القلندرية. (مرقاة المفاتيح، كتاب الطهارة / باب السواك، الفصل الأول ٤/٢ رقم: ٣٧٩ المكتبة الأشرفية ديوبند)

واللحية هي الفارقة بين الصغير والكبير، وهي جمال الفحول وتمام هيأتهم، فلا بد من إعفائها. وقصُّها سنة المجوس، وفيه تغيير خلق اللّٰه، ولحوق أهل السؤدد والكبرياء بالرعاع. (حجة اللّٰه البالغة، خصال الفطرة وما يتصل بها / إعفاء اللحية وقص الشوارب ٥١٧/١ قديم، ٥٠٧/١-٥٠٨ مكتبه حجاز ديو بند)

وفي الدر: والسنة فيها القبضة – إلى قوله – ولذا يحرم على الرجل قطع لحيته. (الدر المختار مع الشامي ٥٨٣/٩ زكريا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۲۲/۷/۱۴۲۹ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

داڑھی کی مقدار

سوال (۴۷۷): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: داڑھی کوئی لمبی صحیح بتاتا ہے، کوئی بالکل ہلکی، برائے نام کو صحیح مانتا ہے؟ شرعی داڑھی کی مقدار کے بارے میں تحریر فرمادیں۔

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: چاروں ائمہ اور جمہور علماءِ اُمت اِس بات پر متفق ہیں کہ کم اَز کم ایک مشت (۴/ اُنگل) داڑھی رکھنا واجب ہے، اور اِس سے کم رکھنا جائز نہیں ہے۔ نبی اَکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے داڑھی بڑھانے کی سخت تاکید فرمائی ہے، اور داڑھی نہ رکھنے پر سخت وعید فرمائی ہے، جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ محض ہلکی سی برائے نام داڑھی رکھنا کافی ہے، اُن کا یہ قول اَحادیثِ شریفہ اور اَقوالِ ائمہ کے قطعاً خلاف ہے، ایسے لوگوں کی رائے کا کوئی اعتبار نہیں ہے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

عن ابن عمر رضي الله عنهما قال: إن رسول الله صلى الله عليه وسلم أمر بإحفاء الشوارب وإعفاء اللحى. (سنن الترمذي، أبواب الآداب / باب ما جاء في إعفاء اللحية ۱۰۵/۲ المكتبة الأشرفية ديوبند)

وأما الأخذ منها وهي دون القبضة كما يفعله بعض المغاربة ومخنثة الرجال فلم يبحه أحد وأخذ كلها فعل اليهود ومجوس الأعاجم. (الدر المختار مع الشامي ۳۹۸/۳ زكريا، فتح القدير، كتاب الصوم / باب ما يوجب القضاء والكفارة ۳٤۸/۲)

أو تطويل اللحية إذا كانت بقدر المسنون وهو القبضة. (الدر المختار ٤۱۷/۲ كراچی، ۳۹۷/۳ زكريا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۲۳/۶/۲۴ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

داڑھی کی حدودِ اَربعہ؟

سوال (۴۷۸): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: داڑھی کی حد کہاں تک ہے؟ ہر طرف سے داڑھی کی حدود بیان کیجئے، نیز حلق سے اوپر والا حصہ داڑھی میں شامل ہے یا نہیں؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: داڑھی کی حد کنپٹی کے برابر اُبھری ہوئی ہڈی سے لے کر دوسری کنپٹی کے برابر کی اُبھری ہوئی ہڈی تک ہے، اور نیچے والے ہونٹ سے لے کر ٹھوڑی کے نیچے تک جو بال آئیں وہ سب داڑھی میں داخل ہیں، نیز حلق اور حلق کے اُوپر کے بال نہ منڈائے جائیں؛ البتہ حلق سے نیچے کے بال منڈانے میں کوئی حرج نہیں۔

وظاهر كلامهم أن المراد بها الشعر النابت على الخدين من عذار

www.besturdubooks.wordpress.com

وعـارض والـذقـن، وفي شرح الإرشاد: اللحية الشعر النابت بمجتمع الخدين، والعـارضُ ما بينهما وبين العذار، وهو القدر المحاذي للأذن، يتصل من الأعلى بالصدغ، ومن الأسفل بالعارض. (شامي ۱/۲۱۵ زكريا، البحر الرائق ۱/۱٦ كراچی)

ولا يـحلق شعر حلقه. (الـفتـاوىٰ الهندية، كتاب الكراهية / الباب التاسع عشر في الختان الخ ۵/۳۵۸ زكريا، فتح الباري ۱۰/۳۵۰ تحت رقم: ۵۸۹۲) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱٦/۴/۱۴۲٦ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

داڑھی کا ہر جانب سے مقدار قبضہ ہونا ضروری ہے

سوال (۹۷۴): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: داڑھی کو ایک مشت کی مقدار میں رکھنا صرف ٹھوڑی سے نیچے رکھنا ضروری ہے یا سائڈ میں بھی ایک مشت ہی رکھنا پڑے گی یا سائڈ کی داڑھی کے بال زینت کے لئے بقدر ضرورت کتر سکتے ہیں؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجـواب وبـالله التوفيق: داڑھی کا ہر جانب مقدار قبضہ ہونا ضروری ہے، اِس سے کم ہونے کی صورت میں اس کا کترنا جائز نہیں ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ۲۷/۴۸۳ میرٹھ)

عـن ابن عمر رضي اللّٰه تعالىٰ عنهما عن النبي صلى اللّٰه تعالىٰ عليه وسلم قـال: احفوا الشوارب وأعفوا اللحىٰ. (صـحـيـح مسـلـم، كتاب الطهارة / باب خصال الفطرة ۱/۱۲۹ رقـم: ۲۵۹ بيـت الأفـكـار الـدولية، صـحـيـح البـخـاري، كتاب اللباس / باب تقليم الأظفار رقم: ۵۸۹۲ دار الفكر بيروت)

عن رُويفِع رضي اللّٰه عنه قال: قال لي رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: يا رويـفع! لعل الحياة ستطول بک بعدي، فأخبِر الناس أنه من عقد لحيته، أو تقلد وَتـرًا، أو استنجى برجيع دابةٍ أو عظمٍ؛ فإن محمدًا منه بريء. (سنن أبي داؤد، كتاب

www.besturdubooks.wordpress.com

الطهارة / باب ما ينهىٰ أن يستنجى به ٦/١ رقم: ٣٦ دار الفكر بيروت)

عن عبد اللّٰہ ابن عمر رضي اللّٰہ تعالىٰ عنهما أنه كان يقبض على لحيته ثم يقصّ ما تحت القبضة. قال محمد: وبه نأخذ وهو قول أبي حنيفة. (كتاب الآثار / باب حف الشعر من الوجه ١٨٩)

لا بأس بأخذ أطراف اللحية إذا طالت .... وفي الدر: وأما الأخذ منها وهي دونها ذلک كما يفعله بعض المغاربة ومخنثة الرجال يبحه أحد. (الدر المختار مع الشامي ٤١٨/٢ كراچی، ٣٩٧/٣-٣٩٨ زكريا)

لا بأس أن يقبض على لحيته؛ فإن زاد على قبضته منها شيء جزّه. (الفتاوىٰ الهندية، كتاب الكراهية / الباب التاسع عشر في الختان ٣٥٨/٥ زكريا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۱۴۱۱/۵/۳۰ھ

داڑھی میں گرہیں لگانا یا چڑھانا؟

سوال (۴۸۰): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: بہت سے لوگ چھوٹی داڑھی ثابت کرنے یا اپنی خوب صورتی ظاہر کرنے کی غرض سے داڑھی کوٹھوڑی کے نیچے سے دباتے اور چڑھاتے رہتے ہیں، اسی طرح بعض بے ہنگم طریقہ سے داڑھی میں گرہیں لگالینے میں شرعاً کیا حکم ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: داڑھی چڑھانا، ٹھوڑی کے نیچے چھپانا اور گرہیں لگانا، یہ سب چیزیں شرعاً جائز نہیں، داڑھی اللہ تعالیٰ کا ایک نور ہے، اور مؤمن کی خوبصورتی اور زینت ہے، جسے اچھے سے اچھے انداز میں بنانا چاہئے ،حدیث شریف میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی داڑھی میں آئینہ دیکھ کر کنگھی کر کے سیدھا کیا کرتے تھے؛ لہٰذا داڑھی کو چھپانا، چڑھانا یا اُس میں

www.besturdubooks.wordpress.com

گرہیں لگانا یہ سب اللہ کے نور کو نا پسند کرنے کے قبیل سے ہے، جس کی شرعاً اجازت نہیں ہے۔

عن رُویفع بن ثابت رضي اللّٰه عنه یقول: إن رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم قال: یا رُویفع! لعل الحیاة ستطول بک بعدي، فأخبر الناس أنه من عقد لحیته أو تقلد وَتَرًا أو استنجي برجیع دابةٍ أو عظمٍ، فإن محمدًا بریٔ منه. (سنن النسائي، کتاب الزینة / باب عقد اللحیة رقم: ۵۰۷۷ دار الفکر بیروت، سنن أبي داؤد، کتاب الطهارة / باب ما یُنهی عنه أن یُستنجی به رقم: ۳۶ دار الفکر بیروت)

عن عائشة رضي اللّٰه تعالیٰ عنها قالت: کان النبي صلی اللّٰه علیه وسلم ینظر في المرأة إذا سرح لحیته. (المعجم الأوسط للطبراني ۳۹۶/۴ رقم: ۶۳۶۷ دار الفکر بیروت) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۳۷/۳/۵ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

ایک مشت داڑھی رکھنا واجب ہے

سوال (۴۸۱): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: اِمام ناظرہ پڑھا ہوا ہو یا حافظ، اُس کی داڑھی کے متعلق کیا حکم ہے؟ (داڑھی کٹانا، مونڈنا، خس خسی رکھنا، کتنی لمبی رکھی جائے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: ہر مسلمان پر ایک مشت داڑھی رکھنا واجب ہے، جو شخص داڑھی مونڈتا ہے یا ایک مشت ہونے سے پہلے داڑھی کٹاتا ہے، خس خسی کرتا ہے تو وہ سخت گنہگار اور شرعاً فاسق ہے، ایسے شخص کی اِمامت بوجہ فسق مکروہ ہے۔

بخاری شریف میں ہے:

عن ابن عمر رضي اللّٰه عنهما عن النبي صلی اللّٰه علیه وسلم قال: خالِفوا

www.besturdubooks.wordpress.com

المشركين ووفّروا اللحىٰ. وكان ابن عمر إذا حج أو اعتمر قبض علىٰ لحيته فما فضل أخذه. (صحيح البخاري، كتاب اللباس / باب تقليم الأظفار ٨٧٥/٢ رقم: ٥٨٩٢، صحيح مسلم، كتاب الطهارة / باب خصال الفطرة ١٢٩/١ رقم: ٢٥٩ بيت الأفكار الدولية)

ترجمہ:- حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: مشرکوں کی مخالفت کرو اور داڑھیاں بڑھاؤ اور مونچھیں کترواؤ، اور حضرت عمر جب حج یا عمرہ سے فارغ ہوتے تو اپنی داڑھی کو مٹھی میں پکڑ کر جو بال نیچے رہ جاتے اُنہیں کاٹ دیتے۔

یہ روایت داڑھی کے بارے میں بالکل واضح ہے، اِسی بناء پر علماء وفقہاء اِسلام میں سے کسی کے نزدیک داڑھی منڈانے یا خس خسی کرانے کی اِجازت نہیں ہے۔

قال في الشامي: وأما الأخذ منها وهي دون ذلک کما یفعله بعض المغاربة ومخنثة الرجال فلم یبحه أحد. (شامي ٤١٨/٢ کراچي، ٣٩٨/٣ زکریا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴۱۱/۸/۳ھ

ایک مشت سے کم داڑھی رکھنا؟

سوال (۴۸۲):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: داڑھی کی شرعی مقدار کیا ہے؟ ایک مشت سے کم رکھنے والا شخص کیسا ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: داڑھی کی مقدار کم اَز کم ایک مشت ہونا ضروری ہے، اِس سے کم رہتے ہوئے داڑھی کو کٹانے اور منڈانے والا شخص سخت گنہگار مخالفِ سنت اور فاسق ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ۴۸۳/۲۷ میرٹھ)

وأما الأخذ منها وهي دون ذٰلک کما یفعله بعض المغاربة ومخنثة الرجال فلم یبحه أحد وأخذ کلها فعل یهود الهند ومجوس الأعاجم. فتح (الدر

www.besturdubooks.wordpress.com

المختار) وتحته في الشامي: بهٰذا وفق في الفتح بين ما مر، وبين ما في الصحيحين عن ابن عمر عنه صلى اللّٰه عليه وسلم: أحفوا الشوارب وأعفوا اللحية، قال: لأنه صح عن ابن عمر راوي هٰذا الحديث أنه كان يأخذ الفاضل عن القبضة. (شامي ٤١٨/٢ كراچی، ٣٩٨/٣ زكريا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۲۸/۲/۱۴۱۲ھ

مکمل داڑھی کے بجائے خط رکھنا؟

سوال (۴۸۳): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: داڑھی کا شرعی حکم کیا ہے؟ آج کل جو ایک فیشن چلا ہے کہ داڑھی کاٹ کر لوگ چھوٹا کر دیتے ہیں اور خط لگا کر یہ کہتے ہیں کہ اتنی ہی داڑھی رکھنی چاہئے، اِس کے بارے میں شریعت کا کیا حکم ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰه التوفيق: داڑھی مونڈنا حرام ہے، اِسی طرح ایک مشت سے کم رہتے ہوئے داڑھی کتروانا بھی درست نہیں ہے۔

ولا يحلق شعر حلقه، وعن أبي يوسف رحمه اللّٰه تعالىٰ: لا بأس بذٰلك الخ. (الفتاوىٰ الهندية، كتاب الكراهية / الباب التاسع عشر في الختان ...... وقص الشارب ٣٥٨/٥ زكريا، وكذا في رد المحتار، كتاب الحظر والإباحة / فصل في البيع / ٤٠٧/٦ كراچی، ٣٩٧/٣ زكريا)

لا بأس بأن يأخذ شعر الحاجبين وشعر وجهه ما لم يتشبه بالمخنثين. (حاشية الطحطاوي على الدر المختار، كتاب الحظر والإباحة / فصل في النظر ١٨٦/٤ دار المعرفة بيروت، وكذا في رد المحتار ٣٧٣/٦ كراچی، وكذا في مرقاة المفاتيح، كتاب اللباس / باب الترجل، الفصل الأول ٢٠٩/٨ رشيدية)

يحرم على الرجل قطع لحيته. (الدر المختار) السنة فيها القبضة وهو أن

www.besturdubooks.wordpress.com

يقبض الرجل لحيته فما زاد منها على قبضة قطعة. (شامي ۵۸۳/۹ زكريا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۱۵/۹/۲۵ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

اِسلام میں تراشیدہ داڑھی رکھنا جائز ہے یا نہیں؟

سوال (۴۸۴): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: اِسلام میں تراشیدہ داڑھی رکھنا جائز ہے یا ناجائز؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفيق: ایک مشت سے کم تراشیدہ داڑھی رکھنا اِسلام میں جائز نہیں ہے۔

وأما الأخذ منها وهي دون ذٰلک كما يفعله بعض المغاربة ومخنثة الرجال فلم يبحه أحد. (الدر المختار ٤١٨/٢ كراچی، ٣٩٨/٣ زكريا)

عن أبي هريرة رضي اللّٰه عنه عن النبي صلى الله عليه وسلم: جزوا الشوارب، واعفوا اللحى، وخالفوا المجوس، هٰذه الجملة واقعة موقع التعليل، وأما الأخذ منها وهي دون ذٰلک كما يفعله بعض المغاربة ومخنثة الرجال فلم يبحه أحد. (فتح القدير ٣٤٨/٢) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۳۰/۱/۶ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

داڑھی منڈانا اور کتروانا دونوں موجبِ گناہ ہیں

سوال (۴۸۵): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: غیر شرعی داڑھی رکھنے والے اور داڑھی بالکل نہ رکھنے والے لوگوں میں شرعی فرق

www.besturdubooks.wordpress.com

کیا ہے؟ اور کیا غیر شرعی داڑھی رکھنے والے لوگوں کے بارے میں بھی وہی حکم ہے جو داڑھی نہ رکھنے والے لوگوں کے بارے میں ہے؟ مثلاً کوئی آدمی داڑھی تو رکھتا ہے مگر وہ کترواتا ہے، اور اُس کی داڑھی ایک مشت سے کم ہے، تو کیا یہ کتروانے والا شخص بھی داڑھی نہ رکھنے والے شخص کے برابر گنہگار رہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: سنتِ نبوی علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام پر عمل نہ کرنے میں یہ دونوں شخص برابر کے گنہگار رہیں۔

وأما الآخذ منها وهي دون ذٰلك كما يفعله بعض المغاربة ومخنثة الرجال فلم يحبه أحد. (شامي ۲/ ۴۱۸ کراچی، ۳/ ۳۹۸ زکریا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصورپوری غفرلہ

۲۴/ ۹/ ۱۴۱۷ھ

شریکِ حیات کی خواہش میں داڑھی کٹانا یا کتروانا؟

سوال (۴۸۶): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: شریکِ حیات کو پوری داڑھی رکھنے اور انگریزی لباس کے ترک کرنے پر اعتراض ہے، کیا شریکِ حیات کی خواہش کا احترام کیا جانا جائز ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: شریعت کے خلاف کسی کے حکم کی تعمیل جائز نہیں؛ لہٰذا داڑھی کٹانے اور انگریزی لباس پہننے میں شریکِ حیات کی مرضی کا لحاظ رکھنا ہرگز جائز نہ ہوگا۔

عن علي رضي اللّٰه عنه قال: قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: لا طاعة لمخلوق في معصية، إنما الطاعة في المعروف. (صحيح البخاري ۲/ ۱۰۷۸،

www.besturdubooks.wordpress.com

كتاب الإمارة والقضاء ۳۱۹، فتاوی محموديه ۱۳/۱۹ ٤ ڈابهيل) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱/۶/۱۴۳۰ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

سرپرست کے کہنے پر داڑھی مونڈنا جائز نہیں

سوال (۴۸۷): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: میرے سرپرست عظیم داڑھی کے ترک کرنے پر مصر ہیں، جن کا کہنا ہے کہ ہم داڑھی رکھنے کو منع نہیں کرتے، مگر آپ چند سال کے بعد ہی اِس سنت کو اپنائیں، عرض یہ ہے کہ اُن کا کہا مان کر داڑھی مونڈ دی جائے، یا علی حالہٖ باقی رہنے دیا جائے، شریعت کیا کہتی ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: داڑھی رکھنا شرعاً واجب ہے، اور ہر مسلمان شخص پر لازم ہے کہ وہ اِس واجب کی بہرحال پابندی کرے، اور اِس بارے میں والدین یا کسی بھی سرپرست کے منع کرنے کا شرعاً کوئی اعتبار نہیں، اور اُن کا حکم مان کر داڑھی منڈانا قطعاً جائز نہیں۔

(مستفاد: کفایت المفتی ۹/۱۶۶)

عن ابن عمر رضي اللّٰه عنهما عن النبي صلى اللّٰه عليه وسلم قال: خالِفوا المشركين ووفِّروا اللحىٰ. (صحيح البخاري، كتاب اللباس / باب تقليم الأظفار ۲/۸۷۵ رقم: ۵۸۹۲، صحيح مسلم، كتاب الطهارة / باب خصال الفطرة ۱/۱۲۹ رقم: ۲۵۹ بيت الأفكار الدولية)

عن ابن مسعود رضي اللّٰه عنه أن النبي صلى اللّٰه عليه وسلم قال: كيف بك يا أبا عبد الرحمٰن إذا كان عليك أمراء يُطفون السنة ويؤخرون الصلاة عن ميقاتها؟ قال: فكيف تأمرني يا رسول اللّٰه؟ قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: تسألني ابن أم عبد كيف تفعل؟ لا طاعة لمخلوق في معصية اللّٰه. (المصنف لعبد الرزاق ۲/۳۸۲ رقم: ۳۷۸۸)

www.besturdubooks.wordpress.com

عن النواس بن سمعان رضي اللّٰه تعالیٰ عنه قال: قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه تعالیٰ علیه وسلم: لا طاعة لمخلوق في معصية الخالق. (مشکاة المصابيح ٣٢١/٢، المکتبة الأشرفية ديوبند، المصنف لابن أبي شيبة ٥٤٥/٦ رقم: ٣٣٧١٧، المسند للإمام أحمد بن حنبل ٣٣٣/٢ رقم: ١٠٩٤ ط: الرسالة) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۲۷/۲/۱۴۲۷ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

کیا داڑھی نہ رکھنے کا گناہ زنا سے بڑھ کر ہے؟

سوال (۴۸۸): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: رسالہ ’’داڑھی کا وجوب‘‘ صفحہ نمبر۳ پر حضرت شیخ الحدیث علیہ الرحمہ نے لکھا ہے کہ داڑھی نہ رکھنے کا گناہ زنا، لواطت چوری وغیرہ سے زیادہ خطرناک ہے؛ کیوں کہ داڑھی نہ رکھنے کا گناہ ہر وقت ساتھ رہتا ہے، حضرت شیخ کی یہ بات صحیح نہیں معلوم ہوتی؛ کیوں کہ اِس کا مطلب یہ ہوگا کہ داڑھی رکھ کر زنا کرلے تو وہ پہلی حالت سے بہتر رہے گا، حالاں کہ یہ غلط ہے، نیز داڑھی والا زانی آدمی، داڑھی منڈے نمازی سے بہتر ہوگا، بات سمجھ میں نہیں آرہی ہے۔

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: حضرت شیخ الحدیث علیہ الرحمہ نے جو یہ فرمایا کہ: ’’داڑھی نہ رکھنے کا گناہ زنا وغیرہ سے زیادہ خطرناک ہے‘‘ اِس کی وجہ خود حضرت نے آگے بیان فرمادی کہ ’’یہ گناہ ہر وقت بندہ کے ساتھ لگا رہتا ہے‘‘ چاہے وہ صدق دل سے توبہ بھی کرلے؛ لیکن ظاہراً وہ فاسق ہی رہے گا اور دیگر گناہ صرف وقتی ہوتے ہیں۔ نیز ایک خاص بات یہ ہے کہ زنا وغیرہ کرتے وقت آدمی کا ضمیر اُسے ملامت کرتا رہتا ہے جس کی وجہ سے کبھی نہ کبھی توبہ کی توفیق ہوجاتی ہے، جب کہ داڑھی منڈانے والا عام طور پر اِس عمل کو گناہ ہی نہیں سمجھتا، اِس وجہ سے وہ توبہ سے بھی

www.besturdubooks.wordpress.com

محروم رہتا ہے، اِس بنا پر حضرت شیخ کا یہ قول اپنی جگہ درست ہے؛ لیکن اِس کا مطلب یہ نہیں کہ ہر اعتبار سے داڑھی نہ رکھنے کا گناہ زنا وغیرہ سے بڑھا ہوا ہے؛ اِس لئے کہ زنا کی حرمت وخطرناکی اپنی جگہ طے شدہ ہے، جو داڑھی نہ رکھنے سے بدرجہا زیادہ بڑھی ہوئی ہے۔

قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: الغيبة أشد من الزنا، قالوا: يا رسول اللّٰه! وكيف الغيبة أشد من الزنا؟ قال: إن الرجل ليزني فيتوب اللّٰه عليه ......، وإن صاحب الغيبة لا يغفر له حتى يغفرها له صاحبه. وفي رواية أنس قال: صاحب الزنا يتوب، وصاحب الغيبة ليس له توبة. قال علي القاري: أي غالبًا؛ لأنه يحسبه هينا، وهو عند اللّٰه عظيم، لكن البلية إذا عمت طابت. (مستفاد: مرقاة المفاتيح ۹/۱۶۶-۱۶۷ المكتبة الأشرفية ديو بند) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۹/۵/۱۴۲۵ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

داڑھی کٹانے اور منڈوانے سے متعلق چند سوالات؟

سوال (۴۸۹): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: موجودہ حالات میں مسلمانوں کے اندر نیم بے دینی یا سراسر بے دینی کے رجحانات بڑھ رہے ہیں، اور قوتِ ایمانیہ کے کمزور ہوجانے کے سبب سید الکونین صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک سنتوں سے محبت میں کمی؛ بلکہ سنتوں کا استہزاء اور استخفاف برسر عام کیا جارہا ہے۔ الغرض اُنہیں سنتوں میں سے ایک اہم ترین سنت داڑھی رکھنے کی ہے، جو نہ صرف سنتِ محمدیہ ہے؛ بلکہ سنتِ انبیاء بھی ہے، جیسا کہ ارشادِ خداوندی ہے: ﴿لَا تَأْخُذْ بِلِحْيَتِيْ﴾ الخ۔

بہر حال فی زمانہ داڑھی کٹانے والوں کی اکثریت ہے، جس کا اندازہ سو میں سے نوے یا اسی تو ضرور ہے۔ بہر حال عرض ایں کہ بعض تو داڑھی کو فضول سمجھ کر کٹاتے ہیں اور بعض استخفافاً، اور بعض ملازمت کی مجبوری یا خودساختہ مجبوری کے تحت، یا محض معاشرہ وسماج کے غلط رواج کی پاس

www.besturdubooks.wordpress.com

داری کے لئے۔ الغرض اِس تمہید کے بعد چند سوالات ہیں، جن کا جواب عنایت فرمائیں:

سوال نمبر ۱: داڑھی رکھنا فرض ہے یا واجب یا سنت؟

سوال نمبر ۲: داڑھی منڈوانا یا ترشوانا کیا حکم رکھتا ہے؟

سوال نمبر ۳: کیا مجبوری میں گنجائش ہے؟

سوال نمبر ۴: مجبوری کی تفصیل کیا ہے؟

سوال نمبر ۵: کیا ملازمت کی شرط کے تحت کٹوانے کی گنجائش ہے؟

سوال نمبر ۶: ملازمت میں کٹوانا شرط نہیں، پھر بھی سماج کے غلط رواج کی پاس داری میں منڈوانا یا کٹوانا کیا حکم رکھتا ہے؟

سوال نمبر ۷: استخفافاً کٹائے تو کیا حکم ہے؟

سوال نمبر ۸: ڈاڑھی کو غیر ضروری سمجھنا اور دانشوری کے خلاف سمجھنا کیسا ہے؟

سوال نمبر ۹: داڑھی مونڈنے اور تراشنے میں فرق ہے یا نہیں؟ اگر ہے تو کیا ہے؟

سوال نمبر ۱۰: ڈاڑھی کو مونڈنے والا یا تراشنے والا فاسق ہے یا فاجر، یا کیا ہے؟

سوال نمبر ۱۱: داڑھی مونڈنے یا تراشنے والے کو ابتداءِ سلام کیا جائے یا نہیں؟

سوال نمبر ۱۲: اگر وہ سلام میں پہل کرے تو جواب کا کیا حکم ہے؟

سوال نمبر ۱۳: اور سوال نمبر ۱۲ میں یوں مباحثہ ہے، درج کیا جاتا ہے آپ فیصلہ فرمائیں۔ فرضی طور پر پہلا فریق ملقب ہے "الف" سے اور دوسرا فریق "ب" سے۔

الف:- کہتا ہے کہ سلام ہر ایک کو ہر موقع پر کرنا چاہئے۔

ب:- ہر جائز موقع پر کرنا ضروری نہیں ہے۔

الف:- حدیث میں "أفشوا السلام" ہے جو کہ عام اور مطلق ہے۔

ب:- دوسری جگہ قید ہے: "قبل الكلام" کہ سلام کا موقع کلام سے قبل ہے، اگر کلام کا قصد نہ ہو یا موقع اور ضرورت نہ ہو، تو سلام کی بھی ضرورت نہیں۔

www.besturdubooks.wordpress.com

الف:- داڑھی مونڈنے یا تراشنے والے کو بھی سلام کرنا چاہئے۔

ب:- داڑھی کٹانے والا فاسق وفاجر ہے؛ کیوں کہ داڑھی رکھنا اگر چہ واجب ہے نہ کہ فرض؛ لیکن داڑھی کٹانا گناہِ کبیرہ ہے، اور جو کھلے عام برسر عام گناہِ کبیرہ کا ارتکاب کرے وہ فاسق وفاجر ہے۔ مزید برآں یہ کہ داڑھی تراش اِس گناہ کا عادی ہوجاتا ہے، جو اصرار علی الکبیرہ ہے؛ لہٰذا وہ فاسق وفاجر ہے، اور فاسق ''من أهل الإهانة'' ہے؛ لہٰذا جب اللہ اور اُس کے محبوب حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اُس سے ناراض ہیں، تو ہم سلام کر کے کیوں سلامتی بھیجنا چاہیں؟ جب کہ خدا ورسول اُس سے ناراض ہیں؛ لہٰذا اُس کو سلام نہ کیا جاوے۔

الف:- کوئی بھی مسلمان آدمی قابل تعظیم ہے؛ کیوں کہ اُس کو ایمان و اِسلام نصیب ہوا جو کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا ''ابوطالب'' کو نہ مل سکا؛ لہٰذا ہر مسلمان کو سلام کرنا چاہئے۔

ب:- بے شک اِسلام بڑی نعمت ہے؛ لیکن جو داڑھی کٹائے تو وہ ایمان واسلام کی ایک اہم علامت اور شعار اِسلام کو دفن کر رہا ہے، اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک صحابیؓ کے سلام سے اعراض فرمایا کہ اُن کی داڑھی کے ۲/ بال تھے، اور وہ حضور کے مسکرانے کا سبب نہ سمجھنے کی وجہ سے اُن بالوں کو کٹوا دیئے، تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم ناراض ہوگئے۔ چہ جائے کہ یہاں تو داڑھی تراش کو ابتداءً سلام کرنے کی بحث ہے۔

الف:- مسلمان قابلِ تعظیم ہے؛ لہٰذا اُس کو سلام کیا جائے کہ وہ اُمت محمد یہ کا فرد ہے۔

ب:- آپ خود ہی کہہ رہے ہیں کہ مسلمان قابلِ تعظیم ہے، حالاں کہ اِسلام کا شعار اُس کے چہرے پر نہیں کہ ایمان کا محل دل ہے ''ولما يدل الإيمان في قلوبكم'' اور سلام کا تعلق ظاہر سے ہے کہ ﴿قَالَتِ الْاَعْرَابُ آمَنَّا، ...... وَلٰكِنْ قُوْلُوْا اَسْلَمْنَا'' کہ منافقین نماز بھی پڑھتے تھے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں اور داڑھی بھی رکھتے تھے: کیوں کہ وہاں داڑھی رکھنا ایک عام معمول تھا؛ البتہ منافقین دل کے کافر تھے، دل میں کفر کی خباثت تھی، اور آج مسلمان کے دل میں ایمان ہے؛ لیکن ظاہر میں اِسلام نہیں، اور دل کا ایمان بھی ضعیف: بلکہ اَضعف ہے جو

www.besturdubooks.wordpress.com

داڑھی جیسی سنت کے پامال کرنے کی جسارت کیئے ہوئے ہے، یہ نفاق فی العمل ہے؛ لہٰذا اُس کو ابتداءِ سلام نہ کیا جاوے۔

الف:- کیا پھر آپ اُس کو منافق کہتے ہیں، اور کیا اِسلام سے بھی خارج کہتے ہیں؟

ب:- نفاق کی مختلف قسمیں ہیں: فی الاعتقاد، فی العمل، وغیرہ وغیرہ تو داڑھی تراش منافق فی العمل ضرور ہے کہ اُس کا گناہ ظاہر ہے، اور ایمان واِسلام میں ''عمل بالارکان'' پر بھی بہت بڑا دارومدار ہے؛ لہٰذا ہم اُس کو خارج اسلام نہیں کہہ رہے ہیں؛ بلکہ منافقانہ عمل قرار دے رہے ہیں، جس میں دو رائے کا قطعاً احتمال نہیں؛ کیوں کہ حکم ظاہر پر ہی لگتا ہے، خوب سمجھ لیجئے کہ سلام ہر مسلمان کو ضرور کرنا چاہیئے؛ لیکن مسلمان کے مصداق میں فرق ہو رہا ہے، داڑھی تراش لفظ ''مسلمان'' کا مکمل مصداق نہیں ہے کہ داڑھی شعارِ اِسلام کو وہ دفن کر رہا ہے۔

الف:- اگر داڑھی تراش کو سلام نہ کیا جائے تب تو اکثریت کٹانے والوں کی ہے، اور وہ ناراض ہو جائیں گے۔

خواہ وہ لوگ سب ناراض ہو جائیں؛ کیوں کہ حدیث میں ہے: ''**لا طاعة لمخلوق في معصية الخالق**'' جب وہ اللہ کو ناراض کر رہا ہے، حالاں کہ اللہ عظیم الشان قدرتوں کا مالک ہے، تو ہم ایسے نافرمان کو کیوں راضی کرنے کی فکر کریں؟ اور اُس کی ناراضگی سے کیوں ڈریں؟ جب کہ اللہ اُس سے ناراض ہے۔

الف:- اکثریت تو داڑھی کٹانے والوں کی ہے، آپ اُن سب کو ناراض کر کے کیسے زندگی گذاریں گے؟

ب:- ﴿اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقَاكُمْ﴾ اللہ کے نزدیک تقویٰ کا اعتبار ہے نہ کہ اکثریت کا۔

الف:- داڑھی رکھنا سنت ہی تو ہے؟

ب:- تم سنت سمجھ کر چھوڑتے ہو، صحابہ سنت سمجھ عمل کرتے تھے، یہ جانیے کہ داڑھی اشد واجب ہے؟

www.besturdubooks.wordpress.com

الف:- داڑھی کٹانے سے کیا بڑا نقصان ہوگا؟

ب:- صحابہ مسواک کی سنت چھوڑ دیتے تو فتح سے محروم ہوگئے، اِسی طرح مسلمان اپنی اِن بداَعمالیوں کی وجہ سے دن بدن قعرِ مذلت میں گر رہے ہیں؛ لیکن احساس ختم ہوگیا، اور سنتوں کو دفن کرنے کی وجہ سے گاجر مولی کی طرح کاٹے جارہے ہیں، پھر بھی عقل نہیں آتی۔

الف:- حضور صلی اللہ علیہ وسلم تو ہر ایک کو سلام فرمایا کرتے تھے، اور پہل فرماتے تھے؟

ب:- صحابہ کرام سب متشرع داڑھی کے پابند؛ بلکہ عمامہ وغیرہ کے بھی پابند تھے۔

الف:- حدیث میں پہل کرنے کی ترغیب ہے کہ: ''**البادي بالسلام بریٔ من الکبر**''۔

ب:- ضرور سلام میں پہل کرو، مگر اُس کے لئے جو متشرع اور داڑھی رکھنے کا پابند ہو، اور متبع رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہو۔

الف:- آپ داڑھی کو اتنا اہم سمجھتے ہیں؟

ب:- نہ صرف سمجھتے ہیں؛ بلکہ دلیلوں سے اوپر بتا چکے ہیں۔

الف:- داڑھی کٹانا کتنا بڑا گناہ ہے؟ آخر بتایئے؟

ب:- داڑھی کٹانے والا ''**من أهل الشهادة**'' نہیں ہے، یعنی گواہ بن تو سکتا ہے؛ لیکن گواہی دے نہیں سکتا، اِسی طرح اُصولِ حدیث میں ائمہ جرح وتعدیل کے اُصولوں میں ''عدالت، ومروت'' بھی ہے، اور داڑھی کٹانا اُس کے برخلاف ہے۔

الف:- اگر داڑھی کٹوں کو سلام نہ کریں تو وہ ناراض ہوجائیں گے، تو آپ کیا کریں گے؟

ب:- اُن کی بداعمالی کی وجہ سے ہی تو ہم غلام ہیں، ورنہ ﴿وَلَيَسْتَخْلِفَنَّكُمْ فِي الْأَرْضِ﴾ کے تحت ہم اسلامی حکومت قائم کرتے۔

الف:- پھر کیا کیا جاوے؟

ب:- صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی تربیت بائیکاٹ سے بھی کی گئی؛ لہٰذا سب اگر یعنی

www.besturdubooks.wordpress.com

صاحبانِ لحیہ اگر داڑھی کٹوں سے مقاطعہ کرلیں، یعنی سلام کرنا چھوڑ دیں اور علماء اِس پر متفقہ فیصلہ دے دیں، اور تاکیداً ترہیب کی جائے تو بہت جلد وہ تائب ہو جائیں گے۔

الف:- داڑھی کٹانا اگر گناہِ کبیرہ ہے تب بھی ایک ہی گناہ ہے، تو پھر اتنی سختی کیوں؟

ب:- داڑھی کٹانا یا مونڈنا ایک گناہ نہیں ہے؛ بلکہ کئی گناہوں کا مجموعہ ہے، مثلاً:

(۱) گناہِ کبیرہ کا ارتکاب۔

(۲) کٹانے کی عادت بنالینا کہ کٹانے والا کٹاتا ہی رہتا ہے۔

(۳) اصرار علی الکبیرہ۔

(۴) اِس گناہ کو کرنے کے لئے پیسہ خرج کرنا۔

(۵) وقت کو خرچ کرنا، نائی کی دوکان پر یا اپنے گھر گناہ میں وقت لگانا۔

(۶) کھلم کھلا کرنا، کہ ظاہراً نظر آجاتا ہے۔

(۷) ۲۴ر گھنٹے اِس عملِ بد کا لگا رہنا۔

(۸) سنت کا استخفاف (جو کہ ایمان کو بھی خطرہ میں ڈال دیتا ہے)

(۹) سنت میں عار محسوس کرنا، جب کہ چور بھی چوری کو غلط سمجھتا ہے اور یہاں داڑھی رکھنا وہ بےوقوفی سمجھتا ہے۔

(۱۰) سنتِ نبوی کو خلافِ شان وشوکت، خلافِ دانش سمجھنا اور دقیانوسی سمجھنا۔

(۱۱) سنت کا استہزاء۔

(۱۲) اور سب سے بڑا گناہ یہ یعنی کہ داڑھی کٹانا کئی گناہوں کو جنم دیتا ہے، کہ وہ سنیما، تھیٹر جانے سے بھی نہیں ڈرتا۔

(۱۳) دھوکہ دینا آسان ہو جاتا ہے۔

(۱۴) بیوی پر ظلم کرتا ہے۔

(۱۵) سسرال والوں اور دیگر لوگوں کو ستاتا ہے، یعنی داڑھی رکھ کر یہ کام کرنے سے لوگ

www.besturdubooks.wordpress.com

طعنہ دیں گے؛ اِس لئے داڑھی ہی نکال دیتا ہے؛ تاکہ گناہوں کے ارتکاب میں داڑھی مانع نہ بنے، وغیرہ وغیرہ۔

اور داڑھی رکھنا نہ صرف ایک سنتِ نبویہ کا احیاء ہے؛ بلکہ سینکڑوں گناہوں سے بچنے کا ذریعہ اور ڈھال ہے، اور نیکیوں پر آمادہ کرنے کا سبب ہے، اور اَعمال میں یعنی ایمان کے شعبوں میں بطورِ خاص حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے **"الحیاء شعبة من الإیمان"** فرمایا؛ لٰہذا جس طرح حیاء سے بہت سارے نیک کام کئے جاتے ہیں اور بہت سی فحاشی و گناہوں سے بچا جاتا ہے، اِسی طرح داڑھی کی تعظیم میں گناہ کو چھوڑنا آسان ہوگا، اور یوں ہوتا کہ داڑھی کی تعظیم میں گناہ سے بچنا؛ لیکن گناہ کرنے کے لئے داڑھی ہی نکال دی کہ رکاوٹ نہ ہو، کوئی طعنہ نہ دے۔ الغرض داڑھی کٹانا بڑا سنگین بدترین غلیظ ترین گناہ کبیرہ ہے، اور ''اَساس المعاصی'' ہے، جس سے اجتناب ضروری ہے، اور اِس کی اہمیت سمجھنا ضروری ہے۔

حضرات علماء کرام ومفتیان عظام سے اَدباً گذارش ہے کہ مرقومہ سوالات کے جوابات مرحمت فرمائیں، اور مباحثہ جو ذکر کیا گیا اُس میں شق نمبر لگا دیا گیا، یا کہئے کہ سوال جواب نمبر لگا دیا گیا، جو صحیح ہو اُس کا نمبر ذکر کرکے نشان دہی فرما کر تصدیق فرمائیں، اور جو غلط ہے اُس کی تغلیط فرمائیں، اور جو قابل اِصلاح ہو اُس کی اصلاح فرمائیں۔

بینوا توجروا، ولا تکتموا الحق وانتم تعلمون گستاخی کی معافی۔ فقط والسلام

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: داڑھی مونڈانا گناہ ہے، فقہاء نے لکھا ہے کہ فاسق شخص کو سلام میں ابتداء نہ کی جائے؛ لیکن یہ حکم عام حالات کے اعتبار سے ہے، اگر کوئی مصلحت ہو مثلاً اُس کی اصلاح مقصود ہو، یا کسی کے منصب کی وجہ اکرام مقصود ہو تو ابتداء بالسلام ناجائز بھی نہیں ہے، آپ نے ''ب'' کی طرف سے جو جوابات نقل کئے ہیں وہ اپنی جگہ درست ہیں؛ لیکن مصلحت کے حالات پر وہ منطبق نہیں ہیں۔ (فتاویٰ محمودیہ ۱۹/۵۹۱ ڈابھیل)

www.besturdubooks.wordpress.com

واختلف في السلام على الفساق، والأصح أنه لا يبدأ بالسلام كذا في التمرتاشي: ولو كان له جِيرانٌ سفهاءُ إن سالمهم يتركون الشر حياءً منه، وإن أظهر خشونة يزيدون الفواحش بعذر في هٰذه المسألة ظاهرًا. (الفتاوى الهندية، كتاب الكراهية / الباب السابع ٣٢٦/٥ زكريا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۲۵/۱۱/۱۴۲۹ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

زیرلب بالوں کا حکم؟

سوال (۴۹۰): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: ایک عالم دین فرماتے ہیں کہ نیچے لب کے بال حدیث پاک میں نہیں ہیں؛ اِس لئے منڈوانا چاہئے، جب کہ یہ حصہ چہرے میں آتا ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: لب کے نیچے کے بال کاٹنا بدعت ہے؛ اِس لئے اُنہیں نہیں کاٹنا چاہئے۔

ونتف الفينكين بدعة، وهما جانبا العنفقة، وهي شرع الشفة السفلىٰ، كذا في الغرائب. (الفتاویٰ الهندية، كتاب الكراهية / باب العشرون ٣٥٩/٥، شامي / كتاب الحظر والإباحة ٥٨٣/٩ زكريا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۲۲/۶/۱۴۲۰ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

''داڑھی بچہ'' کا منڈانا کیسا ہے؟

سوال (۴۹۱): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: داڑھی بچے کو منڈانا کیسا ہے؟ اور یہ داڑھی میں داخل ہے یا نہیں؟

www.besturdubooks.wordpress.com

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: نیچے ہونٹ سے متصل بال جنہیں عرف میں ''داڑھی کا بچہ'' کہا جاتا ہے، یہ بھی داڑھی کے حکم میں داخل ہیں اور اِن کا مونڈنا ممنوع ہے۔ (مستفاد: فتاویٰ محمودیہ ۳۸۵/۶، فتاویٰ احیاء العلوم ۳۴۱/۱)

ونتف الفنيكين بدعة، وهما جانبا العنفقة، وهي شعر الشفة السفلىٰ. (الفتاوىٰ الهندية ٣٥٨/٥ زكريا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴۱۱/۷/۷ھ

مونچھ منڈانا چاہئے یا کتروانا؟

سوال (۴۹۲): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: مونچھ منڈانا جائز ہے یا نہیں یا کترانا اچھا ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: مونچھ منڈانا جائز ہے؛ البتہ کتروانا زیادہ اَچھا ہے۔ (فتاویٰ ہندیہ ۳۵۸/۵، شامی ۵۸۳/۹ زکریا، بذل المجہود ۸۵/۱۷)

واختلف فى المسنون في الشارب هل هو الص أو الحلق؟ والمذهب عند بعض المتأخرين من مشايخنا أنه القص. قال في البدائع: وهو الصحيح. وقال الطحاوي: القص حسن والحلق أحسن. وهو قول علمائنا الثلاثة، نهر.

(شامي، كتاب الحج / باب الجنايات ٥٥٠/٢ كراچی)

حلق الشارب بدعة وقيل سنة. (الدر المختار، كتاب الحظر والإباحة / فصل في البيع ٤٠٧/٦ كراچی) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۱۹/۳/۹ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

www.besturdubooks.wordpress.com

مونچھیں رکھنے اور کٹانے کا طریقہ؟

سوال (۴۹۳): - کیا فرماتے ہیں علماءِ دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: اَحادیثِ شریفہ میں داڑھی بڑھانے اور مونچھیں منڈانے کا حکم ہے۔ سوال یہ ہے کہ مونچھیں منڈانا افضل ہے یا قصر کرنا؟ اسی طرح یہ بھی تحریر فرمائیں کہ اگر کوئی شخص مونچھ رکھنا چاہتا ہے تو کتنی مقدار تک جائز ہے، بعض لوگ پورا لب بھر کر مونچھ رکھتے ہیں، اور نیچے سے کنارے کاٹ لیتے ہیں؛ تاکہ برتن میں نہ گریں، جب کہ بعض لوگ بڑی بڑی مونچھیں رکھتے ہیں، اور مونچھوں پر بل لگاتے ہیں، اور کہتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی مونچھیں بڑی بڑی اور بل دار تھیں؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اَحادیثِ شریفہ میں داڑھی بڑھانے اور مونچھیں کٹانے کا ایک اِجمالی حکم ہے، جس کی تعبیر کے لئے مختلف الفاظ مروی ہیں، الفاظ کے اختلاف ہی کی وجہ سے مونچھوں کے کترنے اور حلق کرانے کا سارا اِختلاف پیدا ہوا ہے۔

حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کترنے کے قائل ہیں کہ اتنی مونچھیں کترنا ضروری ہے کہ کھانے پینے کے برتن میں مونچھوں کے بال نہ گریں، اور اُن میں گندگی جمع نہ ہو، اس پر اُنہوں نے حضرت عمار بن یاسر، حضرت عائشہ صدیقہ، حضرت ابوہریرہ اور حضرت مغیرہ ابن شعبہ رضی اللہ عنہم اجمعین کی احادیث سے استدلال کیا ہے، جن سب میں ''قص الشارب'' کا لفظ ہے، اور قص کہتے ہیں ''اَطراف اور کناروں سے کسی چیز کو کترنا''، یعنی مونچھوں کو اُن کے کناروں سے کاٹنا، جس سے ہونٹ کا کنارہ ظاہر ہوجائے، جیسا کہ حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کی صریح حدیث میں ہے کہ ایک شخص کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا کہ اُس کی مونچھیں بہت لمبی ہیں، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسواک لے کر اُس کے ہونٹوں پر رکھی اور اُس کے اوپر کے بال کاٹ دئے۔

اِس کے برخلاف حضرت امام ابوحنیفہ، حضرات صاحبین اور حضرت امام احمد رحمہم اللہ کا مذہب یہ ہے کہ مونچھوں کو بالکل جڑ سے قصر کرنا مستحب ہے، اور یہ سب لوگ حضرت ابن عباس،

www.besturdubooks.wordpress.com

حضرت ابن عمر، حضرت انس اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہم کی دوسری روایت جس میں احفاء اور جز کا لفظ ہے، سے استدلال کرتے ہیں، احفاء اور جز کے معنی قصر میں مبالغہ یعنی قینچی سے بالکل جڑ سے صاف کرنے کے آتے ہیں، چناں چہ صحابہ کرام کی ایک بڑی جماعت حضرت عبداللہ بن عمر، حضرت ابوہریرہ، حضرت ابوسعید خدری، حضرت ابوسعید الساعدی، حضرت رافع بن خدیج، حضرت جابر بن عبداللہ، حضرت انس بن مالک اور مسلم بن الاکوع رضی اللہ عنہم جزا اور احفا پر عمل کر کے مونچھوں کو بالکل ہی صاف کرتی تھی؛ لہٰذا حنفیہ اور امام کے نزدیک مونچھوں کا بالکل صاف کرنا ہی اولیٰ اور مستحب ہے، اور اُصول وقواعد کے اعتبار سے بھی یہی راجح ہے؛ اس لئے کہ قولی اور عملی احادیث میں تعارض ہوتا ہے، تو قولی احادیث کو ترجیح دی جاتی ہے۔ (مستفاد: تقریب شرح معانی الآثار ۳/۲۱۸ مکتبہ نعمت دیوبند)

عن ابن عمر رضي الله عنهما عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: من الفطرة قصُّ الشارب. (صحيح البخاري، كتاب اللباس / باب قص الشارب ٨٧٤/٢ رقم: ٥٨٨٨ دار الفكر بيروت)

عن ابن عمر رضي الله عنهما عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: خالفوا المشركين ووفروا اللحى، وأحفوا الشوارب، وكان ابن عمر إذا حجَّ أو اعتمر قبض على لحيته، فما فضل أخذه. (صحيح البخاري، كتاب اللباس / باب تقليم الأظفار ٨٧٥/٢ رقم: ٥٨٩٢، صحيح مسلم ١٢٩/١ رقم: ٢٥٩ بيت الأفكار الدولية)

عن ابن عمر رضي الله تعالىٰ عنهما قال: قال رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم: انهكوا الشوارب وأعفوا اللحى. (صحيح البخاري، كتاب اللباس / باب إعفاء اللحىٰ ٨٧٥/٢ رقم: ٥٨٩٣ دار الفكر بيروت)

عن أبي هريرة رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: جزُّوا الشوارب وأرخوا اللحى، خالِفوا المجوس. (صحيح مسلم، كتاب الطهارة / باب خصال الفطرة ١٢٩/١ رقم: ٢٦٠ بيت الأفكار الدولية)

عن ابن عمر رضي الله عنهما قال: الفطرة: قص الأظفار وأخذ الشارب

www.besturdubooks.wordpress.com

وحلق العانة. (سنن النسائي، كتاب الطهارة / باب حلق العانة ٤/١ رقم: ١٢ دار الفكر بيروت، صحيح البخاري ٨٧٥/٢ رقم: ٥٨٩٠ دار الفكر بيروت، فتح الباري ٣٤٦/١٠، التقريب شرح معاني الآثار ٢١٨/٣ مكتبة نعمة ديوبند)

وروي عن ابن عمر رضي اللّٰه تعالىٰ عنهما أنه كان يحفي شاربه حتى لا يترك منه شيئًا، وكان يأخذ من شاربه أعلاه وأسفله، وهٰذا يرد تأويل من تأوّل في أثر ابن عمر أن المراد به إزالة ما على طرف الشفة فقط. (فتح الملهم ٤٢٠/١ مكتبة دار العلوم كراچی) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۲؍۳؍۱۴۳۷ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

ناخون کاٹنے کا سنت طریقہ؟

سوال (۴۹۴): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: کیا ناخون کاٹنے کا کوئی طریقہ حدیث سے ثابت ہے؟ اگر ہو تو تحریر فرمائیں۔

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: ناخون کاٹنے کا کوئی خاص طریقہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے صحیح سند کے ساتھ ثابت نہیں ہے، تاہم بعض شروحاتِ حدیث میں یہ طریقہ لکھا ہے کہ دائیں ہاتھ کی شہادت کی انگلی سے شروع کر کے بائیں ہاتھ کے انگوٹھے کے ناخون کاٹیں، پھر اخیر میں دائیں ہاتھ کے ناخون کاٹیں۔ اور پیروں میں دائیں پاؤں کی چھوٹی انگلی سے شروع کر کے انگوٹھے پر ختم کرے، پھر بائیں پاؤں کے انگوٹھے سے شروع کر کے چھوٹی انگلی پر ختم کرے، مگر اس طریقہ کو سنت نہ سمجھا جائے۔

لكن جزم النووي في شرح مسلم بأنه يستحب البداءة بمسبحة اليمنىٰ ثم بالوسطىٰ ثم البنصر ثم الخنصر ثم الإبهام. وفي اليسرىٰ بالبدائة بخنصرها ثم بالبنصر إلى الإبهام، ويبدأ في الرجلين بخنصر اليمنىٰ الإبهام، وفي اليسرىٰ

www.besturdubooks.wordpress.com

بإبهامها إلى الخنصر. (فتح الباري ۱۰/۳۴۵ دار الفكر بيروت، صحيح مسلم ۱۲۹/۱ مكتبه بلال ديوبند) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۲۷/۳/۱۴ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

بال اور ناخون کس دن کاٹیں؟

سوال (۴۹۵): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: بال اور ناخون کس دن کاٹنے چاہئیں؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: شریعت میں ناخون کاٹنے کا کوئی دن متعین نہیں ہے، جب ضرورت ہو؛ ناخون کاٹ سکتے ہیں؛ لیکن جمعہ کے دن چوں کہ خاص طور پر بدن کی صفائی ستھرائی کا حکم ہے، اِس لئے بہتر ہے کہ جمعہ کے دن ناخون کاٹنے کا اہتمام کیا جائے، اور بعض روایات میں جمعہ کے روز ناخون کاٹنے کی فضیلت بھی وارد ہے۔

كان رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم يقص شاربه ويقلم أظفاره يوم الجمعة قبل أن يروح إلى الصلاة. أخرجه البيهقي. (مرقاة المفاتيح، كتاب الطهارة / باب السواك، الفصل الأول ۹۱/۲ رقم: ۳۷۹ رشيدية)

إن النبي صلى اللّٰه عليه وسلم كان يقص شاربه ويأخذ من أظفاره كل جمعة قبل أن يخرج إلى صلاة الجمعة. (مرقاة المفاتيح، كتاب اللباس / باب الترجل، الفصل الأول ۲۱۲/۸ رقم: ۴۴۳۳ رشيدية)

عن عائشة رضي اللّٰه تعالىٰ عنها قالت: من قلم أظفاره يوم الجمعة وُقِيَ من السوء إلى مثلها. (كنز العمال / باب الحلق والقص والتقصير ۲۷۸/۶، رقم: ۱۷۲۳۷ بيروت)

عن عبد اللّٰه ابن عباس رضي اللّٰه عنهما: التقليم يوم الجمعة يدخل الشفاء

www.besturdubooks.wordpress.com

ويخرج الداء. (كنز العمال / باب تقليم الأظفار ۲۷۹/٦، رقم: ١٧٢٥٤ بيروت) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۲/۳/۱۴۳۷ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

کیا منگل اور بدھ کے دن بال اور ناخون کٹوانا منع ہے؟

سوال (۴۹٦): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: کیا منگل کے دن بال کٹوانا اور بدھ کے دن ناخون کٹوانا منع ہے؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفيق: بال اور ناخون کسی بھی دن کاٹے جاسکتے ہیں، زیادہ بہتر جمعہ کا دن ہے، دیگر دنوں کے سلسلہ میں ممانعت وغیرہ کا ثبوت نہیں ہے، یہ تعیین بے اصل اور باطل ہے۔

عن عائشة رضي الله عنها مرفوعًا من قلم أظافيره يوم الجمعة أعاذه الله من البلايا إلى الجمعة الأخرىٰ وزيادة ثلاثة أيام. (مرقاة المفاتيح ۱/۸ ٤١ بيروت)

قال الحافظ ابن حجر: إنه يستحب كيفما احتاج إليه ولم يثبت في كيفيته شيء ولا في تعيين يوم له عن النبي صلى الله عليه وسلم وما يعزى من النظم في ذٰلک للإمام عليّ ثم لإبن حجر، قال شيخنا: إنه باطل. (الدر المختار، كتاب الحظر والإباحة / باب الاستبراء ٤٠٦/٦ كراچی، ٥٨٢/٩ زكريا)

ويستحب قلم أظافيره يوم الجمعة. (تنوير الأبصار، كتاب الحظر والإباحة / باب الاستبراء ٤٠٥/٦ كراچی، ٥٨١/٩ زكريا)

وحلق عانته في كل أسبوع مرةً، والأفضل يوم الجمعة. (شامي، كتاب الحظر والإباحة / باب الاستبراء ٥٨٣/٩ زكريا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۲۴/۱۱/۱۴۱٦ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

www.besturdubooks.wordpress.com

ناخون کہاں پھینکیں؟

سوال (۴۹۷): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: ناخون کاٹ کر کہاں پھینکنا چاہئے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: ناخون کاٹ کر کسی گندی جگہ پھینکنا منع ہے، بہتر یہ ہے کہ اُس کو دفن کردیا جائے۔

عن جابر رضي اللّٰه عنه قال: قال رسول اللّٰه صلى الله عليه وسلم: ادفنوا دمائكم وأشعاركم وأظفاركم، لا تلعب بها السحرةُ. (كنز العمال / باب الحلق والقص والتقصير ٦٥٦/٦ رقم: ١٧٢٤١ بيروت، مرقاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح ٥٦/٤)

وفي الخانية: ينبغي أن يدفن قلامة ظفره ومحلوق شعره، وإن رماه فلا بأس، وكره إلقائه في كنيف أو مغتسل؛ لأن ذٰلک يورث داءً. وروي أن النبي صلى اللّٰه عليه وسلم أمر بدفن الشعر والظفر، وقال: لا تتغلب به سحرة بني آدم الخ. ولأنهما من أجزاء الآدمي فتحترم الخ. (حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح، كتاب الصلاة / قبيل باب أحكام العيدين ٥٢٧، وكذا في فتاوىٰ قاضي خان على هامش الفتاوىٰ الهندية، كتاب الحظر والإباحة / فصل في الختان ٤١١/٣ زكريا)

فإذا قلم أظفاره أو جزّ شعره، ينبغي أن يدفن ذٰلک الظفر والشعر المجزور. فإن رمى به فلا بأس. وإن ألقاه في الكنيف أو في المغتسل يكره ذٰلک. (حاشية الطحطاوي على الدر المختار، كتاب الحظر والإباحة / فصل في البيع ٢٠٢/٤ دار المعرفة بيروت) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصورپوری غفرلہ ۵/۳/۱۴۳۷ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

www.besturdubooks.wordpress.com

ناخون، بال، خون اور کرسف کو دفن کرنے کی وجہ؟

سوال (۴۹۸): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: حدیث میں ہے کہ چار چیزوں کو دفن کرو: (۱) ناخون (۲) بال (۳) خون (۴) حائضہ کے کپڑے (کرسف) اِس کی کیا وجہ ہے؟ کیوں دفن کرنا چاہئے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اِس طرح کی حدیث کا ہمیں علم نہیں؛ البتہ فتاویٰ عالمگیری میں اِن اَشیاء کا دفن مستحب لکھا ہے۔

فإذا قلم أظفاره أو جزّ شعره ينبغي أن يدفن ذٰلک الظفر و الشعر المجزوز، فإن رمى به فلا بأس، وإن ألقاه في الكنيف أو في المغتسل يكره ذٰلک؛ لأن ذٰلک يورث داء، كذا في فتاوىٰ قاضي خان. (الفتاویٰ الهندية، كتاب الكراهية / الباب التاسع عشر ۳۵۸/۵ زكريا)

غالباً اِس کی وجہ اَعضاء انسانی کا احترام اور فحاشی پھیلنے سے روکنا ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۱۳/۳/۲۵ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

❍❖❍

www.besturdubooks.wordpress.com

جوتا چپل پہننے کے آداب

جوتے چپل کا حکم؟

سوال (۴۹۹):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: چپل کیسے ہونے چاہئے، اور جوتا چپل پہننے کا شریعت میں کیا حکم ہے؟ اگر کوئی شخص ننگے پیر رہنے کو پسند کرتا ہو، تو کیسا ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: حدیث شریف میں چپل اور جوتا پہننے کی ترغیب وارد ہوئی ہے؛ کیوں کہ اِس کی وجہ سے آدمی کو چلنے میں سہولت ہوتی ہے، اور پیروں کی حفاظت رہتی ہے۔

عن جابر رضي اللّٰه عنه قال: سمعت النبي صلى اللّٰه عليه وسلم يقول: في غزوة غزوناها: استكثروا من النعال؛ فإن الرجل لا يزال راكبًا ما انتعل.

(صحيح مسلم، كتاب الباس / باب استحباب النعال وما في معناها ۱۹۷/۲ رقم: ۲۰۹۶ بيت الأفكار الدولية، سنن أبي داؤد، كتاب اللباس / باب في الانتعال ۵۷۰/۲ رقم: ۴۱۳۳ دار الفكر بيروت)

عن عمران بن حصين رضي اللّٰه عنه قال: قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: استكثروا من النعال، فإن أحدكم لا يزال راكبًا ما كان منتعلاً. (رواه الطبراني، مجمع الزوائد، كتاب اللباس / باب ما جاء في النعال والخفاف ۱۳۸/۵)

قال النووي: معناه أنه شبيه بالراكب في خفة المشقة عليه وقلة تعبه وسلامة رجله مما يلقى في الطريق من خشونة وشوك وأذًى ونحو ذٰلك.

www.besturdubooks.wordpress.com

(مرقاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح، كتاب اللباس / باب النعال ٢٦٤/٨ دار الكتب العلمية بيروت)

وأما نعلا رسول الله صلى الله عليه وسلم فكان لكل منهما قبالانِ، يضع أحدهما بين إبهام رجلهٖ والتي تليها، ويضع الآخر بين الوسطىٰ والتي تليها.

عن ابن عباس رضي الله عنه قال: كان لنعل رسول الله صلى الله عليه وسلم قبالانِ مثنىًّ شراكهما. (سنن ابن ماجة رقم: ٣٦١٤، لمعات التنقيح في شرح مشكاة المصابيح، كتاب اللباس / باب النعال ٤٠٠/٧ رقم: ٤٤١٣ دار النوادر)

قوله: مثنًّى شراكهما: من التثنية ومن الثنيّ: سير النعل، كذا في القاموس المحيط ص: ٨٧٠.

والمراد السير الذي يكون على ظهر القدم، وقال الجزري: وهو السير الدقيق يكون في النعل على ظهر القدم، وفي شرح الشيخ: الذي يكون على وجه القدم، والمراد ظهرها. (لمعات التنقيح في شرح مشكاة المصابيح، كتاب اللباس / باب النعال ٤٠٠/٧ دار النوادر) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۵/۳/۱۴۳۷ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

حضور ﷺ کی چپل کیسی تھی؟

سوال (۵۰۰): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جو چپل پہنی ہیں وہ لکڑی کی تھیں یا چمڑے کی؟ کیا چپل کا کوئی رنگ بھی ثابت ہے؟ جو دو تسمے تھے، جن میں انگلیاں ڈالتے تھے، کیا وہ تسمے چمڑے کے تھے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: نبی اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نعلین مبارکین ایسے چمڑے کے تھے جس میں بال نہیں تھے اور ان نعلین میں دو تسمے تھے۔ اور ظاہر یہی ہے کہ یہ تسمے بھی

www.besturdubooks.wordpress.com

چمڑے کے ہوں گے، اگر چہ اس کی وضاحت کہیں نہیں ملی اور لکڑی کے نعلین کے بارے میں بھی کوئی روایت نظر سے نہیں گذری، نیز چپل کے رنگ کے بارے میں بھی کوئی صراحت نہیں ملی۔

في حديث ابن عمر رضي الله عنهما أما النعال السبتية، فإني رأيت رسول الله صلى الله عليه وسلم يلبس النعال التي ليس فيها شعر، ويتوضأ فيها.

(صحيح البخاري، كتاب اللباس / باب النعال السبتية ٢/ ٨٧٠ رقم: ٥٦٢٢)

وفي حديث أنس رضي الله عنه إن نعل النبي صلى الله عليه وسلم كان لها قبالان. (صحيح البخاري، كتاب اللباس / باب قبالان في نعل ٢/ ٨٧١ رقم: ٥٦٢٨)

القبالان: واحده قبال، وهو الزمام وهو سير يكون بين إصبعي رجل.

(اللباس والزينة من سنة المطهرة ص: ١٨٠) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

املاہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۳۶/۱۱/۲۹ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

ایک چپل ٹوٹ جائے تو کیا کرے؟

سوال (۵۰۱): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: اگر چلتے چلتے ایک پیر کا چپل ٹوٹ جائے تو کیا کرنا چاہئے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: ایک چپل پہن کر چلنا منع ہے؛ لہٰذا یا تو دونوں چپل پہنے یا دوسرے کو بھی اُتار کر ننگے پیر چلے۔

عن أبي هريرة رضي الله عنه أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: لا يمش أحدكم في نعل واحدة، ليُحفِهما جميعًا أو ليُنعِلهما جميعًا. (صحيح البخاري، كتاب اللباس / باب لا يمشي في نعل واحدة ٢/ ٨٧٠ رقم: ٥٨٥٦ دار الفكر بيروت، صحيح مسلم، كتاب اللباس / باب كراهية المشي في نعل واحدة ٢/ ١٩٨ رقم: ٢٠٩٧ بيت الأفكار الدولية)

www.besturdubooks.wordpress.com

قـال الـقـاضي: إنما نُهي عن ذٰلک بقلة المروء ة، والاختلال والخبط في المشي ...... قال الخطابي: المشي: يَشقُّ على هٰذه الحالة مع سماجتهٖ في الشكل وقبـح منظره في العين. وقيل: لأنه لم يعدل بين جوارحيه، وربما نُسِب فاعل ذٰلک إلـىٰ اختلال الرأي وضعفهٖ. وقال ابن العربي: العلة فيه أنها مِشية الشيطان. (مرقاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح، كتاب اللباس / باب النعال ٢٦٦/٨ دار الكتب العلمية بيروت)

قال الشيخ عبد الحق محدث الدهلوي رحمه اللّٰه تعالىٰ: وذٰلک لأنه قد يشـق الـمشـي فـي نـعـلٍ واحدةٍ، فإنّ وضع إحدى القدمين حافيةً، إنما يكون مع التوقـي مـن أذىً، ووضـع الأخـرىٰ بـخـلاف ذٰلک فيختلف حينئذٍ مشيه الذي اعتـاده فـلا يـأمـن مـن الـعثار، وقد يتصور فاعله بصورة من إحدى رجليه أقصر؛ ولأنه تشويه ومخالف للوقار. (لـمعات التنقيح في شرح مشكاة المصابيح، كتاب اللباس / باب النعال ٣٩٩/٧ دار النوادر) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

املاہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۱/۳/۱۴۳۷ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

چپل پہننے اور اُتارنے کا سنت طریقہ؟

سوال (۵۰۲):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: جوتے چپل پہننے اور اُتارنے کا سنت طریقہ کیا ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: جب چپل یا جوتے پہنے تو اولاً دائیں پیر میں پہنے، اور جب نکالنے کا ارادہ ہو تو پہلے بایاں پیر چپل سے نکالے، یہی سنت ہے۔

عـن أبـي هـريـرة رضي اللّٰه تعالىٰ عنه أن رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم قـال: إذا انتـعـل أحـدكم فليبدأ باليمنىٰ، وإذا نزع فليبدأ بالشمال، لتكن اليمنىٰ

www.besturdubooks.wordpress.com

أولهما تنعل وآخرهما تنزع. (صحيح البخاري، كتاب اللباس / باب ينزع نعل اليسرىٰ ٢/ ٨٧٠ رقم: ٥٨٥٥ دار الفكر بيروت)

عن عائشة رضي اللّٰه عنها قالت: قال النبي صلى اللّٰه عليه وسلم: يحب التيمن في طهوره وترجله وتنعله. (صحيح البخاري، كتاب اللباس / باب يبدأ بالنعل اليمنى ٢/ ٨٧٠ رقم: ٥٨٥٤ دار الفكر بيروت)

قال العسقلاني: نقل القاضي عياض وغيره الإجماع على أن الأمر فيه للاستحباب، وقال الخطابي: الحذاء كرامة للرِجل حيث إنه وقايةٌ من الأذىٰ، وإذا كانت اليمنىٰ أفضل من اليسرىٰ، استحب التبدئة بها في لبس النعل والتأخير في نزعه ليتوفر بدوام لبسها حظها من الكرامة، ويدل عليه قوله: لتكن اليمنىٰ أولهما تنعل وآخرهما تنزع. (مرقاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح، كتاب اللباس / باب النعال ٨/ ٢٦٤ دار الكتب العلمية بيروت) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

املاہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفر لہ ۱۴/۳/۱۴۳۷ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

❍❖❍

www.besturdubooks.wordpress.com

نسب اور برادری سے متعلق اَحکام

حضرت آدم علیہ السلام کس قوم سے تعلق رکھتے تھے؟

سوال (۵۰۳): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: حضرت آدم علیہ السلام کس قوم سے تعلق رکھتے تھے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام قوموں کے سرچشمہ ہیں، خود کسی قوم کے فرد نہیں؛ اِس لئے کہ قوموں اور قبائل کی تقسیمات آپ کے بعد آپ کی اَولاد میں ہوئی ہیں۔

قال اللّٰہ تعالیٰ: ﴿یٰٓاَیُّهَا النَّاسُ اِنَّا خَلَقْنٰكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ وَّاُنْثٰى وَجَعَلْنٰكُمْ شُعُوْبًا وَّقَبَآئِلَ لِتَعَارَفُوْا﴾ [الحجرات، جزء آیت: ۱۳] فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۱۴/۴/۲ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

اَپنے خاندان کو چھوڑ کر دوسرے سے اَپنے کو منسوب کرنا؟

سوال (۵۰۴): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: اپنے اصل نسب کو چھوڑ کر دوسرا نسب ظاہر کرنا جیسے کوئی شخص شیخ صدیقی نہیں، مگر اپنے کو صدیقی لکھے یا سید نہیں، مگر اپنے کو سید ظاہر کرے یا قریشی نہیں ہے، اور اپنے کو قریشی کہے یا نسباً انصاری نہیں ہے اپنے کو انصاری کہے، تو شرعاً ایسا کرنا کیسا ہے؟

www.besturdubooks.wordpress.com

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: غیر برادری اور خاندان کی طرف اپنے کو منسوب کرنا شرعاً ناجائز اور سخت گناہ ہے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ جان بوجھ کر اپنے حقیقی باپ کے علاوہ کسی دوسرے شخص کی طرف اپنی نسبت کرنے والے پر جنت حرام ہے۔

عن سعد بن أبي وقاص رضي اللّٰه عنه أن رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم یقول: من ادعیٰ إلی غیر أبیه وهو یعلم أنه غیر أبیه فالجنة علیه حرام. (صحیح البخاري، کتاب الفرائض / باب من ادعی إلی غیر أبیه ۲/۱۰۰۱ رقم: ٦٧٦٦ دار الفکر بیروت، صحیح مسلم ۱/۵۷ رقم: ٦٣، سنن أبي داؤد رقم: ٥١١٣ دار الفکر بیروت)

عن عائشة رضي اللّٰه عنها قالت: قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم: من تولی إلی غیر موالیه فلیتبوأ مقعده من النار. (رواه ابن حبان في صحیحه رقم: ٤٣١٢، الترغیب والترهیب مکمل، کتاب النکاح و ما یتعلق به / الترهیب أن ینتسب الإنسان إلی غیر أبیه أو یتولی غیر موالیه ص: ٤٤٤ رقم: ٣٠٧٩ بیت الأفکار الدولیة) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفر لہ ۴/۴/۱۴۱۷ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

ہندوستان میں کن برادریوں کا نسبی ثبوت ملتا ہے؟

سوال (۵۰۵): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: ہندوستان میں برادریت کا کوئی ثبوت کہیں سے ملتا ہے یا نہیں؟ اگر ملتا ہے تو کن برادریوں کا نسبی ثبوت ملتا ہے؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: ہندوستان میں نسباً اب اُنہی برادریوں کا اعتبار ہے جو قدیم زمانہ میں عرب سے آکر یہاں آباد ہوئے اور جنہوں نے اپنے اَنساب کو محفوظ رکھا۔ (فتاویٰ

www.besturdubooks.wordpress.com

محمودیہ قدیم ۱۴/۱۲۵۱ زکریا دیوبند) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۱۹/۵/۶ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

سادات کا درجہ؟

سوال (۵۰۶): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: تمام مسلمان اہلِ سادات کو ہمیشہ سے قابلِ احترام واَفضل مانتے اور جانتے ہیں، مگر زید کہتا ہے کہ سید، برہمن، چمار، بھنگی، سب نبی کی اَولاد ہیں اور یکساں عزت کے لائق ہیں ۔ (ماخوذ: سجادین ۵۳/۱، مرتبہ: افضل حسین ایم اے ایل ٹی، ناشر: مرکزی مکتبہ جماعت اِسلامی ہند)

اَفضل صاحب کے ہم خیالوں کا کہنا ہے کہ قرآنِ کریم میں ہے: ﴿اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰکُمْ﴾ (تم میں سب سے بہتر وہ ہے جو سب سے زیادہ پرہیز گار ہے) اور حدیثِ رسول بھی ہے کہ کسی عربی کو کسی عجمی پر اور کسی گورے کو کسی کالے پر کوئی فضیلت نہیں ہے۔ فضیلت کا تعلق صرف تقویٰ سے ہے، کیا اِس آیتِ قرآنی اور حدیثِ رسول کی روشنی میں اہلِ سادات کو اَفضل اور قابلِ احترام جاننے کی نفی ہے، اگر نفی نہیں تو افضل جاننے کی کیا دلیل ہے؟ پھر اس آیت اور حدیث کا کیا مطلب ہے کہ کیا فاسق معلن سید کا احترام کرنا بھی لازم ہوگا، جب کہ فاسق معلن کا احترام کرنے پر وعید آئی ہے، کیا سادات کو افضل جاننے والا قرآن وحدیث کے خلاف عمل کرنے والوں میں شمار ہوگا یا نہیں؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: یہ صحیح ہے کہ تمام اِنسان خواہ وہ کسی بھی نسل رنگت اور قوم سے وابستہ ہوں، اِنسان ہونے میں سب برابر ہیں، اور ایک ہی ماں باپ یعنی حضرت آدم وحوا علیہما السلام کی اولاد ہیں۔

قال اللّٰہ تعالیٰ: ﴿یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ اِنَّا خَلَقْنٰکُمْ مِنْ ذَکَرٍ وَّاُنْثٰی وَجَعَلْنٰکُمْ شُعُوْبًا

www.besturdubooks.wordpress.com

وَقَبَآئِلَ لِتَعَارَفُوْا، اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰہِ اَتْقٰکُمْ﴾ [الحجرات، جزء آیت: ۱۳]

ترجمہ:- اے آدمیو! ہم نے تم کو بنایا ایک مرد اور ایک عورت سے اور رکھیں تمہاری ذاتیں اور قبیلے؛ تا کہ آپس میں پہچان ہو، تحقیق عزت اللہ کے یہاں اسی کو بڑی جس کو اَدب بڑا)

اَحادیثِ طیبہ میں بھی بکثرت ایسے مضامین وارد ہوئے ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ قبولیت عنداللہ کا اَصل معیار نسبی شرافت پر نہیں ہے؛ بلکہ تقویٰ اور پرہیزگاری پر ہے، اللہ کے نزدیک متقی آدمی ہی کی عزت ہے، خواہ وہ کسی بھی نسل اور نسب سے تعلق رکھتا ہو؛ تاہم اللہ تعالیٰ نے اپنی حکمت سے بعض قوموں اور خاندانوں میں صفاتِ حمیدہ اور خصائل محمودہ کی فطری توفیق اور صلاحیت رکھی ہے، جن میں سب سے ممتاز مرتبہ سادات بنی فاطمہ رضی اللہ عنہا کا ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

فاطمة بضعة مني يقبضني ما يقبضها ويبسطني ما يبسطها وإن الأنساب كلها تنقطع يوم القيامة غير نسبي وسببي وصهري. (المسند للإمام أحمد، روح المعاني ١٦٤/٢٦)

(یعنی فاطمہ میرے بدن کا ٹکڑا ہے، جس چیز سے اسے ناگواری ہو اس سے مجھے بھی ناگواری ہوتی ہے، اور جس چیز سے اسے خوشی ہو اس سے مجھے بھی خوشی ہوتی ہے، اور قیامت کے دن سارے رشتے منقطع ہوجائیں گے، مگر میرا رشتہ، تعلق اور دامادی اس دن بھی کام آئے گا)

سادات کو یہ نسب دنیا اور آخرت دونوں جگہ کام آئے گا، انشاء اللہ تعالیٰ۔

مگر یہ جبھی ہے جب کہ سادات اپنے نانا جان سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نقش قدم پر چلیں اور صورت وسیرت میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کریں، ورنہ اگر عمل میں کوتاہی ہوگی تو اُس کا انجام بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بتادیا کہ:

عن أبي هريرة رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من أبطأ به عمله لم يسرع به نسبه. (سنن أبي داؤد ٥١٣/٢ رقم: ٣٦٤٣ دار الفكر بيروت)

(یعنی جس کا عمل اسے پیچھے کردے اس کا نسب اسے آگے نہیں بڑھا سکتا)

www.besturdubooks.wordpress.com

لہٰذا اگر کوئی سید فسق میں مبتلا ہے تو آخرت میں اس کا مرتبہ غیر سید متقی سے گھٹ جائے گا، اور محض سید ہونا اس کی فضیلت کے لئے کافی نہ ہوگا، ایسے فاسق معلن شخص کا حکم یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کی بنا پر اُس کے نسب کی عزت کی جائے، مگر اُس کے عمل کو برا مانا جائے۔ سوال میں کتاب کی جس عبارت کا حوالہ دیا گیا ہے، ہمارے خیال میں وہ مناسب تعبیر نہیں ہے، واضح اور سنجیدہ الفاظ میں مسئلہ کی وضاحت ہونی چاہئے تھی۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۱۹/۸/۴ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

کیا دنیا میں سادات کا نسب نامہ موجود ہے؟

سوال (۵۰۷): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: زید کا کہنا ہے کہ دنیا میں کوئی بھی سید نہیں ہے؛ اِس لئے کہ سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کی نسل مبارک سے جو اَولاد ہوئی وہ اتنی عمر تک حیات میں نہ رہ سکی، جس سے سلسلہ نسب آگے بڑھ سکے، جب کہ خالد کا کہنا ہے کہ حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کے بطن سے جو اَولاد ہوئیں وہ سید ہیں، زید کا کہنا ہے نہیں نسب باپ سے چلتا ہے، ماں سے نہیں، اور پھر یہ حضرت علی سید نہیں تھے؛ لہٰذا اُن کی اَولاد کیسے سید ہوئی؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: زید کا یہ دعویٰ کہ ''دنیا میں کوئی بھی سید نہیں'' غلط ہے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نسل آپ کی صاحب زادی حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا اور نواسوں حضرت سیدنا حسن اور سیدنا حضرت حسین رضی اللہ عنہما سے چلی ہے، اور اِسی اعتبار سے اُن کی اَولاد کو سادات کہا جاتا ہے، اور یہ حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کی خصوصیت ہے کہ اُن کے صاحب زادگان حضرات حسنین رضی اللہ عنہما کا انتساب والد محترم حضرت سیدنا علی کرم اللہ وجہہ کے ساتھ ساتھ اُن کے نانا جان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف بھی کیا جاتا ہے؛ کیوں کہ خود پیغمبر

www.besturdubooks.wordpress.com

علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اُن صاحب زادگان کے بارے میں فرمایا ہے کہ میں اُن کا ولی اورعصبہ ہوں، اورایک روایت میں ہے کہ میں اُن کے باپ کے درجہ میں ہوں۔

لم يكن لرسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم عقب إلا من ابنته فاطمة رضي اللّٰه عنها فانتشر نسله الشريف منها فقط من جهة السبطين أعني الحسنين – رضي اللّٰه عنهما –. (شرح الفقه الأكبر ص: ١٨٧)

إن الولد يتبع أباه في النسب لا أمه، وإنما خرج أولاد فاطمة وحدها خصوصية لهم وذٰلک مقصور على ذرية الحسن والحسين كما يدل له حديث الحاكم: لكل بني أم عصبة إلا ابني فاطمة فأنا وليهما وعصبتهما. (الفتاویٰ الحديثية لابن حجر المكي / مطلب: هل أولاد زينب بنت فاطمة الزهراء الخ ٢٢٤)

عن فاطمة رضي اللّٰه عنها قالت: قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: كل بني آدم ينتمون إلى عصبة إلا ولد فاطمة، فأنا وليهم وعصبتهم. وفي رواية له عن عمر بن الخطاب رضي اللّٰه عنه: كل بني انثى كان عصبتهم لأبيهم ما خلا ولد فاطمة فأنا عصبتهم وأنا أبوهم. (أحكام القرآن للتهانوي ١٩٥/٦) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۲۰/۶/۲۳ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

سادات کا احترام کیوں ضروری ہے؟

سوال (۵۰۸): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: ساداتِ کرام کا احترام کیوں ضروری ہے؟ جب کہ اسلام میں ذات برادری رنگ ونسل کا کوئی اعتبار نہیں ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰه التوفيق: سادات کا احترام کسی نسل اورخاندانی تفریق کی بناپر

www.besturdubooks.wordpress.com

نہیں؛ بلکہ اُن کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف خاندانی نسبت کی وجہ سے ہے، دنیا میں جب آدمی کو کسی شخص سے محبت ہوتی ہے تو اُس کی آل واَولاد سے بھی وہ محبت کا اظہار کرتا ہے۔ اِسی طرح جب ایک مؤمن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کرتا ہے تو اُس کا تقاضا یہ ہے کہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل بیت کے ساتھ بھی اِکرام سے پیش آئے، خود حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اِس کی تاکید اور تلقین فرمائی ہے۔

عن زيد بن أرقم رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: يومًا فينا خطيبًا ...... ثم قال: وأهل بيتي، أذكركم الله في أهل بيتي، أذكركم الله في أهل بيتي. (صحيح مسلم / باب فضائل علي بن أبي طالب ٢٧٩/٢ رقم: ٢٤٠٨ بيت الأفكار الدولية، سنن الدارمي رقم: ٣٣١٦، المسند للإمام أحمد بن حنبل ١٤/٢)

قال الملا علي القاريؒ: قوله عليه السلام: ''وأهل بيتي أذكركم الله'' بكسر الكاف المشددة أي أحذركموه في أهل بيتي – إلى قوله – والمعنى أنبهكم حق الله في محافظتهم ومراعاتهم واحترامهم وإكرامهم ومحبتهم ومؤدتهم. وقال الطيبي: أي أحذركم الله في شأن أهل بيتي، وأقول لكم اتقوا الله ولا تؤذوهم واحفظوهم. (مرقاة المفاتيح، كتاب المناقب / باب مناقب أهل بيت النبي ﷺ ٢٩٥/١١ تحت رقم: ٦١٤٠ دار الكتب العلمية بيروت، ٣٧٦/١١ المكتبة الأشرفية ديوبند) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفر لہ ۱۴۲۰/۶/۲۳ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

شریعت میں ذات اور برادری کی کیا حیثیت ہے؟

سوال (۵۰۹):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: شریعت کے اَندر ذات برادری کی کیا حیثیت ہے؟ آیا سب برابر ہیں؟ یا ایک دوسرے سے اَفضل اور غیر اَفضل ہے؟

www.besturdubooks.wordpress.com

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: شریعت کی نظر میں سب اِنسان برابر ہیں، اُن کے درمیان فضیلت کی بنیاد نسب نہیں؛ بلکہ ایمان اور تقویٰ ہے، جو شخص جتنا زیادہ پختہ ایمان اور صالح اَعمال کرنے والا ہوگا وہ اتنا ہی زیادہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک قابلِ قدر اور مکرم قرار دیا جائے گا، اگرچہ وہ کسی بھی قوم یا برادری سے تعلق رکھتا ہوں، اور دنیا میں خاندانی اور قبائلی تفریق آپسی تعارف کے لئے ہے نہ کہ ایک دوسرے پر برتری جتانے کے لئے؛ تاہم یہ بات اپنی جگہ مسلم ہے کہ جس طرح بدن کی خوبصورتی اور تندرستی وغیرہ ایسی صفات ہیں، جن میں خود آدمی کی مرضی کا کچھ دخل نہیں ہوتا، اِسی طرح بعض خاندانی سلسلوں میں اللہ تعالیٰ نے کچھ ایسی صلاحتیں ودیعت فرمائی ہیں کہ اگر اُس خاندان کے لوگ اُن صلاحیتوں سے فائدہ اٹھائیں تو آخرت میں بڑے مراتب تک پہنچ سکتے ہیں، اِس طرح کی صفات اکثر ایسے خاندانوں میں پائی جاتی ہیں، جن کا سلسلہ نسب اَنبیاء علیہم السلام سے جاکر ملتا ہے، اور اُنہیں صفات کی بدولت اُنہیں اَحادیثِ شریفہ سے غیر اختیاری فضیلت حاصل ہے؛ لیکن یہ ایسی فضیلت ہے جس پر کسی شخص کو غرور کرنے کی قطعاً اِجازت نہیں، اور خاندانی فضیلت پر غرور کرنے والا شخص جاہلیت کی عادت میں مبتلا ہے، جس سے احتراز لازم ہے۔

قال اللّٰہ تعالیٰ: ﴿يَآيُّهَا النَّاسُ اِنَّا خَلَقْنَاكُمْ مِنْ ذَكَرٍ وَاُنْثٰى وَجَعَلْنَاكُمْ شُعُوْبًا وَقَبَآئِلَ لِتَعَارَفُوْا، اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰكُمْ﴾ [الحجرات، جزء آیت: ۱۳]

وفي الآية: إشارة إلى وجه رد التفاخر بالنسب حيث أفادت أن شرف النسب غير مكتسب، وأنه لا فرق بين النسب وغيره من جهة المادة لاتحاد ما خلقنا منه، ولا من جهة الفاعل؛ لأنه هو اللّٰه تعالىٰ الواحد، فليس للنسب شرف يعول عليه، ويكون مدارًا للثواب عند اللّٰه عزوجل، ولا أحد أكرم من أحد عنده سبحانه إلا بالتقوىٰ، وبها تكميل النفس وتنفاضل الأشخاص الخ. (روح المعاني ١٤/٦ ٢٤ زكريا)

عن واثلة بن الأسقع رضي اللّٰه عنه يقول: سمعت رسول اللّٰه صلى اللّٰه

www.besturdubooks.wordpress.com

عليه وسلم يقول: إن اللّٰه عزوجل اصطفى كنانة من ولد إسماعيل عليه الصلاة والسلام، واصطفى قريشًا من كنانة، واصطفى من قريش بن هاشم، واصطفاني من بني هاشم. (صحيح مسلم ٢/٢٤٥)

عن أبي أسيد رضي اللّٰه عنه قال: أن رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم قال: خير دور الأنصار بنو النجار، ثم بنو عبد الأشهل، ثم بنو الحارث بن خزرج، ثم بنو ساعدة الخ. (صحيح مسلم ٢/٣٠٥ رقم: ٢٥١١) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۲۸/۷/۲۴ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

جولاہا، شیخ، درزی، لوہار وغیرہ برادری ناموں کی ابتداء کب سے ہوئی؟

سوال (۵۱۰): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: ایک صاحب کا اعتراض ہے کہ ایک مسلمان کو جولاہا یا شیخ یا خان کیوں کہا جاتا ہے؟ اگر جولاہا اِس وجہ سے کہا جاتا ہے کہ وہ بنکر ہے، پھر سوال ہوتا ہے کہ ایک ہندو بھی کپڑا بنتا ہے اُس کو بھی جولاہا یا اور کوئی برادری والے کپڑے بننے لگیں، تو اُن کو بھی جولاہا کہنا چاہئے۔ دوسرا اِشکال یہ ہے کہ کیا کپڑا بننے والے حضرت آدم علیہ السلام کے زمانے میں نہیں تھے، یا حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں نہیں تھے؟ اِن ناموں کی ابتداء کہاں سے ہوئی؟ آیا حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ سے اِس کی ابتداء ہوئی یا بعد کی ایجاد ہے؟ اگر اِن ناموں کا دار ومدار پیشہ پر ہے تو بعض انبیاء علیہم السلام لوہے کی زرہ بنایا کرتے تھے اُن کو بھی لوہار کہنا چاہئے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: ہندوستان جیسے ممالک میں جو غیر مسلم قومیں دولتِ اِسلام سے مشرف ہوئیں، اُنہوں نے اپنی شناخت کے لئے اپنے پیشوں کو تعارف کی بنیاد بنایا، اور

www.besturdubooks.wordpress.com

ایک پیشہ کرنے والی قوم آپس میں تعاون وتناصر کی وجہ سے ایک قرار دی گئی، اِس طرح کی تقسیم زمانۂ نبوت میں نہیں تھی، نیز عرب کے اندر آج بھی پیشوں کی بنیاد پر تفریق نہیں ہے، اور کسی بھی پیشہ والوں کو ایسے نام سے یاد کرنا جس سے اُنہیں ذہنی تکلیف ہوتی ہو جائز نہیں ہے؛ لہٰذا آج کل کپڑا بننے والوں کو جولاہا کہہ کر طعنہ دینا درست نہ ہوگا، اَب اِن لوگوں نے اپنا عرف انصاری بنالیا ہے، اِس لئے اِسی عرفی نسبت کے ساتھ اُنہیں پکارا جائے گا، یہی حال دیگر برادریوں کا ہے۔ (مستفاد: کفایت المفتی ۲۶۰/۱)

قال اللّٰہ سبحانہ تعالٰی: ﴿يَآيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا يَسْخَرْ قَوْمٌ مِّنْ قَوْمٍ عَسٰٓى اَنْ يَّكُوْنُوْا خَيْرًا مِّنْهُمْ وَلَا نِسَآءٌ مِّنْ نِّسَآءٍ عَسٰٓى اَنْ يَّكُنَّ خَيْرًا مِّنْهُنَّ وَلَا تَلْمِزُوْٓا اَنْفُسَكُمْ وَلَا تَنَابَزُوْا بِالْاَلْقَابِ، بِئْسَ الِاسْمُ الْفُسُوْقُ بَعْدَ الْاِيْمَانِ، وَمَنْ لَّمْ يَتُبْ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ﴾ [الحجرات: ۱۱] فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۲۸/۷/۲۴ ۱۴ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

قومیت کی بنا پر ایک دوسرے پر فضیلت جتانا؟

سوال (۵۱۱): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: کیا قومیت کی بنا پر مثلاً: خان، سید یا جولاہا ہونے کی وجہ سے ایک کا دوسرے پر فضیلت جتلانا، یا بعض کو حقیر سمجھنا اسلام میں درست ہے؟ اور کیا کوئی اعلیٰ نسب سے تعلق رکھنے کی وجہ سے عند اللہ مقرب ہوسکتا ہے؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: خاندان کی بنیاد پر کسی کو حقیر سمجھنا یا کسی کا اپنی محض خاندانی نسبت پر فخر کرنا اِسلام میں جائز نہیں، عند اللہ تقرب کا اصل مدار نسبت پر نہیں؛ بلکہ ایمان وعمل اور ورع وتقویٰ پر ہے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

عن عقبة بن عامر رضي اللّٰه عنه قال: قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: أنسابكم هٰذه ليست بمَسبَّةٍ على أحد، كلكم بنو آدم طَفُّ الصاع بالصاع لم تملؤوه، ليس لأحد فضل إلا بدين وتقوىٰ، كفى بالرجل أن يكون بذيًّا فاحشًا بخيلاً. (مشكاة المصابيح، كتاب الآداب / باب المفاخرة والمعصبية، الفصل الثالث ٢/٤١٨ رقم: ٤٩١٠ دار الكتب العلمية بيروت)

عن عبد اللّٰه ابن عمر رضي اللّٰه عنه أن رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم خطب الناس يوم فتح مكة، فقال: يا أيها الناس! إن اللّٰه قد أذهب عنكم عُبِّيَّةَ الجاهلية وتعاظُمَها بآبائها ...... والناس بنو آدم، وخلق اللّٰه آدم من التراب، قال اللّٰه تعالىٰ: ﴿يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنَّا خَلَقْنٰكُمْ مِنْ ذَكَرٍ وَّاُنْثٰى وَجَعَلْنٰكُمْ شُعُوْبًا وَّقَبَآئِلَ لِتَعَارَفُوْا، اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰكُمْ، اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ خَبِيْرٌ﴾ (سنن الترمذي، أبواب التفسير / سورة الحجرات ٢/١٦٢-١٦٣ المكتبة الأشرفية ديوبند)

عن أبي هريرة رضي اللّٰه عنه قال: قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: من بطأ به عمله لم يسرع به نسبه. (صحيح مسلم ٢/٣٤٥ سعد بك ڈپو) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۴؍۷؍۱۴۲۹ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

❍❖❍

www.besturdubooks.wordpress.com

خواب اور اُس کی تعبیر

حضور ﷺ کو خواب میں دیکھنا؟

سوال (۵۱۲):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھنا کیسا ہے؟ حدیث شریف میں آتا ہے کہ جس نے آپ کو خواب میں دیکھا تو اس نے آپ ہی کو دیکھا، جب کہ بسا اَوقات دیکھنے والا آپ کو مختلف احوال میں آپ کی زیارت کرتا ہے، تو سوال یہ ہے کہ آپ خواب میں مختلف احوال میں کیوں نظر آتے ہیں؟ تفصیل کے ساتھ اِس مسئلہ پر روشنی ڈالیں۔

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھنا بڑی سعادت اور خوش قسمتی کی بات ہے، ہر مسلمان کو اِس کی تمنا اور خواہش کرنی چاہئے، آپ ﷺ کو خواب میں دیکھنے کی تمنا کرنا آپ سے انتہائی درجہ محبت کی علامت ہے۔ حضراتِ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم آپ کی وفات کے بعد آپ کو خواب میں دیکھنے کی تمنا کرتے تھے، اور جو شخص خواب میں آپ کی زیارت کرتا ہے، وہ آپ کی ہی زیارت کرتا ہے؛ اس لئے کہ شیطان آپ کی صورت بنانے سے قاصر ہے، اور آپ کو مختلف اَحوال میں دیکھنا؛ دیکھنے والے کے اعمال اور دین داری میں نقصان کے اعتبار سے ہوتا ہے۔

عن أبي هريرة رضي اللّٰه تعالیٰ عنه عن النبي صلی اللّٰه عليه وسلم قال: من رآني في المنام فقد رآني؛ فإن الشيطان لا يتمثل في صورتي. (صحيح البخاري، كتاب العلم / باب إثم من كذب على النبي ﷺ ۱۱۰/۲ رقم: ۱۱۰، صحيح مسلم / كتاب الرؤيا ۲۴۲/۲ رقم: ۲۲۶۸ بيت الأفكار الدولية)

www.besturdubooks.wordpress.com

قال الملا علي القاري: أراد به صفته المعروفة له – صلى اللّٰه عليه وسلم – في حياته، وقيل: من راٰني على أي صورة كانت فقد راٰني حقيقة؛ لأن الشيطان لا يتمثل في صورتي، ولا يترا آى بي. (مرقاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح / كتاب الرؤيا ٤٢٤/٨ دار الكتب العلمية بيروت، ٢٤/٩ المكتبة الأشرفية ديوبند، والبحث في اللمعات ٥٦٤/٧ تحت رقم: ٤٦١٠)

قال القاضي عياض أبوبكر بن العربي: روية النبي صلى اللّٰه عليه وسلم بصفة المعلومة إدراک على الحقيقة، ورويته على غير صفة إدراک للمثال، فإن الصواب أن الأنبياء لا تغيرهم الأرض. (فتح الباري، كتاب التعبير / باب من راٰى النبي في المنام ٣٨٤/١٢ بيروت)

فإن قلت: قد راٰه خلق كثيرٌ على وجوه مختلفة، قلنا: وهٰذه الاختلافات ترجع إلى الراتين لا إلى المرئي كما في المراٰة، فمن راٰه تبسمًا يدل على أنه يسن بسنته صلى اللّٰه عليه وسلم، ورويته غضبان على خلاف ذٰلک، ومن راٰه ناقصًا يدل على نقصان سنته. (حاشية شمائل ترمذي ص: ٢٨)

والصحيح منها أن مقصوده أن رؤيته في كل حالة ليست باطلة ولا أضغاثًا بل هي حق في نفسها، ولو رؤي على غير صورته التى كانت عليها في حياته صلى اللّٰه عليه وسلم، فتصور تلک الصورة ليس من الشيطان؛ بل هو من قبل اللّٰه. (الموسوعة الفقهية، مادة: رؤيا / رؤيا النبي ﷺ في المنام ١٠/٢٢ كويت) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

املاہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۳/۳/۱۴۳۷ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

خواب میں آنحضرت ﷺ کا کسی کام کے کرنے یا نہ کرنے کا حکم دینا؟

سوال (۵۱۳): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے

www.besturdubooks.wordpress.com

ہیں کہ: اگر کوئی مسلمان اللہ کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھے اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کوئی بات کہیں یا کوئی مسلمان استخارہ کرے اور خواب کے اندر اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم آکر کوئی بات صاف اور واضح طور پر کہیں، تو اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی بات بالکل درست ہے یا نہیں، اور اس بات کے اوپر عمل کرنا درست اور صحیح ہے یا نہیں؟ اور اگر کوئی خلافِ شریعت بات کہے تو وہ بات عمل کرنے کے لئے ہوتی ہے یا نہیں؟ یا کسی نیک عالم دین سے اس بات کی تعبیر جو خواب کے اندر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی وضاحت کے بعد عمل کر سکتے ہیں یا نہیں؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: خواب میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت یقیناً موجبِ سعادت ہے، اور جس شخص نے خواب میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی، وہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہی سمجھی جائے گی؛ کیوں کہ شیطان پیغمبر علیہ السلام کی صورت میں نہیں آسکتا؛ لیکن خواب بہرحال خواب ہے، اُس کو بیداری کی حالت پر محمول نہیں کیا جائے گا۔ بریں بنا اگر خواب میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے کسی ایسی بات کا حکم دیا جائے جو خلافِ شریعت نہ ہو، تو اس پر عمل کرنے میں شرعاً حرج نہیں؛ کیوں کہ وہ عمل پہلے سے ہی مباح اور درست ہے؛ لیکن اگر خواب میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے ایسا حکم دیا جائے جو شریعت کے ظاہری حکم کے خلاف ہو، تو اُس پر عمل نہیں کیا جائے گا؛ بلکہ وہ خواب محتاج تعبیر ہوگا، یا یہ سمجھا جائے گا کہ دیکھنے والے کو سمجھنے یا یاد رکھنے میں بھول ہوئی ہے۔

خلاصہ یہ ہے کہ خواب میں دیا گیا کوئی بھی خلافِ شریعت حکم بیدار ہونے کے بعد قابل عمل نہیں ہے۔

عن أبي هريرة رضي الله عنه عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: من رأني في المنام فقد رأني؛ فإن الشيطان لا يتمثل في صورتي. (صحيح البخاري، كتاب العلم / باب إثم من كذب على النبي ﷺ ٢١/١ رقم: ١١٠، صحيح مسلم / كتاب الرؤيا ٢٤٢/٢ رقم: ٢٢٦٨)

www.besturdubooks.wordpress.com

ثم إن رؤية النبي صلى اللّٰه عليه وسلم في المنام، وإن لم يكن فيها مدخل للشيطان، ولكن ربّما تؤثر فيها متخيلة الرائي، وهٰذا هو السرّ في رؤيته صلى اللّٰه عليه وسلم على غير هيئته المعروفة، فمن الممكن جدًا أن يقع في خيال الرائي كلام لم يتكلم في المنام، وخُيّل إليه بعد الاستيقاظ ما لم يقع في المنام أصلاً. ومع وجود هٰذه الشبهات المتوعة، لا يترك بالرؤيا تلك الأحكام الشرعية التي توارثناها عن رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم في حالة اليقظة. ولا شك أنه متى تعارضت الرؤيا واليقظة، فالترجيح لما ثبت في عالم اليقظة، لا لما رؤي في المنام ...... وقد حكى السبكي في شرح منهاج السنة: أن رجلاً رأى النبي صلى اللّٰه عليه وسلم في المنام يقول: اشرب الخمر. وكان الشيخ علي المتقي، صاحب كنز العمال، حيّا حينئذٍ، فأجابه بأن النبي صلى اللّٰه عليه وسلم إنما قال: لا تشرب الخمر، ولكن الشيطان لبّس عليك (أي بعد استيقاظك من النوم) والنوم وقت اختلال الحواس، فإذا أمكن في اليقظة أن يسمع رجل بخلاف ما قاله القائل لعلة في الخارج أو من جهته، ففي النوم أولىٰ، والدليل عليه أنك تشرب الخمر، فأقرّ به وقال: نعم، إني أشرب الخمر. ذكره شيخ مشايخنا الأنور رحمه اللّٰه في فيض الباري ١/ ٣٠٣. ...... وعلى كلٍ، فالرؤية في المنام تتطرق إليها احتمالات كثيرة، وفيها مجال لالتباس الأمر من جهات شتى، فقد يلتبس الأمر على الرائي بتخيله، وقد ينسى حقيقة ما رآه، وقد يكون تعبير الرؤيا غير ما رآه في الظاهر، ومع وجود هٰذه الشبهات لا يمكن أن يكون فيها حجة خلاف ما ثبت من الشريعة في عالم اليقظة. واللّٰه أعلم. (تكملة فتح الملهم، كتاب الرؤيا / باب قول النبي صلى اللّٰه عليه وسلم: من رآني الخ ٤/ ٢٥٢–٢٥٣ مكتبة دار العلوم كراچی) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱/۱۱/۱۴۳۶ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

www.besturdubooks.wordpress.com

اَچھا خواب دیکھنے کی تمنا؟

سوال (۵۱۴): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: اچھا خواب دیکھنے کی تمنا کرنا کیسا ہے؟ کیا ایسی کوئی دعا ہے جسے پڑھ کر سونے سے اچھے خواب نظر آتے ہوں؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اچھا خواب دیکھنے کی تمنا ہر مسلمان کو کرنی چاہئے۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا جب بستر پر جاتیں اور سونے کا اِرادہ فرماتیں تو درج ذیل دعا پڑھتی تھیں و:

اللّٰهم إني أسئلک رؤيا صالحةً صادقةً غير كاذبةٍ نافعةً غير ضارةٍ. (عمل اليوم والليلة لابن سني ص: ٤١٠ رقم: ٧٤٣ مكتبة دار الزمان المدينة المنورة، الأذكار للنووي ص: ١٠٩ رقم: ٢٦١ مكتبة نزار مكة المكرمة) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصورپوری غفرلہ ۱۴۳۷/۳/۵ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

اَچھا یا برا خواب دیکھے تو کیا پڑھے؟

سوال (۵۱۵): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: جب اَچھا یا برا خواب دیکھے تو کیا پڑھے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: جب کوئی شخص اچھا خواب دیکھے تو اُسے اللہ کی طرف سے سمجھے اور اللہ کی تعریف کرے، الحمد للہ کہے، اور اگر برا خواب دیکھے، تو اُسے شیطان کی طرف سے سمجھے، اور اُس کے شر سے پناہ مانگے، اور ”أعوذ باللّٰه من شرها“ کے کلمات کہے۔ اور ایک روایت میں ہے کہ جب برا خواب دیکھتے ہوئے آنکھ کھلے، تو بائیں طرف کو تین مرتبہ تھتکار دے اور

www.besturdubooks.wordpress.com

’’أعوذ باللّٰہ من الشیطان الرجیم‘‘ تین مرتبہ پڑھے۔

عن أبي سعید الخدري رضي اللّٰہ عنہ أنہ سمع النبي صلی اللّٰہ علیہ وسلم یقول: إذا راٰی أحدکم الرؤیا یحبہا، فإنما ہي من اللّٰہ، فلیحمد اللّٰہ علیہا، ولیحدِّثْ بما راٰی، وإذا راٰی غیر ذٰلک مما یکرہ فإنما ہي من الشیطان، فلیستعذ من شرہا ولا یذکرہا لأحد؛ فإنہا لا تضرہ. (صحیح البخاري، کتاب التعبیر / باب الرؤیا من اللّٰہ ۲/۱۰۴۳ رقم: ۶۹۸۵ دار الفکر بیروت)

عن أبي قتادۃ رضي اللّٰہ عنہ قال: سمعت النبي صلی اللّٰہ علیہ وسلم یقول: الرؤیا من اللّٰہ، والحُلم من الشیطان، فإذا راٰی أحدکم شیئًا یکرہہ فلینفث حین یستیقظ ثلاث مراتٍ، ویتعوذ من شرہا فإنہا لا تضرہ. (صحیح البخاري / باب النفث في الرقیۃ رقم: ۵۷۴۷ دار الفکر بیروت)

عن جابر رضي اللّٰہ عنہ عن رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم قال: إذا راٰی أحدکم الرؤیا یکرہہا فلیبصق عن یسارہ ثلاثًا، ولیستعذ باللّٰہ من الشیطان ثلاثًا، ولیتحول عن جنبہ الذي کان علیہ. (صحیح مسلم / أول کتاب الرؤیا ۲/۲۴۱ رقم: ۲۲۶۲ بیت الأفکار الدولیۃ)

وإذا راٰی ما یکرہ فلیتعوذ باللّٰہ من شرہا ومن شر الشیطان، ولیتفُل ثلاثًا، ولا یحدث بہا أحدًا؛ فإنہا لا تضرہ، وإذا راٰی ما یجب فعلیہ أن یحمد وأن یحدث بہا. (الموسوعۃ الفقہیۃ ۲۲/۱۴ کویت) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۳۷/۳/۵ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

خواب کس سے بیان کرے؟

سوال (۵۱۶): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے

www.besturdubooks.wordpress.com

میں کہ: اگرخواب دیکھے تو کس سے بیان کرنا چاہئے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: خواب ہر ایک سے بیان نہیں کرنا چاہئے؛ بلکہ صرف ایسے شخص سے بیان کرے جو ''علم تعبیر رویا'' سے مناسبت رکھتا ہو، یا ایسا دوست ہو جو ہر حال میں آپ سے خیر خواہی کا جذبہ رکھے؛ کیوں کہ بموجب تقدیر خداوندی خواب کے اثرات معبر کی تعبیر پر معلق رہتے ہیں، اچھی تعبیر دی جائے تو اچھے اثرات رونما ہوتے ہیں، اور بری تعبیر دی جائے تو ناگوار حالات پیش آتے ہیں۔

عن أبي هريرة رضي اللّٰه عنه قال: قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم في حديث طويل: لا تقص الرؤيا إلا على عالم أو ناصحٍ. (سنن الترمذي / أبواب الرؤيا ٥٤/٢ رقم: ٢٢٨٠، كنز العمال ٥٤/٢ رقم: ٤١٣٨٨، مجمع الزوائد ١٨٢/٧، فتح الباري ٤٣٢/١٢ بيروت)

عن أبي رزين العقيلي رضي اللّٰه عنه قال: قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: لا تحدث إلا حبيبًا أو لبيبًا. (سنن الترمذي / أبواب الرؤيا ٥٣/٢)

وفي رواية: لا يقصها إلا على وادٍّ أو ذي رأي. (سنن أبي داؤد، كتاب الأدب / باب في الرؤيا ٦٨٥/٢ دار الفكر بيروت، سنن ابن ماجة / باب الرؤيا إذا عبرت وقعت فلا يقصها إلا على وادٍّ رقم: ٣٠١٤ دار الفكر بيروت)

قال القاري – رحمه اللّٰه تعالىٰ – في المرقات: وهي أن الرؤيا مستقرة على ما يسوقه التقدير إليه من التعبير، فإذا كانت في حكم الواقع قبض من يتكلم بتأويلها على ما قدر، فيقع سريعًا، وإن لم يكن في حكمه لم يقدر لها من يعبرها. (مرقاة المفاتيح / كتاب الرؤيا ٤٠/٩) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

املاہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴/۳/۱۴۳۷ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

www.besturdubooks.wordpress.com

مؤمن کا خواب

سوال (۵۱۷):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: حدیث میں ہے کہ مؤمن کا خواب نبوت کا چھیالیسواں حصہ ہے، اِس کا کیا مطلب ہے؟ اِسی طرح حدیث میں ہے کہ نبوت میں سے مبشرات کے علاوہ کچھ باقی نہیں بچا ہے اور مبشرات وہ اچھے خواب ہیں جو مؤمن دیکھتا ہے، اس حدیث کا مطلب بھی واضح کریں؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: مؤمن کے سچے خواب کے ''جزءِ نبوت'' ہونے کا مطلب یہ ہے کہ جس طرح نبوت ورسالت من جانب خداوندی مغیبات کے علم کا ایک ذریعہ ہے، اِسی طرح مؤمن کا سچا خواب بھی علم کا ایک ذریعہ ہے، بس دونوں میں فرق یہ ہے کہ نبوت کا ذریعہ قطعی اور یقینی ہے، جب کہ مؤمن کے خواب کا ذریعہ ظنی اور تخمینی ہے، اِس پر کسی شرعی حکم کا مدار نہیں رکھا جاسکتا، اور خواب کے نبوت کے چھیالیسویں حصہ ہونے کے مطلب کے بارے میں بعض علماء نے توقف کرنے کو اولیٰ قرار دیا ہے، جب کہ بہت سے علماء نے اِس کا مطلب یہ بیان کیا ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو نبوت ملنے سے پہلے چھ ماہ تک سچے خواب دکھائے گئے تھے، جن کی تعبیر روز روشن کی طرح واضح ہوتی ہے، اور آپ کی کل مدتِ رسالت ۲۳ رسال ہے، اِس اعتبار سے چھ مہینے کل مدتِ رسالت کا چھیالیسواں حصہ قرار پاتے ہیں، تو اُسی زمانہ سے مؤمن کے خواب کو تشبیہ دی گئی ہے، مگر یہ توجیہہ بھی محض احتمال کے درجہ میں ہے، اِس معنی کی وضاحت کسی خاص روایت میں موجود نہیں ہے۔

والمرتبة الثانية الاطلاع على بعض المغيبات يوحى من اللّٰه سبحانه تعالىٰ، وهو اطلاع جزئي لا يحيط بجميع المغيبات ولكنه علم قطعي لا شک فيه، وهو حجة في الشريعة، ولا يحصل ذٰلک إلا للأنبياء عليهم السلام. والمرتبة الثالثة: الاطلاع على بعض المغيبات بالرؤيا أو الكشف وهو اطلاع جزئي لا

www.besturdubooks.wordpress.com

يحصل به القطع واليقين، وليس حجة في الدين أصلاً ولكنه يشابه بعض صفات النبوة في الجملة من حيث كونه اطلاعًا جزئيًا على بعض المغيبات في الجملة، وإن لم يكن على سبيل القطع واليقين فمن هٰذه الجهة سمي جزءًا من النبوة. (تكملة فتح الملهم للشيخ المفتي محمد تقي العثماني حفظه اللّٰه ٤٤٥/٤)

عن عبادة بن الصامت رضي اللّٰه عنه عن النبي صلى اللّٰه عليه وسلم قال: رؤيا المؤمن جزء من ستة وأربعين جزءًا من النبوة. (سنن أبي داؤد، كتاب الأدب / باب ما جاء في الرؤيا ٦٨٥/٢ رقم: ٥٠١٨ دار الفكر بيروت)

عن أبي هريرة رضي اللّٰه عنه قال: قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: لم يبق من النبوة إلا المبشرات، قالوا: وما المبشرات؟ قال: الرؤيا الصالحة. (صحيح البخاري / باب الرؤيا الصالحة جزء من ستة وأربعين جزءًا من لنبوة ١٠٣٥/٢ رقم: ٦٩٩٠ دار الفكر بيروت)

قيل: إنما قصر الأجزاء على ستة وأربعين؛ لأن زمان الوحي كان ثلاثًا وعشرين سنةً، وكان أول ما بُدِئ بِهٖ من الوحي الرؤيا الصالحة، وذٰلک في ستة أشهر من سني الوحي، ونسبة ذٰلک إلى سائرها نسبة جزء إلى ستة وأربعين جزءًا، قال: وأما حصر سني الوحي، في ثلاثة وعشرين؛ فإنه ورد به الروايات المعتد بها مع اختلاف في ذٰلک. (مرقة المفاتيح، كتاب الرؤيا / الفصل الأول ٤٢٣/٨ دار الكتب العلمية بيروت، ٢٣/٩ المكتبة الأشرفية ديوبند)

قيل: معناه أي معناه أي معنى قوله عليه السلام جزء من أجزاء النبوة أن الرؤيا تجيء على موافقة النبوة؛ لأنها جزء باقٍ من النبوة، وقيل: المعنى أنها جزء من علم النبوة؛ لأن النبوة وإن انقطعت فعلمها باقٍ – إلى قوله – وقال ابن بطال: كون الرؤيا جزءًا من أجزاء النبوة مما يستعظم ولو كانت جزءًا من ألف جزءٍ، فيمكن أن يقال: إن لفظ النبوة ماخوذ من الأنباء وهو الأعلام لغةً، فعلى هٰذا فالمعنى أن الرؤيا خبر صادق من اللّٰه لا كذب فيه، كما أن معنى النبوة نبأ

www.besturdubooks.wordpress.com

صادق من اللّٰه لا يجوز عليه الكذب، فشابهت الرؤيا النبوة في صدق الخبر – إلى قوله – وقال القاضي عياض: أجزاء النبوة ما لا يعلم حقيقتها إلا ملك أو نبي. (فتح الباري / كتاب الرؤيا ١٢ /٣٦٣ دار الكتب العلمية بيروت)

معنى الحديث أي قوله: لم يبق من النبوة إلا المبشرات أن الوحي ينقطع بموتي، ولا يبقى ما يعلم منه ما سيكون إلا الرؤيا، ويرد عليه الإمام؛ فإن فيه أخبارًا بما سيكون. (فتح الباري ١٢ /٣٧٦ بيروت) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

املاہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۷/۳/۱۴۳۷ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

صبح کا خواب

سوال (۵۱۸): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: کس وقت کا خواب سب سے زیادہ سچا ہوتا ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفيق: حدیث میں ہے کہ صبح کے وقت کا خواب سب سے زیادہ سچا ہوتا ہے، اور اُس کی تعبیر جلد واقع ہوجاتی ہے۔

عن أبي سعيد رضي الله عنه عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: أصدق الرؤيا بالأسحار. (سنن الترمذي، أبواب الرؤيا / باب ذهبت النبوة وبقيت المبشرات ٢ /٥٣ رقم: ٢٢٧٤، المسند للإمام الدارمي ٢ /١٦٩ رقم: ٢١٤٦، المسند للإمام أحمد بن حنبل ٣ /٢٩)

وذكر نصر بن يعوب الدينوري أن الرؤيا أول الليل يُبطئُ تاويلها، ومن النصف الثاني يسرع، بتفاوت أجزاء الليل، وأن أسرعها تأويلاً رؤيا السحر، ولا سيما عند طلوع الفجر. (فتح الباري، كتاب التعبير / باب رؤيا الليل ١٥ /٤٨٣ دار الكتب العلمية بيروت، ١٢ /٣٩٠ مكتبة الرياض الحديثة) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

املاہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴/۳/۱۴۳۷ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

www.besturdubooks.wordpress.com

خواب میں دودھ دیکھنا؟

سوال (۵۱۹): -کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: اگر خواب میں دودھ دیکھے تو اُس کی تعبیر کیا ہوگی؟ مثلاً خواب میں دیکھا کہ دودھ کا ایک بڑا پیالہ ایک بڑے عالم کی خدمت میں پیش کیا ہے، اُس کی تعبیر کیا ہوگی، اسی طرح کبھی دیکھا کہ دودھ پی رہا ہوں؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: حدیث شریف میں دودھ کی تعبیر علم سے دی گئی ہے، اِس لئے دودھ کسی عالم کو پیش کرنا کوئی علمی تحفہ پیش کرنے کی علامت ہے، اور دودھ پینا علم سے مستفیض ہونے کی علامت ہے۔

عن عبد اللّٰہ بن عمر رضي اللّٰہ عنهما قال: سمعت رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم یقول: بینا أنا نائمٌ أُتیت بقدح لبن، فشربت منه ثم أعطیت فضلي عمر بن الخطاب، قالوا: فما أوَّلته یا رسول اللّٰہ؟ قال: العلم. (صحیح البخاري، کتاب التعبیر / باب القدح في النوم ۱۰۴۱/۲ رقم: ۷۰۳۲ دار الفکر بیروت، فتح الباری ۱۹۳/۱۲ دار الکتب العلمیة بیروت)

وتاویل اللبن بالفطرة لما في کل منهما من التغذیة الموجبة للحیاة وکمال النشأة. (الموسوعة الفقهیة، مادة: رؤیا / تعبیر الرؤیا ۱۲/۲۲ کویت) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۲۷/۳/۵ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

مردے کو سفید پوشاک میں دیکھنا؟

سوال (۵۲۰): -کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: اگر خواب میں دیکھا کہ فلاں کا انتقال ہوگیا ہے، اور اُس نے سفید کپڑے پہن رکھے ہیں، تو

www.besturdubooks.wordpress.com

یہ کس چیز کی علامت ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: مردے کو خواب میں سفید لباس پہنے ہوئے دیکھنا نجات یافتہ ہونے کی علامت ہے، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے چچا ورقہ بن نوفل کو خواب میں سفید لباس میں ملبوس دیکھا، تو آپ نے فرمایا کہ اگر وہ دوزخی ہوتے تو اُن کا لباس اُس کے علاوہ ہوتا۔

عن عائشة رضي اللّٰه عنها قالت: سئلَ رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم عن ورقةَ، فقالت له خديجةُ: إنه كان صدَّقک؛ ولکن مات قبل أن تظهر. فقال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: أريته في المنام وعليه ثيابٌ بيضٌ، ولو كان من أهل النار لكان عليه لباسٌ غير ذٰلک. (سنن الترمذي ٢/٥٤ رقم: ٢٢٨٨، المسند للإمام أحمد ٦/٦٥، مشكاة المصابيح ٣٩٦) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصورپوری غفرلہ ۵/۳/۱۴۳۷ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

خواب میں وضو کرتے دیکھنا؟

سوال (۵۲۱): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: اگر خواب میں کوئی شخص وضو کرتے دیکھے، تو اُس کی کیا تعبیر ہوگی؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: حافظ ابن حجرؒ نے لکھا ہے کہ خواب میں وضو کرتے دیکھنا کسی اہم کام کے ہونے کی طرف اشارہ ہے، اگر وضو مکمل کیا ہے تو کوئی اہم کام پورا ہوجائے گا، اور اگر وضو ناقص کیا ہے تو وہ کام مطلق ناقص رہے گا۔

عن أبي هريرة رضي اللّٰه عنه قال: بينما نحن جلوسٌ عند رسول اللّٰه

www.besturdubooks.wordpress.com

صلی اللّٰه علیه وسلم، قال: بینما أنا نائم رأیتُني في الجنة، فإذا امرأةٌ تتوضأ إلی جانبِ قصر، فقلت: لمن هٰذا القصر؟ فقالوا: لعُمر، فذكرت غیرته فولَّیتُ مدبرًا فبکی عمر، وقال: علیک – بأبي أنت وأمي یا رسول اللّٰه – أغارُ؟ (صحیح البخاري، کتاب التعبیر / باب الوضوء في المنام ۴۱۷/۱۲ رقم: ۷۰۲۵ دار الفکر بیروت)

قال أهل التعبیر: رؤیة الوضوء في المنام وسیلة إلی سلطان أو عمل، فإن أتمه في النوم حصل مراده في الیقظة، وإن تعذر لعجز الماء مثلاً، أو توضأ بما لا تجوز الصلاة به فلا. والوضوء للخائف أمانٌ، ویدل علی حصول الثواب وتکفیر الخطایا. (فتح الباري، کتاب التعبیر / باب الوضوء في المنام ۵۱۵/۱۵ دار الکتب العلمیة بیروت، ۴۱۷/۱۲ مکتبة ریاض الحدیثة) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۵/۳/۱۴۳۷ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

خواب میں قمیص پہنے دیکھنا؟

سوال (۵۲۲): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: اگر کوئی شخص خواب میں قمیص پہنے ہوئے دیکھے کہ لمبی قمیص پہن رکھی ہے، تو اِس کی کیا تعبیر ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰه التوفیق: خواب میں قمیص پہنے دیکھنا دین اور عمل صالح کی طرف اِشارہ ہے، جس قدر قمیص لمبی ہوگی اُسی قدر دین اور عمل صالح میں رتبہ بڑھا ہوا ہوگا۔

عن أبي سعید الخدري رضي اللّٰه عنه یقول: قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم: بینما أنا نائم رأیت الناس یُعرضون علي وعلیهم قمصٌ منها، ما یبلغ الثديَ، ومنها ما یبلغ دون ذٰلک، ومر علي عمرُ بن الخطاب وعلیه قمیص یجرّه، قالوا: ما أولت یا رسول اللّٰه؟ قال: الدِّینَ. (صحیح البخاري، کتاب التعبیر / باب

www.besturdubooks.wordpress.com

القميص في المنام ۱۰۳۷/۲ رقم: ۷۰۰۸ دار الفكر بيروت)

وتاويل الثياب بالدين والعمل؛ فإن الرسول صلى الله عليه وسلم أول القميص في المنام بالدين والعلم. (الموسوعة الفقهية، مادة: رؤيا / تعبير الرؤيا ۱۲/۲۲ وزارة الأوقاف والشئون الإسلامية الكويت) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۳۶/۷/۲۰ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

خواب میں ﴿وَلاَ اَنَا عَابِدٌ مَا عَبَدْتُّمْ﴾ پڑھنا؟

سوال (۵۲۳): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: عبد اللہ نے خواب میں دیکھا کہ ایک شخص سورۂ کافرون کی یہ آیتیں: ﴿وَلاَ اَنَا عَابِدٌ مَّا عَبَدْتُّمْ﴾ سے اخیر تک پڑھ رہا ہے، اِس خواب کی تعبیر کیا ہوسکتی ہے، جواب دے کر عند اللہ ماجور ہوں۔

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: آپ اگر غم میں ہیں، تو اللہ تعالیٰ آپ کو خوشی سے نوازے گا، انشاء اللہ تعالیٰ۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۱۴۱۲/۲/۲۸ھ

کوے کو چڑیا اُڑاتے اور بلی کو زبان چاٹتے خواب میں دیکھنا؟

سوال (۵۲۴): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: میں نے بدھ کے روز یہ خواب دیکھا کہ ایک کوّا جو ایک چڑیا کو گھونسلے سے نکال کر اُڑا رہا ہے اور تمام لوگ اِس کو تعجب سے دیکھ رہے ہیں، اور کہہ رہے ہیں کہ بچاؤ، جب میں نے دیکھا کہ اُس کوے نے اس چڑیا کو چھوڑ دیا پھر میں اُس کو اُٹھانے کے لئے گیا، تو اس جگہ جہاں چڑیا گری تھی تو وہاں سے ایک بلی زبان چاٹتے ہوئے نکلی بس۔

www.besturdubooks.wordpress.com

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اِس خواب کی تعبیر یہ ہے کہ عام لوگوں کے سامنے بددین شخص مظلوم پر ظلم کرے گا اور اُس کے شکنجہ سے نکلنے کے باوجود مظلوم کو انصاف نہ مل سکے گا، ایک ظالم کے بعد دوسرا ظالم تیار بیٹھا رہے گا، اللہ تعالیٰ خیر فرمائیں، آمین۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصورپوری غفرلہ

٦/٥/١٤١٤ھ

خوابوں پر یقین کرنا کیسا ہے؟

سوال (٥٢٥): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: خوابوں پر یقین کرنا کیسا ہے؟ کس قسم کا خواب معتبر ہوتا ہے، اور دیکھنے والوں کے ساتھ کیا کوئی قید بھی ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: خواب کوئی یقینی چیز نہیں ہے، اِس کی مختلف قسمیں ہیں، جن میں اِمتیاز ہر ایک نہیں کرسکتا، اگر کوئی خواب دیکھیں تو فن تعبیر سے مناسبت رکھنے والے مستند عالم سے اُس کی تعبیر معلوم کرلیا کریں۔

والمراد بالرؤيا الصالحة غالب رؤى الصالحين كما قال المهلب، وإلا فالصالح قد يرى الأضغاث ولكنه نادر لقلة تمكن الشيطان منهم، بخلاف عكسهم، فإن الصدق فيها نادر لغلبة تسلط الشيطان عليهم، فالناس علىٰ هٰذا ثلاث درجات:

١:- الأنبياء ورؤاهم كلها صدق، وقد يقع فيها ما يحتاج إليه تعبير.

٢:- والصالحون والأغلب على رؤاهم الصدق، وقد يقع فيها ما لا يحتاج إلى تعبير.

٣:- ومن عداهم، وقد يقع في رؤاهم الصدق والأضغاث.

www.besturdubooks.wordpress.com

وقال القاضي أبوبكر العربي: إن رؤيا المؤمن الصالح هي التي تنسب إلى أجزاء النبوة لصلاحها واستقامتها، بخلاف رؤيا الفاسق؛ فإنها لا تعد من أجزاء النبوة، وقيل: تعد من أقصى الأجزاء، وأما رؤيا الكافر فلا تعد أصلاً. وقريب من ذٰلک ما قاله القرطبي من أن المسلم الصادق الصالح هو الذي يناسب حاله حال الأنبياء فأكرم بنوع مما أكرم به الأنبياء وهو الاطلاع على الغيب. وأما الكافر والفاسق والمخلط فلا، ولو صدقت رؤياهم أحيانًا فذاک كما قد يصدق الكذوب، وليس كل من حدّث عن غيب يكون خبره من أجزاء النبوة كالكاهن والمنجم. (الموسوعة الفقهية، مادة: رؤيا / الرؤيا الصالحة ومنزلتها ٨/٢٢-٩ كويت)

عن أبي رُزين العُقيلي رضي اللّٰه تعالىٰ عنه قال: قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: الرؤيا علىٰ رجلٍ طائرٍ ما لم تعبَّر، فإذا عُبِّرت وقعت. (سنن أبي داؤد، كتاب الأدب / باب ما جاء في الرؤيا ٦٨٥/٢ رقم: ٥٠٢٠ دار الفكر بيروت، سنن الترمذي ٥٤/٢ رقم: ٢٢٧٨ المكتبة الأشرفية ديوبند)

عن أبي رزين العُقيلي رضي اللّٰه عنه قال: قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: ...... قال: ولا تحدث بها إلا لبيبًا أوحبيبًا. (سنن الترمذي، أبواب الرؤيا / باب ما جاء في تعبير الرؤيا ٥٣/٢ المكتبة الأشرفية ديوبند)

عن أبي هريرة رضي اللّٰه عنه قال: قال النبي صلى اللّٰه عليه وسلم: ...... لا تقص الرؤيا إلا علىٰ عالم أو ناصحٍ. (سنن الترمذي، أبواب الرؤيا / بابٌ ٥٤/٢ رقم: ٢٢٨٠)

وذكر صاحب تهذيب الفروق أيضًا أنه لا يلزم من صحة الرؤيا التعويل عليها في حكم شرعي لاحتمال الخطأ في التحمل وعدم ضبط الرأي، ثم ذكر بعد ذٰلک ما يدل على أن ما يثبت في اليقظة مقدم على ما ثبت بالنوم عند التعارض. (الموسوعة الفقهية، مادة: رؤيا / ترتب الحكم على قول النبي صلى اللّٰه عليه وسلم أ, فعله

www.besturdubooks.wordpress.com

في الرؤيا ١١/٢٢ وزارة الأوقاف والشئون الإسلامية الكويت) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱؍۴؍۱۴۲۱ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

خواب دیکھ کر بھول جانا؟

سوال (۵۲۶): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: خواب دیکھ کر اکثر بھول جاتے ہیں، تو کس وجہ سے ہوتا ہے؟ سنا ہے کہ ایمان کی کمزوری اور گناہوں کی زیادتی سے ہوتا ہے، تو کیا یہ صحیح ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: خواب کی باتیں بھول جانا ایمان کی کمزوری یا گناہوں کی کثرت کی علامت نہیں ہے؛ البتہ جاگنے کی حالت میں اکثر بھول کا سبب گناہوں کی کثرت اور ذہنی پراگندگی ہوتی ہے، اِس لئے ایسی باتوں سے احتیاط لازم ہے۔

قال في الشامية: مما يورث النسيان أشياء منها: العصيان، والهموم، والأحزان بسبب الدنيا وكثرة الأشغال وللعب بالمذاكير أو الذكر حتى ينزل، والنظر إليه والبول في الطريق. (شامي، كتاب الطهارة / باب المياه، مطلب ست تورث النسيان ١/٣٨٥ زكريا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

املاہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۸؍۷؍۱۴۳۴ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

www.besturdubooks.wordpress.com

متفرق آداب

مجلس میں بیٹھنے کے آداب

سوال (۵۲۷): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: مجلس میں بیٹھنے کے کیا آداب ہیں؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: جب آدمی کسی مجلس میں جائے تو بہتر ہے کہ درج ذیل آداب کا خیال رکھے:

(۱) اہل مجلس کو سلام کرنا۔

عن أبي هريرة رضي اللّٰه عنه قال: قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: إذا انتهى أحدكم إلى المجلس فليسلم، فإذا أراد أن يقوم فليسلم، فليست الأولىٰ بأحق من الآخرة. (سنن أبي داؤد، كتاب الأدب / باب في السلام إذا قام من المجلس ۲/۷۰۷ رقم: ۵۲۰۸، سنن الترمذي ۲/۱۰٤ رقم: ۲۷۰٦)

(۲) مجلس میں جہاں جگہ ملے وہیں بیٹھ جانا چاہئے، لوگوں کے کاندھے پھلاند کر آگے جانا مناسب نہیں، اس سے دوسروں کو اَذیت ہوتی ہے۔

عن حذيفة رضي اللّٰه عنه أن رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم لعن من جلس وسطَ الحلقة. (سنن أبي داؤد / باب الجلوس وسط الحلقة ۲/٦٦٤ رقم: ٤٨٢٦ دار الفكر بيروت)

عن الحسن بن علي رضي اللّٰه عنهما قال: سألت خالي هند بن أبي هالة، وكان وصَّافًا عن حلية النبي صلى اللّٰه عليه وسلم ...... فسألته عن مجلسه، فقال:

www.besturdubooks.wordpress.com

كـان رسـو ل الـلّٰـه صـلـى الـلّٰه عليه و سلم لا يقوم و لا يجلس إلا على ذكرٍ، و إذا انتهـى إلـى قومٍ جلس حيث ينتهي به المجلس، ويأمر بذٰلک يعطي كل جلسائه بـنـصـيبـه لا يـحـسَـبُ جليسه أن أحدًا أكرمَ عليه منه من جالسه، أو فاوضه في حاجة صابرة حتى يكون هو المنصرف الخ. (شمائل ترمذي / باب ما جاء في تواضع رسول اللّٰه ٢٣)

قـال الـنبـي صـلـى الـلّٰه عليه وسلم: إذا انتهى أحدكم إلى المجلس، فإن وسّـع لـه فليجلس، و إلا فلينظر إلى أوسع مكانٍ يراه فليجلس فيه. (جمع الوسائل / باب ما جاء في تواضع رسول اللّٰه ٤٩٦)

(۳) مجلس میں آنے والے کے لئے جگہ بنانا۔

قـال الـلّٰـه تـعـالىٰ: ﴿يٰٓأَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا قِيْلَ لَكُمْ تَفَسَّحُوْا فِي الْمَجَالِسِ فَافْسَحُوْا يَفْسَحِ اللّٰهُ لَكُمْ﴾ [المجادلة، جزء آيت: ١١]

(۴) مجلس میں دو آدمیوں کے درمیان اُن کی اجازت کے بغیر نہ بیٹھے۔

عـن عـمـرو بـن شـعـيـب عن أبيه عن جده رضي اللّٰه عنهما أن رسول اللّٰه صـلى اللّٰه عليه وسلم قال: لا يَجلس بين رجلين إلا بإذنهما. (سنن أبي داؤد / باب في الرجل يجلس ٦٦٥/٢ رقم: ٤٨٤٤ دار الفكر بيروت)

(۵) اہل مجلس میں سے کسی کو اُٹھا کر اُس کی جگہ خود بیٹھنا درست نہیں۔

عن ابن عمر رضي اللّٰه عنهما عن النبي صلى اللّٰه عليه وسلم قال: لا يُقيم الرجلُ الرجلَ من مجلسه ثم يجلس فيه. (صحيح البخاري، كتاب الاستئذان / باب لا يقيم الرجل الرجل من مجلسه ٩٢٧/٢ رقم: ٦٢٦٩ دار الفكر بيروت)

عـن ابـن عـمـر رضي اللّٰه عنهما عن النبي صلى اللّٰه عليه وسلم أنه نهىٰ أن يـقـام الرجلُ من مجلسه ثم يجلس فيه آخرُ، ولكن تفسَّحوا وتوسَّعوا. وكان ابن عـمـر يـكـره أن يـقـوم الـرجل من مكانه ثم يجلس مكانهُ. (صـحـيـح البخاري، كتاب

www.besturdubooks.wordpress.com

الاستئذان / باب لا يقيم الرجل الرجل من مجلسه ٢/٩٢٨ رقم: ٦٢٧٠ دار الفكر بيروت)

(٦) حلقہ بنا کر اور مل مل کر بیٹھنا، اس طور پر کہ درمیان میں جگہ نہ چھوٹے، حدیث شریف میں ہے کہ مجلس کے درمیان جگہ خالی رہ جانے پر شیطان گھس جاتا ہے۔

عن أبي واقد الليثي رضي الله عنه أن رسول الله صلى الله عليه وسلم بينما هو جالس في المسجد والناس معه، إذ أقبل ثلاثة نفرٍ، فأقبل اثنان إلىٰ رسول الله صلى الله عليه وسلم وذهب واحدٌ، قال: فوقفا علىٰ رسول الله صلى الله عليه وسلم، فأما أحدهما فرأى فرجةً في الحلقة فجلس فيها، وأما الآخر فجلس خلفهم، وأما الثالث فأدبر ذاهبًا، فلما فرغ رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: ألا أخبركم عن النفر الثلاثة؟ أما أحدهم فاوىٰ إلى الله فاواه الله، وأما الآخر فاستحيا فاستحيا الله منه، وأما الآخر فأعرض فأعرض الله عنه. (صحيح البخاري، كتاب العلم / باب من قعد حيث ينتهي به المجلس ومن رأى فرجة في الحلقة فجلس فيها ١/١٥ رقم: ٦٦ دار الفكر بيروت، صحيح مسلم، كتاب السلام / باب من أتى مجلسًا فوجد فرجة فجلس فيها وإلا وراءهم رقم: ٢١٧٦ بيت الأفكار الدولية)

(٧) اَدب اور تواضع کے ساتھ بیٹھنا۔

عن يحيىٰ بن أبي كثير رضي الله عنه أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: آكل كما يأكل العبد، وأجلسُ كما يجلس العبد، فإنما أنا عبد. (شعب الإيمان للبيهقي / باب في المطاعم والمشارب، الأكل متكئًا ٥/١٠٧ رقم: ٥٩٧٥ دار الكتب العلمية بيروت، وكذا في المسند لأبي يعلىٰ الموصلي برقم: ٤٨٩٩)

(٨) کسی ہم نشین کی طرف پیر نہ پھیلانا۔

عن أنس بن مالك رضي الله عنه قال: كان النبي صلى الله عليه وسلم إذا استقبله الرجلُ فصافحه لا ينزع يده من يده حتى يكون الرجل ينزع، ولا

www.besturdubooks.wordpress.com

يـصـرف وجهه عن وجهه حتى يكون الرجلُ هو يصرفه ولم يُر مقدِّمًا ركبتيه بين يدي جليس له. (سنن الترمذي / أبواب صفة القيامة ٧٥/٢ رقم: ٢٤٩٠ المكتبة الأشرفية ديوبند)

(۹) اگر کسی سے کوئی بات کرنی ہو، تو اِشارہ کے بجائے پورے طور پر اُس کی طرف متوجہ ہوکر بات کرنا۔

عـن أنـس بـن مالک رضي اللّٰه عنه قال: كان النبي صلى اللّٰه عليه وسلم إذا استـقبلـه الـرجـلُ فصافحه لا ينزع يده من يده حتى يكون الرجل ينزع، ولا يـصـرف وجهه عن وجهه حتى يكون الرجلُ هو يصرفه ولم يُر مقدِّمًا ركبتيه بين يدي جليس له. (سنن الترمذي / أبواب صفة القيامة ٧٥/٢ رقم: ٢٤٩٠ المكتبة الأشرفية ديوبند)

قال هند بن أبي هالة: – وكان وصَّافًا عن حلية النبي صلى اللّٰه عليه وسلم – إذا التفت التفت جميعًا. (شمائل ترمذي / باب صفة النبي صلى اللّٰه عليه وسلم ص: ٢ رقم: ٧ المكتبة الأشرفية ديوبند)

(۱۰) دوآدمیوں کی آپسی گفتگو کی طرف کان نہ لگانا۔

عـن ابـن عباس رضي اللّٰه عنهما عن النبي صلى اللّٰه عليه وسلم قال: ...... ومـن استـمـع إلىٰ حديث قومٍ وهم له كارهون – أو يفرُّون منه – صُبَّ في أذنيه الآنک يوم القيامة. (صحيح البخاري، كتاب التعبير / باب من كذب في حلمه ١٠٤٢/٢ رقم: ٧٠٤٢ المكتبة الأشرفية ديوبند)

(۱۱) تین آدمیوں کی موجودگی میں دولوگوں کا آپس میں سرگوشی نہ کرنا۔

عـن عبـد اللّٰه رضي اللّٰه عنه أن رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم قال: إذا كـانـوا ثـلاثةً فلا يتناجىٰ إثنان دون الثالث. (صحيح البخاري، كتاب الاستئذان / باب لا يتناجى إثنان دون الثالث ٩٣٠/٢ رقم: ٦٢٨٨ دار الفكر بيروت)

عن عبد اللّٰه رضي اللّٰه عنه قال النبي صلى اللّٰه عليه وسلم: إذا كنتم ثلاثةً

www.besturdubooks.wordpress.com

فلا يتناج رجلان دون الآخر حتى تختلطوا بالناس أجل أن يحزنه. (صحيح البخاري، كتاب الاستئذان / باب إذا كانوا أكثر من ثلاثة فلا بأس بالمسارة والمناجاة ٩٣١/٢ رقم: ٦٢٩٠ دار الفكر بيروت)

(۱۲) مجلس میں بدبودار چیز کھا کرنہیں جانا چاہئے، اس سے بھی دوسروں کو اذیت ہوتی ہے۔

(۱۳) مجلس میں ریح خارج کرنا، بے ہودہ بات کرنا، اپنے بیٹھنے میں اپنے معزز ہونے کا اظہار کرنا آدابِ مجلس کے خلاف ہے۔

(۱۴) مجلس کی ہر بات اَمانت ہوتی ہے، اُس کولوگوں میں چرچا کرنا یا مجلس کی راز کی بات دوسروں پر ظاہر کرنا سخت گناہ اور خیانت ہے۔

عن جابر بن عبد اللّٰه رضي اللّٰه عنه قال: قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: المجالس بالأمانة إلا ثلاثة مجالس: سفک دم حرامٍ، أو فرجٌ حرامٌ، أو اقتطاع مال بغير حق. (سنن أبي داؤد، كتاب الأدب / باب في نقل الحديث ٦٦٨/٢ رقم: ٤٨٦٩ دار الفكر بيروت)

(۱۵) اگر کوئی شخص کسی بشری یا دیگر ضرورت سے مجلس سے اُٹھ کر گیا ہوا اور اُس کو وہاں واپس آ کر بیٹھنے کا اِرادہ ہو تو وہ جگہ اُس کے آنے کے بعد اُسی کا حق ہے، اُس سے نزاع کرنا جائز نہیں۔

عن أبي هريرة رضي اللّٰه عنه أن رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم قال: من قام من مجلسه، ثم رجع إليه، فهو أحق به. (صحيح مسلم / باب إذا قام من مجلسه ٢١٧/٢ رقم: ٥٦٨٩ بيت الأفكار الدولية)

(۱۶) مجلس سے واپسی پر اہل مجلس کو سلام کرنا۔

عن أبي هريرة رضي اللّٰه عنه قال: قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: إذا انتهى أحدكم إلى المجلس فليسلم، فإذا أراد أن يقوم فليسلم، فليست الأولىٰ بأحق من الآخرة. (سنن أبي داؤد، كتاب الأدب / باب في السلام إذا قام من المجلس رقم: ٥٢٠٨، سنن الترمذي رقم: ٢٧٠٦)

www.besturdubooks.wordpress.com

(۱۷) مجلس کے اختتام پر یہ دعا پڑھنا: ”سبحانک اللّٰهم وبحمدک أشهد أن لا إلٰه إلا أنت أستغفرک وأتوب إلیک“۔

عن أبي هريرة رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من جلس في مجلس فكثُر فيه لغطه، فقال قبل أن يقوم من مجلسه ذٰلک: ”سبحانک اللّٰهم وبحمدک أشهد أن لا إلٰه إلا أنت أستغفرک وأتوب إلیک“. إلا غفر له ما كان في مجلسه ذٰلک. (سنن الترمذي، أبواب الدعوات / باب ما يقوم إذا قام من مجلسه ۱۸۱/۲ رقم: ۳٤۳۳)

اس کے علاوہ اور بھی بہت سے آداب ہیں، جن کو ضرورت پر معلوم کرلیا جائے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۳۷/۳/۴ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

راستہ میں چلنے کے آداب

سوال (۵۲۸): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: راستہ میں چلنے کے کیا آداب ہیں؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰه التوفيق: جب راستے میں چلیں تو تواضع کے ساتھ جھک کر قدرے تیزی کے ساتھ قدم اٹھانے چاہئیں، چال میں اکڑ اور کبر کا اظہار نہ ہو، راستے میں ایک طرف چلیں، بار بار پیچھے مڑکر نہ دیکھیں، راستہ چلنے والوں کو سلام کریں، اُن کے سلام کا جواب دیں، غیر محرم عورتوں سے نظر کی حفاظت کریں، اچھی باتوں کا حکم کریں، بری باتوں سے منع کریں، راستہ سے تکلیف دہ چیز کو ہٹادیں، خود کسی کی اذیت کا سبب نہ بنیں، راستہ میں قضاء حاجت کرنا اور کچرا اڑانا سخت منع ہے، اس سے لوگوں کو تکلیف ہوتی ہے۔

قال اللّٰه تعالیٰ: ﴿وَلَا تَمْشِ فِي الْاَرْضِ مَرَحًا اِنَّکَ لَنْ تَخْرِقَ الْاَرْضَ وَلَنْ

www.besturdubooks.wordpress.com

تَبْلُغَ الْجِبَالَ طُوْلًا﴾ [بني إسرائيل: ٣٧]

كـان عـلي رضي اللّٰه عنه إذا وصف رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم قال: إذا مشىٰ تقلّع كأنما ينحط في صببٍ. (شمائل ترمذي / باب في مِشيةِ رسول اللّٰه ﷺ ٨ رقم: ١١٨)

قـال أبـو هـريرة رضي اللّٰه عنه: ما رأيت أحدًا أسرع في مشيته من رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم. (شمائل ترمذي / باب في مِشيةِ رسول اللّٰه ﷺ ٨ رقم: ١١٧)

كان النبي صلى اللّٰه عليه وسلم لا يلتفت وراءه إذا مشىٰ. (الجامع الصحيح رقم: ٤٨٧٠)

عن أبي سعيد الخدري رضي اللّٰه عنه عن النبي صلى اللّٰه عليه وسلم قال: إيـاكـم والـجـلـوسَ عـلـى الطرقات، فقالوا: ما لنا بُدٌّ، إنما هي مجالسنا نتحدثُ فيهـا. قـال: فإذا أتيتم إلى المجالس فأعطوا الطريق حقها. قالوا: ما حق الطريق؟ قـال: غـضُّ البـصر وكفُّ الأذىٰ وردُّ السلام وأمرٌ بالمعروف ونهيٌ عن المنكر. (صـحيـح البـخـاري، كتاب المظالم والغصب / باب أفنية الدور والجلوس فيها الخ ٣٣٣/١ رقم: ٢٤٦٥ دار الفكر بيروت، صحيح مسلم ٢١٣/٢ رقم: ٢١٢١ بيت الأفكار الدولية)

عـن أبي هريرة رضي اللّٰه عنه أن رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم قال: اتقوا الـلـعانين، قالوا: وما اللعانان يا رسول اللّٰه! قال: الذي يتخلى في طريق الناس أو في ظلهم. (صحيح مسلم، كتاب الطهارة / باب النهي عن التخلي في الطرق والظلال ١٣٢/١ رقم: ٢٦٩)

قال النووي: وأما قوله ﷺ: الـذي يتـخلى في طريق الناس، فمعناه يتغوط فـي مـوضـع يـمـر بـه الـنـاس، ومـا نهـى عـنه في الظل والطريق لما فيه من إيذاء المسلمين بتنجيس من يمر به ونتنه واستقذاره. (المنهاج في شرح صحيح مسلم للنووي ص: ٢٧٥ تحت رقم: ٢٦٩ بيت الأفكار الدولية) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

املاہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفر لہ ۱۵/۳/۱۴۳۷ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

www.besturdubooks.wordpress.com

جب جمائی آئے تو کیا کرے؟

سوال (۵۲۹): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: جمائی آتے وقت کیا طریقہ اپنانا چاہئے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: جب جمائی محسوس ہو تو حتی الامکان منہ بند کرنے کی کوشش کرے، اگر خود منہ بند نہ ہو پائے تو منہ پر ہاتھ رکھ لے، اور منہ سے آواز نہ نکالے۔

عن أبي سعيد الخدري رضي اللّٰه عنه عن أبيه قال: قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: إذا تثاءب أحدكم فليمسك على فيه؛ فإن الشيطان يدخل. (سنن أبي داؤد، كتاب الأدب / باب ما جاء في التثاؤب ٦٨٥/٢ رقم: ٥٠٢٦، صحيح مسلم، كتاب الزهد / باب تشميت العاطس وكراهة التثاؤب ٤١٢/٢ رقم: ٢٩٩٥)

عن أبي هريرة رضي اللّٰه عنه قال: قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: إن اللّٰه يحب العطاس ويكره التثاؤب، فإذا تثاءب أحدكم فليرده ما استطاع ولا يقل: هاه هاه، فإنما ذٰلكم من الشيطان يضحك منه. (سنن أبي داؤد، كتاب الأدب / باب في التثاؤب ٦٨٦/٢ رقم: ٥٠٢٨، صحيح البخاري، كتاب الأدب / باب ما يستحب من العطاس وما يكره من التثاؤب ٩١٩/٢ رقم: ٦٢٢٦، سنن الترمذي، أبواب الأدب / باب ما جاء إن اللّٰه يحب العطاس ويكره التثاؤب ١٠٤/٢ رقم: ٢٧٤٧) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

املاہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۳۷/۳/۱۴ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

غصہ کا علاج

سوال (۵۳۰): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: جب کسی کو غصہ آئے تو کیا کرے؟

www.besturdubooks.wordpress.com

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفيق: غصہ ایک طبعی اور فطری چیز ہے، اگر کسی دینی امر کے نقصان پر مؤمن کو غصہ آ جائے، تو یہ اُس کے ایمان دار اور مؤمن ہونے کی دلیل ہے، حدیث میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو جب دین میں کوتاہی پر غصہ آتا تھا تو رگیں پھول جاتیں، آنکھیں سرخ ہوجاتیں، رنگ لال ہوجاتا، جیسے کسی نے آپ کے چہرہ پر اَنار کا دانہ نچوڑ دیا ہو، اُس وقت آپ کے غصہ کے کی کوئی تاب نہ لاسکتا تھا، اِس لئے دینی اَمر پر غصہ آنا تو پسندیدہ ہے؛ البتہ دنیوی اُمور: اپنی ذاتی وجاہت، مال ودولت کا معمولی نقصان، اور بات بات پر غصہ آنا یہ شرعاً ناپسندیدہ ہے، اور حلم و بردباری کے خلاف ہے، حدیث میں ہے کہ آپ نے کبھی اپنی ذات کے لئے غصہ ہوکر کسی سے انتقام نہیں لیا، اس لئے شریعت میں حکم ہے کہ جب کسی کو دنیاوی اُمور پر غصہ آئے، تو اُسے جلد از جلد ختم کر کے اعتدال کی حالت پیدا کرے، اگر کھڑا ہو تو بیٹھ جائے، بیٹھا ہو تو لیٹ جائے، اسی طرح ''اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم'' کی کثرت اور وضو کرنے سے بھی غصہ ختم ہوجاتا ہے۔

عن عائشة رضي الله عنها أنها قالت: ما خُيِّر رسول الله صلى الله عليه وسلم بين أمرين قط إلا أخذ أيسرهما ما لم يكن إثمًا، فإن كان إثمًا كان أبعد الناس منه، وما انتقم رسول الله صلى الله عليه وسلم لنفسه في شيء قط إلا أن تُنتهک حرمةُ الله فينتقم بها لله. (صحيح البخاري، كتاب الأدب / باب قول النبي ا يسروا ولا تعسروا الخ ۲/ ۹۰٤ رقم: ٦١٢٦ دار الفكر بيروت)

عن أبي ذر رضي الله عنه قال: إن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال لنا: إذا غضِب أحدكم وهو قائم فليجلس، فإن ذهب عنه الغضب وإلا فليضطجع. (سنن أبي داؤد، كتاب الأدب / باب ما يقال عند الغضب ٦٥٩/٢ رقم: ٤٧٨٢)

عن ابن عباس رضي الله عنهما عن النبي صلى الله عليه وسلم أنه قال: ...... إذا غضب أحدكم فليسكت. (المسند للإمام أحمد بن حنبل ٢٣٩/١)

عن عطية رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: إن الغضب

www.besturdubooks.wordpress.com

من الشيطان، وإن الشيطان خُلِق من النار، وإنما تطفأ النارُ بالماء، فإذا غضب أحدكم فليتوضأ. (سنن أبي داؤد، كتاب الأدب / باب ما يقال عند الغضب ٢/ ٦٦٠ رقم: ٤٧٨٤ دار الفكر بيروت)

عن ابن عمر رضي اللّٰه عنهما قال: قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: ما تجرَّع عبدٌ جُرعةً أفضل عند اللّٰه عزوجل من جُرعة غيظٍ يكظِمها ابتغاء وجه اللّٰه تعالىٰ. (المسند للإمام أحمد بن حنبل ٢/١٢٨) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

املاہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۱/۳/۱۴۳۷ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

استعمالی برتنوں پر آیۃ الکرسی اور سورۂ فاتحہ لکھنا؟

سوال (۵۳۱): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: کیا پیتل کے پیالوں اور کٹوروں میں آیۃ الکرسی اور سورۂ فاتحہ لکھنا اور اُس میں پانی پینا جائز ہے؟ اور کیا یہ سبب برکت بھی ہے؟ قرآن وحدیث کی روشنی میں جواب عنایت فرمائیں۔

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: عام استعمال کے پیالوں اور کٹوروں پر قرآنِ کریم کی آیتیں لکھنا اور اُن میں پانی پینا حرمتِ قرآن کے منافی اور ممنوع ہے، اور یہ سبب برکت بھی نہیں ہے۔

كذا تستفاد من: ولو كتب القراٰن على الحيطان والجُدران بعضهم قالوا: يرجى أن يجوز وبعضهم كرهوا ذلك مخافة السقوط تحت أقدام الناس.

(الفتاوىٰ الهندية، كتاب الكراهية / الباب الخامس ٥/٣٢٣)

وكتابته على الجدران والمحاريب ليس بمستحسن. (البناية شرح الهداية ١٢/٢٣٧)

كالكتابة على الجدران وأوراق الأشجار أو على الكاغذ لا على وجه الرسم؛ فإن هٰذا يكون لغوًا. (البحر الرائق ٨/٥٤٤، الدر المختار مع الشامي ٦/٧٣٧ دار الفكر بيروت) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۰/۱۱/۱۴۱۱ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

www.besturdubooks.wordpress.com

آیت الکرسی کا کٹورا؟

سوال (۵۳۲): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: میرے پاس ایک آیت الکرسی کا کٹورا ہے، جس کو دھونے پر اُس کا پانی گملے میں ڈال دیتی ہوں، اُس پانی کو پینا کیسا ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: کٹورے پر آیت الکرسی گودوانا قرآنِ کریم کی بے اَدبی ہے، اور اس پیالہ پر منہ لگاکر پانی پینا بھی سخت بے ادبی ہے، اور جس کٹورے پر آیت الکرسی لکھی ہوئی ہو اُسے بے وضو چھونا جائز نہیں ہے، اور محض اس کا کٹورے میں جس طرح عام پانی متبرک نہیں ہوجاتا؛ بلکہ عام پانی کی طرح رہتا ہے؛ لہٰذا جس طرح عام پانی کا پینا جائز ہے، اس کٹورے کے پانی کو بھی دوسرے برتن میں کرکے پینا جائز ہے، اور جیسے دیگر پانی گملے وغیرہ میں ڈالا جاتا ہے، وہ پانی بھی گملے میں ڈالنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

عن عمر بن عبد العزيز رحمه اللّٰه أن النبي صلى اللّٰه عليه وسلم مر على كتاب في الأرض، فقال لفتى معه: ما هٰذا؟ قال: بسم اللّٰه، قال: لعنه اللّٰه من فعل هٰذا لا تضعوا اسم اللّٰه إلا في موضعه قال: فرأيت عمر بن عبدالعزيز رأى ابنًا له، كتب ذكر اللّٰه في الحائط، فضربه. (مستفاد از: مراسيل أبي داؤد ۲۰)

ولو كتب على خاتمه اسمه أو اسم اللّٰه تعالىٰ، أو ما بدا له من أسماء اللّٰه نحو قوله: ﴿حَسْبِيَ اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ﴾ أو ربي اللّٰه أو نعم القادر؛ فإنه لا بأس به، ويكره لمن لا يكون على الطهارة. وفي الهندية: كتابة القرآن على ما يفترش ويبسط مكروهةٌ، كذا في الغرائب: قالوا: لا يجوز أن يتخذ قطعة بياض مكتوب عليه اسم اللّٰه تعالىٰ علامة فيها بين الأوراق لما فيه من الابتذال باسم اللّٰه تعالىٰ. (الفتاویٰ

www.besturdubooks.wordpress.com

الهندية، كتاب الكراهية / الباب الخامس ٣٢٣/٥، وكذا في البحر الرائق ٣٧/٢) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

املاہ: احقر محمد سلمان منصورپوری غفرلہ ۱۴۳۱/۲/۴ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

بلیوں کو قبرستان میں چھوڑنا کیسا ہے؟

سوال (۵۳۳۳): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: ہمارے گھر دو بلیاں رہتی ہیں اُن کی پیدائش بھی ہمارے گھر میں ہوئی ہے، اُن کے کھانے کا انتظام بھی اللہ ہمارے ذریعہ کرادیتے ہیں؛ لیکن اَب وہ جگہ جگہ گندگی کرتی ہیں، بستروں پر کبھی کبھار پیشاب بھی کردیتی ہیں، جس کی وجہ سے دقت ہوتی ہے، تو کیا اُن کو کسی قبرستان میں چھوڑ دینا درست ہے؟ گنہگار تو نہیں ہوں گے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفيق: پالتو بلیوں کو گھر میں گندگی کردینے کی وجہ سے کسی کو دے دینے یا قبرستان میں چھوڑوادینے میں شرعاً کوئی حرج اور گناہ نہیں ہے۔ (مستفاد: فتاویٰ محمودیہ ۲۰۳/۲۷ میرٹھ)

الهرة إذا كانت موذيةٌ لا تعذب ولا تعرك أذنها؛ بل تذبح سكين حادٍ كذا في الوجيز الكردري. (الفتاویٰ الهندية، كتاب الكراهية / الباب الحادي والعشرون ٣٦١/٥ زكريا، بزازية على هامش الهندية، كتاب الكراهية / الباب الثامن في القتل ٣٧٠/٦)

وجاز قتل ما يضر منها ككلبٍ عقورٍ وهرةٍ تضر. ويذبحها أي الهرة ذبحًا، ولا يضر بها؛ لأنه لا يفيد ولا يحرقها. قال الشامي: قوله: وهرة تضر، كما إذا كانت تأكل الحمام والدجاج. (الدر المختار مع الشامي / كتاب الخنثى ٧٥٢/٦ دار الفكر بيروت، وكذا في البحر الرائق، كتاب الحج / فصل إن قتل محرم صيدًا ٦٠/٣ زكريا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصورپوری غفرلہ ۱۴۳۵/۱/۱۶ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

www.besturdubooks.wordpress.com